www.KitaboSunnat.com

وذکرھم بایام اللہ ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور

تاریخ ابنِ خلدون

خلافت بنو عباس

تصنیف:

رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

سبیل سکینہ
حیدر آباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۹۱

تاریخ ابنِ خلدون

حصہ سوم

خلافتِ بنو عباس

خلافت عباسیہ کے بانی المنصور السفاح کی سفا کی، اسلامی سلطنت کے نئے دار الخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر، ابو مسلم خراسانی کی سرکشی، نبوت کے دعویدار ابن مقنع کا خروج، مشرقی دنیا کے نامور خانوادے البرامکہ کی تباہی، ہارون کے بیٹوں امین اور مامون کی کشمکش سے لیکر المقتصد مکتفی باللہ تک مسلمانوں کے تمدن آفرین دور کے حالات وواقعات۔

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبد الرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی ایم اے ● ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التتر یعنی علّامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ــــــــ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ــــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون
ناشر: ــــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ــــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ــــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حصہ اوّل

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
		ابو الورد کی بغاوت	
	۲۵	اہل دمشق کی بغاوت	
باب: ۱		اہل قنسرین کی اطاعت	
تحریک شیعان علی		دمشق پر قبضہ	
واقعۂ قرطاس		ابو محمد سفیانی کا انجام	
فرمان فاروقی	۲۶	اہل جزیرہ کی بغاوت	۳۱
قصہ شوریٰ		الرہا کا محاصرہ	
حضرت عثمانؓ کی مخالفت	۳۵	یزید بن ہبیرہ	
امام حسنؓ کی بیعت		ابو جعفر کا تقرر	۳۲
امیر معاویہ کی سیاست		مالک اور ابن ہبیرہ میں جنگ	
یزید کی تخت نشینی	۲۷	مصالحت کی کوشش	
توابین		ابن ہبیرہ کا قتل	۳۳
مختار کا خروج		ابو سلمہ و سلیمان بن کثیر کا قتل	
زاہد بن علی کا قتل		عمال سفاح	۳۴
زید کا قتل	۲۸	رومیوں کا ملطیہ اور تالیقلا پر قبضہ	۳۵
شیعان محمد حنفیہ		بغاوتیں اور ان کا استیصال	
امامت کی منتقلی	۲۹	اہل بخارا کی بغاوت	
باب: ۲		معرکہ طراز	
خلافت عباسیہ کا قیام		بسام کی بغاوت	۳۶
فرقہ راوندیہ	۳۰	خازم کی سفاکی	
ابو العباس سفاح ۱۲۳ھ تا ۱۳۶ھ		خارجیوں کی سرکوبی	
حبیب بن مرہ کی بغاوت		کش پر قبضہ	۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
سندھ کی بغاوت	
زیاد بن صالح کی بغاوت	
حج ابوجعفر وابومسلم	۳۸
باب : ۲	۳۹
ابوجعفر عبداللہ المنصور ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ	
المنصور کی تخت نشینی	
ابومسلم کا سفر حج	۴۱
ابومسلم کی سرکشی کے اسباب	۴۲
ابومسلم کا قتل	۴۳
قتل ابومسلم کا ردعمل	۴۵
ابونصر کی گرفتاری	۴۶
سنباد کی بغاوت	۴۷
عبداللہ بن علی	۴۸
راوندیہ کی شورش	۴۹
خراسان کی بغاوت	۵۰
عبدالجبار کی سرکشی	
المہدی کا تقرر	۵۱
حاکم سندھ کی سرکشی	
اصبہد کی سرکشی	
بنوہاشم اور مسئلہ خلافت	۵۲
عبداللہ بن حسن	۵۳
بنوحسن کی گرفتاری	
محمد بن عبداللہ کا قتل	
محمد المہدی کا خروج	۵۶
محمد المہدی کا قتل	۵۶
ابراہیم بن عبداللہ	۶۷

عنوان	صفحہ
ابراہیم بن عبداللہ کا خروج	۶۸
بصرہ واہواز پر قبضہ	
کوفہ پر لشکر کشی	
ابراہیم بن عبداللہ کا قتل	۶۹
تعمیر شہر بغداد	۷۰
المہدی کی ولی عہدی	۷۱
استاذ میس کا خروج	۷۳
ہشام بن عمرو بحیثیت گورنر سندھ	
تعمیر رصافہ	۷۳
معن بن زائدہ کا قتل	۷۴
السفاح اور المنصور کے عمال	
بیرونی مہمات	۷۸
المنصور کی وصیت	۷۹
وفات	۸۲
باب : ۳	۸۳
محمد بن عبداللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۵ھ	
تخت نشینی	
حسن بن ابراہیم	۸۴
مقنع کا ظہور اور ہلاکت	
المہدی کے عمال	۸۵
المہدی کی ولی عہدی اور عیسیٰ کی معزولی	۸۶
فتح باربد	۸۷
المہدی کا حج	
وزیر ابوعبداللہ	۸۸
اندلس میں دعوت عباسیہ کا ظہور اانقطاع	۸۹
ہارون کی ولی عہدی	۹۰
وزیر یعقوب کا زوال	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
طبرستان کی بغاوت	۹۱	علی بن عیسیٰ کا تقرر	
خلیفہ مہدی کے عمال		معرکہ نیشاپور	
بیرونی مہمات	۹۲	حمزہ کی غارت گری	
وفات	۹۳	مامون کی ولی عہدی	۱۰۹
باب: ۵	۹۵	بغاوتیں اور ان کا استیصال	
ابو محمد موسیٰ المہدی ۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ		علی بن عیسیٰ کی شکایات	
آغاز خلافت		تیس ہزار کا دفینہ	۱۱۰
زنادقہ		علی بن عیسیٰ کی گرفتاری	
حسین بن علی کا خروج	۹۶	مامون کی ولی عہدی کی تجدید	
ہارون کی ولی عہدی	۹۸	عہد نامہ ولی عہدی	۱۱۱
وفات	۹۹	خاندانِ برمکہ	
باب: ۶	۱۰۲	برامکہ کا عروج	
ہارون الرشید ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ		برامکہ کے زوال کے اسباب	۱۱۲
تخت نشینی		جعفر کا قتل	
امین کی ولی عہدی	۱۰۴	عبدالملک بن صالح	۱۱۳
یحییٰ بن عبداللہ کا خروج		عبدالملک کی اسیری	
عمر بن مہران کی گورنری		یحییٰ اور فضل	
دمشق کی بغاوت	۱۰۵	ابراہیم بن عثمان کا قتل	۱۱۴
وفد کی روانگی		عرض مترجم	
دمشق پر قبضہ	۱۰۶	مشاہیر برامکہ	
لشکریوں کا اجتماع		خالد برمکی	
سندی کی لشکر کشی	۱۰۷	یحییٰ برمکی	۱۱۵
فتنہ وفساد کا سبب		فضل برمکی	
موصل ومصر کی بغاوت		جعفر برمکی	۱۱۶
عمال کی تبدیلی وتقرری	۱۰۸	عباسیہ کا واقعہ	
خوارج کی بغاوتیں		ہارون الرشید کے خصائل	۱۱۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فتوحات		خلافت کی بیعت	
رومیوں سے پہلی مصالحت	۱۱۸	مامون الرشید کا ردعمل	۱۲۷
ابن عبدالملک کا حملہ		فضل بن ربیع کی مخالفت	
خاقان کی لڑائی		فضل بن سہل کا مشورہ	
شالی خاقان کا خروج		امراء کو عہدوں کی پیش کش	
قاسم بن رشید کی گورنری		قاسم المؤتمن کی معزولی	۱۲۸
نقفور کی تخت نشینی		حمص میں شورش	
بلاد روم پر لشکر کشی	۱۱۹	رافع بن لیث	
ہرقلہ کا محاصرہ		روم میں الیون کی تخت نشینی	
جزیرہ قبرص پر قبضہ	۱۲۰	امین اور مامون کے مابین کش مکش	۱۲۹
دیگر فتوحات		مامون کی ولی عہدی	
عمال	۱۲۱	عہد نامہ کی بے حرمتی	۱۳۰
افریقیہ میں شورش		امین اور مامون کی خانہ جنگی	
مصر میں بغاوت		علی بن عیسیٰ اور طاہر کی جنگ	۱۳۱
شام میں شورش		علی بن عیسیٰ کی شکست	۱۳۲
یحییٰ بن سعد کی معزولی	۱۲۲	نامہ بشارت	
ابراہیم بن اغلب کی تقرری		ابن جبلہ کی روانگی	۱۳۳
عمال کی تبدیلی و تقرری		ہمدان کا محاصرہ	
رافع بن لیث کی بغاوت	۱۲۳	ہمدان اور قزوین پر قبضہ	
سمرقند پر قبضہ		ابن جبلہ کا خاتمہ	
سمرقند کا محاصرہ		مامون کی بیعت	
رافع کی گرفتاری		سفیانی کا ظہور	
ہارون الرشید کی روانگی	۱۲۴	دمشق پر قبضہ	۱۳۴
وفات		سفیانی کی شکست	
سیرت اور کارنامے		سفیانی کا فرار	
باب : ۷	۱۲۶	اسد بن یزید کی شرائط	
امین کی خلافت ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ		اسد بن یزید کی اسیری	۱۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
امینی لشکر کی بغیر جنگ کے واپسی		ابن طباطبا کا ظہور	
عبدالملک بن صالح کی وفات		ابن طباطبا کا انتقال	۱۴۷
حسین بن علی کا قتل	۱۳۶	ابوالسرایا کی فتوحات	
طاہر کی کارگزاریاں	۱۳۷	مکہ پر قبضہ	
اہواز پر قبضہ		کوفہ کا محاصرہ	۱۴۸
واسط کوفہ اور بصرہ پر قبضہ		ابوالسرایا کا خاتمہ	
مدائن پر قبضہ	۱۳۸	حجاز ویمن	
حجاز میں مامون کی بیعت		محمد بن جعفر کی بیعت	۱۴۹
معرکہ صرصر	۱۳۹	ابن افطس کی بداعمالیاں	
محاصرہ بغداد		عباسیوں کی فتح	۱۵۰
قصر صالح کی حوالگی	۱۴۰	محمد بن جعفر کی دست برداری	
آہنی لشکر کو شکست		ہرثمہ کی روانگی	
عبداللہ بن حازم کا فرار	۱۴۱	ہرثمہ کے خلاف شکایات	۱۵۱
بغداد پر قبضہ		ہرثمہ کا قتل	
امین کی امان طلبی	۱۴۲	بغداد میں شورش	
امین کے محل سرا کا محاصرہ		محمد بن ابی خالد	۱۵۲
امین کا فرار		فضل بن ربیع کو امان	
امین کا قتل	۱۴۳	عیسیٰ بن محمد کی تقرری	
باب : ۸	۱۴۴	حسن بن سہل کی پسپائی	۱۵۳
عبداللہ ابوجعفر المامون ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ		منصور بن مہدی	
بغداد میں شورش		رضا کار	
حسن ہرثی کی بغاوت		علی رضا کی ولی عہدی	۱۵۴
نصر کی بغاوت	۱۴۵	ابراہیم بن مہدی کی بیعت	
یمامہ ونزاریہ میں لڑائی		قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ	۱۵۵
ابوالسرایا کی بغاوت		کوفہ میں شورش	
عین التمر پر حملہ	۱۴۶	اہل کوفہ کو امان	

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سہل بن سلامہ	۱۵۶	جعفر بن داؤد کا قتل	
بغداد پر قبضہ		جعفر بن داؤد کی گرفتاری و قتل	
ابراہیم بن مہدی کی شکست	۱۵۷	بیرونی مہمات	
ابراہیم کی روپوشی		روم میں نوفل کی تخت نشینی	
المامون کی بے خبری		بابک خرمی کا ظہور	۱۶۸
علی رضا کا انکشاف	۱۵۸	ابوبلال کا خروج	
فضل بن سہل کا قتل		محمد بن علی رضا کی آمد	
علی رضا کا عقد	۱۵۹	بازنطینی جنگیں	
علی رضا کا انتقال		فتوحات	
مامون کا دارالخلافہ میں ورود		رومیوں کی بدعہدی	۱۶۹
درباری لباس میں تبدیلی	۱۶۰	طوانہ کی تعمیر	
فتنہ موصل		وفات	
طاہر بن حسین کی گورنری	۱۶۱	مامون اور مسئلہ خلق قرآن	
احمد بن ابی خالد کی ضمانت		باب : ۹	۱۷۰
طاہر بن حسین کی ضمانت		ابواسحاق محمد معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۱۸ھ	
طاہر بن حسین کی وفات	۱۶۲	معتصم باللہ کی بیعت	
عبداللہ بن طاہر کی گورنری		محمد بن قاسم کا خروج	
نصر بن شبث کی بغاوت		محمد بن قاسم کی گرفتاری و فرار	
ابن عائشہ کا قتل	۱۶۳	زط کی شورش	
ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری	۱۶۴	تعمیر سامرا	۱۷۱
دیگر بغاوتیں	۱۶۶	فضل بن مروان کا زوال	
بلاد مصریہ میں فساد		بابک خرمی کا استیصال	۱۷۲
ابودلف		بابکی سالار کی گرفتاری	
اہل قم کی بغاوت	۱۶۷	افشین کی سالاری	
عبدوس کا قتل		بغا الکبیر کی کمک	
علی بن ہشام کا قتل		افشین کا حملہ	۱۷۳

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بذ کا معرکہ		عموریہ کی فتح	۱۸۲
شب خون		عباس بن مامون کا انجام	
طرہ خان کا قتل	۱۷۴	عجیف کا مخالفانہ رویہ	۱۸۳
جعفر خیاط کی کمک		سازش کا انکشاف	
اذبن کی پسپائی		عباس بن مامون کا خاتمہ	
افشین کی مشکلات		مازیار کی مخالفت	۱۸۴
جعفر خیاط کا حملہ	۱۷۵	حسن بن حسین کی لشکرکشی	
افشین اور رضا کاروں میں مصالحت		سرختان کی گرفتاری و قتل	
جعفر و بابک خرمی میں معرکہ	۱۷۶	مازیار کے رفقاء کی گرفتاری	۱۸۵
اذین کی پسپائی		ساریہ پر قبضہ	
قلعہ بذ پر قبضہ		مازیار کی گرفتاری	۱۸۶
بابک کا فرار	۱۷۷	موصل میں بغاوت	۱۸۷
بابک کی گرفتاری		افشین حیدر بن کاؤس	
افشین کی واپسی		افشین کے زوال کے اسباب	
بابک کا قتل	۱۷۸	افشین کی گرفتاری	۱۸۸
بازنطینیوں سے جنگ		افشین کے خلاف الزامات	۱۸۹
نوفل کا شب خون		افشین کا قتل	۱۹۱
ایک ہاشمی خاتون کی فریاد	۱۷۹	مبرقع کا خروج	۱۹۲
فتح عموریہ کا قصد		وفات	
انقرہ کی فتح		باب : ۱۰	۱۹۳
رومیوں کی گرفتاری	۱۸۰	ابوجعفر واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ	
رومیوں کا بیان		دمشق میں شورش	
معتصم کی روانگی	۱۸۱	ترک نوازی	
عموریہ کا محاصرہ		حجاز کی شورش	۱۹۴
سنگباری		یمامہ کی شورش	
بطریق دندوا کی امان طلبی		یمامہ کی فتح	۱۹۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوان	صفحہ
واقعہ قتل احمد بن نصر	
مختلف واقعات	۱۹۶
باب: ۱۱	۱۹۷
جعفر المتوکل علی اللہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ	۱۹۸
تخت نشینی	
امراء پر عتاب	
امراء پر عتاب	
ابن الزیات کا خاتمہ	
عمر بن فرج کا ادبار	۱۹۹
ایتاخ کی گستاخی	
ایتاخ کا سفر حجاز	
ایتاخ کا خاتمہ	۲۰۰
محمد بن بعیث پر عتاب	
محمد بن بعیث کا خاتمہ	
ولی عہدی کی بیعت	
محمد بن ابراہیم کی موت	۲۰۱
آرمینیہ کی بغاوت	
تغلیس کا محاصرہ	۲۰۲
بغا کبیر کی مزید فتوحات	
قضاۃ پر عتاب قاضی احمد بن ابی داؤد	
بجاۃ کی بدعہدی	
محمد بن عبداللہ قمی کا تقرر	۲۰۳
بیرونی مہمات	
رومیوں کی بدعہدی	۲۰۴

عنوان	صفحہ
بغا کبیر کا بلاد روم پر ریق کی اسیری	۲۰۵
عمال کی تفصیل	
قاضی ابوداؤد کی معزولی	
علی بن عیسیٰ	۲۰۶
موسیٰ بن ابراہیم	
جعفریہ کی تعمیر	
نجاح بن سلمہ کا انجام	
متوکل اور منتصر میں کشیدگی	
منتصر کی تذلیل	۲۰۷
متوکل کے قتل کی سازش	
متوکل کا قتل	
منتصر باللہ کی بیعت	۲۰۸
لشکریوں میں شورش	
باب: ۱۲	
زوال بنوعباس	۲۰۹
عبدالرحمٰن بن معاویہ کی اندلس پر حکومت	
مغرب اقصیٰ میں ادریس بن عبداللہ کی حکومت	
افریقہ میں عبداللہ المہدی کی خلافت	
طبرستان میں بنوحسین کی بغاوت	۲۱۰
بلاد یمن میں زیدیہ حکومت	
بحرین و عمان میں قرظ کا ظہور	
مصر و شام	
دولت دیلم	
خلیفہ معتصم کا قتل	۲۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
باب : ۱۴	۲۱۲
منتصر باللہ	
معتز بن موید کی معزولی	
معزولی کا محضر	
وصیف کی روانگی	
وفات	۲۱۳
مستعین باللہ کی خلافت	
محمد بن عبداللہ کی مخالفت	
عمال کا تقرر	۲۱۴
عبداللہ بن یحییٰ کی جلاوطنی	
عمر بن عبداللہ کی شہادت	
علی بن یحییٰ کی شہادت	
بغداد و سامرا میں شورش	۲۱۵
اتامش کا قتل	
ابوالحسین کا ظہور	
ابوالحسین کی فتوحات	۲۱۶
ابوالحسین کا قتل	
طبرستان میں حکومتِ علویہ کا قیام	۲۱۷
اہل طبرستان کی مزاحمت	
حسن بن زید کی بیعت	
آمد پر چڑھائی	
رے پر قبضہ	۲۱۸
محمد بن جعفر کی گرفتاری	
موسیٰ بن بغا کبیر کی آمد	
باغر کے وکیل کی گرفتاری	
باغر کے خلاف شکایات	۲۱۹

عنوان	صفحہ
باغر کا قتل	
ترکوں میں ہیجا	
مستعین کا بغداد میں قیام	
معتز کی بیعت	۲۲۰
بغداد کی قلعہ بندی	
مستعین کا ترکوں کو انتباہ	
موسیٰ بن بغا کبیر کی واپسی	
بغداد کی طرف پیش قدمی	۲۲۱
معرکہ شماسیہ	
شاہ ابن میکال کی فتح	۲۲۲
اہواز کا خراج	
محمد بن خالد کی شکست	
ترکوں کی لوٹ مار	
موسیٰ بن بغا میں اختلاف	
بلاد اسلامیہ کا تحفظ	۲۲۳
معرکہ انبار	
آغاز جنگ	
حسین بن اسماعیل	
اہل بغداد اور ترکوں میں جھڑپیں	۲۲۴
مصالحت کی کوشش	
بدظنی کی فضا	
ابن طاہر کا قصد مدائن	۲۲۵
ابن طاہر کا نعرہ خیر خواہی	
مستعین کے خلاف سازش	
صلح نامہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
باب: ۱۴	۲۲۷
مستعین کی خلافت سے دست برداری	
امور سلطنت میں تبدیلیاں	
بغا اور وصیف کے خلاف سازش	
لشکر بغداد کی سرکشی	۲۲۸
موید کی معزولی کا محضر	
موید کا قتل	
سابقہ خلیفہ مستعین کا خاتمہ	۲۲۹
مغاربہ اور ترکوں میں جنگ	
مساور خارجی	
مساور کی موصل کی جانب پیش قدمی	۲۳۰
اہل جلولہ سے لڑائیاں	
حسن بن ایوب کی شکست	
مساور کا موصل پر قبضہ	
مساور اور عبیدہ میں جنگ	
بلاد عراق پر قبضہ	۲۳۱
مفلح کا تقرر	
مفلح کی مراجعت	
وصیف کا قتل	
بغا کا قتل	۲۳۲
باب: ۱۵	۲۳۳
صفاریہ سلطنت کا قیام	
یعقوب بن لیس کی فتوحات	
ہرات پر قبضہ	
کرمان پر قبضہ	
شیراز پر قبضہ	۲۳۴

عنوان	صفحہ
فارس پر قبضہ	
یعقوب کا اظہار اطاعت	۲۳۵
مصر میں ابن طولون کی حکومت کی ابتدا	
عبیداللہ بن طاہر کی گورنری و معزولی	
سلیمان بن طاہر کی گورنری	
ابو احمد بن متوکل کی حفاظت	۲۳۶
عبدالعزیز بن ولف کی گورنری	
معرکۂ ہمدان	
مفلح کا کرخ پر قبضہ	
ولف بن عبدالعزیز کا قتل	۲۳۷
معتز کی معزولی	
معزولی کا محضر نامہ	۲۳۸
باب: ۱۶	۲۴۰
خلیفہ مہتدی	
صالح بن وصیف کا قتل	
موسیٰ بن بغا کی مراجعت	
مہتدی کی نظر بندی	۲۴۱
تجدید بیعت	
ترکوں میں اختلاف	
صالح بن وصیف کا خط	
خلیفہ مہتدی کی سرزنش	۲۴۲
کرخ اور شاہی محلات کے خدام کی عرض داشت	۲۴۳
فرمان خلافت	
مطالبات کی منظوری	
صالح بن وصیف کو امان	۲۴۲
صالح بن وصیف کا قتل	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عنوان	صفحہ
عہد منتصر سے امام مہندی تک کی بیرونی مہمات	
احمد بن خصیب کی وزارت	۲۴۵
اتامش کی وزارت	
جعفر بن فضل بحیثیت والیٔ مکہ	
بغا اور وصیف کی بحالی	۲۴۶
باجور بحیثیت والیٔ دمشق وشام	
موسیٰ بن بغا کی گورنری	
صفاریہ حکومت کا قیام	
زنگیوں کے حالات	۲۴۷
بصرہ پر قبضہ	
علی بن عبدالرحیم	
معرکہ بحرین	
علی کا بغداد میں قیام	
علی کی مراجعت	۲۴۸
زنگی غلاموں کی آزادی	
دجلہ وقادسیہ پر قبضہ	
اہل بصرہ کی مزاحمت	
ابو ہلال ترکی کی شکست	۲۴۹
ابو منصور کی شکست	
جعلان ترکی کی پسپائی	
زنگیوں کا اہواز پر قبضہ	
زنگیوں کو ہزیمت	۲۵۰
محمد بن بغا کا قتل	
بابکیال کی گرفتاری	
مہندی کی ترکوں کے خلاف جنگ	
مہندی کی گرفتاری	۲۵۱
مہندی کا قتل	

عنوان	صفحہ
زوال مہندی کی دوسری روایت	
باب : ۱۷	۲۵۳
احمد بن متوکل معتمد علی اللہ	
تخت نشینی	
وزرا کی تبدیلیاں	
مصر وکوفہ میں علویہ کا ظہور	
ابوعبدالرحمٰن علوی	
معرکہ اشمونین	۲۵۴
علی بن زید کی بغاوت	
زنگیوں کے بقیہ حالات	
علی بن ابان کی فتوحات	۲۵۵
بصرہ پر قبضہ	
بصرہ میں قتل عام	
مولد کی زنگیوں کے خلاف لشکرکشی	
مولد کی شکست	۲۵۶
نہر جی کا معرکہ	
منصور کا خاتمہ	
جنگ موفق، موفق کی تقرری	
موفق اور مفلح کی پیش قدمی	۲۵۷
علی بن ابان کی فتح	
معرکہ نہر ابوخصیب	
یحییٰ بن محمد بحرانی کا قتل	
زنگیوں کا اہواز پر قبضہ	۲۵۸
موسیٰ بن بغا کا تقرر	
علی بن ابان کی شکست	
علی بن ابان کا قلعہ مہدی پر حملہ	
بادورد پر حملہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
عبدالرحمٰن اور علی بن ابان میں جنگ	۲۵۹
صفار کو بلخ و طخارستان کی سند گورنری	
کابل پر قبضہ	
کروخ ہرات باذغیس پر قبضہ	۲۶۰
صفار اور عبداللہ سنجری	
صفار کا نیشاپور پر قبضہ	
نیشاپور پر قبضہ کی دوسری روایت	
صفار کا ساریہ اور آمل پر قبضہ	۲۶۱
حسن بن زید کا تعاقب	
عبداللہ سنجری کی گرفتاری و قتل	
خراسان پر تسلط	
اذکرتکین کی بداعمالیاں	۲۶۲
یحییٰ بن سلیمان کا تقرر	
ہیثم بن عبداللہ کا موصل پر حملہ	
اسحاق و یحییٰ میں جنگ	
جنگ ابن مفلح و ابن واصل	
موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ	۲۶۳
ابوالساج کی معزولی	
فارس پر صفار کا قبضہ	
باب: ۱۸	۲۶۵
سامانی حکومت کا قیام	
اسد بن سامان خراسانی	
طاہر بن حسین	
عبداللہ بن طاہر	
یعقوب صفار	
آل لیث بن نصر	۲۶۶

عنوان	صفحہ
اسماعیل	
ولی عہدی کی بیعت	
یعقوب صفار کی جواب طلبی	۲۶۷
یعقوب صفار کی روانگی	
جنگ صفار و موفق	
ابن واصل کو فارس کی سند گورنری	۲۶۸
خلیفہ معتمد و موفق کی مراجعت	
زنگیوں کے حالات	
شاہی لشکر کو شکست	
محمد بن عبیداللہ اور خبیث میں معاہدہ	۲۶۹
ابراہیم کا قتل	۲۷۰
خجستانی	
نیشاپور اور بسطام پر قبضہ	
ابوحفص یعمر کی گرفتاری	۲۷۱
خجستانی عامل کا نیشاپور سے اخراج	
خجستانی کی مراجعت	
رافع بن ہرثمہ کا فریب	
محاصرہ نیشاپور	۲۷۲
نیشاپور پر خجستانی قبضہ	
حسن بن زید سے جنگ	
خجستانی اور عمرو بن لیث	
عمرو بن لیث کا نیشاپور پر قبضہ	۲۷۳
ابوالعباس نوفلی کی شکست و قتل	
خجستانی کا قتل	۲۷۴
اہواز پر صفار کا قبضہ	
زنگیوں کا واسط پر قبضہ	۲۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابن طولون کا شام پر قبضہ	۲۷۶	خبیث کا شب خون کا منصوبہ	
انطاکیہ اور طرسوس پر قبضہ	۲۷۷	علی بن ابان کی شکست	
حران پر قبضہ		زنگیوں کے سروں کی نمائش	۲۸۷
محمد بن اتامش کی گرفتاری		مختارہ کے محاصرہ میں سختی	
زنگیوں کا پھر سر اٹھانا	۲۷۸	زنگیوں کا ناکام حملہ	
تشتر پر فوج کشی		زنگیوں اور عساکر شاہی میں جھڑپیں	۲۸۸
تشتر پر تکین کا قبضہ		ابوالعباس کی ناکامی	
یعقوب صفار کا انتقال عمرو کی حکومت	۲۷۹	موفق کا مختارہ پر حملہ	
اغرتمش اور زنگیوں میں جنگ		جانبین کی سنگباری	۲۸۹
محمد بن عبیداللہ اور علی بن ابان میں ان بن		شہر فصیل پر قبضہ	
علی بن ابان اور مسرور بلخی میں جنگ	۲۸۰	معرکہ میدان خبیث	
باب : ۱۹	۲۸۱	ابوالعباس کی فتح مندانہ مراجعت	۲۹۰
ابوالعباس اور زنگیوں میں معرکہ		زنگی سپہ سالار کی اطاعت	
ابوالعباس کی زنگیوں پر پہلی فتح		مختارہ پر حملہ اور پسپائی	
زنگیوں کی دوسری شکست	۲۸۲	بنو تمیم کی سرکوبی	۲۹۱
موفق کی آمد	۲۸۳	بہبود کا قتل	
منیعہ پر موفق کا قبضہ		شہر پناہ کی دیواروں کا انہدام	
شاہی لشکر کی منصورہ کی طرف پیش قدمی		زنگیوں کی مزاحمت	۲۹۲
شہر پر قبضہ	۲۸۴	موفق کی زخمی حالت میں مراجعت	
منصورہ کی فتح		مختارہ کے شہر پناہ کی دوبارہ تعمیر	۲۹۳
مختارہ کا محاصرہ		بحری جھڑپیں	
اسیر زنگیوں سے حسن سلوک	۲۸۵	قصر خبیث پر دوسرا حملہ	
زنگیوں کا بحری حملہ		امیر البحر نصیر کا خاتمہ	۲۹۴
موفق کا عام معافی کا اعلان		شکستہ پلوں کی از سر نو تعمیر	
موفقیہ کی تعمیر		نہر ابی خصیب کا معرکہ	
ابوالعباس کا حملہ	۲۸۶	موفق کی نہر ابی کے مشرقی جانب پیش	
پچاس ہزار زنگیوں کی اطاعت	۲۸۶	قدمی	۲۹۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قلعہ پر قبضہ		اصفہان سے خراج کی وصولی	
جانب غربی پر موفق کا قبضہ	۲۹۶	عمرو بن لیث کی معزولی	۳۱۰
جانب شرقی پر موفق کا قبضہ	۲۹۷	ابوطلحہ اور علی بن لیث کی اطاعت	
بند نہر ابی الخصیب پر قبضہ	۲۹۸	موفق کی مراجعت	
شبل بن سالم کا حملہ		معتضد کی گرفتاری	۳۱۱
شہر پر قبضہ	۲۹۹	موفق کی وفات	
پناہ گزین زنگیوں کی سرفروشی		قرامطہ کا ظہور	
خبیث زنگی کا قتل		عقائد قرامطہ	۳۱۲
انکلائے اور مہلبی کی گرفتاری	۳۰۰	طرسوس کی بغاوت	
اعلانِ امن		خوارج اور اہل موصل میں معرکہ	۳۱۳
اسحاق بن کنداج کی سرگرمیاں	۳۰۱	محمد بن یحییٰ کی تقرری و معزولی	۳۱۴
ابن کنداج کی گورنری		بیرونی مہمات	
موصل میں خوارج کی لڑائیاں		رومیوں کا کرہ پر قبضہ	
رافع بن ہرثمہ	۳۰۲	ابن طولون کا بلادِ شامیہ پر قبضہ	
نیشاپور کا محاصرہ		عبداللہ بن رشید کی بلاد روم پر فوج کشی	۳۱۵
محمد بن مہندی کی ہزیمت		گورنروں کی تقرریاں	۳۱۶
خلیفہ معتمد اور موفق کی ناانصافی	۳۰۳	زنگیوں کی سرکوبی	۳۱۷
ابن طولون کی وفات	۳۰۵	طبرستان موصل اور حمص کے	
محمد بن زید والی طبرستان	۳۰۶	واقعات	۳۱۹
رافع بن ہرثمہ کی جرجان پر فوج کشی	۳۰۷	موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ	
سالوس کا محاصرہ		موفق کی ولی عہدی	۳۲۰
ابن کنداج و ابن ابی الساج کی مخالفت		موفق اور ابن طولون میں کشیدگی	۳۲۴
ابن ابی الساج کی سرکشی	۳۰۸	موصل کے واقعات	۳۲۶
خمارویہ اور اسحاق کا اتحاد			
ابن ابی الساج بحیثیت گورنر آذربائیجان	۳۰۹		
عمرو بن لیث			

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسلامی تاریخ کا تمدّن آفریں دَور

از چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کو اردو میں جدید ترتیب وتبویب سے شائع کرنے کا شرف نفیس اکیڈیمی کی قسمت میں لکھا تھا۔ اس کے دو حصے رسولؐ اور خلفائے رسولؐ اور خلافت معاویہ و آل مروان شائع ہو کر تاریخ اسلام کے شائقین سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ آج ہم بڑے فخر کے ساتھ اس کا تیسرا حصہ خلافت بنو عباس (حصہ اول) آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ حصہ خلافت بنو عباس کے عروج کی داستان ہے۔ بنو عباس کا زمانہ بجا طور پر اسلامی تاریخ کا یہ سنہرا دور کہلاتا ہے اور صرف دل فریب ہی نہیں طویل بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخی ربط وتسلسل قائم رکھنے اور طالب علموں کی آسانی کے لئے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا حصہ خلافت بنو عباس کے بانی ابو جعفر عبداللہ المنصور السفاح سے لے کر علی بن معتضد مکتفی باللہ کے عہد تک پھیلا ہوا ہے۔ آلِ مروان سے بنو عباس کی طرف خلافت کے انتقال کی داستان دردانگیز ہی نہیں' عبرت ناک بھی ہے۔ اسلامی سلطنت کے نئے دار الخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر اور عظمت' خراسان کے نقاب پوش پیغمبر ابن مقنع کا ظہور وخروج' تاریخ اسلام کے اس زیرک سائنسدان اور شعبدہ باز کے اشارے' چاہ نخشب سے چاند کا طلوع کرنا اور مہدی عباسی کے ہاتھوں اس مکار کا خاتمہ۔ ہارون الرشید اور مشرقی دنیا کی نامور ملکہ زبیدہ اور ہارون الرشید کے بیٹوں امین اور مامون کی خلافت کے لئے کشمکش' آل برامکہ کی علم دوستی اور فیاضی کے حیرت انگیز حالات غرض کہ یہ زمانہ اسلامی تاریخ کا بڑا اہم ترین زمانہ ہے اور یہ ہر دو مؤرخ کے بس کی بات نہیں کہ علامہ ابن خلدون کی سی بالغ نظری اور ژرف نگاہی سے تاریخ کے اس دور کا مطالعہ کرے اور اس قدر عمدگی کے ساتھ اس کو بیان بھی کر دے۔

پانچواں حصہ اسیرانِ اندلس اور خلفاء مصر کے آغاز وانجام' چھٹا حصہ عثمانی سلاطین اور ساتواں حصہ ۸۰۲ء تک کے عجیب وغریب واقعات کا دل کش مرقع ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ اس تاریخ سلسلے کو تشکیل پاکستان تک بڑھا کر ہر اعتبار سے مکمل کر دیا جائے۔ اس کے بعد تاریخ کے طالب علم کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کریں گے۔

تاریخ ابن خلدون کے پہلے دو حصوں کی طرح اس حصے کو بھی فاضل مترجم جناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب عثمانی نے اردو قالب میں ڈھالا ہے اور اس کی ترتیب وتبویب کا کام جناب شبیر حسین صاحب قریشی' لیکچرار اردو کالج کراچی نے بحسن وخوبی ادا کیا ہے۔

آج دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان کے دس کروڑ سے زائد توحید پرست ایسے نازک دور سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جس میں تاریخ ابن خلدون کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ماضی کی روشنیاں حال کا سینہ چیر کر مستقبل کی منزلیں دکھاتی ہیں۔ ہر قوم کی تاریخ ایسی رنگین' ریشمی ڈوری کی حیثیت رکھتی ہے جسے لگام کی طرح تھام کر آنے والی نسلوں کے تازہ دم قافلے بے خوف وخطر مستقبل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

تاریخ کے مطالعہ سے یہ راز فاش ہوتا ہے کہ روئے زمین کی ساری قومیں بابلی' آشوری' کلاوتی مصری' یونانی' ایرانی اور رومی کسی زمانے میں تھے۔ لیکن آج ان کا سراغ لگانا مشکل ہے۔ اس کے خلاف تیرہ طویل صدیوں کے گرد وغبار مسلمانوں کے قومی خدوخال کو متاثر کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ مسلمان ماضی کی طرح آج بھی زندہ وپائندہ ہیں جن قوموں کو تاریخ کے کسی موڑ پر ان پر اسرار غازیوں سے واسطہ پڑا ہے وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ موسیقار کی طرح مسلمان بھی اپنے نفس کی آگ میں جل کر نئی نوخیز نسل پیدا کرنے کا اہل ہے۔ اس کے پروبال آج بھی مضبوط اور کشادہ ہیں اور طوفان حوادث کا ہر جھونکا اس کی بلندیوں میں اضافہ کر دیتا ہے۔

جغرافیائی محل وقوع اور فوجی وسیاسی حیثیت سے تاریخ عالم نے پاکستان کو ایسا مقام عطا کر دیا ہے کہ ساری اسلامی دنیا کی نظریں پاکستانیوں پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم ایک نئے تابناک اسلامی مستقبل کے نقیب ہیں۔ ہمیں اپنے پاؤں سے ناکامیوں کا گرد وغبار جھاڑ کر آگے اور آگے بڑھنا ہوگا اور تاریخ ابن خلدون کا مطالعہ ہمیں نئی منزلیں دکھائے گا!

و ما علینا الا البلاغ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسمائے خلفاء اور زمانہ حکومت

۱۔ عبداللہ بن محمد السفاح

۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

۲۔ ابو جعفر عبداللہ المنصور

۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

۳۔ محمد بن منصور المہدی

۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

۴۔ موسیٰ بن مہدی الہادی

۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ

۵۔ ابو جعفر ہارون الرشید بن مہدی

۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ

۶۔ امین محمد ابو عبداللہ بن ہارون الرشید

۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

۷۔ عبداللہ بن ہارون الرشید المامون

۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

۸۔ محمد بن ہارون الرشید معتصم باللہ

۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

۹۔ ہارون بن معتصم واثق باللہ

۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

۱۰۔ جعفر بن معتصم متوکل علی اللہ

۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ

۱۱۔ محمد بن متوکل منتصر باللہ

۲۴۷ھ تا ۲۴۸ھ

۱۲۔ احمد بن معتصم مستعین باللہ

۲۴۸ھ تا ۲۵۱ھ

۱۳۔ ابو عبداللہ محمد بن متوکل معتز باللہ

۲۵۱ھ تا ۲۵۵ھ

۱۴۔ محمد بن واثق مہتدی باللہ

۲۵۵ھ تا ۲۵۶ھ

۱۵۔ احمد بن متوکل معتمد علی اللہ

۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

مولانا سیّد عبد القدوس ہاشمی

علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون کی مشہور و معروف تاریخ کتاب العبر کا یہ حصہ اس دور کی داستان ہے جو تاریخِ اسلام میں خلافت بنی عباس کا زمانہ کہلاتا ہے۔

بنی عباس یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں سے ابو العباس السفاح کے ہاتھ پر ۱۳۲ھ میں بیعت ہوئی اور مروان بن الحکم کی اولاد میں سے آخری فرماں روا مروان ثانی اسی سال قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح مروانی خلفاء کا دورِ حکمرانی ختم ہوا اور عباسی خلفاء کا دور شروع ہوا۔ انتہائی پستی و اضمحلال کے مختلف ایام سے گزرتا ہوا خلافت بنی عباس کا زمانہ بغداد میں بربادیٔ بغداد (۶۵۶ھ) تک قائم رہا اور اس کے بعد بھی برائے نام ہی سہی لیکن عباسی خلافت قاہرہ میں زندہ کی گئی اور ۹۲۳ھ تک قائم رہی جب کہ خلیفہ المتوکل الثانی نے سلطان سلیم العثمانی کے ہاتھوں پر بیعت کر کے خلافت کا منصب عثمانی سلطان کے سپرد کر دیا۔

اس کے بعد سے ترکی سلاطین عثمانی خلفائے اسلام سمجھے جاتے رہے اور امیر المومنین کہلاتے رہے۔ ایران کی حکومت کے سوا اور ساری دنیا کے مسلمان ان ترک سلاطین سے خلیفہ سمجھ کر محبت و عقیدت رکھتے تھے اور خادم حرمین شریفین ہونے کی بنا پر ان کا خاص احترام کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۳۳۲ھ تا ۱۳۳۷ھ کی جنگِ عظیم میں ترکوں نے شکست کھائی اور اتاترک کی قیادت میں ایک جدید ترکی حکومت پیدا ہوئی۔ اس جدید ترکی حکومت نے عربوں کی بے وفائی کی ضد میں آ کر اپنی بنیاد نسلیت پر رکھی اور ۱۳۴۲ھ میں خلافت کا ادارہ ہی توڑ دیا۔

دنیا کے عام مسلمانوں نے اس سے پہلے شریف حسین ہاشمی کی غداری کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھا تھا اور حکیم الاسلام علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔

”بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ
خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمان سخت کوش“

اب جو اتاترک نے خلافت کا حکم جاری کر کے آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید ثانی کو ترکی سے جلاوطن کر دیا تو پھر علامہ اقبالؒ سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے بڑے ہی درد کے ساتھ کہا :

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع پھاڑ ڈالی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا

اس طرح خلافتِ اسلامی کا ادارہ جو ۱۱ھ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وجود میں آیا تھا اور ۱۳۳۱ سال بعد ۱۳۴۲ھ میں ختم ہو گیا۔

اس طویل زمانہ میں سے ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ پانچ سو چوبیس سال کا زمانہ خلافت عباسی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اگرچہ اسی مدت میں ان کے مدمقابل فاطمیوں نے بھی اپنی خلافت قائم کی اور ایک طویل مدت تک جاہ وجلال کے ساتھ فاطمیوں کی خلافت قائم بھی رہی اسی طرح دور افتادہ اسلامی حکومت اندلس بھی عباسی خلفاء کے قبضہ سے ہمیشہ ہی باہر رہی بلکہ عبدالرحمٰن الناصر کے بعد سے تو اندلس کے مروانی یا اموی فرماں روا اپنے علاقے میں خلیفہ ہی بن گئے اور امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہو گئے لیکن عام طور سے ساری دنیا نے عباسیوں ہی کو حقیقتاً خلیفہ سمجھا۔

یہ عباسی خلافت کن حالات میں قائم ہوئی اور کیسے قائم ہوئی۔ یہ تاریخ اسلامی کا بڑا واقعہ ہے۔ کس طرح مروانی خلفا کے ہاتھ سے اقتدار نکل کر عباسیوں کے ہاتھوں میں آیا۔ کن کن موثرات نے کام کیا۔ کیا کیا تحریکیں چلائی گئیں۔ یہ سب ایک بڑی طویل داستان ہے جسے آپ دنیا کے سب سے بڑے مؤرخ اور فلسفۂ تاریخ کے بانی علامہ ابن خلدون کی لکھی ہوئی تاریخ کے اس حصہ میں پڑھیں گے جس کے اردو ترجمہ کا سرورق خلافت بنی عباس (حصہ اول) ہے اور اسی طرح اس پانچ سو سالہ حکومت کے زوال کی داستان آپ کو خلافت بنی عباس حصہ دوم میں ملے گی۔ غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ نسل و وطن کے خونی دیوتاؤں نے کس طرح انسانی خون سے کھیلا ہے۔ شاید ان ہی داستانوں سے متاثر ہو کر حکیم مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا۔

از نسب بنیاد تعمیر امم
باوطن وابستہ تقدیر امم
ملت مارا اساس دیگر است
آں اساس اندر دل ما مضمر است

جس اساس پر اُمت اسلامیہ کی بنیاد قائم ہے۔ اُس کے خلاف نسلی افتخار کے مسلسل پروپیگنڈہ نے مروانیوں کی حکومت کو کمزور کرنا شروع کیا۔ عرب و عجم کی وطنی تقسیم نے اس زہریلے درخت کی آبیاری کی اور ابو مسلم خراسانی کی تنگ ظرفی نے ہزاروں کا خون بہا کر اولادِ رسولؐ کے نام کا واسطہ دے دے کر وہ زمین ہموار کی جس میں علویوں نے اپنی حکومت کا درخت لگانے کی اور پھلنے پھولنے کی جھوٹی آس لگا رکھی تھی۔ لیکن جب اقتدار کی منتقلی کا وقت آیا تو دنیا نے دیکھا کہ اقتدار علویوں کے ہاتھوں میں نہیں منتقل ہوا بلکہ عباسیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو گیا ہے اور سب سے پہلے عباسی فرماں روا نے نہ صرف امویوں کو چن چن کر قتل کیا بلکہ امویوں کے خلاف کام کرنے والے اپنے بھائیوں اور کامریڈوں یعنی علویوں کا خون بہانے میں بھی کوئی کمی نہیں کی اور اس قدر خوں ریزی کی کہ تاریخ کی زبان میں السفاح یعنی خوں ریز کا لقب پایا۔

عباسیوں کے دور میں یہ تو ہوا کہ اقتدار حکومت پر عرب کی بجائے اہل عجم چھا گئے۔ عربی سادگی اور اسلامی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساوات افسانہ بن گئی' اس کی جگہ عجمی تکلف اور طبقہ داری نظام رائج ہو گیا۔ مگر علویوں کے حصہ میں اس کے بعد بھی بار بار کی ناکام بغاوت اور کچلے جانے کے سوا کچھ نہ آیا۔ اگرچہ عباسی خلافت قائم ہو جانے کے بعد بھی طالبیوں نے بار بار فوجی بغاوتیں کیں مگر کامیابی کبھی نہ ہو سکی۔

ایسا کیوں ہوا۔ اس کے کیا وجوہ و اسباب تھے؟ اس کی تفصیلات آپ کو تاریخ کے صفحات پر نظر آئیں گی۔ آپ دیکھیں گے کہ اس اُمت کو نسل پرستی سکھائی نہیں گئی تھی۔ اس لئے برگزیدہ نسل کا یہودی نظریہ مسلمانوں کی انتہائی بے راہ روی کے باوجود اہل علم کی محفل میں قبولیت کا مقام حاصل نہ کر سکا۔

دورِ توسیع: جب کوئی قوم زیادہ بہتر نظریۂ حیات اور اعلیٰ درجہ کا تصور اجتماع لے کر صفحۂ عالم پر جلوہ افروز ہوتی ہے تو اس کا ابتدائی دور اس نظریے کو عام کرنے اور اس تصور اجتماع کو دوسروں تک پہنچانے میں صرف ہوتا ہے۔ اس میں جہاں قوت کے ذریعہ رکاوٹ پیدا ہوتی ہے وہاں فوجی ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے ورنہ مالِ تجارت کی طرح نظریۂ حیات اور تصور اجتماع بھی' سیاحوں کے ساتھ' تاجروں کے ساتھ' طالب علموں اور پروفیسروں کے ساتھ ملکوں ملکوں اور شہروں شہروں پھیلتا چلا جاتا ہے۔ یہ دور کسی قوم کا دورِ توسیع یا پھیلاؤ کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ لازمی طور پر اس کے ساتھ ہر جگہ کشور کشائی نظریۂ حیات کی تبدیلی کا سبب بھی بن جائے۔

مسلمانوں کا یہ دورِ توسیع عہد رسالت ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ خلفائے راشدینؓ اور بنو اُمیہ نے اس کو پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھایا اور ہر ممکن ذریعہ سے اسلام کا پیغام دنیا کے دور دراز ملکوں تک پہنچایا۔ علامہ اقبال مرحوم نے شکوہ میں اس کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے۔

محفل کون و مکاں میں سحر و شام پھرے
مئے توحید کو لے کر صفتِ جام پھرے
کوہ میں' دشت میں لے کر ترا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھ کو کبھی ناکام پھرے

ایک دوسرے بند میں کہتے ہیں

دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

مسلمانوں کا یہ دورِ توسیع بنو اُمیہ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ بنو عباس کے دور میں پھیلاؤ تو کیا ہوتا سارے عالم اسلامی کو ایک جھنڈے تلے رکھنا بھی ان سے ممکن نہ ہو سکا۔ اندلس پہلے ہی دن سے الگ ہو گیا۔ سندھ' سمرقند اور مغرب کا حصہ کچھ دنوں کے بعد ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا اور اس کے بعد تو نہ جانے کتنے ہی ٹکڑے ہو گئے۔

بنو عباس کے دورِ خلافت میں ہر چیز میں ایک ٹھہراؤ سا پیدا ہو گیا اور اس ٹھہراؤ کا لازمی نتیجہ طبقہ واریت اور تکلفات زندگی پوری قوت کے ساتھ نشو و نما پانے لگی۔ صنائع اور علوم کی بہتات اور تمدنی جاہ و جلال کی فراوانی ہمیشہ ٹھہراؤ کے زمانے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہوتی ہے۔ اس لئے شہر بغداد کا اس زمانے میں دنیا کا حسین ترین، متمدن ترین اور مہذب مرکز علوم ہونا ضروری تھا اور واقعتہ ہو بھی گیا۔ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے جس بغداد کا نقشہ الف لیلہ کی داستانوں میں کھینچا گیا ہے وہ اگرچہ تمام تر صحیح نہیں۔ لیکن بالکل ہی بے بنیاد بھی نہیں ہے۔ داستان سرانے ذوقِ داستان سرائی کے ماتحت ایسی پرکاری سے کام لیا ہے کہ خوابوں کی دنیا معلوم ہوتی ہے لیکن عباسیوں کا بغداد حقیقتہ بھی اس سے بڑا ہی قریب تر تھا۔ ابونواس کی شاعری اسحاق الندیم کی داستان گوئی، کسائی کی زبان دانی، طفیلیوں کے لطائف اور اسی کے ساتھ ساتھ امام وکیع کی جرح وتعدیل، امام شیبانی کی قانونی موشگافیاں یہ سب ہارون الرشید کے بغداد ہی میں ہوا کرتی تھیں۔

تمدن کے ارتقاء کا مطالعہ کرنے کے لئے عباسیوں کا دور سب سے بہتر دور ہے اور اس میں سے تقریباً دو سو سال کا ابتدائی زمانہ بہت ہی اہم زمانہ ہے۔ اسی زمانے میں اسلامی عربی شاعری نے ارتقائی منازل طے کئے، تجرباتی علوم پر دوسری زبانوں سے کتابیں ترجمہ کی گئیں۔ خود عربی زبان میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ پارچہ بافی، کاغذ سازی، سفال گری، سادہ کاری اور زردوزی نے ترقی کی۔ فن طبّ، کیمیا، طبیعات اور نباتیات پر بڑے بڑے تجربے کئے گئے۔ بڑی بڑی درس گاہیں قائم ہوئیں۔ عربی زبان کے قواعد مرتب ہوئے۔ لغت کی کتابیں لکھی گئیں، حدیث کے جو مجموعے پہلے سے موجود تھے ان کو ملا کر بڑی بڑی کتابیں بنائی گئیں۔ اسلامی قوانین (فقہ) اور اس کے اصول وجود میں آئے۔

آپ تاریخ ابن خلدون میں سے ان دو حصوں کو مطالعہ کرتے ہوئے جن میں عہد عباسی کی تاریخ درج ہے۔ عروج وزوال دونوں کی صورتیں بڑی صاف اور نمایاں دیکھ سکیں گے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اسے دلچسپ بھی پائیں گے اور چشم کشا بھی۔ آپ جہاں یہ دیکھ سکیں گے کہ خلافت بنی عباس کن حالات اور کن اسباب کی بنا پر قائم ہو سکی۔ وہاں آپ سے وہ اسباب بھی پوشیدہ نہ رہ سکیں گے جو کسی حکومت کے زوال کو ایک فیصلہ قضا وقدر کی طرح ضروری بنا دیتے ہیں۔

اللّٰهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنا به

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱:

تحریک شیعان علی

ابتداءِ دولت شیعہ: سمجھ لو کہ دولت شیعہ کی ابتداء یوں ہوئی ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کا خیال یہ ہوا کہ ہم ہی حکومت و فرماں روائی کے مستحق ہیں اور خلافت ہمارے ہی نفوس کے ساتھ مخصوص ہے ہمارے سوا قبیلہ قریش میں کوئی شخص اس خصوصیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

واقعۂ قرطاس: صحیح میں وارد ہوا ہے کہ عباسؓ نے علیؓ سے اس دور میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) مشورتاً کہا تھا جس میں آپ نے وفات پائی ہے کہ آؤ ہم اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور یہ دریافت کریں کہ آپ کے بعد زمام حکومت اسلام کس کے ہاتھ میں ہوگی؟ اگر ہمارے قبضہ میں رہے گی ہم کو اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا دوسروں کے اختیار میں جائے گی تو بھی ہم کو اس سے واقفیت ہو جائے گی۔ حضرت علیؓ بولے یہ مناسب نہیں ہے! اگر ہم اس سے روک دیئے گئے تو یاد رکھنا کہ آپ کے بعد لوگ اس کو ہمارے قبضہ میں نہ دیں گے۔ صحیح میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے ارشاد فرمایا تھا: ''آؤ میں تم کو ایک فرمان لکھ دوں تاکہ میرے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو''۔ صحابہؓ نے جو اس وقت حاضر خدمت تھے فرمان لکھانے میں اختلاف کیا باہم بحث و مباحثہ کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فرمان عالی شان نہ لکھا گیا۔ ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ بے شک مصیبت اور سخت مصیبت وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریر فرمان کے مابین بوجہ اختلاف اور شور و غوغا صحابہؓ کے واقع ہوا۔

اس سے شیعہ نے سمجھ لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں خلافت کی وصیت علیؓ کے حق میں کی ہے۔ حالانکہ اس کی صحت کسی وجہ سے اس حد تک نہیں ہوئی کہ جس کی طرف پوری توجہ کی جائے اور بے شک عائشہ صدیقہؓ نے اس وصیت کا انکار کیا ہے اور ان کا انکار کرنا کافی ہے۔ یہی بات اہل بیعت اور ان کے ہوا خواہوں میں مشہور و معروف باقی رہ گئی۔

فرمانِ فاروقی: منجملہ اس کے جو اہل آثار نقل کرتے ہیں یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمرؓ فاروق نے ابن عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ ''چونکہ تمہاری قوم (یعنی قریش) نے یہ نہیں چاہا تھا کہ بنو ہاشم ہی میں بیعت و خلافت جمع کر دی جائے اس وجہ سے وہ تم سے کبیدہ خاطر ہوئے''۔ ابن عباس نے اس سے اختلاف کر کے جواب دینے کی اجازت طلب کی اور جیسا کہ ان کے دل میں بنو ہاشم کی طرف داری کا خیال تھا اس کے موافق کہا۔ ان دونوں بزرگوں کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس امر سے آگاہ تھے کہ اہل بیت کے دلوں میں امر خلافت اور ان کے قبضہ میں اس کے نہ جانے سے ایک خاص قسم کا خیال قائم ہے۔

قصہ شوریٰ: قصہ شوریٰ میں یہ ہے کہ ایک گروہ صحابہؓ کا جو حضرت علیؓ کا ہوا خواہ تھا اور وہ لوگ انہیں کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے لیکن جب خلافت دوسرے کے قبضہ میں چلی گئی تو ان کو اس کا افسوس و ملال ہوا مثلاً زبیر' عمار بن یاسر اور مقداد بن اسود وغیرہم۔ مگر چونکہ ان لوگوں میں دین داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اخوت اسلامی کا بہت بڑا خیال تھا اس وجہ سے مشوروں میں سوائے تاؤف و تاسف کے اور کسی قسم کا حاشیہ نہ چڑھایا گیا۔

حضرت عثمان کی مخالفت: پھر جب حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو برہمی پیدا ہوئی اور ان پر طعن ہونے لگا تو عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا۔ یہ شخص حضرت علیؓ کی تعریف و توصیف کرتا تھا۔ حضرت عثمانؓ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علیؓ کو خلافت نہ دی تھی۔ ایسے ایسے طعن کرتا تھا جس سے خود حضرت علیؓ راضی نہ تھے اس کا یہ خیال تھا کہ حضرت علیؓ کے سوا اور لوگ بغیر کسی استحقاق کے خلیفہ بنائے گئے۔ عبداللہ بن عامر نے اس کو بصرہ سے شہر بدر کیا' مصر پہنچا ایک گروہ اس کے پاس ایسے ہی خیال والوں کا مجتمع ہو گیا جو اس بارے میں غالی اور مذاہب فاسدہ کے قبول کرنے کی طرف مائل تھا مثلاً خالد بن ملجم' سوذان بن حمران اور کنانہ بن بشر وغیرہ۔ اس کے بعد خلافت علیؓ کی بیعت ہوئی تھی پھر واقعہ جمل و صفین پیش آیا۔ خوارج نے آپ سے دینی کام میں حکم مقرر کرنے کی وجہ سے مخالفت کی اور علیحدہ ہو گئے اور آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ جنگ معاویہ میں مرنے پر تیار ہو گئے۔

امام حسنؓ کی بیعت: اس اثناء میں حضرت علیؓ شہید کر ڈالے گئے اور آپ کے لڑکے حسنؓ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ امام حسنؓ نے مصالحتاً زمام حکومت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دی شیعہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ خفیہ طور سے استحقاق اہل بیت اور ان کی امداد کے مشورے کرنے لگے اور امام حسن سے بھی اسی وجہ سے ناراض ہو گئے۔ امام حسین کو طلبی کا خط لکھا آپ نے سردست آنے سے انکار کر دیا مگر یہ وعدہ کر لیا کہ معاویہ کے مرنے کے بعد اس اقرار کو پورا کروں گا۔ اس وقت شیعہ' محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور در پردہ ان کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا محمد بن حنفیہ نے ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو مقرر کیا جو در پردہ ان کی خلافت کی لوگوں کو ترغیب دیتا تھا۔

امیر معاویہ کی سیاست: ایک مدت تک شیعہ اسی حالت پر رہے اور امیر معاویہؓ اس کی روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو بہ نظر سیاست ملکی شہر بدر کر دیتے تھے اور جب کوئی اس کا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اس کا قلع و قمع بھی کر دیتے تھے جیسا کہ حجر بن عدی اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے امیر معاویہ اور اہل بیت کے راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور ان کے دعوائے تقدم و استحقاق سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان میں سے بھی کوئی شخص ان کے منہ نہ آتا تھا یہاں تک کہ امیر معاویہؓ نے وفات پائی اور یزید تخت نشین ہوا۔

یزید کی تخت نشینی: یزید کے زمانے میں امام حسینؓ نے خروج کیا اور آپ کا واقعہ شہادت جیسا کہ مشہور ہے پیش آیا۔ یہ واقعہ اسلام میں نہایت شنیع گزرا ہے جس سے علی العموم مسلمانوں کے قلوب بھر آئے شیعوں نے اس میں بے حد غلو کیا اور اس شخص پر اعلانیہ طعن و تشنیع کرنے لگے جو اس امر کا متولی ہوا تھا یا ان کی امداد سے رک گیا تھا پھر اس امر پر باہم ملامت کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے کہ امام حسین کو خود ان لوگوں نے ضائع کر ڈالا خود بلایا اور ان کی مدد نہ کی خود کردہ پشیمان ہو کے مشورہ کیا اور یہ رائے قائم کی کہ اس کا کوئی کفارہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ ان کے معاوضہ خون لینے کے لئے مرنے پر تیار ہو جاؤ۔

توابین: اس خیال سے اپنے آپ کو توابین کے نام سے موسوم کیا اور بسر افسری سلیمان بن صرد خزاعی نے خروج کر دیا اس کے ساتھ اصحاب علیؓ کی ایک جماعت تھی۔ اسی زمانہ میں ابن زیاد کے خلاف اہل عراق میں شورش پیدا ہو گئی تھی۔ ابن زیاد عراق سے شام چلا آیا تھا اور لشکر جمع کر کے پھر بقصد عراق جا رہا تھا شیعوں نے ابن زیاد پر حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی سلیمان اور بہت سے اس کے ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے جیسا کہ ہم نے سلیمان کے حالات میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔

مختار کا خروج: بعد اس کے مختار ابن ابی عبید نے خروج کیا اور محمد بن حنفیہ کی خلافت کی دعوت دی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ ان واقعات سے خواص اور عوام میں اہل بیت کی طرف داری کا خیال ایسا پھیل گیا کہ حدود حق سے متجاوز ہو گئے اور مذاہب شیعہ میں اس بات پر اختلاف پڑ گیا کہ اہل بیت میں سے کون شخص مستحق امارت و خلافت ہے۔ ہر ایک گروہ نے اپنے معتقد علیہ کی در پردہ بیعت کر لی یہ اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ ملک و حکومت پر بنو امیہ کے قدم استقلال کے ساتھ جم گئے اور شیعوں کے قلوب میں یہ عقائد مستحکم ہو گئے اور باوجود کثرت اختلاف کے ان عقائد کو سینہ بسینہ چھپاتے رہے جیسا کہ ہم نے کتاب اول کی فصل امامت میں ان کے مذاہب کے نقل کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔

زید بن علی کی حکمت: زید بن علی بن حسین بڑے ہوئے تو واصل بن عطا سے تعلیم پائی جو اپنے وقت کا امام معتزلہ تھا اور جنگ صفین و جمل میں علیؓ کے برسر صواب ہونے میں اس کو تردد تھا ایک روز زید بن علی بن حسین نے اس عقیدہ کو بر سبیل تذکرہ بیان کیا۔ محمد باقر (ان کے بھائی) نصیحت کرنے لگے ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے علم حاصل کرتے ہو جو تمہارے دادا سے بدظن ہے''۔ زید بن علی باوجودیکہ افضلیت علی کے قائل تھے بیعت شیخین کو صحیح سمجھتے اور خلاف عقیدہ شیعہ مفضول علیہ کو مفضول کے ہوتے ہوئے امیر بنانے کو جائز جانتے تھے اور یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا بعد چند ایسی حالتیں پیش آئیں جس سے انہوں نے ۱۲۱ھ میں مقام کوفہ میں خروج کیا شیعوں کا ایک بہت بڑا گروہ آپ کے پاس مجتمع ہو گیا مگر ان میں سے بعض اس وجہ سے آپ سے منحرف ہو گئے کہ آپ شیخین کی تعریف کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ پر بھی کسی قسم کا ظلم نہیں کیا ان شیعوں نے یہ کہہ کے ان لوگوں (یعنی بنو امیہ) نے بھی تم پر کچھ ظلم نہیں کیا زیدؒ بن علی سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی دعوت چھوڑ دی اسی تاریخ سے اور اسی وجہ سے یہ رافضی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

زید کا قتل: اس کے بعد یوسف بن عمر نے ان کو قتل کر کے سر ہشام کے پاس بھیج دیا لاشہ کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دیا آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید خراسان بھاگ گئے اور وہیں ٹھہرے رہے بعد ازاں شیعوں نے ان کو پھر خروج پر ابھارا چنانچہ ۱۲۵ھ میں یحییٰ نے خراسان میں خروج کیا۔ نصر بن سیار نے ایک لشکر بسر افسری سالم بن اموز مازنی کو مقابلہ پر روانہ کیا جس نے یحییٰ کو قتل کر کے سر ولید کے پاس بھیج دیا اور لاشہ کو جورجان میں صلیب پر چڑھا دیا اسی وقت سے زیدیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ باقی شیعہ اپنے حال پر قائم رہے اور وقت کا انتظار کرنے لگے اور در پردہ ممالک اسلامیہ میں آل محمد کی حمایت کی دعوت دینے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگے اور اس شخص کو جو آپ کی دعوت قبول نہ کرتا تھا بخوف حاکم وقت مجبور نہ کرتے تھے۔

شیعان محمد بن حنفیہ: محمد بن حنفیہ کے شیعوں میں اکثر وہی لوگ تھے جو اہل بیت کے ہوا خواہ تھے اور اس امر کے معتقد تھے کہ محمد بن حنفیہ کے بعد آپ کے لڑکے ابو ہشام عبداللہ امامت وخلافت کے مستحق ہیں یہ اکثر سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ کسی سفر میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس مقام حمیمہ (مضافات بلقاء) میں ہو کے گزرے جہاں کہ ابو ہشام عبداللہ خیمہ زن تھے محمد بن علی اتر پڑے، وقت آ پہنچا تھا مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ مرتے وقت امامت کی ان کے حق میں وصیت کر گئے۔

امامت کی منتقلی: ان شیعوں کو جو عراق وخراسان میں تھے اس امر سے مطلع کر دیا کہ عنقریب امامت وخلافت محمد بن علی کی اولاد میں منتقل ہونے والی ہے۔ پس جب عبداللہ نے وفات پائی تو شیعوں نے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کے خفیہ طور سے آپ کی بیعت کر لی اور آپ نے بھی عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز میں اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیج دیا اہل خراسان نے عام طور سے بطیب خاطر آپ کی دعوت قبول کر لی بعد ازاں ان پر نقباء مامور کئے گئے ایک زمانہ تک آپ کا کام یوں ہی جاری رہا تا آنکہ ۱۲۴ھ میں محمد بن علی نے وفات پائی اور اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا ولی عہد بنا گئے اور دعاۃ کو اس کی ہدایت و وصیت کر گئے۔ دعاۃ ان کو امام کے لقب سے یاد کرتے تھے انہوں نے اپنی طرف سے ان لوگوں کو جو خراسان میں دعوت دیتے تھے ابو مسلم کو سند ولایت عنایت کر کے روانہ کیا تا کہ لوگوں میں ان کے احکام قائم رکھے اور ان کی ہدایت جاری کرے۔ اس کے بعد مروان بن محمد نے ابراہیم امام کو گرفتار کر کے عراق میں قید کر دیا۔ چنانچہ وہیں آپ کا انتقال بھی ہو گیا اور ابو مسلم نے خراسان پر قبضہ حاصل کر کے عراق کا قصد کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس سے پیشتر بیان کیا ہے اور بنو امیہ کو حکومت وامارت میں مغلوب کر دیا اور ان کی امامت و دولت کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

خلافتِ عباسیہ کا قیام ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

دولتِ عباسیہ: اس دولت کا آغاز دولت شیعہ سے ہوا ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں شیعوں کے بعض فرقے کیسانیہ کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو امیر المومنین علی بن ابی طالب کے بعد محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے بعد ان کے لڑکے ابوہشام عبداللہ کو امام جانتے ہیں۔ ان کے بعد محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امامت کے معتقد ہیں۔ بوجہ اس وصیت کے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے بعد ازاں ان کے لڑکے ابراہیم امام ابن محمد کو بعدہ ان کے بھائی ابوالعباس سفاح (یعنی عبداللہ بن حارثیہ) کو امام کہتے ہیں۔ ان کیسانیوں کے نزدیک اماموں کی یہی ترتیب ہے۔ کیسانیہ کو حرماقیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ابومسلم کا لقب حرماق بھی تھا۔

فرقہ راوندیہ: شیعان بنو عباس میں سے جو خراسان میں رہتے تھے ایک فرقہ راوندیہ کے نام سے بھی مشہور ہے جن کا زعم یہ ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق امامت کے عباس ابن عبدالمطلب ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور عصبہ ہیں۔ بدلیل (قولہ تعالیٰ) ﴿والو الارحام بعضهم اولى ببعض فى كتاب الله﴾ ''لوگوں نے آپ کو خلافت و امارت سے روکا اور ان سے ظلماً اس کو لے لیا تا آنکہ اللہ جل شانہ نے اس کو ان کی اولاد کی طرف لوٹا دیا۔ شیخین اور عثمان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور علی کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں کیونکہ عباس بن عبدالمطلب نے علیؓ ابن ابی طالب سے فرمایا تھا ((يا ابن اخى هلم ابايعك فلا تختلف عليك اثنان)) ''اے برادرزادہ آؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں میری بیعت کے بعد دو آدمی بھی تم سے اختلاف نہ کریں گے۔ اور نیز اس وجہ سے کہ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے جس دن سفاح کی خلافت کی بیعت لی جا رہی تھی ممبر کوفہ پر کھڑے ہو کر کہا تھا ((يا اهل كوفه انه لم يقم فيكم امام بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا على ابن ابى طالب و هذا القايم فيكم)) ''اے اہل کوفہ بے شک تم میں کوئی امام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قائم ہوا سوائے علی بن ابی طالب کے اور اس شخص کے جو اس وقت تم میں موجود ہے''۔ مقصود اس سے سفاح تھا۔

ابوالعباس سفاح ۱۲۳ھ تا ۱۳۶ھ: اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ آغاز اس دولت کا کیونکر ہوا اور خراسان میں ابومسلم کے ہاتھ سے کیسے یہ ظہور پذیر ہوئی پھر ان کے شیعوں کا خراسان و عراق میں کس طرح غلبہ ہوا بعد ازاں ۱۲۳ھ مقام کوفہ میں سفاح کی خلافت کی بیعت ہوئی اس کے بعد مروان بن محمد مارا گیا اور دولت امویہ منقرض ہو گئی ان واقعات کے بعد بنو امیہ کے بعض ہوا خواہوں اور سپہ سالاران نے ابوالعباس سفاح پر خروج کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب بن مرہ کی بغاوت: سب سے پہلے جس نے علم بغاوت بلند کیا وہ حبیب بن مرہ مری مروان کا ایک سپہ سالار تھا جو حوران و بلقا میں مامور تھا۔ اس نے اپنی اور اپنی قوم کی جان کے خوف سے خلع خلافت کیا سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی رایات (پھریرے) نصب کئے جو شعار عباسیہ کے خلاف تھا قیس اور جو لوگ اس کے قرب وجوار میں تھے انہوں نے اس کی اتباع کی۔ سفاح ان دنوں حیرہ میں تھا انہی دنوں یہ خبر آئی کہ ابوالورد مجزاۃ بن کوثر بن زلسر بن حرث کلابی بھی قنسرین میں باغی ہو گیا۔ یہ بھی مروان کے سپہ سالاران میں سے تھا۔ مگر جس وقت مروان کو ہزیمت ہوئی تھی اور عبداللہ بن علی قنسرین میں وارد ہوئے تھے تو اس نے مع اپنے لشکر کے سفاح کی بیعت کر لی تھی۔ سلمہ بن عبدالملک کے اہل وعیال اسی کے قریب یانس[1] و ناعورہ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن علی کے ایک سپہ سالار نے ان لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔

ابوالورد کی بغاوت: ان لوگوں نے ابوالورد کے اس کی شکایت کی ابوالورد نے اس سپہ سالار کو جس نے مسلمہ بن عبدالملک کے اہل وعیال کو نکال دیا تھا قتل کر کے علم خلع بغاوت بلند کر دیا اہل قنسرین اس کے ساتھ ہو گئے اور اہل حمص کو بھی خط وکتابت کر کے مخالفت پر ابھار دیا۔ ان سب لوگوں نے متفق ہو کر ابومحمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اپنا افسر بنایا اور یہ ظاہر کیا کہ یہی سفیانی ہے جس کا تذکرہ کیا جاتا تھا جب یہ خبر وحشت اثر عبداللہ بن علی کے کانوں تک پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر کے بقصد جنگ ابوالورد قنسرین کی طرف کوچ کر دیا۔ دمشق پہنچا ابو غانم عبدالحمید بن سرابعی طائی کو بسر افسر چار ہزار سواروں کو اپنا نائب بنایا اور اپنے اہل وعیال اور اسباب کو اس کی حفاظت میں چھوڑ کر حمص کی طرف روانہ ہوا۔

اہل دمشق کی بغاوت: جونہی حمص پہنچا اہل دمشق کی بغاوت کی خبر پہنچی کہ انہوں نے بھی سفید رایات نصب کئے ہیں اور عثمان بن عبدالاعلی ابن سراقہ ازدی ان کا افسر بنایا گیا ہے اور انہوں نے ابو غانم اور اس کے لشکر کو شکست فاش دے کر ان میں سے کثیر التعداد آدمیوں کو مار ڈالا ہے اور جو کچھ مال واسباب چھوڑ آیا تھا اس کو انہوں نے لوٹ لیا ہے مگر عبداللہ نے اس سے اعراض کر کے سفیان و ابوالورد سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا اور میدان جنگ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی جنگ چھیڑنے کے بعد عبداللہ کا بھائی عبدالصمد بن علی دس ہزار فوج کی جمعیت سے آ پہنچا اور دوسری جانب سے لڑائی شروع کر دی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ تھوڑی دیر لڑنے کے بعد ہزیمت اٹھا کر اپنے بھائی کے پاس بھاگ گیا۔

اہل قنسرین کی بغاوت: عبداللہ بن علی نے فوراً از سر نو اپنی فوج مرتب کر کے بہ ہمراہی مشہور سپہ سالاروں کے فرج احزم میں ابوالورد کے لشکر پر حملہ کر دیا اس وقت اس کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی۔ سفیانی اور ابوالورد کا لشکر منتشر ہو کر بھاگ گیا لیکن ابوالورد پانچ سو کی جمعیت سے جو اس کے قوم اور قبیلہ کے تھے میدان جنگ میں ثابت قدمی سے لڑتا رہا تا آنکہ سب کے سب مارڈالے گئے اور ابومحمد عبداللہ بن یزید ترمذ کی طرف بھاگ گیا اور اہل قنسرین نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔

دمشق پر قبضہ: عبداللہ بن علی اس مہم سے فارغ ہو کر اہل دمشق سے جنگ کرنے کو لوٹا عثمان بن سراقہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اہل دمشق نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر کے عبداللہ بن علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابومحمد سفیانی کا انجام: اسی زمانہ سے ابومحمد سفیانی ایک زمانہ دراز تک ترمذ میں رہا بعد ازاں ارض حجاز میں چلا آیا اور برابر عہد حکومت منصور تک روپوش رہا۔ تا آنکہ زیاد بن عبداللہ حارثی عامل حجاز نے ابومحمد سفیانی کو قتل کر ڈالا اور اس کے

[1] اس پر کتاب میں خالی جگہ ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۶ جلد ۵ مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں لڑکوں کو قید کر کے مع اس کے سر کے المنصور کے پاس بھیج دیا۔ المنصور نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

اہل جزیرہ کی بغاوت: اس کے بعد اہل جزیرہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ سفید رایات نصب کئے۔ سفاح نے تین ہزار فوج بسر افسری اپنے نامی سپہ سالار موسیٰ بن کعب کے روانہ کیا۔ موسیٰ بن کعب نے اس کو حران میں ٹھہرایا۔ اسحاق بن مسلم عقیلی مروان کی جانب سے ارمینیہ کا گورنر تھا جب اس کو مروان کی ہزیمت کی خبر پہنچی تو اس نے ارمینیہ سے کوچ کر دیا اہل جزیرہ نے متفق ہو کر اسحاق کے سر پر سرداری کی ٹوپی رکھ دی اور حران میں پہنچ کر حران کا محاصرہ کر لیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ ڈالے رہے۔ سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو نامور کیا۔ یہ واسط میں ابن ہبیرہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ چنانچہ ابوجعفر واسط سے بقصد جنگ اسحاق بن مسلم قرقیسیا و رقہ ہوتا ہوا حران کی طرف روانہ ہوا اہل قرقیسیا و رقہ بھی باغی ہو گئے تھے اور سفید پھریرے بنائے تھے۔ اسحاق بن مسلم یہ خبر پا کر محاصرہ چھوڑ کر الرہا چلا گیا اور اپنے بھائی بکار بن مسلم کو قبائل ربیعہ کے پاس اطراف ماردین کی جانب بھیج دیا۔ اہل ماردین کا سرداران دنوں بریکہ نامی ایک شخص حروریہ سے تھا ابوجعفر یہ سن کر ماردین پر جا پہنچا لڑائی ہوئی بریکہ مارا گیا۔

الرہا کا محاصرہ: بکار بن مسلم اپنے بھائی کے پاس الرہا لوٹ آیا۔ اسحاق اس کو الرہا میں چھوڑ کر لشکر کا بڑا حصہ اپنے ہمراہ لے کر سمیساط چلا آیا۔ عبداللہ بن علی یہ خبر سن کر الرہا آ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ابوجعفر بھی آ گیا۔ سات مہینے تک محاصرہ ڈالے رہا۔ بکار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن کسی میں عبداللہ و جعفر کو کامیابی نہ ہوئی بکار اکثر کہا کرتا تھا کہ ''میں خلع بیعت نہ کروں گا۔ جب تک میں اس کی موت کی خبر نہ سن لوں گا جس کی میں بیعت کر چکا ہوں'' ہنوز جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ مروان کی موت کی خبر پہنچ گئی۔ بکار نے امان طلب کی اور سفاح کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی امان دے دی گئی اور حاضری کا حکم صادر ہو گیا۔ اسحاق بھی ابوجعفر کے پاس چلا آیا اور اس کے معتمدین احباء میں داخل ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد اہل جزیرہ و شام نے پھر سرتابی نہ کی۔ سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو جزیرہ، ارمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر مقرر کر دیا۔ اس زمانہ سے برابر ابوجعفر اسی عہدہ پر رہا تا آنکہ ولی عہد بنایا گیا۔

یزید بن ہبیرہ: یزید بن ہبیرہ حسن بن قحطبہ سے شکست کھا کے بھاگ گیا تھا اور یہ کہ واسط میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ حوثرہ اور اس کے بعض ہمراہیوں نے بعد ہزیمت کوفہ چلے جانے کی رائے دی لیکن اس نے انکار کیا تھا تب یحییٰ بن حفص نے مروان کے پاس چلے جانے کو کہا۔ ابن ہبیرہ نے یہ بھی منظور نہ کیا کیونکہ مروان کی مخالفت کی وجہ سے اس کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ مجبوراً واسط میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ ابوسلمہ نے حسن بن قحطبہ کو اس کے محاصرہ پر مامور کیا۔ ابن ہبیرہ بھی لشکر شام لے کر مقابلہ پر نکلا اس کے میمنہ پر داؤد تھا اور حسن بن قحطبہ کے میمنہ پر حازم بن خزیمہ۔ لڑائی ہوئی لشکر اہل شام ہزیمت اٹھا کر مضطربانہ دجلہ کی طرف بھاگا۔ کثیر التعداد آدمی ڈوب مرے اور اکثر کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے۔ ابن ہبیرہ نے مع بقیہ ماندہ فوج کے شہر میں جا کر جان بچائی۔ اس واقعہ کے سات دن بعد دوبارہ جنگ کرنے کو نکلا مگر پھر بھی ہزیمت اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ایک مدت تک فریقین لڑائی سے رکے رہے۔ لیکن وقتاً فوقتاً جنگ کی یاد دہانی کے لئے ایک دوسرے پر تیر باری کر دیا کرتے تھے۔ اس اثناء میں ابن ہبیرہ کو یہ خبر لگی کہ ابوامیہ تغلبی نے بغرض اظہار ہوا خواہی دولت عباسیہ سیاہ کپڑے پہنے ہیں ابن ہبیرہ نے اس کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے اس میں سرگوشی شروع کی معن بن زائدہ کو بھی اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ان لوگوں نے تین آدمیوں کو فزارہ سے ابوامیہ کے عوض گرفتار کر لیا اور معن و عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن بشیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجلی مع ان لوگوں کے جوان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ابن ہبیرہ نے مجبور ہو کر ابوامیہ کو رہا کر دیا اور ان لوگوں سے معافی چاہی یہ لوگ پھر جیسا کہ باہم متفق تھے متفق الکلمہ ہو گئے۔

ابوجعفر کا تقرر: اسی اثناء میں سجستان کی طرف سے ابونصر مالک بن ہیثم آ پہنچا۔ حسن بن قحطبہ نے ایک وفد کو بسر گروہی غیلان بن عبداللہ خزاعی سفاح کی خدمت میں ابونصر مالک کے آنے کی خبر دینے کے لئے روانہ کیا۔ غیلان نے عرض ومعروض کر کے سفاح کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خاندان میں سے کسی کو امیر لشکر مقرر کرے چنانچہ سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو مامور کیا اور حسن بن قحطبہ کو اس مضمون کا فرمان لکھا ''اگر چہ شاہی لشکر تمہارا ہی لشکر ہے اور سپہ سالاران فوج تمہارے ہی ماتحت ہیں لیکن مابدولت کو یہ منظور ہوا کہ میں اپنے بھائی کو موقع جنگ پر بھیج دوں۔ پس تم کو مناسب ہے کہ تم اس کی بطیب خاطر اطاعت کرو اور کمال عمدگی سے اس کی وزارت کو انجام دو''۔ حسن بن قحطبہ نے نہایت عزت واحترام سے ابوجعفر کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور عثمان بن نہیک کو اس کی محافظت پر مامور کیا۔

مالک اور ابن ہبیرہ کی جنگ اس کے بعد مالک بن ہیثم اہل شام وابن ہبیرہ سے جنگ کرنے کو نکلا اہل شام نے جنگ چھیڑنے سے پہلے معن بن زائدہ وابویحییٰ کو کمین گاہ میں بٹھا کر لڑائی شروع کر دی تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ جس وقت مالک بن ہیثم کمین گاہ سے نکل آگے بڑھا معن بن زائدہ وابویحییٰ نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ رات تک نہایت شدت سے لڑائی ہوتی رہی۔ پھر خود بخود لڑائی رک گئی۔ چند دنوں تک لڑائی رکی رہی بعد ازاں اہل واسط نے معن بن زائدہ ومحمد بن نباتہ کے ساتھ ہو کر حملہ کیا حسن بن قحطبہ کے ہمراہیوں نے ان کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا اکثر اہل واسط دجلہ میں گر کر مر گئے۔ اب اس وقت لڑائی ختم ہو چکی تھی فتح مند گروہ اپنے مورچہ کی طرف واپس آ رہا تھا کہ اتفاق سے مالک بن ہیثم کی نظر ایک لاش پر پڑی جو مقتل میں خاک وخون پر پڑی ہوئی تھی' ٹھہر گیا اور غور سے دیکھتا رہا معلوم ہوا کہ یہ لاش اس کے لڑکے کی ہے۔ جوش میں آ کر اہل واسط پر اس زور کا حملہ کیا کہ اہل واسط نے شہر میں جا کر دم لیا۔ مالک نے محاصرہ میں پہلے سے زیادہ سختی شروع کی کشتیوں پر لکڑیوں کو بار کراتا اور ان کو جلا دیتا تھا۔ اس غرض سے کہ جس سمت میں گزریں اس کو جلا دیں ابن ہبیرہ ان کو بڑی بڑی دست پناہوں سے گھسٹوا کر بجھوا دیتا تھا۔ گیارہ مہینے اسی حالت میں گزر گئے اور جنگ کا خاتمہ نہ ہوتا تھا کہ اسماعیل بن عبداللہ قسری نے ابن ہبیرہ کے پاس پہنچ کر مروان کے مارے جانے کی خبر سنائی یمانیہ نے یہ سنتے ہی جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور رار یہ اُن سے اس معاملہ میں متفق ہو گئے اس کے بعد ابن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ میں سوائے اس کے خاص خدام وملازمین کے اور کوئی لڑنے کو نہ آیا۔

مصالحت کی کوشش: روزانہ جنگ سے تنگ ہو کر محمد بن عبداللہ بن حسین مثنیٰ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ آ جائیں میں آپ کی بیعت کر لوں گا۔ محمد بن عبداللہ نے جواب بھیجنے میں تاخیر کی۔ سفاح نے ابن ہبیرہ کے ہمراہیوں میں سے یمانیہ سے خط وکتابت شروع کر دی اور ان کو انعام واکرام کی طمع دی جس سے زیاد بن صالح او زیاد بن عبیداللہ حرثیان ابن ہبیرہ سے یہ وعدہ کر کے کہ ہم درمیان میں پڑ کر سفاح سے صلح کرا دیں گے۔ ابن ہبیرہ کے لشکر سے نکل کر سفاح کے پاس چلے آئے مگر ایفاء وعدہ نہ کیا۔ سفراء فریقین صلح کرانے کی فکریں کرنے لگے بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عہد نامہ امان ان شرائط کے ساتھ لکھا جائے جس کو ابن ہبیرہ منظور کرے چنانچہ ابن ہبیرہ اس سلسلہ میں علماء سے چالیس روز تک مشورہ کرتا رہا تا آنکہ عہد نامہ صلح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھ کر بھیجا۔ ابوجعفر نے اس کو سفاح کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ سفاح نے اس کے نفاذ کا حکم دے دیا۔ چونکہ سفاح کوئی کام خلاف مشورہ ابومسلم نہ کرتا تھا۔ اس وجہ سے اس نے ابومسلم کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ ابومسلم نے لکھ بھیجا کہ ''جب راستہ میں کوئی پتھر آ جائے تو اس کو توڑ ڈالو اور اللہ کی قسم ہے جس راستہ میں ابن ہبیرہ ہو گا وہ درست و سیدھا نہیں ہو سکتا''۔ تکمیل عہدنامہ کے بعد ابن ہبیرہ ایک ہزار تین سو سواروں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے کو آیا حاجب نے بڑھ کر ادب سے سلام کیا عزت و احترام سے بٹھا کر کہا ذرا صبر کیجئے ابوجعفر کی خدمت میں اس وقت خراسان کے دس ہزار رؤسا کسی امر میں گفتگو کر رہے ہیں اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابن ہبیرہ کو حاضری کی اجازت دی گئی ابوجعفر المنصور دیر تک ابن ہبیرہ سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔ بعدازاں ابن ہبیرہ رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ پر چلا آیا۔

ابن ہبیرہ کا قتل: ایک مدت تک ہر دوسرے روز ابوجعفر کے پاس ابن ہبیرہ اسی آن و بان سے جاتا رہا لوگوں نے ابوجعفر کو یہ باور کرایا کہ ابن ہبیرہ پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں کی جمعیت لے کر آپ کی خدمت میں آیا کرتا ہے اس سے لشکریوں کی نظروں میں اس کی وقعت بڑھتی جاتی ہے۔ ابوجعفر اس فریب میں آ گیا حکم دیا کہ آئندہ صرف اپنے مصاحبین کے ساتھ آیا کرے۔

ابن ہبیرہ بیس آدمیوں کے ساتھ جانے لگا۔ آخر اس کے ساتھ فقط تین آدمی جاتے تھے۔ سفاح کو اس پر بھی صبر نہ آیا لکھ بھیجا کہ ابن ہبیرہ کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو مگر ابوجعفر نے اس عہدنامہ کے لحاظ سے جس کو وہ لکھ چکا تھا اس فعل سے رکتا تھا تا آنکہ سفاح نے ایک سخت فرمان روانہ کیا کہ ''فوراً ابن ہبیرہ کو بارِ حیات سے سبکدوش کر دو ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کر دوں گا جو اس کو تمہارے قبضہ سے نکال کے قتل کر ڈالیں گے''۔ ابوجعفر نے سرداران قیسیہ و مفریہ کو ابن ہبیرہ کے ساتھ بلا بھیجا اور ابن نہیک نے ایک سو خراسانی سپاہیوں کو مکان کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا جب وہ لوگ بیس آدمیوں کی تعداد سے جس کے سردار محمد بن نباتہ و حوثرہ بن سہیل تھے دارالامارت کے دروازہ پر آئے تو سلام بن سلیم حاجب نے دو دو آدمیوں کو اندر بلانا شروع کیا اور ابن نہیک وغیرہ ان کی مشکیں باندھنے لگے جس وقت یہ سب قید کر لئے گئے اس وقت ابوجعفر نے خازم بن خزیمہ اور ہثیم بن شعبہ کو ایک سو کی جمعیت سے ابن ہبیرہ کی گرفتاری پر مامور کیا۔ خازم و ہثیم نے ابن ہبیرہ سے جا کر یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بیت المال سے مال لینے کو آئے ہیں۔ ابن ہبیرہ کے حاجب نے بیت المال کے دروازے کھول دیئے خزانوں کی کنجیاں دے دیں۔ کچھ لوگ بیت المال اور خزانوں کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگ ابن ہبیرہ کی جانب لپکے۔ حاجب نے آگے بڑھ کر روکنے کا قصد کیا۔ ہثیم نے اس پر تلوار چلائی حاجب تیورا کر گر پڑا داؤد بن ابن ہبیرہ لڑنے لگا۔ داؤد اور اس کے آزاد غلاموں نے ایک گروہ مار ڈالا گیا آخر بن ابن ہبیرہ بھی قتل کیا گیا اور سب کے سر اتار کر ابوجعفر کے پاس بھیج دیئے گئے بہ استثناء حکیم بن عبدالملک بن بشرہ خالد بن مسلمہ مخزومی اور عمر بن ذر کے باقی ماندہ لوگوں کے امان کا اعلان کر دیا گیا حکیم تو بھاگ گیا۔ خالد بن مسلمہ کو ابوجعفر نے امان دے دی۔ لیکن سفاح نے اس کو منظور نہ کیا اور مار ڈالا گیا البتہ زیاد بن عبیداللہ نے عمر ابن ذر کی سفارش کی جس کو امن دیا گیا اور یہ بچ گیا۔

ابوسلمہ و سلیمان بن کثیر کا قتل: اس سے پیشتر ہم ان واقعات کو بیان کر آئے ہیں جو ابوسلمہ خلال سے دوبارہ حکومت ابوالعباس سفاح واقع ہوئے تھے اور شیعوں نے اس بات پر اس کو متہم کیا تھا اور سفاح کو اس سے برہمی پیدا ہوئی تھی۔ جس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کہ سفاح اپنے لشکر گاہ حمام اعین میں (کوفہ کے باہر) مقیم تھا۔ اس کے بعد سفاح مدینہ ہاشمیہ چلا آیا اور اپنے قصر میں قیام کیا مگر ابوسلمہ کی طرف سے برہمی کی وہی کیفیت تھی ابومسلم کو اس کی سرکشی کے حالات لکھ بھیجے اور مشورہ طلب کیا۔ ابومسلم نے ابوسلمہ کے قتل کی رائے دے دی۔ داؤد بن علی نے کہا ''تم یہ فعل نہ کرو یہ امر تمہارے شایان شان نہیں ہے۔ ابومسلم اور وہ لوگ جو اس کے ہمراہ ہیں اس میں موشگافیاں کریں گے اور وہ لوگ اس کے مطیع زیادہ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ابومسلم کو لکھ بھیجو کہ وہ خود کسی ایسے شخص کو بھیج دے جو اس کو قتل کر ڈالے''۔ سفاح نے ایسا ہی کیا ابومسلم نے مرار بن انس ضبی کو ابوسلمہ کے قتل پر مامور کیا۔ مرار نے سفاح سے آنے کا سبب ظاہر کیا۔ سفاح نے منادی کرادی کہ امیر المؤمنین ابوسلمہ سے خوش ہو گئے ہیں اور طلب فرمایا ہے۔ چنانچہ ابوسلمہ سفاح کی خدمت میں گیا تمام رات باتیں کرتا رہا صبح کو اپنی فرودگاہ کی طرف آ رہا تھا اثنائے راہ میں مرار بن انس اور اس کے ہمراہی مل گئے مرار نے لپک کر ابوسلمہ پر تلوار چلائی ابوسلمہ بے دم ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔ ہمراہی چلا اٹھے ''افسوس افسوس کسی خارجی نے اس کو مار ڈالا''۔ دن چڑھے یحیٰی برادر سفاح نے نماز جنازہ پڑھائی دفن کر دیا گیا۔ ابوسلمہ وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا جیسا کہ ابومسلم امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا۔ ابوسلمہ کے مارے جانے کے بعد ابومسلم کو اس کی اطلاع دی گئی ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کی بیخ کنی کی فکر شروع کر دی۔ دو چار روز بعد ہی اس کے قتل کا بھی حکم دے دیا اور فارس پر محمد بن اشعث کو مامور کر کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ابن ابوسلمہ کو مار ڈالنا پس محمد بن اشعث نے ایسا ہی کیا۔

عمال سفاح: جس وقت سفاح کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔ اس وقت اس نے کوفہ و سواد پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا پھر بعد ازاں اس کو کوفہ و سواد سے معزول کر کے حجاز یمن اور یمامہ کی گورنری مرحمت کی اور بجائے اس کے کوفہ و سواد پر اپنے برادر زادہ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد کو مقرر فرمایا ۱۳۳ھ میں داؤد کے انتقال کر جانے پر اپنے ماموں یزید بن عبید اللہ بن عبد المدان حارثی کو حجاز و یمامہ کی اور محمد بن یزید بن عبد اللہ بن عبد المدان کو یمن کی گورنری عنایت کی۔ سنہ گزشتہ (یعنی ۱۳۲ھ) میں سفیان بن عینیہ مہلبی بصرہ کا عامل بنایا گیا۔ لیکن ۱۳۳ھ میں اس کو معزول کر کے بجائے اس کے اپنے چچا سلیمان بن علی کو سند گورنری دے دی اور کورود جلہ اور بحرین اور عمان کو اس کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ اسی زمانہ یعنی ۱۳۲ھ میں سفاح کا ایک چچا اسماعیل بن علی اہواز کا اور دوسرا چچا عبد اللہ بن علی شام کا۔ ابوعون عبد الملک بن یزید مصر کا اور ابومسلم خراسان و جبال کا گورنر اور خالد بن برمک دیوان الخراج (محکمہ مال گزاری) کا متولی۔ اس سنہ میں سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کی سند گورنری مرحمت کر کے فارس روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے محمد بن اشعث ابومسلم کی طرف سے گورنر ہو کر فارس پہنچ گیا تھا۔ محمد بن اشعث عیسیٰ بن علی کے قتل کے درپے ہوا لوگ مانع ہوئے تو یہ ظاہر کیا کہ مجھے ابومسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص میرے سوا کسی دوسرے کی طرف سے والی فارس ہو کر آئے اس کو قتل کر ڈالنا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر عیسیٰ کے قتل سے رک گیا اور بہ حلف شرعی یہ اقرار لے لیا کہ تازندگی کسی منبر پر خطبہ دینے کی غرض سے نہ جائے گا اور نہ جہاد کے سوا کبھی تلوار اٹھائے گا چنانچہ عیسیٰ نے اس اقرار کو پورا کیا۔ محمد بن اشعث کے بعد سفاح نے اپنے چچا اسماعیل بن علی کو فارس پر اور محمد بن صول کو موصل پر متعین کیا اہل موصل نے محمد بن صول کو نکال دیا اور یہ کہا کہ خثعم کو ہمارا حاکم بناؤ۔ یہ لوگ بنو عباس سے منحرف تھے سفاح نے غصہ میں اپنے بھائی یحیٰی بن محمد بن علی کو بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ یحیٰی بن محمد نے موصل پہنچ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع مسجد کے قریب قصر امارت میں قیام کیا اور حیلہ وفریب سے اہل موصل کو بلا کران میں سے بارہ آدمیوں کو مار ڈالا۔ اہل موصل میں اس سے سخت برہمی پیدا ہوگئی۔ معاوضہ لینے کی غرض سے سب کے سب جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔ یحییٰ نے یہ رنگ دیکھ کر منادی کرادی کہ جو شخص جامع مسجد میں چلا آئے گا اس کو امان دے دی جائے گی۔ لوگ یہ سن کو جامع مسجد کی طرف دوڑ پڑے یحییٰ نے پہلے سے جامع مسجد کے دروازوں پر آدمیوں کو کھڑا کر رکھا تھا۔ جو شخص جامع کے اندر جاتا تھا اس کو یہ لوگ مار ڈالتے تھے اس مکر وفریب سے بیان کیا جاتا ہے کہ گیارہ ہزار آدمی مار ڈالے گئے یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو آمادہ بہ جنگ ہوئے تھے ان کے ماسوا اور لوگ بھی قتل کیے گئے جن کا کچھ شمار نہیں ہے رات ہوئی تو یحییٰ کے کان میں اُن عورتوں کے رونے کی آواز آئی جن کے بھائی، باپ، بیٹے اور شوہر مار ڈالے گئے تھے صبح ہوتے ہی حکم دے دیا کہ عورتیں اور لڑکے بھی قتل کر ڈالے جائیں۔ تین روز تک خون مباح کر دیا گیا پھر کیا تھا قتل عام کا بازار گرم ہو گیا اس کے لشکر میں چار ہزار زنگی بھی تھے انہوں نے عورتوں کی عصمت و پاک دامنی پر دست اندازی شروع کر دی۔ ہزاروں عورتوں کو جبراً پکڑ لے گئے اس قتل عام کے بعد چوتھے روز یحییٰ شہر کے دیکھنے کی غرض سے سوار ہو کر نکلا۔ جلوس میں گرد بہ گرد ہزاروں آدمی برہنہ شمشیر اور آلات حرب لئے ہوئے تھے ایک عورت نے لپک کر یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی کہنے لگی ''کیا تم بنو ہاشم نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے لڑکے نہیں ہو؟ کیا تم کو اس کی خبر نہیں پہنچی کہ مومنات ومسلمات سے زنگیوں نے جبراً نکاح کر لیا ہے''۔ یحییٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا چلا گیا۔ اگلے دن زنگیوں کو روزینہ دینے کے لئے بلایا جب کل زنگی جمع ہو گئے تو سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ سفاح کو اس کے اہل موصل کے ساتھ بدعملی، ظلم اور خوں ریزی کی خبر ہوئی اس کو معزول کر کے بجائے اس کے اسماعیل بن علی کو مامور کیا اور بجائے اسماعیل بن علی کے اس کو اہواز فارس کی حکومت پر بھیج دیا۔

رومیوں کا ملطیہ و قالیقلا پر قبضہ: ۱۳۳ھ میں قسطنطین والی روم نے مسلمانوں کے خلاف خروج کر کے ملطیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں جزیرہ میں بھی بغاوت پھیلی ہوئی تھی ان دنوں اس کا عامل موسیٰ بن کعب بن اسان تھا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل ملطیہ امان حاصل کر کے بلاد جزیرہ کی طرف چلے آئے جس قدر مال واسباب اٹھا سکے اپنے ہمراہ اٹھا لائے۔ رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقلا کا قصد کیا اور مرج خصی پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ قسطنطین نے ایک لشکر بسرافسری اپنے نامی سپہ سالار کوشان ارمنی کے قالیقلا (اطراف ماردین) کی جانب روانہ کیا کوشان نے قالیقلا پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا شہر ہی کے ایک ارمنی نے کوشان سے سازش کر کے شہر پناہ کی دیوار میں کھڑکی کر دی کوشان رات کے وقت بحالت غفلت مع اپنی قوم کے گھس پڑا اور قالیقلا پر بہ زور تیغ قبضہ کر لیا ہزاروں مسلمان اس معرکہ میں کام آ گئے۔

بغاوتیں اور ان کا استیصال: مثنی بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو اس کے باپ نے یمامہ پر مامور کیا تھا۔ جب اس کا باپ مارا گیا تو اس نے یمامہ پر سفاح کے عامل کو قبضہ دینے سے انکار کر دیا یزید بن عبید اللہ بن عبدالمدان نے مدینہ سے ایک لشکر بہ سرافسری ابراہیم بن حبان سلمی یمامہ کی طرف روانہ کیا ابراہیم بن حبان نے مثنی بن یزید کو مع اس کے ہمراہیوں کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

اہل بخارا کی بغاوت: اسی سنہ میں شریک بن شیخ مہری نے بخارا میں برخلاف ابومسلم کے خروج کیا اور اس کے اکثر انتظامات کو درہم برہم کر ڈالا تین ہزار سے زیادہ لوگ اس کے پاس مجتمع ہو گئے ابومسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو شریک سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ شریک و زیاد میں لڑائی ہوئی شریک مارا گیا۔ اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے بلادختل پر چڑھائی کی حبش بن تبل بادشاہ ختل بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا دہقانیوں نے مقابلہ کیا ابوداؤد نے ان کو شکست دے کر اس قلعہ پر محاصرہ ڈال دیا جس میں حبش چھپا ہوا تھا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد حبش مع دہقانیوں کے نکل کر فرغانہ اور فرغانہ سے چین چلا گیا ابوداؤد نے جن لوگوں کو قلعہ میں پایا ان کو مع مال غنیمت ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

اسی سنہ میں مابین اخشید فرغانہ و بادشاہ شاش کے فتنہ و فساد پیدا ہوا۔ اخشید نے بادشاہ چین سے امداد طلب کی' بادشاہ چین نے ایک لاکھ فوج سے اخشید کی مدد کی۔ اخشید نے بادشاہ شاش کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ بادشاہ شاش قلعہ سے نکل آیا اخشید و بادشاہ چین نے اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا اور نہ اس کی قوم سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی ابومسلم کو یہ خبر لگی تو اس نے زیاد بن صالح کو ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ زیاد بن صالح کی سنجہ طراز پر مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کو ان میں سے مسلمانوں نے قتل کر ڈالا اور بیس ہزار کو گرفتار کر لیا۔ باقی جو رہے وہ ملک چین بھاگ گئے یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

بسام کی بغاوت: ۱۳۴ھ کا دور شروع ہوا تو بسام بن ابراہیم نے جو خراسان کا ایک نامی سپہ سالار تھا علم بغاوت بلند کیا اور لشکر سفاح سے ایک گروہ کو اپنا ہم سفیر بنا کر مع ان کے مداین کی طرف روانہ ہو گیا۔ سفاح نے اس کے بعد ہی خازم بن خزیمہ کو بسام سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ بسام اور خازم میں لڑائی ہوئی بسام کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ بسام میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگا۔ خازم تھوڑی دیر تعاقب کر کے واپس ہوا۔

خازم کی سفاکی: اتفاق سے مقام ذات المطامیر کی طرف ہو کر گزرا جہاں پر کہ سفاح کے ماموں بنو عبدالمدان کا خاندان ستر آدمیوں کی تعداد سے جس میں ان کے اعزہ و اقارب اور خدام بھی تھے مقیم تھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ مغیرہ بسام کے ہمراہیوں میں سے ان کے پاس مقیم ہے۔ خازم نے ان لوگوں کو بلا کر مغیرہ کا حال دریافت کیا ان لوگوں نے جواب دیا ''وہ ہمارے پاس اجازت حاصل کر کے آیا تھا ایک شب رہ کر چلا گیا''۔ خازم نے ان لوگوں کو ڈرایا دھمکایا وہ لوگ بھی سختی کے ساتھ پیش آئے۔ خازم نے ان سب کو قتل کر کے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور مکانات منہدم کرا دیا۔ یمانیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی اور اکٹھے ہو کر زیاد بن عبیداللہ حارثی کے پاس گئے۔ زیاد بن عبداللہ حارثی ان لوگوں کے ساتھ سیدھا سفاح کے پاس چلا گیا۔ خازم کو اس فعل ناشائستہ کی شکایت کی اور اس کو خازم کے قتل پر آمادہ کر لیا۔

موسیٰ بن کعب و ابوجہم بن عطیہ یہ خبر پا کر سفاح کے پاس دوڑے آئے۔ عرض کیا ''امیر المومنین خازم آپ کا قدیمی جاں نثار ہے۔ اس نے آپ کی بے حد اعانت کی ہے آپ کے ساتھ مل کر اپنے اعزہ و اقارب سے لڑا ہے جو شخص آپ کا مخالف ہوا ہے اس کو اس نے قتل ہی کر ڈالا ہے مناسب ہے کہ اس سے درگزر کیجئے اور اگر بغیر قتل کئے ہوئے چارہ نہ ہو تو کسی سرحد پر بھیج دیجئے اگر جنگ میں مارا ڈالا گیا تو فہوالمراد اور اگر کامیاب ہو گیا تو آپ کو اس کا ثواب ملے گا۔ ہمارے نزدیک خازم کو ان خوارج کی سرکوبی کے لئے بھیج دیجئے جو عمان و جزیرہ ابن کاوان بن شیبان بن عبدالعزیز لشکر کی ماتحتی میں ہیں''۔ سفاح نے اس رائے کے مطابق سات سو جنگ آوروں کو خازم کے ساتھ مامور کیا۔

خارجیوں کی سرکوبی: سلیمان علی نے بصرہ سے کشتیوں پر سوار کرا کر جزیرہ ابن کاوان کی طرف خازم کو روانہ کیا۔ خازم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ علاوہ اس سات سوفوج کے اس کے اہل وعیال' خاندانی اعزہ یا خدام اور چند لوگ بنو تمیم کے بھی بصرہ سے گئے تھے۔
خازم نے جزیرہ بن کاروان کے قریب پہنچ کر فضلہ بن یغم نہشلی کو پانچ سو کی جمعیت سے شیبان سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ شیبان مع اپنے ہمراہیوں کے ہزیمت کھا کر کشتیوں پر سوار ہو کر عمان کی طرف بھاگا یہ فرقہ صفریہ سے تھا عمان پہنچا تو جلبندی نے جو فرقہ اباضیہ سے تھا اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ کیا چنانچہ شیبان اپنے ہمراہیوں سمیت مارا گیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔
شیبان وہ شیبان بن سلمہ نہیں ہے جو خراسان میں مارا گیا تھا بسا اوقات ان دونوں میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔
خازم نے اس مہم سے فارغ ہو کر ساحل عمان پر پہنچ کر جلبندی سے لڑائی چھیڑ دی ایک مدت تک ایک حالت سے لڑائی ہوتی رہی فریقین ایک دوسرے سے مغلوب نہ ہوتے تھے بالآخر خازم کے حکم سے اس کے لشکریوں نے اپنے تیروں کے پھلوں کو روغن سے آلودہ کیا اور آگ سے مشتعل کر کے جلبندی کی فوج کے گھروں پر پھینکنا شروع کیا۔ تیروں کے مکانات پر پہنچنا تھا کہ آگ لگ گئی۔ مجبوراً جلبندی کے ہمراہی اہل وعیال کے بچانے کی غرض سے آگ بجھانے کی طرف مشغول ہوئے خازم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا جلبندی اور اس کے ہمراہی جو تعداد میں دس ہزار تھے مار ڈالے گئے خازم نے ان کے سروں کو سلیمان کے پاس بصرہ میں اور سلیمان نے دارالخلافہ میں سفاح کے پاس بھیج دیا۔ اس سے سفاح کو اپنی پہلی رائے پر ندامت ہوئی۔

کش پر قبضہ: بعد ازاں اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر جہاد کیا اور بادشاہ کش کو مار ڈالا حالانکہ وہ مطیع تھا اور اہل کش کے خون کو مباح کر دیا قیمتی قیمتی ظروف چینی منقوش مذہب (سنہری) ریشمی کپڑے' سامان آرائش اور نفیس نفیس اسباب چینی جس کو زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا لوٹ کر سمرقند میں ابومسلم کے پاس بھیج دیا اور چند دہقانان کش کو بھی اس واقعہ میں قتل کر دیا تھا اور طاران برادر اخرید کو تخت نشین کر کے بلخ لوٹ آیا۔
ان دنوں ابومسلم زیاد بن صالح کو بخارا اور سمرقند کا نائب بنا کر بعد خوں ریزی اہل صغد و بخارا اور سمرقند میں شہر پناہ بنانے کا حکم دے کر مرو میں واپس آ گیا تھا۔

سندھ کی بغاوت: ان واقعات کے بعد سفاح کو سندھ میں منصور بن جمہور کی عہد شکنی و بغاوت کی خبر پہنچی اپنے افسر پولیس موسیٰ بن کعب کو اس مہم پر بھیج دیا اور بجائے اس کے اس عہدہ پر مسیّب بن زہیر کو مامور کیا موسیٰ اور منصور سے سرحد ہند پر مقابلہ ہوا منصور کے ہمراہ بارہ ہزار فوج تھی با ایں ہمہ موسیٰ سے شکست کھا کر بھاگا اور ریگستان میں شدت تشنگی سے مر گیا۔ منصور کے گورنر نے جو سندھ میں تھا یہ سن کر مع اپنے اہل وعیال واسباب کے بلاد خزر چلا گیا۔

زیاد بن صالح کی بغاوت: ۱۳۵ھ میں زیاد بن صالح نے ماوراء النہر میں خروج کیا ابومسلم اس سے جنگ کرنے کو مرو سے روانہ ہوا اور داؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو زیاد کے دست برد سے ترمذ کے بچانے کے لئے ترمذ کو بھیج دیا۔ جوں ہی نصر ترمذ پہنچا۔ چند لوگوں نے طالقان سے نکل کر عیسیٰ بن ماہان کو قاتلین نصر کے تعاقب پر مامور کیا۔ چنانچہ عیسیٰ نے قاتلین نصر کو چن چن کر قتل کر ڈالا۔ اس اثناء میں ابومسلم آمد پہنچ گیا اس کے ساتھ سباع بن نعمان آزادی بھی تھا جس کو سفاح نے زیاد بن صالح کے ساتھ یہ سمجھا کر بھیجا تھا کہ اگر فرصت وموقع ملے تو ابومسلم کو مار ڈالنا کسی نے یہ خبر ابومسلم تک پہنچا دی۔ ابومسلم نے سباع کو آمد میں قید کر دیا اور گورنر آمد کو اس کے قتل کا حکم دے کر روانہ ہو گیا۔ اثناء راہ میں زیاد کے چند سپہ سالار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملے جو اس کی سرداری سے منحرف ہو گئے تھے۔ ابو مسلم بخارا میں داخل ہوا زیاد ڈر کر ایک دہقان کے گھر جا چھپا دہقان نے اس کو قتل کر ڈالا اور سر ابو مسلم کے پاس لا کر رکھ دیا۔ ابو مسلم نے قتل زیاد کی خبر ابو داؤد کو لکھ بھیجی۔ ابو داؤد ان دنوں ہم طائفان میں مصروف تھا فارغ ہو کر کش واپس آیا اور عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف روانہ کیا مگر اس کو کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس کے بعد عیسیٰ نے چند خطوط ابو مسلم کے ہمراہیوں کے پاس بھیجے تھے جس میں ابو داؤد کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں۔ ابو مسلم نے ان خطوط کو ابو داؤد کے ہمراہیوں کے پاس بھیج دیا ابو داؤد نے عیسیٰ کو پٹوا کر قید کر دیا اور کچھ عرصہ بعد قید سے رہا کر دیا۔ رہا ہوتے ہی لشکری ٹوٹ پڑے اور اس کو مار ڈالا اور ابو مسلم بخارا سے مرو لوٹ آیا۔

حج ابو جعفر و ابو مسلم: ۱۳۶ھ میں ابو مسلم نے سفاح سے بغرض ادائے حج آنے کی اجازت طلب کی کیونکہ یہ جس زمانہ سے والیٔ خراسان ہوا تھا۔ خراسان سے جدا نہ ہوا تھا۔ سفاح نے پانچ سو لشکر کے ساتھ آنے کی اجازت دی۔ ابو مسلم نے لکھ بھیجا کہ ''مجھ سے اور اکثر لوگوں سے عداوت ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے'' اس پر سفاح نے ایک ہزار فوج لانے کی اجازت دی اور وجہ یہ ظاہر کی کہ شہر مکہ اس قدر لشکر کے رسد کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ابو مسلم آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا مال و اسباب کو رے میں چھوڑا اور فوجوں کو نیشا پور و رے میں تقسیم کر کے ایک ہزار کی جمعیت دار الخلافت کے قریب پہنچا۔ سفاح نے اپنے نامور سپہ سالاروں کو ابو مسلم کے استقبال پر مامور کیا۔ جوں ہی ابو مسلم دربار میں داخل ہوا۔ سفاح نے حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی اور حسب درخواست ابو مسلم کو حج کی اجازت دی اور یہ کہا کہ اگر ابو جعفر کا قصد حج کرنے کا نہ ہوتا تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا اور اس سے پیشتر ابو جعفر کو یہ جواب خط لکھ چکا تھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت طلب کی ہے اور میں نے اجازت دے دی ہے اور اس کا قصد امیر حج ہونے کا ہے اور اب تم مجھ سے حج کی اجازت چاہتے ہو ایسی حالت میں تم اس کی امید نہ رکھو کہ تمہارے ہوتے ہوئے وہ امیر بنایا جائے۔ بہر کیف میں تم کو حج کی اجازت دیتا ہوں''۔ اس بناء پر ابو جعفر نبار آ رہا۔

ابو جعفر و ابو مسلم میں باہم کشیدگی اس زمانہ سے چلی آ رہی تھی جس زمانہ میں سفاح نے ابو جعفر کو خراسان میں اپنے اور اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت لینے کو بھیجا تھا اور ابو مسلم کو خراسان کی گورنری مرحمت کی تھی ابو مسلم نے ابو جعفر کی انہیں ایام میں کسی قدر تحقیر کی تھی جب اس مرتبہ ابو جعفر سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابو مسلم کی پچھلی شکایت پیش کر کے اس کے قتل کر ڈالنے کی اجازت طلب کی۔ سفاح نے اجازت دے دی پھر خود بخود اس کو اس فعل پر ندامت ہوئی اور ابو جعفر کو اس فعل سے روک دیا غرض ابو جعفر و ابو مسلم ساتھ ساتھ حج کرنے کو گئے اور حران پر مقاتل بن حکیم مامور کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۳:

ابو جعفر عبداللہ المنصور ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

المنصور کی تخت نشینی: ذی الحجہ ۱۳۴ھ میں ابو العباس سفاح حیرہ سے انبار چلا آیا تھا (اور اسی کو دار الخلافت بنایا تھا) دو برس کے قیام کے بعد ذی الحجہ ۱۳۶ھ میں جب کہ تیرہ راتیں ماہ مذکور کی گزر چکی تھیں اپنی حکومت کے پانچویں برس (یعنی چار برس آٹھ مہینے پر) انتقال کر گیا۔ اس کے چچا عیسیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ انبار میں دفن کیا گیا۔ ابو جہم بن عطیہ اس کا وزیر تھا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی ابو جعفر[1] اور بعد ابو جعفر کے عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کا عہد نامہ لکھ کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے اہل بیت کی مہروں سے مرتب کر کے عیسیٰ کے پاس رکھوا دیا تھا۔ جس وقت سفاح نے وفات پائی اس وقت ابو جعفر مکہ میں تھا۔ ابو جعفر کی طرف سے عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں سے بیعت کر لی اور اس حادثہ سے اس کو مطلع کیا۔ ابو جعفر کو اس حادثہ کے سننے سے صدمہ ہوا۔ ابو مسلم کو بلا کر خط پڑھنے کو دیا۔ ابو مسلم خط دیکھتے ہی رو پڑا انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنے لگا۔ جب ابو جعفر کو قدرے سکون ہوا تو ابو مسلم سے مخاطب ہو کر بولا "مجھے اور کسی کا اندیشہ نہیں ہے البتہ عبداللہ بن علی کے شر سے مجھے خطرہ پیدا ہو رہا ہے"۔ ابو مسلم نے عرض کیا "میں اس کے لئے کافی ہوں اور اس کے لشکر میں عام طور سے خراسانی بھرے ہوئے ہیں اور وہ میرے مطیع ہیں"۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی ابو جعفر کی باچھیں کھل گئیں۔ ابو مسلم اور حاضرین نے بیعت کی اور دونوں مراجعت کر کے کوفہ آ پہنچے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ابو مسلم ہی کو سفاح کی موت کی خبر پہنچی تھی اور اسی نے ابو جعفر کی تعزیت اور خلافت کی تہنیت کا خط لکھا تھا اور دو دن کے بعد بیعت خلافت کی عرض داشت بھیجی تھی۔

۱۳۷ھ میں ابو جعفر المنصور وارد کوفہ ہوا تھا اور پھر وہاں سے انبار چلا آیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے خزائن اور دواوین کو ابو جعفر المنصور کے سپرد کر دیا اور ابو جعفر المنصور مستقل طور سے خلافت کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عبداللہ بن علی کی بغاوت: عبداللہ بن علی قبل وفات سفاح کے دربار خلافت میں آیا تھا۔ سفاح نے لشکر شام و خراسان کے ساتھ صائفہ کی طرف بھیج دیا تھا۔ رفتہ رفتہ دلوک پہنچا ہنوز کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا خط مشعر وفات سفاح و بیعت ابو جعفر المنصور و ولی عہدی عیسیٰ بن موسیٰ پہنچا۔ جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا۔ عبداللہ بن علی نے

---

[1] ابو جعفر المنصور کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔ سلامہ بربریہ ام الولد کے بطن سے ۹۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔ (تاریخ الخلفاء مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو جمع کر خط پڑھا اور اس واقعہ کو یاد دلایا کہ جس وقت سفاح نے حران کی طرف لشکر بھیجنے کا قصد کیا تھا اس کے بھائیوں نے جانے سے جی چرایا تھا۔ اس پر سفاح نے کہا تھا ''جو شخص اس مہم پر جائے گا وہی میرا ولی عہد ہوگا'' اس وقت سوائے میرے کسی نے مہم حران کا بیڑہ نہیں اٹھایا تھا۔ ابو غانم طائی خفاف مروزی اور ان کے علاوہ اور سرداروں نے بھی اس کی شہادت دی۔ سب نے عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی جن میں حمید بن حکیم بن قحطبہ اور خراسان' شام اور جزیرہ کے مشہور و معروف سردار تھے۔ بیعت لینے کے بعد عبداللہ بن علی نے حران پہنچ کر مقاتل بن حکیم کا محاصرہ کر لیا۔ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں اہل خراسان سے خائف ہو کر ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا حمید بن قحطبہ کو والی حلب مقرر کر کے ایک خط دیا اور حلب روانہ کیا جو زفر بن عاصم گورنر حلب کے نام تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حمید کو پہنچتے ہی قتل کر دو۔ حمید نے راستہ میں خط کھول کر پڑھ لیا اور بجائے حلب جانے کے عراق کی طرف چلا گیا۔

ابو جعفر المنصور نے حج سے لوٹ کر ابو مسلم کو جنگ عبداللہ بن علی پر مامور کیا۔ حمید بن قحطبہ چونکہ عبداللہ بن علی سے ناراض ہی تھا۔ اس خبر کے ملتے ہی ابو مسلم سے آ ملا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مالک بن ہیثم خزاعی تھا۔ عبداللہ بن علی نے ابو مسلم کی آمد کی خبر سن کر مقاتل بن حکیم کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے امان دے دی اور حران پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں مقاتل کو مع ایک خط کے عثمان بن عبدالاعلیٰ کے پاس (رقہ) روانہ کیا عثمان نے خط پڑھتے ہی مقاتل کو قتل کر کے اس کے دونوں لڑکوں کو قید کر دیا اور جب عبداللہ بن علی کو ہزیمت ہوئی اس وقت اس نے مقاتل کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

ابو جعفر المنصور نے بعد روانگی ابو مسلم محمد بن صول کو آذربائیجان سے طلب کر کے عبداللہ بن علی کے پاس دھوکا دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ محمد بن صول نے عبداللہ بن علی کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ ''میں نے سفاح سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میرے بعد میرا جانشین میرا چچا عبداللہ ہوگا''۔ عبداللہ بن علی بولے ''تو جھوٹا ہے میں تیرے فریب کو سمجھ گیا'' محمد بن صول یہ سن کر تھرا اٹھا عبداللہ بن علی نے تلوار اٹھا کر اس کی گردن پر ماردی' یہ وہی محمد ہے جو ابراہیم بن عباس صولی کاتب کا دادا تھا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے حران سے نصیبین میں آ کر قیام کیا اور خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیا اس اثناء میں ابو مسلم مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے آ پہنچا۔ اس سے پیشتر المنصور نے حسن بن قحطبہ والیٔ ارمینیہ کو ابو مسلم کی کمک کو لکھ بھیجا تھا۔ چنانچہ حسن بن قحطبہ نے ابو مسلم سے موصل میں ملاقات کی تھی اور اس کے ساتھ نصیبین بھی آیا تھا۔ ابو مسلم نے عبداللہ بن علی سے اعراض کر کے شام کے راستہ پر پڑاؤ ڈالا اور یہ کہلا بھیجا کہ ''مجھے صوبہ تمام کی گورنری ملی ہے مجھے تم سے جنگ کا حکم نہیں دیا گیا''۔ اہل شام جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے انہوں نے عبداللہ بن علی سے کہا ''اب آپ ہمارے ہمراہ شام چلئے تاکہ ہم اپنے اہل و عیال کو ابو مسلم کے پنجہ غضب سے بچائیں''۔ عبداللہ بن علی نے ہر چند ان لوگوں کو سمجھایا کہ ابو مسلم ہمارے ہی مقابلہ پر آیا اور وہ ہم کو دھوکا دیتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے ایک بھی نہ سنی مجبور ہو کر عبداللہ بن علی اہل شام کے ساتھ شام کی طرف کوچ کر دیا اور ابو مسلم یہ سنتے ہی اس مقام پر گیا جہاں عبداللہ بن علی کے لشکر پڑاؤ تھا۔ سطح پانی کو بیچا کر کے اس میں مردار جانور ڈلوا دیئے۔ عبداللہ بن علی کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا ''کیوں میں یہ نہ کہتا تھا کہ یہ شخص تمہارے مقابلہ پر آیا ہے''۔ ہمراہیوں نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ عبداللہ بن علی لوٹ آئے اور ابو مسلم کے لشکر کے پڑاؤ پر قیام کیا ان کے میمنہ پر بکار بن مسلم عقیلی تھا۔ میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی اور سواروں پر عبدالصمد بن علی (یعنی عبداللہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی) ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن خطبہ اور میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ مہینوں لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن علی کے ہمراہیوں نے لشکر ابو مسلم پر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابو مسلم کا لشکر تاب مقاومت نہ لا سکا اپنے مورچہ سے ہٹ گیا۔ ان کا ہٹنا تھا کہ عبدالصمد نے حملہ کر دیا جس میں اٹھارہ آدمی ابو مسلم کے مارے گئے ہنوز وہ سنبھلنے نہ پائے تھے کہ عبدالصمد نے دوبارہ حملہ کر دیا۔ جس سے ابو مسلم کے لشکر کی ترتیب جاتی رہی۔ لشکر کی تمام صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے ابو مسلم کے منادی نے ابو مسلم کے حکم سے اہل خراسان کو لوٹنے کی اجازت دی۔ ابو مسلم کے لئے میدان جنگ میں ایک عریش بنوا دیا جاتا تھا۔ جس پر وہ بیٹھ کر لڑائی دیکھا کرتا تھا جس طرف کی جماعت یا ان کی کمزوری کا احساس کرتا تھا اس طرف اور سپاہیوں کو بھیج دیتا تھا۔ غرض مابین ابو مسلم اور منہزمین کے قاصدوں نے ایسی دوڑ مچائی کہ وہ سب کے سب لوٹ آئے اور اپنی گئی ہوئی قوت کے سنبھالنے میں مصروف ہوئے جب یوم چہارشنبہ آیا اور جمادی الثانی ۱۳۷ھ کی سات تاریخیں گزر گئیں تو پھر فریقین میں ایک بہت بڑی جنگ چھڑی۔ ابو مسلم نے اثناء جنگ میں حسن بن قحطبہ کو میمنہ سے میسرہ میں چلے آنے اور میمنہ میں معدودے چند آدمیوں کے چھوڑ آنے کا حکم دیا۔ جونہی حسن میمنہ سے اہل شام کے میسرہ میں آیا اہل شام یہ سمجھ کر کہ شاید ابو مسلم ہمارے میمنہ کے ضعف سے آگاہ ہو کر میمنہ پر حملہ کرنے والا ہے۔ میسرہ سے بہ غرض مقابلہ و تقویت میمنہ میں چلے آئے ابو مسلم نے فوراً قلب کو میمنہ کے ساتھ مل کر اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا لشکر شام گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابو مسلم کے سواروں نے ان کے پیچھے گھوڑے ڈال دیئے۔ عبداللہ بن علی نے ابن سراقہ سے مشورہ طلب کیا ابن سراقہ نے کہا ''میرے نزدیک میدان جنگ میں لڑ کر جان دے دینا بہتر ہے' اس سے کہ آپ جیسا شخص ہزیمت اٹھا کر بھاگ جائے'' عبداللہ بن علی بولے ''نہیں! یہ موقع اظہار مردانگی کا نہیں ہے میرا قصد عراق کا ہے'' اور جواب کا انتظار کئے بغیر عراق کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابن سراقہ بھی یہ کہتا ہوا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ ہوں جان بچا کر بھاگا۔ ابو مسلم مظفر و منصور اہل شام کے لشکر گاہ میں گیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ فتح کا اطلاع نامہ المنصور کی خدمت میں بھیج دیا لوگوں کو ہزیمت کے بعد امن دے کر لشکریوں کے قتل و غارت سے منع کر دیا۔

عبدالصمد بن علی بھاگ کر کوفہ پہنچا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی امان طلب کی المنصور نے امان دے دی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد نے رصافہ میں قیام کیا تھا تا آنکہ جمہور بن مرار عجلی جس کو المنصور نے ایک دستہ فوج سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا وارد رصافہ ہوا اور اس نے عبدالصمد کو گرفتار کر کے پابہ زنجیر ابو الخطیب کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا تھا اور المنصور نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا۔ باقی رہا عبداللہ اس نے بصرہ میں اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس جا کر قیام کیا۔ ایک مدت تک چھپا رہا تا آنکہ سلیمان کو المنصور نے طلب کیا اور یہ دار الخلافت انبار کو روانہ ہوا۔

ابو مسلم کا سفر حج: جن دنوں ابو مسلم المنصور کے ساتھ حج کرنے کو گیا تھا ان دنوں اس نے سفر حج میں نیک نامی کے خیال سے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے کنویں کھدوائے پانی کا انتظام کیا اور وفود کے ساتھ بہ سلوک احسن پیش آیا۔ اس نے برہنوں کو کپڑے دیئے اور بھوکوں کو کھانا کھلوایا بعد انقضا موسم حج ابو مسلم المنصور سے آگے بڑھ آیا تھا اور پیشتر اسی کو خبر وفات سفاح ملی تھی۔ اس نے ابو جعفر المنصور کے پاس تعزیت کا خط تو لکھا لیکن خلافت کی مبارکباد نہ دی اور نہ اس نے اس کی طرف مراجعت کی اور نہ اس کا انتظار کیا۔ ابو جعفر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی ایک عتاب آمیز خط لکھ بھیجا۔ تب ابو مسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہنیت خلافت کی عرض داشت لکھی مگر انبار پہنچ کر یہ رنگ لایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر بیعت لینے کی درخواست پیش کی۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے انکاری جواب دیا اور ابو جعفر المنصور جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا سند خلافت پر بیٹھ گیا اسی زمانہ میں عبداللہ بن علی نے اپنی مخالفت کا اعلان کیا المنصور نے اس مہم پر ابو مسلم کو مامور کیا پس ان نے اس کو ہزیمت دے دی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور عبداللہ بن علی کے لشکر کے مال غنیمت کو مجتمع کرایا المنصور نے اپنے خادم ابوخصیب کو مال غنیمت کی فہرست مرتب کرنے کو روانہ کیا۔ ابو مسلم کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہنے لگا ''میں لوگوں کی جانوں کا محافظ وامین ہوں۔ یہ ناممکن ہے کہ مال و اسباب میں خیانت کروں۔ خیر المنصور نے میرا اعتبار نہیں کیا اچھا کیا''۔ ابو مسلم کی یہ برہمی مزاج اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ ابوخصیب کی جان کا دشمن ہو گیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر چھوڑ دیا۔

ابو مسلم کی سرکشی کے اسباب: المنصور کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ ابو مسلم مبادا خراسان نہ چلا جائے۔ مصر و شام کی سند گورنری لکھ کر ابو مسلم کے پاس بھیج دی۔ ابو مسلم کو اس سے اور نفرت پیدا ہوئی۔ جزیرہ سے بقصد خراسان نکل کھڑا ہوا۔ المنصور نے یہ خبر پا کر انبار سے مدائن کی طرف کوچ کر دیا اور ابو مسلم کو بلا بھیجا۔ ابو مسلم[1] نے حاضری سے انکار کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں دور ہی سے آپ کی اطاعت کروں گا اور اگر اس کے سوا آپ اور کسی امر پر مجبور کرنا چاہیں گے تو میں

[1] مسلم نے جو المنصور کے فرمان کا جواب لکھا تھا اس کو ہم تاریخ کامل الابن اثیر صفحہ ۲۲۳ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے بہ نظر دلچسپی ناظرین درج کرتے ہیں ((وھو ھذا لم جلق لامیر المؤمنین اکبر مطا اللّٰہ عدوا اله مکرم اللّٰہ منه و قد کناتر دی من ملوک ال سامان ان الفوف مایکون لا وزراء اذا اسکنت الدھماء فنحن ناقرون من قربک حریصون علی الالو فاء لک ما وفیت حریون بالسمع و الطاعة غیر النھامن بعید حیث یقارنھا السلامةفان ارضاک ذلک فانا کاحسن عبیدک و ان بیعت الولان تعطی نفسک الادتھا نفقت ما ابرمت من عھدک فمنابنصص)) ''امیر المؤمنین اللہ آپ کو بزرگ کرے۔ اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو غالب نہ کیا ہو۔ بے شک ہم سے ملوک آل ساسان کی یہ روایت کی گئی ہے کہ وزیروں کے لئے وہ حالت خطرناک ہوتی ہے جب کہ ہنگامہ وفساد فرو ہو جاتا ہے پس اب ہم محراب سے کنارہ کش ہوتے ہیں مگر وفاداری پر قائم رہیں گے جب تک آپ بھی وفاداری کرتے رہیں گے دور ہی اسے جب تک سلامتی شامل حال رہے گی بسر وچشم اطاعت کے ہم سزاوار ہوں گے اگر آپ اس امر پر راضی ہو جائیں گے تو ہم آپ کے غلامانِ غلام بنے رہیں گے اور اگر آپ اس سے انکار کریں گے۔ بایں طور کہ ہماری سلامتی کے نہ خواہاں ہو گے تو ہم نے جو عہد کیا تھا اپنی جان بچانے کی غرض سے اس کو شکست کر دیں گے۔ المنصور نے یہ خط پڑھ کر ابو مسلم کے نام یہ فرمان روانہ کیا ((قد فھمت کتابک ویست صفتک صفته اولئک الوزر الخشیشته ملوکھم الذین یتمنون اضطرات جل الدولة اکثرة جرائمھم فانما راحتھم فی انتشار نظام الجماعة قلم سویت نفسک بھم فانت فی طاتمک و منامحتک و اصطلاحک بما من اعیاء ھذا الامر علی ما انت به ولیس مع الشریطة التی ارجبتک منک سمعاً و لا طاعة رحمل الیک امیر المؤمنین عیسی بن موسیٰ رسالہ لتسکن الیھا ان اصغیت و اسال اللّٰہ ان یحول بین الشیطان و نذغانه و بینک فانه لم یجد بابا یفسدینتک او کد عندہ و اقرب من الباب الذی فتحه علیک)) ''میں تمہارے خط کا مطلب سمجھ گیا ہوں تم ان دغاباز وزیروں میں نہیں ہو جو اپنے بادشاہ کی حکومت وسلطنت کے اضطراب کی بوجہ اپنے کثرت جرائم کے خواہش کرتے ہیں کیونکہ ان کی راحت اس میں ہے کہ شیرازہ حکومت واتفاق منتشر رہے۔ تم نے اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ کیوں شمار کر لیا۔ تم تو اس وقت ہماری فرماں برداری میں ہو ہمارے ساتھ خلوص کا برتاؤ کرتے ہو اور اسی مضبوطی سے اس کام کو اٹھائے ہوئے ہو جیسا کہ پہلے اٹھائے تھے اور اس وقت تم نے یہ قید اپنی اطاعت سمعاً وطاعۃً میں نہیں لگائی تھی۔ امیر المؤمنین محض تمہاری تسلی کی خاطر کے لئے عیسیٰ ابن موسیٰ کے ہاتھ خط روانہ کرتے ہیں بشرطیکہ گوش ہوش سے سنو اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ وہ مابین تمہارے اور شیطان اور اس کے وسوسوں کے حائل ہو جائے کیونکہ اس کم بخت نے کوئی راستہ جس سے تمہاری نیت میں فساد ڈالنا اپنے نزدیک مضبوط، بہتر اور آسان اُس سے نہیں پایا کہ جس کا دروازہ اس نے تم پر کھولا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی خلع خلافت کا علم بلند کروں گا۔ المنصور نے اس رائے کو منظور نہ کیا اور اس قسم کی اطاعت سے اپنی خوشنودی ظاہر نہ کی' یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ بھیجا گیا تھا۔ اس غرض سے کہ ابو مسلم کو موانست پیدا ہو اور اس کے خیالات بدل جائیں۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ ابو مسلم نے المنصور کے فرمان کے جواب میں خلع خلافت کی دھمکی دی اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ میں نے آج تک جو عباسیہ کی خلافت کی دعوت دینے کا گناہ کیا ہے۔ اس سے میں نے اب توبہ کر لی ہے۔

ابو مسلم کا قتل: ابو مسلم نے خط روانہ کر کے حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ المنصور کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے اپنے چچا عیسیٰ اور سرداران بنو ہاشم کو طلب کر کے ابو مسلم کا خط دکھایا اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آپ لوگ متفق ہو کر ابو مسلم کو اس مضمون کا ایک خط تحریر کریں کہ ''اطاعت امیر المومنین سے منحرف ہونا بہتر نہیں ہے' بغاوت کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ جو کام تم کر رہے تھے اس کو پورا کرو اور بدستور سابق امیر المومنین کے دائرہ اطاعت میں واپس آ جاؤ''۔ یہ خط المنصور کا آزاد غلام ابو حمید مرورذی لے کر گیا تھا المنصور نے بوقت روانگی ابو حمید کو یہ سمجھا دیا تھا کہ ابو مسلم سے اولاً بہ نرمی و ملاطفت گفتگو کرنے منت سماجت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا اور اگر اس سے ابو مسلم کے خیالات تبدیل نہ ہوں اور تجھ کو اپنی کامیابی کی صورت نظر نہ آئے تو یہ کہہ دینا کہ امیر المومنین نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میں تیرے کام کو دوسرے کے سپرد نہ کروں گا میں خود بہ نفس نفیس تیری مہم پر آؤں گا اگر تو دریا میں غوطہ مارے گا تو میں بھی تیری جستجو میں غوطہ ماروں گا اگر تو جلتی ہوئی آگ میں کود پڑے گا تو میں بھی کود پڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر ڈالوں یا خود جاں بحق تسلیم کر دوں۔ ابو حمید نے المنصور کی ہدایت کے مطابق ابو مسلم کو خط دیا' نرمی ملاطفت اور منت سماجت سے گفتگو کی اور اس کو المنصور کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دی۔ ابو مسلم نے مالک بن ہیثم سے مخاطب ہو کر کہا ''تم سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے''۔ مالک بن ہیثم بولا ''تم ایسی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آؤ واللہ اگر تم المنصور کے پاس گئے تو وہ بے شک تم کو قتل کر ڈالے گا''۔ ابو مسلم یہ سن کر سہم گیا۔ نیزک والی رے سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے بھی المنصور کے پاس جانے سے اختلاف کیا اور یہ رائے دی کہ ''تم رے میں آ کر مابین خراسان و رے قیام پذیر ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہترین مقام ہوگا''۔ ابو مسلم نے اس رائے کو پسند کر کے ابو حمید کو انکار کر دیا۔

اس وقت ابو حمید نے المنصور کا زبانی پیام کہنا شروع کیا اور ابو مسلم کا چہرہ خوف و غصہ سے متغیر ہونے لگا۔ اس سے پیشتر المنصور نے ابوداؤد کو گورنر خراسان (جو ابو مسلم کی جانب سے مامور تھا) ابو مسلم سے منحرف ہو جانے کو لکھا تھا اور اس صلہ میں خراسان کی سند امارت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوداؤد نے اس کو درپردہ منظور کر لیا تھا اور اسی زمانہ میں ابو مسلم کو بھی اس نے المنصور کی مخالفت و بغاوت سے اختلاف کرنے کے لئے ایک خط لکھا تھا اتفاق سے یہ خط ابو مسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ ابو حمید پیام زبانی ادا کر رہا تھا۔ ابو مسلم کے دل پر اس خط سے اور زیادہ رعب چھا گیا۔ ابو حمید سے قبل واپسی مخاطب ہو کر بولا ''اگرچہ میں نے خراسان جانے کا مصمم قصد کر لیا تھا لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابو اسحاق کو امیر المومنین کی خدمت میں رائے طلب کرنے کی غرض سے بھیج دوں۔ کیونکہ مجھے اس پر زیادہ اعتماد ہے''۔ جس وقت ابو اسحاق دربار خلافت کے قریب پہنچا۔ سرداران بنو ہاشم اور کل ارکین دولت استقبال کو آئے اور المنصور نے کمال احترام و عزت سے بٹھایا ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہنے لگا ''اگر تم ابو مسلم کو خراسان جانے سے روک دو اور کسی طرح اس کو میرے پاس لے آؤ تو میں تم کو خراسان کی ولایت دے دوں گا''۔ ابو اسحاق یہ سن کر خوش ہو گیا۔ مراجعت کر کے ابو مسلم کے پاس آیا اور اس کو سمجھا بجھا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنصور کے پاس چلنے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ابو مسلم اپنے لشکر کو حلوان میں بسرافسری مالک بن ہیثم ٹھہرا کر تین ہزار فوج کے ساتھ مدائن پہنچ گیا۔

وزیر السلطنت ابو ایوب کو ابو مسلم کے اس کروفر کے داخلہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا کوئی ایسا حادثہ ابو مسلم کے ہمراہیوں کی جانب سے پیش آ جائے جس سے خلیفہ وقت اور ساتھ ہی ان کے میری جان خطرے میں پڑ جائے۔ اس خطرہ سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ ایک شخص کو اس کے بھائیوں میں سے بلا کر یہ چکمہ دیا کہ تم ابو مسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس کے ذریعے سے المنصور سے ملو اور ولایت کسکر کی اس سے سفارش کراؤ اس میں تم کو بہت بڑا تمول حاصل ہو جائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس نفع میں تم میرے بھائی کو بھی شریک کر لینا کیونکہ امیر المؤمنین ابو مسلم کے آتے ہی اس کا انتظام کرنے والے ہیں۔ وہ شخص اس دم پٹی میں آ گیا۔ ابو ایوب نے المنصور سے اس شخص کے بیٹے ابو مسلم سے ملاقات حاصل کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ پس یہ شخص ابو مسلم سے اثناء راہ میں ملا اور اس واقعہ سے مطلع کر کے المنصور سے سفارش کرنے کی درخواست کی۔ ابو مسلم کا دل یہ خبریں سنتے ہی باغ باغ ہو گیا۔ رنج و غم جس قدر تھا دور ہو گیا۔

جوں ہی دار الخلافۃ کے قریب ابو مسلم کے پہنچنے کی خبر مشہور ہوئی۔ سرداران بنو ہاشم و اراکین سلطنت حسب حکم المنصور ابو مسلم کے استقبال کو آئے ابو مسلم نے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر المنصور کی دست بوسی کی اور آرام کرنے کی غرض سے اجازت حاصل کر کے واپس چلا آیا صبح ہوئی تو المنصور نے اپنے حاجب عثمان بن نہیک کو چار محافظین کے ساتھ جس میں شبیب بن رواح اور ابو حنیفہ حرب بن قیس تھا بلوایا اور ان کو پس پردہ بٹھا کر یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت میں اپنے ہاتھ کو ہاتھ پر ماروں۔ ابو مسلم کو فوراً قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد ابو مسلم کو بلوایا گیا۔ باتوں باتوں میں المنصور نے ان دو تلواروں کا حال دریافت کیا جو ابو مسلم کو اس کے چچا عبداللہ بن علی سے ملی تھیں (اتفاق وقت سے اس وقت ابو مسلم ان میں سے ایک کو اپنی کمر سے لگائے ہوئے تھا) عرض کیا ''یہ ایک منجملہ انہیں دو کے ہے''۔ المنصور بولا ''لاؤ ذرا میں تو دیکھوں''۔ ابو مسلم نے کمر سے کھول کر تلوار دے دی۔ المنصور تھوڑی دیر تک اس کو الٹتا پلٹتا اور دیکھتا رہا' اس کے بعد اپنے فرش کے نیچے رکھ کر عتاب آمیز گفتگو کرنے لگا ''کیوں ابو مسلم تم نے سفاح کو نزولی زمینوں کے نہ لینے کو لکھا تھا''۔ ابو مسلم: ''ہاں! مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امر ان کے لئے جائز نہ ہو گا۔ لیکن پھر میں نے انہیں کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ یہ سمجھ کر آپ لوگ معدن علم ہیں''۔

المنصور: ''اچھا تم اس کی وجہ ظاہر کرو کہ سفر حج میں تم میرے آگے کیوں رہتے تھے؟''

ابو مسلم: ''مجھ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ ہم اور آپ ایک چشمے پر جمع ہوں''۔

المنصور: کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تم کو کس امر نے میری طرف مراجعت کرنے سے روکا تھا جب کہ تم کو سفاح کی موت کی خبر ملی تھی یا قیام کرنے سے کون سی خبر مانع ہوئی تھی تا کہ میں تمہارے پاس پہنچ جاتا''۔

ابو مسلم: ''لوگوں کو نفع پہنچانے اور آپ سے پیشتر کوفہ پہنچ جانے کے خیال سے میں نے مراجعت نہیں کی اور نہ قیام کیا''۔

المنصور: ''(ترش رو ہو کر) تو تمہارا یہ ارادہ ہوا کہ عبداللہ بن علی کی لونڈی پر تم قابض ہو جاؤ''۔

ابو مسلم: ''نہیں خداوند! میں نے تو اس پر ایسے شخص کو مامور کیا ہے جو اس کی حفاظت کرے گا''۔

المنصور: ''اچھا تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہ کی اور تم خراسان کیوں جا رہے تھے؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو مسلم: ''آپ کے خوف سے خراسان جا رہا تھا کہ وہاں سے عذر و معذرت کر کے آپ سے صفائی کر لوں گا''۔

المنصور: ''وہ مال کہاں ہے جو تم نے حران میں جمع کیا تھا''۔

ابو مسلم: ''میں نے وہ مال لشکریوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ان کو تقویت ہو اور ان کا دل بڑھے''۔

المنصور: ''(چیں بہ چیں ہو کر) کیا تو ہمیشہ خطوط میں اپنے نام کو میرے نام سے پہلے نہیں لکھا کرتا اور کیا تو نے آسیہ بنت علی سے خطبہ (منگنی) نہیں کی اور کیا تو اس کا مدعی نہیں ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے۔ اللہ اللہ تو نے بڑی ترقی کی روسیاہ تو نے سخت دشوار راستہ اختیار کیا''۔

ہنوز ابو مسلم جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے پھر غیظ و غصہ کے لہجہ میں کہنا شروع کیا:

''کیوں خودسر! تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا باوجودیکہ وہ ہمارا بہت خیر خواہ تھا اور وہ اس زمانہ سے ہمارا نقیب تھا جب کہ تو اس کام میں شریک بھی نہیں کیا گیا تھا''۔

ابو مسلم: ''اس نے میری مخالفت کی تھی اس وجہ سے میں نے اس کو قتل کر ڈالا''۔

المنصور کا چہرہ یہ فقرہ سنتے ہی فوراً سرخ ہو گیا لیکن کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ابو مسلم جرأت کر کے بول اٹھا:

''یہ میری ان کارگزاریوں کا صلہ ہے جو اس وقت تک میں کرتا رہا؟''

المنصور: ''(ڈانٹ کر) اے شیطان کے بچے! اگر تیری جگہ پر کوئی اور ہوتا تو میں اس کو اس کی کارگزاری دیتا لیکن تو نے کیا کیا ہے ہماری بدولت تو نے بھی گلچھرے اڑائے ہیں''۔

ابو مسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا سر نیچا کر لیا المنصور کا غصہ لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا جاتا تھا۔

ابو مسلم نے یہ رنگ دیکھ کر کہا:

''جا میں سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا''۔

اس پر المنصور نے اس کو گالیاں دیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا۔ تالیوں کی آواز کا آنا تھا کہ محافظین پردہ سے نکل آئے عثمان بن نہیک نے لپک کر گردن پر ایک تلوار ماری جس سے ابو مسلم کی تلوار کا پرتلہ کٹ گیا۔

ابو مسلم نے گھبرا کر کہا ''امیر المؤمنین! مجھے میرے دشمن کے لئے زندہ رہنے دیجئے''۔

المنصور بولا ''اللہ مجھے زندہ نہ رکھے۔ اگر میں تجھ ایسے زبردست دشمن کو پناہ دوں''۔

اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی محافظین نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور مارتے مارتے ابو مسلم کو بے دم کر دیا۔ یہ واقعہ پچیسویں شعبان ۱۳۷ھ کا ہے۔

قتل ابو مسلم کا ردِ عمل: ابو مسلم کے مارے جانے کے بعد وزیر السلطنت ابو جہم نے باہر آ کر لوگوں کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ امیر اس وقت امیر المؤمنین کی خدمت میں رہیں گے۔ تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ ہمراہیان ابو مسلم یہ سن کر محل سرائے شاہی سے واپس آئے اور المنصور کے حکم سے ان لوگوں کو صلے دیئے گئے۔ چنانچہ ابو اسحاق نے ایک لاکھ درہم پائے۔ اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ نے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر ابو مسلم کو دریافت کیا اور اثناء گفتگو میں اس کی خدمت و کارگزاریوں اور امام ابراہیم کے خیالات کا تذکرہ کرنے لگا۔ المنصور چلا کر کہنے لگا ''واللہ میں اس سے زیادہ دشمن کسی کو تمہارے خاندان کا تمام عالم میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جانتا اور وہ اس بساط کے نیچے موت کی نیند سو رہا ہے''۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی زبان سے بے ساختہ انا للہ و انا الیہ راجعون نکلا۔ المنصور نے ناراضگی ظاہر کر کے کہا ''کیا اس کی موجودگی میں تم بھی صاحبِ حکومت شمار کیے جاتے تھے''۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس استفہام کا کچھ جواب نہ دیا۔ المنصور نے جعفر بن حنظلہ کو بلا کر ابومسلم کے قتل کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ جعفر نے اس کے قتل کی رائے دی۔ المنصور نے کہا ''اللہ تجھے توفیق دے''، جعفر کی نظر جونہی المنصور کے دائیں جانب پڑی ابومسلم کو مقتول دیکھ کر جوش مسرت سے بول اٹھا ''اے امیر المؤمنین آج سے آپ کی خلافت شمار کی جائے گی''۔ المنصور مسکرا کر چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ابومسلم کے ماتحتوں میں سے ابواسحاق کو طلب کیا۔ ابواسحاق کے دل پر ابومسلم کا اس قدر خوف غالب تھا کہ اس کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلتا تھا۔ المنصور نے تشفی آمیز الفاظ میں کہا ''جو تمہارے دل میں ہو بے خوف و ہراس بیان کرو (ابومسلم کی لاش کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کو مار ڈالا''۔

ابواسحاق نے یہ سنتے ہی سجدۂ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد سر اٹھا کر عرض کرنے لگا:

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آج آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے مجھے امان دی' واللہ میں اس کے پاس کبھی نہیں آتا تھا مگر یہ کہ اپنے اہل و عیال کو وصیت کر آتا تھا اور درحقیقت کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر اس کے پاس آتا تھا''۔

اس قدر کہنے کے بعد اس نے اپنے کپڑے کھول کر دکھائے تو اس کے نیچے وہ کفن پہنے ہوئے اور خوشبو لگائے ہوئے تھے۔ المنصور کے دل میں یہ حال دیکھ کر رحم آ گیا ہنس کر بولا:

''تم امیر المؤمنین کی اطاعت میں ہمیشہ ثابت قدم رہو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو راحت پہنچائی ہے۔ جاؤ اس کی جماعت کو منتشر کرو''۔

یہ واقعات ابومسلم کے قتل کے دن ہیں۔

ابونصر کی گرفتاری: دوسرے روز المنصور نے ابونصر مالک بن ہیثم کو ابومسلم کی طرف سے اس مضمون کا خط لکھا:

''کہ جس قدر تمہارے پاس مال و اسباب میں چھوڑ آیا ہوں وہ میرے پاس روانہ کر دو اور بعد روانگی مال و اسباب تم بھی چلے آؤ''۔

چونکہ ابومسلم نے ابونصر مالک بن ہیثم کو بوقت روانگی یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی خط آئے اور اس پر پوری مہر ہو تو یہ سمجھ لینا کہ میں نے وہ خط نہیں لکھا ہے اس وجہ سے ابونصر المنصور کے بھیجے ہوئے خط کو دیکھ کر مشتبہ و مشکوک ہو گیا اور بقصد خراسان ہوا رن کی طرف روانہ ہو گیا۔ المنصور نے یہ خبر پا کر شہرزور کی سندِ گورنری لکھ کر اس کے پاس روانہ کی' ساتھ ہی اس کے زہیر بن ترکی گورنر ہمدان کے پاس اس کی گرفتاری کا بھی حکم بھیج دیا۔ جونہی ابونصر ہمدان پہنچا زہیر ترکی نے دعوت کے بہانہ سے بلا کر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد المنصور کی لکھی ہوئی شہرزور کی سند گورنری ابونصر کے نام کی پہنچی زہیر نے اس کو رہا کر دیا اس کے دوسرے روز المنصور کا فرمان ابونصر کے قتل کا آ پہنچا۔ زہیر نے جواباً لکھ بھیجا کہ میں نے اس کو پہلے گرفتار کر لیا تھا لیکن جب سندِ گورنری شہرزور اس کے نام کی آئی تو میں نے رہا کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابونصر رہا ہونے کے بعد المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ المنصور نے اس کو ابومسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دینے پر ملامت کی ابونصر نے عرض کیا ''ہاں مجھ سے ابومسلم نے مشورہ طلب کیا تھا۔ میں نے اس کو مشورہ نیک دیا تھا اگر امیر المؤمنین مجھ سے کسی امر میں مشورہ کریں گے تو کیا میں مشورہ خیر دینے سے دریغ کروں گا۔ میری اس میں کوئی خطا نہیں ہے''۔ المنصور یہ جواب سن کر اس کو سزا دینے سے باز آیا اور گورنری موصل پر بھیج دیا۔

ابومسلم کے قتل ہو جانے سے ابوجعفر المنصور کو پورا اطمینان حاصل ہو گیا خطرات جس قدر اس کی مخالفت سے دل میں پیدا ہو رہے تھے سب کے سب رفع ہو گئے۔ واقعہ قتل کے بعد ایک روز لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا۔ نہایت موانست آمیز ومؤالفت انگیز الفاظ میں خطبہ[1] دیا اور اس کے ہمراہیوں کو مختلف مقامات پر منتشر و پراگندہ کر دیا۔

سنباد کی بغاوت: ابومسلم کے ہمراہیوں میں سے ایک سنباد معروف بہ فیروز اصبہد (مجوسی) نے اطراف خراسان میں خروج کیا۔ اکثر اہل جبال نے اس کی اتباع کی۔ یہ لوگ ابومسلم کے خون کا معاوضہ طلب کرتے تھے انہوں نے نیشاپور اور

---

[1] ابوجعفر المنصور نے جو خطبہ دیا تھا اس کو ہم تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۲۲۸ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے بہ نظر دلچسپی ناظرین درج ذیل کرتے ہیں

((ایها الناس لا تخرجوا من انس و الطاعة الی وحشته المعصیة و لا تمشو فی ظلمة))

((الباطل بعد سعیکم فی ضیاء الحق ان ابا مسلم احسن مبتداً او اساء معقبا))

((و اخذ من الناس بنا اکثر مما اعطانا و رجح قبح باطنة علی حسن ظاهره و علمنا))

((من خبث سریرته و فسادینته ما لو علمه الائم لنا فیه لعذرنا فی قتله و غضا))

((فی امهالنا و ماذال نیقض بالبحثه و یحفر زمنه حتی اهل لنا عقوبته و اباحنا))

((ذمة و لم یمنعنا الحق له من امضاء الحق فیه و ما احسن ما قال البالغة))

((الدنیانی للنعمان)) ۔

فمن اطاعک فانفعه بطاعته کما اطاعک و ادله علی الرشد
و من عصاک فعاقبه معاقبة تنهی الظلوم و لا تقصد علی ضمد

''اے لوگو! تم لوگ انس طاعت سے وحشت معصیت کی طرف نہ جاؤ اور راہ حق پر چلنے کے بعد باطن کی تاریکی میں نہ چلو۔ بے شک ابومسلم کا آغاز خوبی کے ساتھ ہوا اور انجام برائی سے اور اس نے لوگوں سے زیادہ اس سے کہ ہم نے اس کو دیا تھا تفوق حاصل کیا اور اس کی بدباطنی اس کے حسن ظاہر پر غالب آ گئی اور ہم اس کی خبث باطنی اور فسادنیتی سے ایسے آگاہ ہو گئے کہ اگر اس کو اس بابت کوئی نصیحت کرنے والا جان جاتا تو وہ ہم کو اس کے قتل کرنے اور ادائے دنوں چھوڑ رکھنے پر ملامت کرتا وہ برابر بیعت کو توڑتا اور ہمارے ذمہ کی حقارت کرتا تھا۔ تا آنکہ ہم کو اس کی عقوبت حلال ہو گئی اور اس کا خون ہم کو مباح ہو گیا اور اس کے حقوق ہم کو حق کے جاری کرنے سے مانع نہ ہوئے اور کیا خوب نابغہ ذبیانی نے نعمان سے کہا تھا: ''جو شخص تمہاری اطاعت کرے اس کو اس کی اطاعت کی وجہ سے جیسے اس نے اطاعت کی ہو نفع پہنچاؤ اور اس کو رشد کی رہنمائی کرو اور جو شخص تمہاری نافرمانی کرے اس کو ایسی عقوبت کرو کہ جس سے ظالم تھرا اٹھے اور تم اس کی معیشت کی فکر نہ کرو''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رے پر قبضہ کرلیا اور مال واسباب وخزائن لے لئے جو ابومسلم بہ وقت روانگی سفاح رے میں چھوڑ گیا تھا۔ اس کے علاوہ اور لوگوں کا مال واسباب لوٹ لیا عورتیں گرفتار کر کے لونڈیاں بنالیں' مگر بایں ہمہ تجار سے متعرض نہ ہوتا تھا۔ ظاہر یہ کرتا تھا کہ میں کعبہ کو منہدم کرنے کو جارہا ہوں۔ المنصور نے اس کی سرکوبی پر جمہور بن مرار عجلی کو مامور کیا مابین ہمدان و رے کے ایک سنسان میدان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ جمہور بن مرار نے کمال مردانگی سے لڑ کر سنباد کو ہزیمت دی تقریباً ساٹھ ہزار آدمی سنباد کے مارے گئے اس کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا گیا۔ سنباد نے طبرستان میں جا کر جان بچائی مگر اس اجل رسیدہ کو طبرستان میں بھی پناہ نہ ملی۔ عامل طبرستان کے ایک ملازم نے اس کو قتل کر کے جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور المنصور کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ المنصور نے عامل طبرستان سے سنباد کے مال و اسباب کا مواخذہ کیا۔ عامل طبرستان مکر گیا۔ تب المنصور نے ایک لشکر عامل طبرستان کی گوشمالی کو روانہ کیا عامل طبرستان یہ سن کر دیلم کی طرف بھاگ گیا۔

سنباد کی ہزیمت کے بعد جمہور نے اس کے لشکر گاہ کا مال واسباب لوٹ لیا۔ اس میں ابومسلم کا خزانہ بھی تھا۔ مگر مال غنیمت دارالخلافت کو روانہ نہ کیا اور جب المنصور کے خوف نے اپنی مہیب شکل دکھلائی تو خلع خلافت کا اظہار کر کے رے میں جا کر قلعہ بندی کر لی۔ المنصور نے اس مہم پر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ محمد بن اشعث کو روانہ کیا۔ جمہور یہ خبر پا کر رے چھوڑ کر اصفہان کی طرف چلا گیا۔ اصفہان پر اس نے اور رے پر محمد نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد محمد نے اصفہان کا قصد کیا۔ جمہور نے اصفہان سے نکل کر مقابلہ کیا فریقین جی توڑ کر لڑے بالآخر جمہور شکست کھا کر آذربائیجان پہنچا اس کے ہمراہیوں میں سے کسی نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر المنصور کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۱۳۸ھ کا ہے۔

عبداللہ بن علی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عبداللہ بن علی ابومسلم سے ہزیمت اٹھا کر بصرہ چلے گئے تھے اور اپنے بھائی سلیمان کے پاس قیام کیا تھا۔ اس کے بعد المنصور نے ۱۳۹ھ میں سلیمان کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا۔ عبداللہ بن علی اور ان کے ہمراہی اس واقعہ سے خائف ہو کر روپوش ہو گئے۔ المنصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے سلیمان اور اس کے بھائی عیسیٰ کو لکھ بھیجا کہ میں عبداللہ اور اس کے سرداران لشکر اور خدام کو امان دیتا ہوں تم ان کو میرے پاس لے آؤ۔ سلیمان و عیسیٰ اس فرمان کے مطابق عبداللہ اور اس کے سرداروں اور خدام کو لے کر دارالخلافت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے دربار میں حاضری کی اجازت چاہی۔ المنصور نے سلیمان وعیسیٰ کو اپنی باتوں میں مصروف کر کے عبداللہ بن علی کو ایک مکان میں جو قصر خلافت میں اسی غرض کے لئے مہیا کیا گیا تھا قید کر دینے کا حکم دے دیا۔ جب تھوڑی دیر کے بعد سلیمان وعیسیٰ المنصور سے رخصت ہو کر باہر آئے تو عبداللہ بن علی کو موجود نہ پا کر سمجھ گئے کہ وہ غریب قید کر دیئے گئے اور ان کی ذمہ داری کالعدم کر دی گئی۔ الٹے پاؤں المنصور کے پاس لوٹے مگر ان سے ملنے نہ دیا گیا۔ باقی رہے ہمراہیان عبداللہ بن علی ان میں کسی کو قید کر دیا گیا' کسی کو مار ڈالا گیا اور بعض کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا۔ ابوداؤد خالد نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔

عبداللہ بن علی اسی زمانہ سے برابر قید میں رہے تا آنکہ المنصور نے ۱۴۹ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے المہدی محمد بن المنصور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ اس کی تخت نشینی کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد بنانے کی ہدایت کی تھی عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کر کے قتل کر ڈالنے کا حکم دے دیا اور خود بقصد حج مکہ معظمہ کی طرف چلا گیا۔ المنصور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چلے جانے کے بعد عیسیٰ نے المنصور کے کاتب (سیکرٹری) یونس بن فردہ سے عبداللہ بن علی کے قتل کا مشورہ کیا۔ یونس نے کہا ''میرے نزدیک تم عبداللہ کو قتل نہ کرو ورنہ المنصور حج سے واپسی پر تم کو اس کے قتل کے عوض قتل کر ڈالے گا اور احیاناً وہ تم سے عبداللہ کو طلب کرے تو ہرگز ہرگز نہ دینا اور دیکھو اس راز کو کسی سے نہ کہنا''۔ غرض عیسیٰ نے عبداللہ کو قتل نہ کیا اور اپنے مکان میں چھپا رکھا۔ چنانچہ جب المنصور حج کر کے واپس آیا تو چند لوگوں کو اپنے عزیزوں کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگ سمجھا بجھا کو اس کے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش پر آمادہ کریں چنانچہ ان لوگوں نے المنصور کے آدمیوں کے سمجھانے بجھانے سے عبداللہ بن علی کی سفارش کی۔ المنصور نے عیسیٰ سے عبداللہ بن علی کو طلب کیا۔ عیسیٰ نے عرض کیا ''میں نے اس کو جیسا کہ آپ نے حکم دیا تھا قتل کر ڈالا''۔ المنصور بولا ''میں نے تو یہ حکم نہیں دیا تھا''۔ ہنوز عیسیٰ اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے اپنے اعمام سے مخاطب ہو کر کہا ''کیا دیکھتے ہو اس کو اپنے بھائی کے عوض گرفتار کر لو۔ میں نے عبداللہ کو اس کے سپرد قتل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ نظر بند رکھنے کی غرض سے اس کے حوالہ کیا تھا''۔

المنصور کے اعمام نے یہ حکم پاتے ہی عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور قتل کرنے کی غرض سے باہر لے آئے۔ تماشائیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ عیسیٰ حیص بیص میں پڑا ہوا تھا اور وہ لوگ اس کے قتل پر تلے ہوئے تھے ہر شخص کی زبان پر یہی قصہ تھا۔ عیسیٰ نے پہلے تو کمال صبر و استقلال سے کام لیا مگر جب یہ دیکھا کہ موت میرے سر پر کھیل رہی ہے تو گھبرا کر بول اٹھے ''للہ مجھے نہ قتل کرو عبداللہ بن علی زندہ ہیں''۔

المنصور کے روبرو لا کر حاضر کر دیا۔ المنصور نے اس غریب کو بھی ایک مکان میں قید کر دیا۔ جس کی بنیاد میں نمک دیا گیا تھا اور پانی ڈالنے کا حکم دے دیا پانی ڈالنا تھا کہ دیواریں گر پڑیں عبداللہ بن علی دب کر مر گئے۔

راوندیہ کی شورش: یہ لوگ خراسان کے رہنے والے ابو مسلم کے متبع تناسخ اور حلول کے قائل تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ آدم کی روح نے عثمان بن نہیک میں، اللہ جل شانہ نے المنصور میں اور جبرائیل نے ہیثم بن معاویہ میں حلول کیا ہے۔ المنصور نے اس میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو قید کر دیا باقی لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ مجتمع ہو کر ایک نعش کو گویا کہ جنازہ لئے جاتے ہیں اٹھا کر لے چلے اور قید خانہ کے دروازے پر پہنچ کر نعش کو قید خانہ کے اندر پھینک دیا خود اندر گھس گئے اور اپنے ہمراہیوں کو نکال لائے۔ اس کے بعد اطمینان سے تمام چھ سو کی جمعیت کے ساتھ المنصور کے محل کا قصد کیا۔ المنصور پیادہ پا محل سے نکل آیا۔ معن بن زائدہ شیبانی بھی یہ خبر پا کر آ گیا یہ اس وقت تک روپوش تھا۔ اس وجہ سے کہ ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر اس سے لڑنے آیا تھا اور المنصور ایک مدت سے اس کی جستجو میں تھا۔ معن بن زائدہ نے اس موقع پر بہت بڑی جاں نثاری ظاہر کی پیادہ پا ہو کر لڑا۔ مخالفین میں صفوں میں گھس جاتا تھا اور ان کی جماعت کو منتشر کر کے واپس آ جاتا تھا ایک دو بار وہ سخت سے سخت مصائب میں بھی مبتلا ہو گیا۔ اس کے بعد المنصور کے پاس آیا اس وقت المنصور نے خچر کی لگام ربیع (المنصور کے حاجب) کے ہاتھ میں تھی۔ معن بن زائدہ نے یہ کہہ کر کہ ''تم ہٹ جاؤ ایسی حالت میں اس لگام کے لینے کا میں مستحق ہوں''۔ ربیع کے ہاتھ سے لگام لے لی اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے لڑتا رہا اور راوندیہ پر فتح یاب ہو گیا۔ المنصور نے اس وقت تک معن کو نہیں پہچانا تھا۔ دریافت کیا ''تم کون ہو؟'' معن نے اپنا نام و نسب بتلایا۔ المنصور نے اس کو امان دے دی اور اس کی اس جاں نثاری سے خوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد ابو نصر مالک بن ہیثم آیا اور محل سرائے شاہی کے دروازے پر کھڑے ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر بولا: ((انا الیوم تواب)) بازاریوں کے کانوں میں جوں ہی یہ آواز پہنچی سب کے سب انصر پر ٹوٹ پڑے' لڑائی ہونے لگے۔ شہر کا دروازہ کھول دیا گیا لوگ گھس گئے۔ خازم بن خزیمہ اور ہثیم بن شعبہ نے حملہ کر دیا۔ آن کی آن میں سب کے سب ڈھیر کر دیئے گئے اس واقعہ میں اتفاقیہ عثمان بن نہیک کے ایک تیر آ لگا جس سے وہ چند روز بعد مر گیا۔ المنصور نے اس کے بعد اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو اپنی فوج جان نثاران کا افسر مقرر کیا اور اس کے بعد ابوالعباس طوسی کو اس عہدہ سے سرفراز فرمایا۔ یہ کل واقعات شہر ہاشمیہ میں واقع ہوئے تھے۔

بغاوت راوندیہ کے فرو ہونے کے بعد المنصور نے معن بن زائدہ کو طلب کر کے کمال عزت و احترام سے بٹھایا۔ دیر تک اس کے کارہائے نمایاں کی ثناء وصفت بیان کرتا رہا۔ معن نے عرض کیا ''واللہ اے امیر المؤمنین میں ڈرتے ڈرتے میدان جنگ میں آیا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ کے لئے خطرناک حالت پیدا ہو رہی ہے۔ تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔ بے تابانہ نکل پڑا اور میں نے جو کچھ کیا وہ آپ ملاحظہ فرما رہے تھے''۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ معن ابن زائدہ ابوالخصیب (المنصور کے حاجب) کے پاس روپوش تھا اور ابوالخصیب اس فکر میں تھا کہ معن کی عفو تقصیر کرا کر امان حاصل کرے۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو ابوالخصیب نے المنصور کی خدمت میں حاضر ہو کر معن کی حاضری کی اجازت چاہی۔ المنصور نے راوندیہ کے متعلق معن سے مشورہ کیا۔ معن نے رائے دی کہ ''بیت المال کا دروازہ لشکریوں کے لئے کھول دیجئے۔

ع ''کہ مزدور خوش دل کند کار بیش''

المنصور نے اس سے اختلاف کر کے کہا ''مناسب یہ ہے کہ ان سرکشوں کی سرکوبی کی جائے' معن نے عرض کیا ''بہتر لیکن میں اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہوں''۔

معن بلا انتظار جواب اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی میدانِ جنگ کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ بڑے بڑے مصائب اٹھائے تا آنکہ تقریباً کل راوندیہ مارے گئے۔ واقعۂ جنگ کے بعد معن پھر روپوش ہو گیا۔ المنصور نے اس کو طلب کر کے امان دی اور ولایت یمن کا گورنر مقرر کر دیا۔

خراسان کی بغاوت: خلیفہ سفاح نے خراسان میں بغاوت و ہلاکت کے بعد بسام بن ابراہیم ابوداؤد خالد بن ابراہیم ذہلی کو مقرر کیا تھا۔ جب ۱۴۰ھ کا دور آیا تو اس کے بعض لشکریوں نے بغاوت کی جب کہ یہ کشماہن میں مقیم تھا۔ لشکریوں نے اس کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ ابوداؤد رات کے وقت اپنے مکان کی چھت پر ان لوگوں کو دیکھنے کی غرض سے چڑھا اتفاق سے پاؤں پھسلا اور گر پڑا اور اُسی دن جاں بحق ہو گیا۔ ابوداؤد کے مرنے کے بعد اس کا افسر پولیس ''عصام'' اس کی قائم مقامی کرتا رہا۔ تا آنکہ خلیفہ المنصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو امیر خراسان مقرر کر کے روانہ کیا۔

عبدالجبار کی سرکشی: عبدالجبار نے خراسان میں قدم رکھتے ہی ایک آفت برپا کر دی۔ سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو اس الزام میں کہ یہ لوگ دولت علویہ کی دعوت دیتے تھے قید کر دیا جن میں مجاشع ابن حریث انصاری گورنر بخارا' ابوالمغیرہ خالد بن کثیر مولیٰ بنو تمیم گورنر کوہستان اور حریش بن محمد ذہلی یعنی ابوداؤد کا چچا زاد بھائی شامل تھے۔ پھر چند ان لوگوں کو قتل کر ڈالا اور ابوداؤد کے مقرر کئے ہوئے عمال پر مال حاصل کرنے میں سختی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی شکایت المنصور تک پہنچی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ایوب سے مخاطب ہو کر بولا: ''ابو الجبار تو ہمارے ہوا خواہوں کو بغاوت کرنے کے خیال سے فنا کئے دیتا ہے''۔ ابو ایوب نے رائے دی کہ آپ لشکر خراسان کے حصہ کثیر کو جہاد روم پر بھیج دینے کے لئے لکھ بھیجئے اور جب عبدالجبار لشکر خراسان کو جہاد روم پر بھیج دے تو جس کو چاہے خراسان بھیج دیجئے ایک لحظہ میں عبدالجبار کے دماغ کی گرمی فرو ہو جائے گی''۔ المنصور نے اس رائے کے مطابق عبدالجبار کو لکھ بھیجا۔ عبدالجبار نے جواباً لکھا: ''کہ چونکہ ترک نے فوج کشی کی ہے۔ اس صورت میں اگر آپ لشکر خراسان کسی دوسری طرف منتقل کیجئے گا تو مجھ کو خراسان کے چلے جانے کا اندیشہ ہے''۔ المنصور نے یہ خط ابو ایوب کو دے دیا۔ ابو ایوب نے عرض کیا: ''آپ یہ لکھئے کہ مجھے خراسان دوسرے ممالک سے زیادہ محبوب ہے' میں اس کی حفاظت کے لئے ایک عظیم الشان لشکر بھیجتا ہوں جو اس کی کامل طور سے حفاظت کرے گا''۔ عبدالجبار نے یہ جواب دیا کہ خراسان کی آمدنی اس قدر بارِ عظیم کی متحمل نہیں ہو سکے گی''۔ ابو ایوب نے جواب دیکھ کر عرض کیا ''لیجئے اس کا خبث باطنی ظاہر ہو گیا اس نے بغاوت کا اظہار کر دیا آپ ذرا عجلت کیجئے''۔

المہدی کا تقرر: المنصور نے ایک لشکر کے ساتھ اپنے لڑکے المہدی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ رے میں پہنچ کر قیام کرنا چنانچہ المہدی نے رے میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور خازم بن خزیمہ کو عبدالجبار سے جنگ کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ خازم اور عبدالجبار میں لڑائی چھڑ گئی۔ عبدالجبار میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگا اور مقطنہ میں پہنچ کر چھپ گیا۔ مجشیر بن مزاحم نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اہل مرورود کو جمع کیا اور ان لوگوں کے ساتھ دجلہ عبور کر کے مقطنہ میں اترا اور عبدالجبار کو گرفتار کر کے خازم بن خزیمہ کے پاس حاضر ہوا خازم نے عبدالجبار کو ایک جبہ بالوں کا پہنا کر اونٹ کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کرایا اور تمام شہر میں تشہیر کرا کے مع اس کے اہل وعیال اور ہمراہیوں کے المنصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ المنصور ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے تا آنکہ جس قدر مال ان لوگوں نے غبن کیا تھا سب کا سب حاضر کر دیا۔ تب المنصور نے عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۲ھ کا ہے۔ باقی رہے اس کے اہل وعیال وہ دہلک میں قید کر دیئے گئے۔

اس کامیابی کے بعد المہدی خراسان میں ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ ۱۴۹ھ میں عراق لوٹ آیا۔

عامل سندھ کی سرکشی: ۱۴۲ھ میں عینیہ بن موسیٰ بن کعب عامل سندھ نے بغاوت کی یہ اپنے باپ کے بعد عامل سندھ مقرر کیا گیا تھا اس کے باپ نے مسیّب بن زہیر کو محکمہ پولیس کا افسر مقرر کیا تھا۔ مسیّب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا عینیہ کو المنصور طلب کر کے محکمہ پولیس پر نہ مقرر کر دے۔ عینیہ کو دم پٹی دے کر المنصور کی مخالفت پر تیار کر دیا۔ المنصور کو اس کی خبر ہوئی تو وہ دارالخلافت سے بصرہ میں آیا اور بصرہ سے عمر بن حفص بن ابی صفوۃ عتکی کو سندھ وہند کی سند گورنری مرحمت کر کے جنگ عینیہ پر مامور کر دیا چنانچہ عمر بن حفص سندھ میں پہنچ کر عینیہ سے لڑا اور کامیابی کے ساتھ سندھ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

اصبہبد کی سرکشی: اسی سن میں اصبہبد والی طبرستان نے بھی سرکشی کی اور ان مسلمانوں کے خون سے اپنے ظلم کے ہاتھوں کو رنگ لیا جو اس کے ملک میں تھے۔ المنصور نے اس کی سرکوبی کے لئے اپنے آزاد غلام ابوالخصیب' خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے طبرستان میں پہنچ کر اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے رہے۔ بالآخر بہ مکر وحیلہ دروازہ کھلوا کر گھس گئے لڑنے والوں کو مار ڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اصبہبد نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہر کھا کر خودکشی کر لی۔

بنو ہاشم اور مسئلہ خلافت: جس وقت مروان بن محمد کی حکومت میں تزلزل واضطراب پیدا ہوا۔ اس وقت بنو ہاشم نے ایک مجمع کر کے خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق مشورہ کیا آخر کار سب نے اس امر پر اتفاق کیا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن علی کو خلیفہ بنانا چاہئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس شب کو بیعت کی تھی۔ المنصور بھی تھا اور جب المنصور اپنے بھائی سفاح کے عہد خلافت ۱۳۶ھ میں حج کرنے کو گیا تھا تو محمد اور اس کا بھائی ابراہیم چھپ گیا تھا اور بنو ہاشم کے ساتھ اس کے نہیں آیا تھا اس نے ان دونوں کو دریافت کیا۔ زیاد بن عبیداللہ حارثی نے عرض کیا ''میں ابھی ان دونوں کو حاضر کرتا ہوں''۔ المنصور ان دنوں مکہ میں تھا۔ زیاد بن عبیداللہ کو مدینہ کی طرف واپس کر دیا۔ اس کے بعد المنصور تختِ خلافت پر متمکن ہوا مگر محمد کا حال برابر دریافت کرتا جاتا تھا اور بنو ہاشم سے درپردہ استفسار کرتا جاتا تھا اور وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ آپ نے اس کی جستجو حد سے بڑھا لی ہے۔ اس وجہ سے وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا ہے اور علاوہ اس کے اور بھی عذرات مستحسنہ دیا کرتے تھے مگر حسن بن زید بن حسن بن علی صاف صاف کہہ دیتے تھے کہ واللہ وہ تم سے بے خوف نہیں ہے اور وہ تمہارے خوف کی وجہ سے بے فکری کے ساتھ رات کو نہیں سوتا ہے''۔ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن یہ سن کر اکثر کہا کرتے تھے ((اللّٰھم اطلب الحسن بدمائنا)) ''اے خدا حسن کو ہمارے خون کے بدلے لے''۔ اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے لڑکے محمد کے حاضر کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا۔ عبداللہ نے سلیمان بن علی سے اس سلسلے میں مشورہ کیا۔ سلیمان بن علی نے کہا ''اگر وہ (المنصور) درگزر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا سے درگزر کرتا''۔ عبداللہ یہ سن کر متنبہ ہو گئے اور اس وقت سے برابر اپنے لڑکے کو چھپا دینے کی سعی بلیغ کرنے لگے۔

المنصور نے جاسوسوں کو تمام وادی حجاز میں محمد کی جستجو کے لئے پھیلا دیا۔ کوئی چشمہ کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں پر کہ المنصور کے جاسوس نہ رہتے ہوں۔ جب اس میں بھی المنصور کو کامیابی نہ ہوئی تو ایک خط محمد کے طرف داروں کی جانب سے محمد کے نام لکھا۔ جس میں اطاعت وفرماں برداری کا اظہار کیا تھا اور عجلت کرنے کی رائے دی تھی۔ اس خط کو اپنے جاسوس کے ہاتھ عبداللہ کے پاس بھیجا اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ ان کے ہوا خواہوں کے پاس سے آیا ہے۔ بہت سا مال و اسباب اس کے ساتھ کر دیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ المنصور کا ایک کاتب جو درپردہ ہوا خواہ محمد کا تھا۔ اس نے عبداللہ بن حسن کو مشعر بایں حالات ایک خط لکھ بھیجا۔ ان دنوں محمد جہینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ قاصد نے محمد کے دریافت کرنے کی بہت کوشش کی۔ اس غرض کو ظاہر کرنے کے خیال سے کہ ان کے ہوا خواہوں کا خط ان کے ہاتھ میں دیا جائے۔ عبداللہ بن حسن نے قاصد سے کہا ''تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ تم کو محمد کے پاس جہینہ کی جبل میں پہنچا دیں گے چنانچہ قاصد علی بن حسن کے پاس گیا اور انہوں نے اس کو محمد کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد المنصور کے کاتب کا خط مشعر حقیقتِ حال آیا۔ عبداللہ بن حسن نے اسی وقت ابو ہبار کو محمد وعلی بن حسن کے پاس اس واقعہ کی اطلاع دہی اور اس قاصد سے احتراز کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابو ہبار علی بن حسن کو اس واقعہ سے مطلع کر کے محمد کے پاس گیا اتفاق سے اس وقت وہ جاسوس بیٹھا ہوا تھا۔ محمد کو علیحدہ لے جا کر اس واقعہ سے مطلع کیا۔ محمد نے کہا: ''تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟''۔

ابو ہبار نے کہا: ''مار ڈالو جھگڑا صاف ہو جائے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بولے: ''میں ایک مسلمان کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کروں گا''۔
تب ابو ہبار نے کہا: ''اچھا اس کو مقید کر کے اپنے ہمراہ رکھئے''۔

محمد نے اس سے بھی اختلاف کیا۔ اس وجہ سے کہ روزانہ جان کے خوف سے فرار ہوا کرتے تھے۔ پھر ابو ہبار نے یہ رائے دی کہ اس کو قبیلہ جہینہ میں کسی کے پاس نظر بند کرا دیجئے۔ محمد نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ لیکن جب لوٹ کر اپنی مجلس میں آئے تو وہ شخص ہی ندارد تھا۔

عبداللہ بن حسن: یہ شخص جہینہ سے نکل کر مدینہ پہنچا اور مدینہ منورہ سے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کل حالات بیان کئے اور بجائے ابو ہبار کے یہ کہہ دیا کہ ان کے ساتھ ایک شخص وبرنا می ہے ابو جعفر المنصور نے وبر کو طلب کر کے محمد کا حال طلب کیا۔ وبر نے قسمیں کھائیں اور اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ المنصور کو اعتبار نہ آیا اور اسے پٹوا کر قید کر دیا۔ اس کے بعد المنصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کر ایک خط جعلی محمد کے ہوا خواہان خراسان کی جانب سے لکھ کر دیا اور بہت سا مال و اسباب دے کر عبداللہ بن حسن کے پاس روانہ کیا۔ جوں ہی عقبہ نے عبداللہ بن حسن کے پاس پہنچ کر ہوا خواہان خراسان کا جعلی خط اور مال و اسباب دیا۔ عبداللہ بن حسن نے خط پھینک دیا اور جھڑک کر بولے:

''میں ان لوگوں کو نہیں جانتا تم میرے پاس سے چلے جاؤ''۔

اس وقت تو عقبہ چلا آیا۔ لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن حسن اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے دلی حالات کہنے لگے۔ عقبہ نے عرض کیا۔

''اس خط کا جواب لکھ دیجئے''۔ عبداللہ بن حسن نے جواب دیا: ''خط کا جواب تو نہ لکھوں گا مگر ان لوگوں سے میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ میرے دونوں لڑکے فلاں وقت خروج کریں گے''۔

عقبہ کو جب محمد اور ابراہیم کے حالات معلوم ہو گئے تو لوٹ کر المنصور کے پاس آیا کل حالات عرض کئے المنصور نے بہ قصد حج کوچ کیا اور مکہ پہنچا۔ بنو حسن ملنے کو آئے۔ عبداللہ بن حسن بھی ان کے ساتھ تھے۔ المنصور نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے بٹھایا اگلے دن دعوت کر دی۔ جب یہ لوگ وقت مقررہ پر آئے اور کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو المنصور نے عبداللہ بن حسن کو طلب کر کے کہا: ''کیوں صاحب آپ نے اقرار کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمہاری حکومت پر خلل اندازی کریں گے''۔ عبداللہ بن حسن بولے: ''میں اس وقت تک اسی اقرار پر ہوں''۔ المنصور نے عقبہ بن سالم کی طرف کنکھیوں سے دیکھا عقبہ بن سالم، عبداللہ بن حسن کے روبرو آ کر کھڑا ہو گیا۔ عبداللہ بن حسن نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ عقبہ بھی اسی طرف پھر گیا۔ عبداللہ ابن حسن نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ عقبہ بھی اسی طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجبور ہو کر عبداللہ بن حسن نے آنکھیں نیچی کر لیں۔ المنصور دریافت کرتا جاتا تھا اور عقبہ ایک ایک بات بتاتا جاتا تھا۔ المنصور نے یہ باتیں سن کر عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

غیر الوطن محمد بے چارہ جو اطراف و جوانب بلاد میں چھپا پھرتا تھا رفتہ رفتہ بصرہ پہنچا۔ بنو راہب یا بقول بعض بنو مرہ بن عبید میں قیام کیا۔ المنصور کو اس کی خبر لگ گئی۔ یہ خبر سنتے ہی المنصور بصرہ چلا آیا لیکن اس وقت محمد نے بصرہ چھوڑ دیا تھا۔ عمر بن عبید المنصور سے ملنے کو آیا۔ المنصور نے کہا ''اے ابو عثمان کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس سے ہم کو اپنی خلافت و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت میں خطرہ ہو سکتا ہو''۔

عمر بن عبید نے عرض کیا: ''امیر المومنین! بصرہ میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو آپ کی خلافت حکومت کا مخالف ہو''۔ المنصور نے یہ سن کر مراجعت کر دی اور محمد و ابراہیم پر اس قدر خوف طاری ہو گیا تھا کہ بصرہ سے نکل کر عدن چلے گئے۔ وہاں اطمینان خاطر نہ حاصل ہوا تو سندھ چلے آئے اور سندھ سے پھر کوفہ اور کوفہ سے مدینہ منورہ آ پہنچے۔

پھر ۱۴۰ھ میں المنصور حج کرنے کو آیا تھا۔ محمد و ابراہیم بھی حج کو آئے ہوئے تھے۔ ابراہیم نے المنصور کو دھوکہ دینے کا قصد کیا مگر محمد نے اس سے مخالفت کی۔ اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے دونوں لڑکوں محمد اور ابراہیم کے حاضر کرنے پر مجبور کیا۔ زیاد عامل مدینہ نے ضمانت کی تو غریب کی جان بچی۔ المنصور حج سے فارغ ہو کر اپنے دار الخلافت کو لوٹا تو اس کی روانگی کے بعد محمد وارد مدینہ منورہ ہوا۔ زیاد نہایت الطاف و مرحمت سے پیش آیا اور پھر کہا کہ آپ جہاں چاہیں چلے جائیے۔ المنصور نے یہ خبر پا کر ابوالازہر کو جمادی الثانی ۱۴۱ھ میں زیاد اور اس کے مصاحبوں کو قید کرنے اور عبدالعزیز بن المطلب کو سندِ گورنری دینے کی غرض سے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ابوالازہر نے اس حکم کے مطابق عبدالعزیز بن المطلب کو مدینہ منورہ کا عامل بنایا اور زیاد کو مع اس کے مصاحبین کے گرفتار کر کے المنصور کی خدمت میں پہنچا دیا۔ ابوالمنصور نے ان سب کو قید کر دیا۔ زیاد نے چلتے وقت مدینہ منورہ کے بیت المال میں اسی ہزار دینار چھوڑے تھے۔ اس کے بعد المنصور نے مدینہ منورہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کر کے محمد کی جستجو کرنے کی سخت تاکید کی اور اس مقدمہ پر دریا دلی سے مال و زر خرچ کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ محمد بن خالد نے بے حد مال و زر خرچ کیا مگر محمد دستیاب نہ ہوا۔ اس وقت المنصور نے اس کے اسراف سے تنگ آ کر اس کی معزولی کے متعلق مشورہ کیا اس کے مصاحبین میں سے یزید بن اسید سلمٰی نے ریاح بن عثمان بن حیان مزنی کو مقرر کرنے کی رائے دی۔ المنصور نے اس کو پسند کیا اور رمضان ۱۴۴ھ میں سندِ امارت مرحمت فرما کر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

اس نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر بڑا اودھم مچایا۔ عبداللہ بن حسن کو لڑکوں کے نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی۔ عتاب شاہی سے ڈرایا۔ عبداللہ بن حسن نے کہا: ''واللہ تو آج ایسا ہی قسی القلب ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب بکری کے ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے''۔ ریاح یہ فقرہ سن کر چوکنا ہو گیا۔ ابوالبختری حاجب بولا: ''غریب کو غیب کی کیا خبر ہے۔ آپ ان سے ناحق محمد کا حال دریافت کرتے ہیں''۔

ریاح نے جواب دیا: ''تف ہو تجھ پر اس بوڑھے نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے تو نے اس کے فحوائے کلام کو نہیں سمجھا''۔ ابوالبختری اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ ریاح اس کے ساتھ عبداللہ بن حسن کی مجلس سے اٹھ کر چلا آیا اور محمد بن خالد کو گرفتار کر کے پٹوایا۔ محمد کی جستجو میں شب و روز سرگرداں رہنے لگا۔ دریافت کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ محمد مضافات ینبع میں جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھپا ہوا ہے فوراً اپنے ایک سردار کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ بھاگ گیا۔

اس کے بعد ریاح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کر قید کر دیا جن کے نام یہ تھے: عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، حسن و ابراہیم و جعفر پسران حسن بن حسن، سلیمان و عبداللہ پسران داؤد بن حسن بن حسن، محمد و اسماعیل و اسحاق پسران ابراہیم بن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بن حسن‘ عباس بن حسن بن حسن‘ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن‘ ان لوگوں میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے۔ وہ اگلے دن ریاح کے پاس گئے فرمایا: ’’میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھ کو بھی میری قوم کے ساتھ قید کر دے‘‘۔ ریاح نے ان کو بھی انہیں لوگوں کے ساتھ قید کر دیا المنصور کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے لکھا ’’کہ ان لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان معروف بہ دیباج کو بھی قید کر دو‘‘۔ یہ عبداللہ بن حسن بن حسن کے اخیافی بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسینؓ ہیں۔ ریاح نے اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ انہیں ایام میں گورنر مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا ان کو ان کے باپ نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا۔ المنصور نے ان کو قید کر دیا۔ اس وقت سے یہ برابر قید خانہ ہی میں رہے انہوں نے اپنے باپ کے ہوا خواہوں میں سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی وابو جبر کے نام بھی بتلا دیئے تھے۔ المنصور نے ان دونوں کو گرفتار کرا کر پٹوایا اور قید کر دیا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے عبداللہ بن حسن بن حسن صرف قید کئے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے بعد میں المنصور کے مشیروں نے بقیہ اولاد حسن بن حسن کو بھی قید کر دینے کی رائے دی۔ چنانچہ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے اور قید خانہ میں بھیج دیئے گئے۔

اس واقعہ کے بعد ۱۴۴ھ میں المنصور حج کرنے کو گیا۔ مکہ معظمہ پہنچا تو قید خانہ میں اولاد حسن بن حسن کے پاس محمد بن عمران بن ابراہیم بن طلحہ بن مالک بن انس کو یہ پیام دے کر بھیجا کہ محمد وابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کو ہمارے سپرد کر دو۔ عبداللہ بن حسن نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا۔ حاضری کی اجازت طلب کی المنصور نے کہا ’’واللہ میری آنکھیں اس کو اس وقت تک نہ دیکھیں گی جب تک وہ اپنے دونوں لڑکوں کو میرے پاس حاضر نہ کرے گا‘‘۔ عبداللہ بن حسن نہایت محسن ہر دل عزیز اور بے حد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کر لیتا تھا۔

ادائے حج کے بعد المنصور ربذہ کی طرف روانہ ہوا۔ ریاح بھی بہ نظر مشایعت ساتھ ساتھ آیا۔ المنصور نے اولادِ حسن کو مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تھے عراق بھیج دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ریاح نے ان لوگوں کو قید خانہ سے نکال کر ہتھکڑیاں پہنا کر بغیر کجاوہ کے اونٹوں پر سوار کرا کے عراق کی جانب روانہ کر دیا۔ جعفر الصادق پردہ کی آڑ سے یہ سب معاملات دیکھتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے دوران سفر میں محمد وابراہیم بدوؤں کے لباس میں اپنے باپ عبداللہ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت چاہتے تھے۔ عبداللہ بن حسن کہا کرتے تھے: ’’میرے نور نظرو! عجلت نہ کرو جب تک مناسب موقع ہاتھ نہ آئے گا اگر ابوجعفر المنصور تمہاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کہ کریمانہ موت مرو‘‘۔ ربذہ پہنچا تو المنصور سخت کلامی سے پیش آیا۔ گالیاں دیں اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس درے لگوائے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ریاح نے المنصور کو اس جبر وتعدی پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اہل شام اس کے ایسے ہوا خواہ ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اس کی مخالفت نہ کرے گا۔

اس واقعہ کے بعد ابوعون عامل خراسان نے المنصور کے پاس ایک عرض داشت بایں مضمون روانہ کی کہ اہل خراسان میں اندرونی سازشیں بہت ہو رہی ہیں اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں۔ المنصور نے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مطلع ہوتے ہی محمد بن عبداللہ کو قتل کی غرض سے جلاد کے حوالے کر دیا اور اس کا سر اتروا کر خراسان بھجوا دیا۔ اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے جنہوں نے خراسان پہنچ کر قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ کا ہے اور ان کی دادی کا نام فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پھر المنصور ربذہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا اور بنو حسن کو قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ان میں سے محمد بن ابراہیم بن حسن شہید کئے گئے اس طرح سے کہ زندہ ایک ستون میں چن دیئے گئے بعد ازاں عبداللہ بن حسن اور پھر علی بن حسن نے وفات پائی۔ کہا جاتا ہے کہ المنصور کے حکم سے یہ لوگ شہید کئے گئے۔ ان میں سے بجز سلیمان وعبداللہ پسران داؤد اور اسحاق واسماعیل پسران ابراہیم بن حسن کے اور جعفر بن حسن کے اور کوئی جاں بر نہیں ہوا۔ سب کے سب کمال بے کسی سے المنصور کے پنجہ ظلم کی نذر ہو گئے واللہ اعلم۔

محمد المہدی کا خروج: جس وقت المنصور عراق کی طرف روانہ ہوا اور قیدیان اولاد حسن اس کے ہمراہ کر دیئے گئے۔ ریاح لوٹ کر مدینہ منورہ آیا اور محمد کی تلاش میں سرگرمی سے کام لینے لگا اور غریب محمد ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے۔ اس روپوشی اور اخفاء کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ کنویں میں ڈول کی طرح لٹک کر جان بچائی۔ اسی تگ ودو میں ایک پہاڑ پر سے ان کی بیوی گر پڑیں۔ جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ریاح کو یہ خبر لگی کہ محمد ندار میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو وہ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر محمد کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا۔ محمد یہ سن کر چھپ رہے۔ ریاح مجبور ہو کر خائب وخاسر واپس آیا۔ غرض ریاح ہر وقت محمد کی جستجو وتلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آ گئے تو بہ صلاح ومشورہ اپنے ہمراہیوں کے خروج کا قصد کر دیا۔ ریاح کو اس کی اطلاع ہو گئی کہ آج شب کو محمد خروج کرنے والے ہیں۔ ریاح نے عباس بن عبداللہ بن حرث بن عباس اور محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی مدینہ منورہ وغیرہ کو بلا کر کہا۔ امیر المؤمنین محمد کی جستجو میں شرق وغرب ایک کر دیں گے۔ حالانکہ وہ تمہارے ہی لوگوں کے پس پشت ہے۔ واللہ اگر اس نے خروج کیا تو میں تم لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ پھر قاضی مدینہ منورہ سے مخاطب ہو کر خاندان بنو زہرہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ایک جم غفیر ان لوگوں کا آ کر مجتمع ہو گیا۔ ریاح نے ان لوگوں کو دروازہ پر بٹھایا۔ اس کے بعد چند نفوس علوی بلائے گئے۔ جن میں جعفر بن محمد بن حسین بن علی بن حسین بن علی اور چند قریشی جن میں اسماعیل بن ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ اور اس کا لڑکا تھا۔ یہ لوگ ریاح کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ دفعتہً تکبیر کی آواز سنائی دی۔ کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب نے خروج کر دیا۔ ابن مسلم بن عقبہ مری نے ریاح سے کہا: ''میرا کہنا مانیے تو مجھے ان لوگوں کو قتل کر ڈالنے دیجیے''۔ ریاح نے اس سے انکار کیا۔

محمد بن عبداللہ نے ندار سے ایک سو پچاس آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا۔ قید خانہ کی طرف آئے محمد بن خالد بن عبداللہ قسری اور اس کے برادر زادہ نذیر بن یزید اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ تھے' قید خانہ سے نکالا۔ پیادوں پر خوات بن بکیر بن جبیر کو مامور کیا اور دار الامارت میں پہنچے وہ اپنے ہمراہیوں کو ندا کرتے جاتے تھے: ''کسی کو قتل نہ کرنا کسی کو قتل نہ کرنا''۔ باب مقصورہ سے دار الامارہ میں داخل ہوئے ریاح اور اس کے بھائی عباس وابن مسلم بن عقبہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعد ازاں مسجد کی طرف آئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ جس میں المنصور کی ان عادات خسیسہ وخصائل رذیلہ کا ذکر کیا۔ جس کا وہ خوگر ہو گیا تھا اور لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا۔ ان سے مدد کے خواستگار ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنی جانب سے مدینہ منورہ میں عثمان بن محمد بن خالد بن از ہیر کو عہدہ قضا پر عبدالعزیز بن مطلب بن عبداللہ مخزومی کو اسلحہ خانہ پر عبدالعزیز داؤدی کو محکمہ پولیس پر ابوغلمش عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ عمر بن خطاب کو اور دیوان عطاء پر عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخزمہ کو مامور کیا اور محمد بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھ رہنے پر ملامتانہ پیام بھیجا۔ محمد بن عبدالعزیز نے امداد کا وعدہ کیا۔

مدینہ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کر محمد المہدی مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ روساء شہر سے ان کے ہمراہیوں میں سوا ان چند لوگوں ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد ابوسلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کے کسی نے تخلف نہ کیا۔ بہ وقت خروج اہل مدینہ نے امام مالک سے محمد کے ساتھ خروج کرنے کے متعلق استفسار کیا تھا کہ ''ہماری گردنوں پر المنصور کی بیعت کا ہار پڑا ہوا ہے''۔ امام مالک نے جواب دیا: ''تم لوگوں نے باکراہ بیعت کی تھی اور مکرہ پر ہمیں نہیں ہے'' اس سے لوگوں کے خیالات بدل گئے اور بطیب خاطر محمد کے اعوان وانصار میں شامل ہو گئے۔ مگر امام مالک نے اپنا مکان نہ چھوڑا۔ محمد المہدی نے اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لئے طلب کیا تھا۔ یہ ایک معمر شخص تھے انہوں نے کہلا بھیجا: ''اے برادرزادہ واللہ تم مارے جاؤ گے۔ میں تمہاری بیعت کیسے کروں؟'' تھوڑے سے آدمی اس جواب کو سن کر پھر گئے اور بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے محمد المہدی کا ساتھ دینے میں عجلت کی حمادہ بنت معاویہ نے اپنے چچا اسماعیل بن عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اپنے بھائیوں کی شکایت کی کہ ''اے چچا جان آپ کے اس کلام سے کچھ لوگ محمد سے جدا ہو گئے ہیں اور ہنوز میرے بھائی انہی کے ہمراہ ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ مبادا یہ لوگ بھی مارے جائیں گے''۔ اسماعیل نے حمادہ کو ناکام لوٹا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے حمادہ کو عداوت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ موقع پا کر اس نے اسماعیل کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد محمد بن خالد قسری جس کو ریاح نے قید کر دیا تھا اور محمد المہدی نے رہا کر دیا۔ پھر اس الزام میں قید کر دیا گیا کہ یہ المنصور سے خط وکتابت کرتا ہے اس وقت سے محمد بن خالد برابر قید خانہ ہی میں رہا۔

محمد المہدی کے ظہور کے نویں دن ایک شخص آل ادریس بن ابی سرح سے (جس کا نام حسین بن صخر تھا) مسافت طے کر کے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان واقعات سے اس کو آگاہ کیا المنصور بولا ''تو نے اس کو دیکھا ہے؟''۔ عرض کیا: ''ہاں! میں نے اس کو بچشم خود دیکھا ہے۔ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے میں نے باتیں کی ہیں''۔ المنصور کو اس کے کہنے کا یقین نہ آیا۔ اگلے دن سے محمد المہدی کے خروج کی متواتر خبریں آنے لگیں۔ تب تو المنصور کو خوف وہراس پیدا ہوا اور اپنے اہل بیت وارا کین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی سے جو اس وقت تک قید کی مصیبتیں جھیل رہے تھے۔ محمد المہدی کے متعلق رائے طلب کی۔ انہوں نے کہلا بھیجا: ''تم فوراً کوفہ چلے جاؤ کیونکہ کوفہ والے ہوا خواہ اہل بیت ہیں اور اس کی ناکہ بندی کر لو تاکہ کوفہ میں آنے جانے والوں کی تم کو اطلاع ہوتی رہے اور سالم بن قتیبہ کو رے سے طلب کر کے جنگ آوران شام کو اس کے ہمراہ محمد المہدی کی طرف روانہ کرو اور لشکریوں کے روزینے بڑھا دو''۔ المنصور اس رائے کے مطابق کوفہ چلا آیا۔ اس کے ہمراہ عبداللہ بن ربیع بن عبداللہ بن عبدالمدان بھی تھا۔ کوفہ پہنچ کر المنصور نے یزید بن یحییٰ سے مشورہ کیا۔ سفاح اس سے اکثر مشورہ کرتا تھا۔ اسی نے رائے دی کہ اہواز میں فوجیں بھیج دو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا کہ پوری پوری حفاظت ہو سکے۔ المنصور اس جواب کو سمجھ نہ سکا بولا: ''اس نے مدینہ میں خروج کیا ہے''۔ یزید نے جواب دیا: ''ہاں میں سمجھا اہواز ہی ان کی کامیابی کا دروازہ ہے اور جعفر بن حنظلہ بھرانی نے بہ وقت مشورہ بصرہ میں فوج بھیجنے کی رائے دی تھی۔ پس ابراہیم نے اس سمت میں خروج کیا تو ان دونوں کی آراء کی خوبیاں ظاہر ہوئیں۔ المنصور نے جعفر کی رائے پر اعتراض کیا تھا کہ ہم کو بصرہ میں کیوں خوف زیادہ ہے؟ جعفر نے یہ توجیہہ بیان کی تھی کہ اہل مدینہ جہاں پر محمد نے خروج کیا ہے۔ جنگ آور سپاہی اور فسادی نہیں ہیں وہ اپنے حال میں مست ہو رہے ہیں اور اہل کوفہ تمہارے قدموں کے نیچے ہیں اور اہل شام تو پہلے ہی سے آل ابی طالب کے جانی دشمن ہیں۔ اب سوائے بصرہ کے اور کون سا مقام باقی رہا جس کی حفاظت امیر المؤمنین کے لئے ضروری ہو۔ المنصور یہ سن کر خاموش ہو رہا۔

اس کے بعد المنصور نے قطع حجت کے خیال سے محمد المہدی کے پاس ایک خط[1] مشعر امان لکھ کر روانہ کیا محمد المہدی نے اس کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی ویسا ہی دیا جیسا کہ اس نے لکھا تھا۔ غرض فریقین نے اپنے اپنے کو ایسی ایسی صفات سے

---

[1] ان خطوط کو مؤرخ علامہ نے اطالت فقال کے خیال سے نظر انداز کر دیا ہے۔ لیکن بہ نظر دلچسپی ناظرین ہم اس کو تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۲۵۳ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے درج کرتے ہیں۔ و ھوا ھذا

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ و یسعون''
''فی الارض فساد ان یقتلوا و یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم''
''من خلاف او ینضوا من الارض ذلک خزی فی الدنیا و الاخرۃ ط و لھم عذاب عظیم
الا اللذین تابو من قبل ان تقدر و علیھم فاعلموان اللّٰہ غفور الرحیم''
''ذلک عھد اللّٰہ و میثاقۃ و ذمۃ رسولہ اومنک و جمیع ولدک''
و اخوتک و اھل بیتک و من اتبعکم علی دمائکم و اموالکم''
و اسوغک ما اصبت من دم اومال و اعطیک الف الف درھم''
و ما سالت من الحوائج و انزلک من البلاد حیث شئت و ان''
اطلق من فی حبسی من اھل بینک و ان کل من جاء ک و بایعک''
واتبعک او دخل فی شئی من امرک ثم لا اتبع احدا''
منھم بشئی کان منہ ابدا فان اردت ان تتوثق لنفسک''
فوجہ الی من احیبت یاخذمنی الامان والعھد و المیثاق ماتتوثق بہ والسلام''

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بے شک سزا اُن لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ لوگ مارے جائیں۔ یا صلیب پر چڑھائے جائیں یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں دوسرے کاٹے جائیں یا شہر سے نکال دیئے جائیں۔ یہ اُن کے لئے دنیا اور آخرت کا عذاب ہے اور اُن کے لئے عذابِ عظیم ہے۔ مگر جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تم اُن پر غالب آؤ توبہ کر لی ہو۔ جان رکھو کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور اُس کا رسول عہد میثاق اور ذمہ ہے کہ میں تم کو اور تمہارے کل لڑکوں اور بھائیوں اور خاندان والوں اور ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری اتباع کی ہے اُن کی جان اور اُن کے مال و اسباب کی امن دیتا ہوں اور اس سے درگزر کرتا ہوں جو اس وقت تک خونریزی کی ہو یا کسی کا مال لے لیا ہو اور میں تم کو ایک لاکھ درہم دیتا ہوں۔ علاوہ اس کے جو تمہاری حاجت ہو گی پوری کر دی جائے گی اور جہاں تم کو منظور ہو گا اسی شہر میں تم ٹھہرائے جاؤ گے اور نیز جس قدر تمہارے خاندان والے میرے یہاں قید ہیں اُن کو میں رہا کر دوں گا اور اُس کو بھی امن دیتا ہوں جو شخص تمہارے پاس آیا ہو اور تمہاری بیعت کی اور اتباع کی ہو یا کسی کام میں تمہارا۔ اُس نے شرکت کی ہو اور اس کو امن دینے کے بعد پھر اس سے کبھی کسی قسم کا مواخذہ نہ کروں گا۔ الخ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متصف کیا تھا کہ جس سے احتراز کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ بہ صحت تمام ان کی روایت کی گئی ہے ان خطوط کو طبری نے کتاب الکامل میں نقل کیا ہے۔ فمن ارادا الوقوف علیها طیلمسها فی اماکنها.

پھر محمد المہدی نے مکہ معظّمہ پر محمد بن حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یمن پر قاسم بن اسحاق کو اور شام پر موسیٰ بن

☆ پس اگر اس بارے میں اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہو تو جس کو چاہو میرے پاس بھیج کر مجھ سے امان عہد اور اقرار جس پر تم کو وثوق ہو سکے لے لو۔ والسلام

محمد بن عبداللہ بن حسن نے اس کا جواب حسب ذیل تحریر کیا

((طسم تلک ایات الکتاب المبین نتلوا علیک من نبا و موسیٰ و فرعون بالحق لقوم یومنون ان فرعون علا فی الارض و جعل اهلها شیعاً یستضعف طایفةً منهم یذبح اباهم و یستحی نساء هم ط انه کان من المفسدین و یزید ان یمن علی الذین استعضفوا فی الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثین o و نمکن لهم فی الارض و لوی فرعون و هامان و جنودها ما کانو ایحذرون و انا اعرض علیک من الامان مثل ما عرضت علی فان الحق حقنا و انما علیم هذا الامر ربنا و خرجتم له یشیحتنا و حظیتم بفضله فان ابانا علینا کان الوصی و کان الامام فکیف و رثتم و لایته وولده احیاء ثم قد علمت انه لم یطلب الامر احد مثل نسبنا و شرفنا و حالنا و شرف آبائنا لسنا من ابناء اللعنا و لا الطرداء و لا الطلقاء و لیس یمت احد من بنی هاشم بمثل الذی نمت به من القرابته و السابقة و الفضل و انا بنوام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاطمة بنت عمرو فی الجاهلیة و بنو بنته فاطمة فی الاسلام و انکم ان اللّٰه اختارنا و اختار لنا فوالدنا من النبین محمداً افضلهم و من السلف او لهم السلام علی و من الازواج افضلهن خدیجة الطاهرة و اول من صلی الی القبلة و من البنات خیرهن فاطمة سیدة نساء العالمین و اهل الجنة من المولودین فی الاسلام حسن و حسین سید اشباب اهل الجنة و ان هاشما ولد علینا مرتین, و ان عبدالمطلب و لد حسنا موتین و ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ولد فی مرتین من قبل حسن دوالی اوسط بنی هاشم نسبا و امرجهم ابالم تعرف فی العجمة و لم تنازع فی امهات الاولاد فما زال یختار لی الاباء و الامهات فی الجاهلیة و الالسلام حتی یختار لی فی الاشرار فانا ابن ارفع الناس درجة فی الجنة و اهونهم عذابا فی النار" و لک اللّٰه علی ان دخلت فی طاعتی و احبت دعوتی ان اومنک علی نفسک و مالک و علی کل امر احدثته الاحد امن حدود اللّٰه ادحقا لمسلم او معاهده فقد علمت اما یلزمی من ذلک و انا اولی بالامر منک و اوفی بالعهد لاتک اعطیتی من الامان و العهد رجالا قلبی فای الامانت تعطنی امان ابن هبیرة ام امان عمک عبداللّٰه ام امان ابومسلم))

طسم یہ آیتیں کھلی ہوئی کتاب کی ہیں۔ ہم تجھ کو کچھ احوال موسیٰ اور فرعون کا تحقیقی سناتے ہیں اس قوم کے لئے جو یقین کرتے ہیں۔ بے شک فرعون ملک میں بڑا ہو رہا تھا اور وہاں کے لوگوں نے کئی جتھے کر رکھے تھے ایک گروہ کو اُن میں سے کمزور کر دیا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ مفسدین سے تھا اور ہم چاہتے ہیں کہ اُن لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور پڑے ہوئے تھے اور ان کو ہم سردار بنائیں اور ان کو ہم اُن کا قائم مقام بنائیں اور ان کی حکومت ہم ملک میں قائم کر دیں اور دکھا دیں فرعون وہامان اور اُن کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا وہ خطرہ رکھتے تھے اور ہم تمہارے روبرو ویسا ہی امان پیش کرتے ہیں جیسا کہ تم نے ہمارے لئے پیش کیا تھا کیونکہ یہ حقیقت امر یہ ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اور بے شک تم ہمارے ہی سبب سے اس کے مدعی ہوئے اور ہمارے ہی گروہ والے بن کر ہم پر حکومت کے حاصل کرنے کو نکلے اور اسی کی بدولت کامیاب بھی ہو گئے کیونکہ ہمارا باپ علی وصی اور امام تھا پس کیسے تم اس کی ولایت کے وارث ہو گئے۔ حالانکہ اُن کے لڑکے بقید حیات ہیں۔ پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ آج تک کسی نے اس خلافت کی خواہش ہم جیسے نسب و شرف و شریف خاندان والے شخص نے نہیں کی۔ ہم ملعونوں کے لڑکے نہیں ہیں اور نہ مردودوں کے اور نہ ان لوگوں کے جو بحالہ چھوڑ دیئے گئے تھے۔ بنو ہاشم میں کسی شخص کا سلسلہ قرابت ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارا سلسلہ قرابت سابقیت اور فضل کا ہے۔ ہم زمانہ جاہلیت میں فاطمہ بنت عمرو مادر رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہیں اور اسلام میں آپ کی لڑکی فاطمہ کی نسل سے ہیں۔ بے شک اللہ نے تم سے ہم کو برگزیدہ کیا اور برگزیدہ بنایا نبیوں میں ہمارے والد محمد ﷺ ہیں جو سب سے افضل ہیں اور سلف میں علی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ کو مامور کیا۔ چنانچہ محمد بن حسن بقصد مکہ روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ قاسم بن اسحاق بھی تھے۔ اتفاقاً بطن اذاخر میں سری بن عبداللہ عامل مکہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ دوہی چار ہاتھ لڑنے کے بعد سری بن عبداللہ بھاگ کھڑا ہوا اور محمد بن حسن نے مکہ پر قبضہ کرلیا تا آنکہ محمد المہدی نے اس کو جنگ عیسیٰ بن موسیٰ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ محمد اور قاسم ابنِ عبداللہ عیسیٰ بن موسیٰ سے

۞ قبول کیا اور بیبیوں میں سب سے بہتر خدیجہ طاہرہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور لڑکیوں میں بہترین دخترانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ سیدہ نساء عالمین اور اہل جنت اور مولود دین اسلام میں حسنؓ وحسینؓ سردار جوانانِ جنت ہیں۔ بے شک ہاشم سے علی کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے حسن کا بھی دوسرا سلسلہ قرابت ہے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا بھی منجانب حسنؓ وحسینؓ دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور بلاشبہ میں بہ اعتبار نسب کے بہترین بنی ہاشم ہوں اور میرا باپ اُن مشاہیر میں ہے مجھ میں کسی عجمی کا میل نہیں ہے اور نہ مجھ میں کوئی امہات اولاد کی کوئی نزاع ہوئی ہے۔ ہمیشہ سے میرے آباو امہات جاہلیت و اسلام میں ممتاز ہوتے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ میرے لئے خیرالاشرار کو منتخب کیا' میں بیٹا ہوں اُس کا جس کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا اور بیٹا ہوں اس کا جس پر دوزخ میں کمتر عذاب ہوگا (مراد اس سے ابوطالب ہیں) اللہ درمیان میں ہے اگر تم میری اطاعت قبول کرلو اور میرا کہنا مانو تو میں تم کو تمہاری جان اور تمہارے مال کی امان دیتا ہوں اور ہر امر سے جس کے تم مرتکب ہوئے ہو درگزر کرتا ہوں مگر کسی حد کا حدود اللہ سے یا کسی مسلمان کے حق کا یا معاہدہ کا میں ذمہ دار نہ ہوں گا کیونکہ تم یہ خود جانتے ہو کہ اس معاملہ میں مجبور ہوں اور بلاشبہ میں تم سے زیادہ مستحق خلافت ہوں اور عہد کا پورا کرنے والا ہوں اس وجہ سے کہ تم نے امان وقول مجھ سے پہلے بھی چند لوگوں کو دیا تھا پس تم کون سی امان مجھے دیتے ہو۔ امان ابنِ ہبیرہ کی' یا امان اپنے چچا عبداللہ بن علی والی' یا امان ابومسلم کی''۔

(ابنِ ہبیرہ اور عبداللہ بن علی اور ابومسلم کو المنصور نے امان دے کر دھوکہ دیا تھا) جب المنصور کے پاس نوک جھوک کا خط پہنچا پڑھنے کے ساتھ ہی غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا۔ اسی وقت ابوایوب کو طلب کر کے خط دکھلایا اور ذیل کا خط لکھ کر روانہ کیا:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم اما بعد فقد بلغنی کلامک و قرأت کتابک فاذ احل فخرک بقرابة النساء التضل به الجفاة و الغوغاء و لم یجعل اللّٰہ النساء کالعمومة ولآبا و لا کالعصبة و الاولیا کان اللّٰہ جعل العم ابا و بدا به فی کتابه علی الوالدة الدنیا و لوکان اختار اللّٰہ الهن علی قدر قرابتهن کانت امنة اقربهن رحما و اعظمهن حقا و اولیٰ من یدخل الجنة و لکن اختار اللّٰہ لخلقه علی علمه فیما مضی منهم و اصطفائه لهم و اما ما ذکرت من فاطمه ام ابی طالب و ولادتها فان اللّٰہ لم یرزق احد من ولدها الاسلام لا بنتا و لا ابنا ولو ان رحلا رزق الاسلام یا القرابة رزقه عبداللّٰہ و لکان اولیٰ هم بکل خیر فی الدنیا و الاخرة و لکن اللّٰہ یختار لدینه من یشاء قال اللّٰہ تعالیٰ انک لا تهدی من احبت و لکن اللّٰہ یهدی من یشاء و هو اعلم بالمهتدین و لقد بعث اللّٰہ محمداً صلی اللّٰہ علیه وسلم وله عمودة اربعة فانزل اللّٰہ عزوحل و انذر عشیرتک الاقربین فانذرهم و دعاهم فاجاب اثنان احدهما ابوک فقطع اللّٰہ و لا یتهامنه و لم یجعل اللّٰہ بینه و بینهما الا ولا ذمة و لا میراثا و زعمت انک ابن اخف اهل النار عذاباً و ابن خیر الاشرار و لیس فی الکفر باللّٰہ صغیر و لا فی عذاب اللّٰہ خفیف و لا یسیرو لیس فی الشر خیار و لا ینبغی لمومن باللّٰہ ان یفخر بالنار و ستر دو سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون و اما امر حسن و ان عبدالمطلب ولد مرتین و ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ولدک مرتین فخیر الا و لین الاخرین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لم یلده هاشم الامرة و لا عبدالمطلب الامرة و زعمت انک اوسط بنی هاشم و اصرحهم اما و ابا و انه لم یلدک العجم و لم تعرف فیک امهات الا ولاد فقد رایتک فخرت علی طرافاً نظر و یحک و فخرت علی من هو خیر منک نفساً و اباً و اولاداً و اخا ابراهیم بن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم و ما خیار بنی ابیک خاصة و اهل الفضل منهم الا بنوا امهات الا ولا دما ولد فیکم بعد وفاة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم افضل من علی بن الحسین و هو لام ولد ولهو خیر من جدک حسن بن حسین و ما کان فیکم بعده مثل محمد بن علی وجدته ام ولد و لهو خیر من ابیک و لا مثل ابنه جعفر و جدته ام ولد و لهو خیر منک اما قولک انکم بنو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فان اللّٰہ تعالیٰ یقول فی کتابه ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکنکم بنو بنته و انها لقرابة قریة و لکنها لا یحوزلها المیراث و لاترث الولایتة ۞ .....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑنے کے لئے نکلا اور ان دونوں کو اطراف قدید میں محمد کے مارنے کی خبر پہنچی ۔ چنانچہ محمد ابراہیم کے پاس چلا گیا اور اسی کے ہمراہ بصرہ میں رہا باقی رہا قاسم وہ مدینہ میں چھپا رہا ۔ یہاں تک کہ عیسیٰ کی بیوی عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی لڑکی نے اس کے لئے امان لے لی ۔ باقی رہے موسیٰ بن عبداللہ وہ شام کی طرف چلے گئے ۔ جب اہل شام نے ان کا ساتھ نہ دیا تو

☜ و لا یجوز لها الامامة فکیف تورث بها و لقد طلبها ابوک بکل وجه فاخرج فاطمة نهارا و مرضها سرا و دفنها لیلاً فابی الناس الا الشیخین و لقد جاء ت السنة لا اختلاف فیها من المسلمین ان الجد ابا الام و الخال و الخالة لا یورثون و اما ما فخرت به من علی و سابقته فقد حضرت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الوفاة فامر غیره الصلاة ثم اخذ الناس رجلاً بعد رجل فلم یاخذوه و کان فی الستة فترکوه کلهم دفعاله عنها و لم یرواله حقا فیها و اما عبدالرحمن فقد علیه عثمانؓ و هو له متهم و قاتله طلحة و الزبیر و ابی سعد بیعته فاغلق بابه و دونه ثم بایع معاویة بعده ثم طلبها بکل وجه و قاتل علیها و تفرق عنه اصحابه و شک فیه شیعته قبل الحکومة ثم حکم حکمین رضی بهما اعطاهما عهد اللّٰه و میثاقة فاجتمعا علی خلعه ثم کان حسن فباعها من معاویة بخرق و دراهم و لحق بالحجاز و اسلم شیعته بید معاویة و دفع الامر الیٰ غیر اهله و اخذ ما لا من غیر و لایة و لا حلة فان کان لکم فیها شئی فقد بعتموه و اخذ تم ثمنة ثم خرج عمک حسینؓ علی ابن مرجانة فکان الناس معه علیه حتی قتلوه و اتوا براسه الیه ثم خرجتم علی بنی امیه فقتلوکم و صلبوکم علی جذوع النخل و احرقوکم بالنیران و نفوکم من البلدان حتی قتل یحیی بن زیدؒ بخراسان و قتلوا رجالکم و اسروا الصبیة و النساء و حملوهم بلاو طاء فی المحامل کالسبی المجلوب الی الشام حتی خرجنا علیهم و طلبنا بثارکم و ادرکنا بدماء کم و اورثنا کم ارضهم و دیارهم و سنینا سلفکم و فضلناء فاتخذت ذلک علینا حجة و ظننت انا انما ذکرنا للتقدمة علی حمزةؓ و العباسؓ و جعفر و لیس کذلک کما ظننت و لکن خرج هولاء من الدنیا و سالمین متسلماً منهم مجتمعاً علیهم بالفضل و ابتلی ابوک بالقتال و الحرب و کانت بنو امیة تلقته کما تلعن الکفرة فی الصلوة المکتوبة فاجتجنا و ذکرنا هم فضله و عنقناهم و ظلمنا هم بمانا لو امنه فلقد علمت ان مکرمتنا فی الجاهلیة سقایة الحاج الا عظم وو کایة زمزم فصادت للعباس من بین اکوته فنا زعنا فیها ابوک فقضی لنا علیه عمرؓ فلم تزل نلیها فی الجاهلیة و الاسلام و لقد قحط اهل المدینة فلم یتوسل عمر الی ربه و لم یتقرب الابابینا حتی یغیثهم اللّٰه فسقاهم الغیث و ابوک حاضر لم یتوسل به و لقد علمت انه لم یبق احد من بنی عبدالمطلب فلم یبق شرف و لا ولده فالسقایته سقایته و میراث النبی له و الخلافة فی ولده فلم یبق شرف و لا فضل فی جاهلیة و الا اسلام فی الدنیا و الاخرة و العباس و راثه و مورثه و اماماً ذکرت من بدر فان الاسلام جاء و العباس یمون اباطالب و عیاله و ینفق علیهم للازمة التی اصابته و لو ان العباس اخرج الی بدر کارها لمات طالب و عقیل حوعا و للحسنا حفان عتة و شیبة ولکنه من المطعمین فاذهب عنکم العار وا ابة و کفاکم النفقة المونة ثم فدی عقیلا یوم بدر فکیف تفخر علینا و قد علنا کم فی الکفر و فدینا کم و خزنا علیکم مکارم الاباء وورثنا دونکم خاتم الانبیاء و طلبنا بثارکم فادرکنا منه ماعجزتم عنه لم نذرکو الا نفسکم و السلام علیکم و رحمة اللّٰه))

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ امابعد مجھے تمہاری باتیں معلوم ہوئیں اور میں نے تمہارا خط پڑھا۔ تمہارے فخر کا دارومدار عورتوں کی قرابت پر ہے ۔ جس سے جہاں اور بازاری دھوکہ کھا سکتے ہیں ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں' باپوں' عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور اپنی کتاب میں اس کو قریب ترین ماں پر مقدم کیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کی قرابت کا لحاظ و پاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے نہایت قریب عزیز اور بڑی حق والی ہوتیں اور جنت میں داخل ہونے والوں میں سے اولیٰ ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے جو گزر گئے ہیں اپنی مرضی کے مطابق پیدا اور برگزیدہ کیا (نہ کہ جیسا تم سمجھتے ہو) اور تم نے جو فاطمہ ام ابی طالب اور اس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی لڑکے اور کسی لڑکی کو اسلام نصیب نہیں کیا اور اگر اللہ تعالیٰ مردوں میں سے کسی کو بہ وجہ قرابت دائرہ اسلام میں داخل کرتا تو عبداللہ کو۔ اور بے شک وہ ہر طرح سے دنیا و آخرت سے بہتر تھے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے جس کو چاہا ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ لوٹ آئے اور مدینہ منورہ سے بصرہ میں آ کے چھپ گئے۔ اتفاق سے ایک روز ان کو اور ان کے لڑکے عبداللہ کو محمد بن سلیمان بن علی نے گرفتار کر لیا اور چند محافظین کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا المنصور نے ان کو پٹوا کر قید کر دیا۔

☜ اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''بے شک تو جس کو چاہتا ہے ہدایت نہیں کر سکتا مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے'' اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ کے چار چچا اس وقت تھے۔ پس اللہ عزوجل نے آیہ کریمہ ﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾ ''اور ڈراتو اپنے قریب ترین عزیزوں کو'' نازل فرمائی چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا۔ دین حق کی طرف بلایا ان میں سے دو نے اس دین کو قبول کر لیا از انجملہ ایک میرا باپ تھا (یعنی عباس بن عبدالمطلب اور دوسرے حمزہ اور دو نے دین حق قبول کرنے سے انکار کیا۔ ان میں سے ایک تمہارا باپ (یعنی ابوطالب بن عبدالمطلب اور دوسرا ابولہب بن عبدالمطلب) اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کر دیا اور آپ میں اور ان دونوں میں کوئی عزیز داری و ذمہ و میراث نہ قائم کی۔ تمہارا یہ زعم ہے کہ تم ایسے شخص کے بیٹے ہو جو دوزخیوں میں سب سے کمتر عذاب میں ہوگا اور تم خیر الاشرار کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے میں کوئی صغیر نہیں ہوتا اور عذاب میں خفیف و آسان نہیں ہوتا اور شر میں کوئی بہتر نہیں ہوتا۔ کسی مردِ مومن کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یہ مناسب نہیں ہے کہ دوزخی ہونے پر فخر کرے اور عنقریب تم خود دوزخ میں جاؤ گے اور قریب ہے کہ جان جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ الٹے پلٹے جائیں گے۔ حسن کے متعلق تم نے یہ لکھا ہے کہ عبدالمطلب سے ان کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور پھر تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوطرفہ تعلق قرابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خیر الاولین و آخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو ہاشم و عبدالمطلب سے ایک پدری تعلق تھا اور تمہارا یہ زعم کہ بہترین بنو ہاشم ہو اور یہ کہ تمہارے باپ و ماں ان میں زیادہ مشہور تھے اور یہ کہ تم میں عجمیوں کا میل نہیں اور یہ کہ تم میں کسی کو کنیزک کا لگاؤ نہیں ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کل بنو ہاشم سے اپنے کو متفخر بنا دیا ہے۔ غور کرو تم پر تف کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے تم نے اپنے کو حد سے متجاوز کر دیا ہے اور تم نے اُس سے اپنا فخر جتایا ہے جو تم سے ذاتاً و صفاتاً بہتر ہے۔ یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ماریہ کو نجاشی نے آپ کی خدمت میں تحفۃً بھیجا تھا) بالخصوص تمہارے باپ کی اولاد میں کوئی بہتر و اہل فضل سوائے بنو امہات الاولاد (کنیزک زادوں کے) نہیں ہے۔ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تم میں علی بن حسین (امام زین العابدین) سے افضل کوئی شخص نہیں پیدا ہوا اور وہ ام ولد (کنیزک) کے لڑکے اور بلاشبہ تمہارے دادا حسن بن حسین سے بہتر ہیں اور کوئی شخص تم میں بعد ان کے محمد بن علی کی طرح نہیں ہوا اور ان کی دادی ام ولد تھیں اور ہر آئینہ وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں اور نہ کوئی مثل ان کے لڑکے جعفر کے ہے اور ان کی دادی بھی ام ولد ہیں اور یہ تم سے بہتر ہیں اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے ﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم﴾ ''محمد تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہ تھے'' لیکن تم لوگ ان کی لڑکی کے لڑکے ہو اور یہ بے شک قرابت قریبہ ہے مگر اس کو میراث نہیں پہنچ سکتی اور نہ یہ ولایت کی وارث ہو سکتی ہے اور نہ اس کو امامت جائز ہے پس کیونکر اس قرابت کے ذریعہ سے تم وارث ہو سکتے ہو اور تمہارے باپ نے ہر طرح سے اس کی خواہش کی تھی فاطمہ کو دن میں نکالا اور در پردہ ان کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا بایں ہمہ لوگوں نے سوائے شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کسی کو منظور نہ کیا اس طریقہ میں مسلمانوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانا' ماموں اور خالہ مورث نہیں ہوتے اور جو تم نے علی اور ان کے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ وقت وفات دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا بعد ازاں لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے اور علیؓ کو منتخب نہ کیا حالانکہ یہ بھی ان چھ بزرگوں میں تھے لیکن سب نے اُن کو اس امر کے قابل نہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ان لوگوں نے اس میں ان کو حق دار نہ خیال کیا اور عبدالرحمٰن نے تو ان پر عثمان کو مقدم کر دیا اور وہ اس معاملہ میں متہم بھی ہیں اور طلحہ و زبیر ان سے لڑے اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا دروازہ بند کر لیا بعد ازاں معاویہ کی بیعت کی۔ اس کے بعد تمہارے باپ نے پھر خلافت کی تمنا کی اور لڑے اور ان سے ان کے مصاحبین علیحدہ ہو گئے اور قبل حکم مقرر کرنے کے ان کے ہوا خواہ ان کے مستحق ہونے کے بابت مشکوک ہوئے پھر انہوں نے دو شخصوں کو بہ رضا مندی حکم مقرر کیا اور ان کو اللہ کا عہد و میثاق دیا ان دونوں شخصوں نے اُن کی معزولی پر اتفاق کر لیا۔ پھر حسن خلیفہ ہوئے انہوں نے حکومت و خلافت کو معاویہؓ کے ہاتھ کپڑوں اور دراہم کے بدلے فروخت کر ڈالا اور حجاز چلے آئے اور اپنے ہوا خواہوں کو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور حکومت کو اُن کے حوالہ کر دیا اور بلا استحقاق و جواز مال لے لیا۔ پس اگر تمہارا اس میں کچھ حق بھی تھا تو اُس کو تم نے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی۔ پھر تمہارے چچا حسین نے ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر خروج کیا لوگوں نے برخلاف تمہارے چچا کے اس کا ساتھ دیا تا آنکہ ان لوگوں نے تمہارے چچا کو قتل کر ڈالا اور ان کا سر کاٹ کر اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا اس کے ہمراہ محمد بن ابی العباس سفاح، کثیر بن حصین عبدی، حمید بن قحطبہ اور ہزار مرد وغیرہ بھی تھے۔ روانگی کے وقت المنصور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنی تلوار کو نیام میں داخل کر لینا، امان دے دینا اور اگر روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا یہ اس کے حالات کو جانتے ہیں اور آلِ ابوطالب میں سے جو شخص تم سے ملاقات کرے اس کا نام میرے

ھم نے بنوامیہ پر خروج کیا ان لوگوں نے تم کو قتل کیا۔ خرما کی ڈالیوں پر سولی دی، آگ میں جلایا اور شہر بدر کر دیا۔ یحییٰ بن زید کو خراسان میں قتل کیا تمہارے ذکور کو انہوں نے مار ڈالا۔ لڑکے اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر فرش کے محملوں پر سوار کرا کے تجارتی لونڈیوں کی طرح شام بھیج دیا۔ یہاں تک کہ اُن پر ہم نے خروج کیا اور ہم نے تمہارا معاوضہ طلب کیا۔ چنانچہ تمہارے خونوں کا بدلہ ہم نے لے لیا اور ہم نے تم کو ان کے ملک خوزمین کا مالک بنایا اور ہم نے تمہارے اسلاف کو بلند کیا اور فضیلت دی۔ کیا تم حسن کے ذریعہ سے ہم کو معقول کیا چاہتے ہو؟ شاید تم نے یہ گمان کیا ہے کہ تمہارے باپ کو حمزہؓ عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہم ذکر کیا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہارا گمان ہے البتہ یہ لوگ دنیا سے ایسا صاف ہو گئے ہیں کہ سب ان کے مطیع اور ان کے افضل ہونے کے قائل تھے اور تمہارا باپ جدال وقتال میں مبتلا کیا گیا بنوامیہ ان پر لعنت ویسا ہی کرتے تھے جیسا کہ کفار پر نماز فرائض میں کی جاتی ہے۔ پس ہم نے جھگڑا کیا ان کے فضائل بیان کئے ان پر سختی کی اور بہ وجہ حرکات ناشائستہ کے ان کی ہم نے گوشمالی کی۔ بے شک تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کی بزرگی جاہلیت میں حجاج کے پانی پلانے اور ولایت زمزم پر منحصر تھی اور یہ عباس کے بھائیوں میں صرف عباسؓ ہی کے لئے مخصوص تھی۔ تمہارے باپ نے اس بابت ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے ہمارے حق میں اس کا فیصلہ کیا پس اس کے برابر مالک ہم جاہلیت و اسلام میں رہے اور جن دنوں مدینہ منورہ میں قحط پڑا تھا تو عمر نے اپنے رب کی طرف توسل وتقرب ہمارے ہی باپ کے ذریعہ سے کیا تھا اور انہیں کے توسل سے پانی مانگا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا حالانکہ تمہارے باپ اس وقت موجود تھے ان کا توسل نہیں کیا اور یہ تم کو معلوم ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی عبدالمطلب میں سے کوئی شخص سوائے عباس کے باقی نہ تھا پس وراثت چچا کی طرف منتقل ہو گئی پھر بنی ہاشم میں سے متعدد شخصوں نے خلافت کی خواہش کی مگر سوائے ان کے لڑکے کے اور کوئی کامیاب نہ ہوا۔ سقایہ تو ان کا تھا ہی میراث نبی بھی ان کی طرف منتقل ہو گئی اور خلافت ان کے لڑکوں میں چلی آئی غرض دنیا و آخرت کی جاہلیت و اسلام میں کوئی شرف وعزت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ عباس اس کے وارث و مورث نہ ہوئے ہوں اور جو بدر کا واقعہ بیان کیا ہے تو جب اسلام شائع ہوا اس وقت عباس ابوطالب اور ان کے عیال کے کفیل تھے اور قحط کی وجہ سے ان کے خرچ سے دست گیری کرتے تھے اور اگر بدر میں باکراہ عباسؓ نکالے جاتے تو طالب وعقیل بھوکوں مر جاتے اور عتبہ وشیبہ کے لگنوں کو چاٹتے رہتے لیکن عباس تو اُن کو کھانا کھلا رہے تھے۔ انہوں ہی نے تمہاری آبرو رکھی غلامی سے بچایا کھانے کپڑے سے تمہاری کفالت کرتے رہے پھر جنگ بدر میں عقیل کو فدیہ دے کر چھوڑایا پس تم ہم سے کیا دون کی لیتے ہو ہم نے تمہارے عیال کی کفر میں بھی خبر گیری کی ہے۔ فدیہ تمہارا دیا ہے، تمہارے بزرگوں کی عزت و ناموس کو محفوظ رکھا ہے خاتم الانبیاء کے تمہارے سوا ہم وارث ہوئے اور تمہارا معاوضہ بھی ہم نے طلب کیا چنانچہ جس سے تم عاجز ہو گئے اور جس کو تم نے اپنے لئے حاصل نہ کر سکے تھے اس کو ہم نے حاصل کر لیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترجم: المنصور نے جواب خط کے لکھنے میں جادہ اعتدال سے قدم بہت باہر نکال دیا ہے۔ علی ابن ابی طالب اور امام حسنؓ پر فضول بے سروپا کے بہتان قائم کئے ہیں اس کا یہ تحریر کرنا کہ ''تمہارے باپ نے اس کی ہر طرح سے خواہش کی تھی''۔ بالکل غلط ہے جناب امیر نے کبھی خلافت کی خواہش نہیں کی تھی اور نہ جناب سیدۃ النساء کو اس غرض کے لئے دن میں باہر نکالا تھا۔ علیٰ ہذا امام حسنؓ کے نسبت یہ لکھنا کہ انہوں نے خلافت کو بعوض کپڑے اور درہم کے فروخت کر ڈالا محض بہتان ہے انہوں نے خلافت سے دست کشی کر کے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دی تھی اور اس طرح سے اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو کہ ''یہ لڑکا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث ہوگا پوری کی تھی''۔ اس کا یہ لکھنا بھی افترا ہے کہ عباس، ابوطالب اور ان کے عیال کے کفیل تھے چونکہ محمد بن عبداللہ کے ہوا خواہ علی ابن ابی طالب کے فضائل بیان کرتے وقت یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ بدری اور عباس بدر میں کفار کے ساتھ تھے ان وجہ سے اس نے بدر کا تذکرہ کر کے اس دھبہ کو مٹانے کی کوشش کی ہے۔ غریب محمد نے اپنے خط میں عباس کی نسبت ایک حرف بھی برائی کا نہیں تحریر کیا اور اس نے اپنے خط میں کوئی دقیقہ علی کی برائی نہیں اٹھا رکھا۔ کما لا یخفی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس لکھ بھیجنا اور جو شخص نہ ملے اس کا مال واسباب ضبط کر لینا چنانچہ جعفر الصادق منجملہ ان لوگوں کے تھے جو روپوش ہو گئے تھے چنانچہ عیسیٰ ابن موسیٰ نے ان کا مال واسباب ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب المنصور وارد مدینہ منورہ ہوا تھا تو جعفر الصادق نے اس سے اپنا مال واسباب طلب کیا تھا اور المنصور نے جواب دیا تھا کہ اس کو تو تمہارے ہی مہدی نے ضبط کر لیا ہے۔

الغرض عیسیٰ نے قید میں پہنچ کر اہل مدینہ کے چند لوگوں کو طلبی کے خطوط روانہ کیے منجملہ ان کے عبدالعزیز بن مطلب مخزومی، عبید اللہ بن محمد بن صفوان جمحی اور عبداللہ ابن محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب تھے۔ پس عبداللہ معہ اپنے بھائی عمر بن محمد بن علی بن ابی طالب اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ منورہ سے نکل آئے۔ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے کی خبر لگی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے مدینہ منورہ میں قیام کر کے یا اس کے اردگرد خندق کھود کر لڑنے کے متعلق رائے طلب کی۔ مصاحبین میں باہم اختلاف ہوا تو مہدی نے بہ نظر اقتداء رسول صلی اللہ علیہ وسلم خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھدوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب میں کھدوایا تھا۔ اس اثناء میں عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوض میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اس سے پیشتر محمد المہدی نے اہل مدینہ کو خروج کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن بعد کو اجازت دے دی۔ ایک جم غفیر اپنے اہل وعیال کے ساتھ پہاڑوں کی طرف نکل کر چلا گیا۔ معدودے چند مہدی کے پاس رہ گئے۔ اس وقت اس کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ ابو الغلمش کو ان لوگوں کے واپس لانے پر مامور کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

بہر حال عیسیٰ نے اعوض سے کوچ کر کے مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا اور ایک دستہ فوج کو مکہ کے راستہ کی طرف بھیج دیا تا کہ بہ وقت ہزیمت محمد کو مکہ جانے سے روک دے اور مہدی کے پاس کہلا بھیجا کہ خلیفہ المنصور تم کو امان دیتے ہیں اور کتاب وسنت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور انجام کار بغاوت سے ڈراتے ہیں۔ مہدی نے جواب دیا: ''میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے''۔ عیسیٰ یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ بارہویں رمضان ۱۴۵ھ کو مقام جرف میں آ اترا دو روز ٹھہرا رہا تیسرے روز ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اہل مدینہ سے پکار کر کہا:

''اے اہل مدینہ میں تم کو امان دیتا ہوں بشرطیکہ تم میرے اور میرے حریف کے درمیان میں حائل نہ ہو''۔ اہل مدینہ گالیاں دینے لگے عیسیٰ لوٹ آیا دوسرے دن پھر اسی مقام پر بہ قصد جنگ گیا اور اپنے سپہ سالاروں کو اطراف مدینہ منورہ میں پھیلا دیا۔ محمد المہدی بھی معہ اپنے ہمراہیوں کے میدان جنگ میں آیا اور اس کا پھریرہ عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا اور ان کا شعار احد احد تھا۔ سب سے پہلے ابو الغلمش صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا خم ٹھونک کر آواز دی ''ہے کوئی لڑنے والا جو مجھ سے آ کر ہم نبرد ہو''۔

عیسیٰ کے لشکر سے اسد کا بھائی نکلا ابو الغلمش نے قریب پہنچتے ہی اس کو مار ڈالا دوسرا شخص آیا اس کا بھی ابو الغلمش نے خاتمہ کر دیا اور جوش مردانگی میں آ کر بول اٹھا ''انا ابن الفاروق''۔

محمد المہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا بڑے بڑے نرغوں میں مبتلا ہوا ستر آدمی اس کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک سو پیادوں کو لے کر خندق کے قریب کی دیوار کی طرف بڑھا محمد کے ہمراہیوں نے تیر باری شروع کی مگر حمید کے قدم استقلال کو لغزش نہ ہوئی دیوار تک جوں توں کر کے پہنچ گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کو منہدم کر کے خندق کو بھی عبور کر لیا اور محمد المہدی کے ہمراہیوں سے لڑنے لگا عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا۔ ہنوز جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ نے اپنے رکاب کی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ لشکریوں نے خندق کو عرق، زین پوش اور اسباب سے پاٹ کر راستے بنا دیئے جو ان لشکر خندق عبور کر کے محمد المہدی کے لشکر سے جا بھڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ محمد نے میدان جنگ سے واپس آ کر غسل کیا۔ خوشبو لگائی پھر میدان جنگ کی طرف لوٹا عبداللہ بن جعفر بولے ''آپ نے بڑی غلطی کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے کاش مکہ چلے گئے ہوتے''۔ جواب دیا:

''میں اہل مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا واللہ میں یہ فعل نہ کروں گا۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مارا جاؤں گا اور تم کو بہ نسبت میرے آسانی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ''۔

محمد المہدی کا قتل: عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ رہے پھر لوٹ آئے۔ اسی طرح تقریباً کل ہمراہی منتشر و متفرق ہو گئے صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے جو اہل بدر کی تعداد تھی''۔ عیسیٰ ابن خضیر مہدی کے ہمراہیوں میں سے بصرہ یا اور کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا جاتا اور مہدی یہی جواب دیتا تھا۔

''واللہ تم لوگ میرے ساتھ مبتلاء بلا نہ ہو جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ''۔

اس کے بعد مہدی نے ظہرین ادا کی عیسیٰ بن خضیر دیوان کی طرف چلا گیا اور اس رجسٹر کو جلا دیا جس میں بیعت کرنے والوں کے اسماء تھے پھر قید خانہ کی طرف آیا۔ ریاح بن عثمان اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کیا محمد بن قسری نے یہ خبر پا کر دروازہ بند کر لیا اور بچ گیا۔ ابن خضیر لوٹ کر محمد کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے لگا۔ محمد بطن سلع کی طرف بڑھا۔ اس کے رکاب میں بنو شجاع کی جماعت تھی ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پاؤں کاٹ ڈالے اور تلواروں کی نیام توڑ کر مر جانے کے عہد و پیان کر کے ٹھہر گئے۔ عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار ہزیمت دی۔ کچھ لوگ اس کے ہمراہیوں میں سے پہاڑ پر چڑھ گئے اور دوسری جانب سے اتر کر مدینہ منورہ آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لے کر منارہ مسجد پر پھریرہ کی طرح سے اڑا دیا محمد کے ہمراہیوں کے جو اس وقت تک کمال مردانگی سے لڑ رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے اور وہ یہ سمجھ کر کہ عیسیٰ کے لشکر نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا بھاگ کھڑے ہوئے طرہ اس پر یہ ہوا کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کے ہمراہیوں کو اپنی جانب سے راستہ دے دیا۔ عیسیٰ کے لشکری مدینہ منورہ ہو کر محمد کے لشکریوں کے سامنے سے آ پہنچے محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا حمید نے مقابلہ پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن خضیر کو پکار کر بولا: ''تم جنگ نہ کرو میں تم کو امان دیتا ہوں''۔ ابو خضیر اس پر ملتفت نہ ہوا برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑا محمد اس کی لاش پر لڑ رہا تھا عیسیٰ کے لشکری ہر چہار طرف سے اس پر حملہ کر رہے تھے اور کمال استقلال سے للکار للکار کران کے حملوں کا جواب دیتا جاتا تھا ایک شخص نے لپک کر پشت پر نیزہ مارا صدمہ زخم سے جوں ہی جھکے حمید ابن قحطبہ نے بڑھ کر سینہ پر ایک برچھا رسید کر دیا تیورا کر گر پڑے۔ ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر سر اتار لیا اور عیسیٰ کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ عیسیٰ نے محمد کے سر کو معہ سرہائے شجاع محمد بن ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی معرفت المنصور کی خدمت میں روانہ کیا اور نامہ بشارت فتح قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب لے کر گئے۔ یہ واقعہ قتل نصف رمضان المبارک ۱۴۵ھ یوم دوشنبہ بعد عصر چودہ تاریخ کو واقع ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ جنگ کے بعد عیسیٰ نے کئی لواء امان کی غرض سے مدینہ منورہ کے مختلف مقامات پر نصب کر دیئے اور محمد کی لاش کو معہ ان کے ہمراہیوں کے مابین ثنیۃ الوداع و مدینہ منورہ سولی پر چڑھا دیا۔ پھر ان کی بہن زینب نے اجازت حاصل کر کے بقیع میں دفن کر دیا۔

اسی زمانہ سے المنصور نے رسد و غلہ کو براہ دریا مدینہ منورہ میں آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد المہدی نے اجازت دی۔

اس واقعہ میں محمد المہدی کے قبضہ میں ذوالفقار علیؓ تھے جس کو اس نے بہ عوض ایک مطالبہ کے جو اس پر واجب الادا تھا ایک تاجر کو دے دیا تھا۔ چنانچہ جب جعفر بن سلیمان والی مدینہ منورہ بن کر آیا تو اس نے یہ مطالبہ ادا کر کے ذوالفقار علی تاجر سے لے لی۔ خلیفہ المہدی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے جعفر بن سلیمان سے واپس لے لی۔ رفتہ رفتہ الرشید تک پہنچی الرشید اپنی کمر سے باندھتا تھا اس میں اٹھارہ قفارہ تھے۔

محمد المہدی کے ساتھ اس جنگ میں مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن عبداللہ' حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین اور حسین و علی پسران زید بن علی بن حسین تھے۔ المنصور حسین و علی کے نام پر کہا کرتا تھا کہ ''میں نے تو انہیں دونوں کے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ پھر انہوں نے کیوں محمد کی اعانت کی''۔ علی و زید پسران حسن بن زید بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے اور دونوں کے والد حسن بن زید المنصور کے ہمراہ تھے اور حسن و یزید و صالح پسران معاویہ بن عبداللہ بن جعفر' قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار تھے اور ان کا باپ المنصور کے لشکر میں تھا۔

بنی ہاشم کے علاوہ جو لوگ اس معرکہ میں محمد کے ساتھ شریک تھے وہ حسب ذیل تھے:

محمد بن عبداللہ بن عمر بن سعید بن العاصی' محمد بن عجلان' عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم' ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ (یہ گرفتار کر لئے گئے تھے اور درے سے پٹوا کر قید کر دیئے گئے تھے یہاں تک کہ سودان نے عہد حکومت عبداللہ بن ربیع حارثی میں مدینہ میں قدم رکھا اور عبداللہ بن ربیع مدینہ منورہ سے بھاگ گیا۔ ابوبکر بن ابی سبرہ پابہ زنجیر قید خانہ سے نکل کر مسجد میں آئے محمد بن عمران اور محمد بن عبدالعزیز وغیرہ کو بلا کر سودان کے سمجھانے کو کہا چنانچہ یہ لوگ معہ ابن ابی سبرہ کے سودان کے پاس گئے اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر بدستور سابق اطاعت پر راضی کر کے لوٹا دیا اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہ پڑھی عشاء کا وقت آیا جماعت کھڑی ہوئی تو اصبغ بن ابی سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان نے پکار کر کہا: ''میں فلاں بن فلاں ہوں بہ اطاعت امیر المؤمنین نماز پڑھتا ہوں'' اور نماز ادا کر کے چلتا پھرتا نظر آیا۔ کسی نے کچھ تعرض نہ کیا صبح ہوئی تو ابن ابی سبرہ کے کہنے سے سودانیوں نے جو کچھ لوٹ لیا تھا واپس کر دیا۔ اس کے بعد ابن الربیع عامل مدینہ بطن نخل سے واپس آیا اور وثیق و یعقل رؤسا سودانیوں کے ہاتھ کاٹے' عبدالواحد بن ابی عوان و مولیٰ ازد) عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن بن مسور بن مخرمہ بن عبدالعزیز بن محمد عبدالحمید بن جعفر' عبداللہ بن عطاء بن یعقوب (مولیٰ بنی سبع) اور اس کے نو لڑکے[1]' عیسیٰ

[1] عبداللہ بن عطاء بن یعقوب کے نو لڑکوں کے نام یہ تھے۔ ابراہیم' اسحاق' ربیعہ' جعفر' عبداللہ' عطاء' یعقوب' عثمان' عبدالعزیز۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعثمان پسران خضیر' عثمان بن محمد خالد بن زبیر (ان کو المنصور نے اس واقعہ کے بعد بصرہ میں گرفتار کر کے قتل کیا تھا۔ عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع' علی بن مطلب بن عبداللہ بن حطب' ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن زبیر' ہشام بن عمارہ بن ولید بن عدی بن عبدالجبار اور عبداللہ بن یزید بن ہرمز وغیرہ۔

ابراہیم بن عبداللہ: ابراہیم بن عبداللہ برادر المہدی محمد کی جستجو پانچ برس سے برابر ہو رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہتا تھا۔ گاہے فارس' گاہے کرمان' گاہے جبل' گاہے حجاز' گاہے یمن اور کبھی شام میں بھی جا پہنچتا تھا ایک بار موصل میں المنصور کے دستر خوان پر حاضر ہوا تھا اور دوبارہ بغداد میں۔ جن دنوں المنصور منجموں اور واقف کاروں کے ساتھ بغداد کا بنیادی پتھر لب فرات پر رکھنے کو آیا تھا المنصور کو اس کی خبر لگ گئی فوراً آدمیوں کو اس کی گرفتاری پر مامور کر دیا۔ ابراہیم لوگوں میں ایسا چھپا رہا کہ وہ لوگ بے نیل و مرام واپس گئے۔ تب المنصور نے ہر مکان پر ایک ایک جاسوس مقرر کر دیا اس وقت ابراہیم سفیان بن حیان قمی کے ہاں مقیم تھا اور یہ بات مشہور تھی کہ سفیان اور ابراہیم میں مراسم و اتحاد ہے۔ سفیان نے ابراہیم کی اس مخمصہ سے گلوخلاصی کی یہ تدبیر نکالی کہ گھر سے اٹھ کر سیدھا المنصور کے پاس چلا گیا عرض کیا ''میں ابھی ابراہیم کو لا کر حاضر خدمت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے ایک پروانہ راہداری میرے اور میرے غلام کے لئے مرحمت فرمادیں اور میرے ساتھ ایک لشکر بھی متعین کر دیں''۔ المنصور نے اس کے کہنے کے مطابق پروانہ راہداری لکھ کر دے دیا اور ایک چھوٹا سا لشکر بھی اس کے ہمراہ کر دیا سفیان لشکر کے ساتھ اپنے مکان پر آیا اور لشکر کو دروازہ پر ٹھہرا کر اندر گیا۔ ابراہیم کو غلاموں کا لباس پہنا کر باہر لایا اور اس کے ساتھ سوار ہو کر ایک ایک مکان ڈھونڈتا ہوا بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بصرہ میں پہنچ کر اس نے یہ چال چلی کہ لشکریوں کو مختلف مکانات پر ایک ایک دو دو چار چار کر کے منتشر کرتا گیا۔ جب تن تنہا رہ گیا تو ابراہیم کو اہواز کی طرف روانہ کر کے خود بھی روپوش ہو گیا۔ سفیان بن معاویہ والی بصرہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکریوں کو مجتمع کر کے ان دونوں کی تلاش کرائی لیکن کامیاب نہ ہوا کیونکہ ابراہیم اس سے پہلے اہواز پہنچ گیا تھا۔

محمد بن حصین امیر اہواز کو ابراہیم کے آنے کی خبر لگی تو وہ بھی اس غریب کی جستجو کے درپے ہو گیا بے چارہ ابراہیم حسن بن حبیب کے مکان میں مدتوں چھپا رہا ایک روز اتفاق سے اثناء راہ میں محمد بن حصین سے سامنا ہو گیا۔ جس وقت کہ بیرون شہر سے حسن و ابراہیم خچروں پر سوار چلے آ رہے تھے ابراہیم جھٹ خچر سے اتر کر قضائے حاجت کے بہانہ ایک جھاڑی کی آڑ میں بیٹھ رہا محمد نے حسن سے دریافت کیا ''اس وقت تم کہاں سے آ رہے ہو اور اس مقام پر کیوں ٹھہرے ہو؟'' حسن نے جواب دیا: ''ایک ضرورت ہے فلاں موضع کی طرف گیا تھا وہاں سے واپس آ رہا ہوں میرا فلاں غلام قضائے حاجت کی غرض سے ابھی اتر کر گیا ہے میں اس کا انتظار کر رہا ہوں''۔ محمد یہ سن کر چلا گیا اور ابراہیم و حسن بھی اپنی فرودگاہ پر چلے آئے۔

اس کے بعد ابراہیم ۱۴۵ھ میں اپنے بھائی محمد ظہور کے بعد حسب طلب یحییٰ بن زیاد بن حیان نبطی پھر وارد بصرہ ہوا یحییٰ نے اس کو اپنے مکان میں جو محلہ بنی لیث میں واقع تھا ٹھہرایا اور لوگوں کو اس کے بھائی کی بیعت پر اکسانے لگا سب سے پہلے جنہوں نے اس کی بیعت کی وہ نمیلہ بن مرہ عبسی' عبداللہ بن سفیان' عبدالواحد بن زیاد' عمر بن سلمہ ہجیمی اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین رقاشی تھے پھر ان لوگوں نے اس کی دعوت کو لوگوں میں پھیلایا ایک جماعت کثیر قضاۃ و اہل علم کی مجتمع ہو گئی۔ رجسٹر مرتب ہوا تو تعداد میں چار ہزار تھے۔ بصرہ کے ہر کوچہ و گلی میں ابراہیم کے کام کی شہرت ہو گئی بعد ازاں ان لوگوں نے مصلحتاً

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم کو وسط شہر میں لا کر ابو مروان (مولیٰ بنو سلیم) کے مکان میں جو مقبرہ بنی یشکر میں تھا ٹھہرایا تا کہ لوگوں کو آنے جانے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں آسانی ہو۔

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج: محمد المہدی نے ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم کو بھی ظہور کا خط لکھا تھا ان دنوں المنصور کوفہ کے باہر پڑا ہوا تھا اور اس نے چند سپہ سالاروں کو سفیان کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ بہ وقت ظہور ابراہیم سفیان کی مدد کرنا۔ رمضان ۱۴۵ھ کی پہلی تاریخ کو ابراہیم نے بہ قصد خروج ظہور کیا۔ جامع مسجد میں آئے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کر دارالامارۃ میں داخل ہوئے اور سفیان کو مع ان سپہ سالاروں کو جن کو المنصور نے اس کی کمک پر بھیجا تھا قید کر دیا۔ جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی یہ خبر پا کر چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے دوڑ پڑے۔ ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر معین بن قاسم جدوری[1] کو پچاس آدمیوں کے ساتھ مامور کیا اس نے ان دونوں کو باب زینب بنت سلیمان بن علی تک پسپا کر دیا انہیں کی طرف زینبی' عباسی منسوب کیے جاتے ہیں۔

بصرہ و اہواز پر قبضہ: جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی کی ہزیمت اور دارالامارت پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے امان کی منادی کرا دی اور بیت المال سے بیس لاکھ درہم برآمد کر کے پچاس پچاس اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیئے۔ بعد ازاں مغیرہ کو بسرافسری ایک سو پیادوں کے اہواز کی جانب روانہ کیا۔ باوجودیکہ محمد بن حصین چار ہزار کی جمعیت سے اس کے مقابلہ پر آیا تھا۔ لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ مغیرہ نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن شداد کو فارس پر بھیجا۔ اسماعیل و عبدالصمد پسران علی (بن عبداللہ بن عباس) نے جو گورنر فارس تھے یہ سن کر دارالجبرد میں قلعہ بندی کر لی عمرو نے فارس اور اطراف فارس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑا دیا اور ہارون بن شمس عجلی کو بسرافسری سترہ ہزار فوج کے واسط کی طرف بڑھنے کا حکم دیا المنصور کی جانب سے واسط میں ہارون بن حمید ایادی تھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی میدان ہارون عجلی کے ہاتھ رہا ہارون ایادی واسط چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ہارون عجلی نے قبضہ حاصل کر لیا۔ المنصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عامر بن اسماعیل کو پانچ ہزار یا بہ روایت بعض بیس ہزار کی جمعیت سے ہارون عجلی کی جنگ پر مامور کیا ایک مدت تک عامر و ہارون عجلی میں لڑائی ہوتی رہی بالآخر دونوں نے بہ انتظار نتیجہ آخری جنگ المنصور و ابراہیم لڑائی موقوف کر دی۔

کوفہ پر لشکر کشی: اس کے بعد ہی محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس قبل عیدالفطر پہنچی لوگوں کے ساتھ عید ادا کی اور ان لوگوں کو اس حادثہ جانکاہ سے مطلع کیا لشکریوں اور عوام الناس کو المنصور سے اور زیادہ نفرت ہو گئی۔ اگلے دن ابراہیم نے اپنے لشکر کو مرتب کیا اور بصرہ میں نمیلہ اور اپنے لڑکے حسن کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی و فوج کشی کی بابت ارباب مشورہ میں اختلاف پیدا ہوا بصریوں نے بصرہ میں ٹھہر کر اطراف و جوانب ممالک کی طرف لشکر بھیجنے اور بہ وقت ان کی مدد کرنے کی رائے دی کوفیوں نے اس سے اختلاف کر کے بیان کیا کہ اہل کوفہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ کی صورت دیکھتے ہی ہر ایک اپنی جان آپ پر نثار کرنے کو تیار ہو جائے گا آپ ضرور کوفہ پر چڑھائی کیجئے''۔ ابراہیم نے انہیں کی رائے پر عمل کیا۔

المنصور نے یہ سن کر ایک خط عیسیٰ ابن موسیٰ کو عجلت کے ساتھ آنے کو لکھا دوسرا مسلم بن قتیبہ کو رے میں طلبی کا تیسرا

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۶۷ جلد پنجم مطبوعہ مصر میں جندی لکھا ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالم کو ابراہیم کی طرف کا بڑھنے کا تحریر کیا اور اس کی کمک پر متعدد سپہ سالاروں کو مامور فرمایا۔ چوتھا خط المہدی کے نام تھا جس میں خزیمہ بن خازم کو اہواز کی طرف روانہ کرنے کو لکھا تھا اسی اثناء میں فارس' مدائن واسط اور سواد کی بدعملی کی پیہم خبریں پہنچیں اور ایک لاکھ فوج اس کے مقابلہ پر کوفہ میں ایک آواز کی منتظر ٹھہری ہوئی تھی۔ المنصور نے نہایت حزم واحتیاط سے ہر سمت کی محافظت پر فوجیں روانہ کیں اور ہر فساد کے دروازہ کو کمالِ ہوشیاری سے بند کیا۔ پچاس روز تک مصلیٰ پر بیٹھا رہا کسی وقت اس کا جبّہ وقمیص نہ اتارا گیا اور وہ میلا ہو گیا تھا جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی لباس پہن لیتا تھا مگر جس وقت اندر پہنچتا اتار دیتا تھا انہیں دنوں مدینہ منورہ سے دو عورتیں فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ اور امۃ الکریم بنت عبداللہ (خالد بن اسید کی نسل سے) تحفۃً بھیجی گئی تھیں مگر المنصور نے ان کے ساتھ خلوت نہ کی اور یہ کہا کہ یہ ایام عورتوں کے ساتھ لہو ولعب کرنے کے نہیں ہیں۔ جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے روبرو نہ دیکھ لوں یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جائے''۔

ابراہیم بن عبداللہ کا قتل: جوں ہی عیسیٰ بن موسیٰ دارالخلافت میں حاضر ہوا پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم کی جنگ پر بھیج دیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار کی جمعیت سے تھا ابراہیم بصرہ سے ایک لاکھ فوج لے کر آیا ہوا تھا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلہ پر کوفہ سے سولہ فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیے ہوئے تھا مسلم بن قتیبہ نے کہلا بھیجا کہ ''اپنے اردگرد خندق کھودلو تا کہ مقابلہ کرنے میں سہولت ہو''۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا ان لوگوں نے جواب دیا'' ہم تو خندق نہیں کھودیں گے بفضلہٖ ہم غالب ہیں اور ابوجعفر گویا ہمارے قبضے میں ہے''۔ مسلم کا قاصد یہ سن کر واپس آیا اگلے دن بقصد جنگ صف آرائی شروع کی ہمراہیوں میں سے کسی نے رائے دی کہ دستہ دستہ فوج لڑاؤ' کہ ایک دستہ کے انہزام پر دوسرا دستہ تازہ دم کمک پر پہنچ جائے۔ ابراہیم نے اس کو ناپسند کیا اور اہل اسلام کی طرح صف بندی کر کے لڑنے کا حکم دیا بقیہ ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہو گئی حمید بن قحطبہ اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا عیسیٰ نے اللہ کی قسم دلا کر امیر لشکر کی اطاعت کو کہا حمید بولا: ''ہزیمت میں امیر لشکر کی اطاعت کا لحاظ نہیں کیا جاتا''۔ غرض اکثر لشکری بھاگ گئے۔ عیسیٰ کے پاس ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر تیار ہو کر لڑ رہے تھے کہ اس اثناء میں جعفر ومحمد پسران علی ایک لشکر لئے ہوئے ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے آ پہنچے ابراہیم کے ہمراہی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر انکے ساتھ جنگ مقاومت کی طرف متوجہ ہوئے تو عیسیٰ کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا۔ منہزمین یہ رنگ دیکھ کر سب کے سب لوٹ پڑے ہر چہار طرف سے لڑائی شروع ہو گئی درمیان میں ابراہیم کا لشکر تھا نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ ہر چہار طرف سے گھر جانے کی وجہ سے جی کھول کر مقابلہ کر سکتا تھا۔ مجبور ہو کر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے صرف چھ سو یا چار سو فوج باقی رہ گئی۔ حمید برابر حملہ پر حملہ کرتا رہا تھا اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے گلے میں آ کر ترازو ہو گیا۔ ہمراہیوں نے گھوڑے سے اتار لیا اور چاروں طرف سے حلقہ کر کے اپنے حریف کے حملوں کا جواب دینے لگے۔ حمید نے اپنی رکاب کی کل فوج کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہی بدحواس ہو کر منتشر ہو گئے حمید کے لشکریوں نے ابراہیم کا سر اتار کر عیسیٰ کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ عیسیٰ نے سجدہ شکر ادا کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ الحرام ۱۴۵ھ کا ہے۔

جس وقت ابراہیم کا سر المنصور کے روبرو رکھا گیا رو کر کہنے لگا'' واللہ میں اس معاملہ کو پسند نہ کرتا تھا لیکن اتفاق کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا پیش آیا کہ ہم اور تم دونوں اس میں مبتلا ہو گئے''۔ اس کے بعد المنصور نے دربارِ عام منعقد کیا جو شخص حاضر ہوتا تھا المنصور کو خوش کرنے کے خیال سے ابراہیم کی برائیاں بیان کرتا تھا تا آنکہ جعفر بن حنظلہ ہزانی دربارِ عام میں حاضر ہوا حسب آداب شاہی سلام کر کے عرض کیا ''اللہ جل شانہ امیر المؤمنین کو آپ کے چچازاد بھائی کے بارے میں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور جو کچھ اس نے آپ کے حق میں افراط کی ہو اس سے درگزر کرے المنصور کے چہرے پر یہ فقرہ سنتے ہی مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے مخاطب ہو کر اسے ابو خالد کی کنیت سے خطاب کیا اور اپنے پاس بٹھالیا۔

شہر بغداد کی تعمیر: چونکہ ہاشمیہ میں راوندیہ آئے دن یورش کیا کرتے تھے اور اہل کوفہ کو اس کی سکونت وہاں پر ناگوار تھی اور نیز خود المنصور کو ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہا کرتا تھا اس وجہ سے ان کے قرب و جوار سے متنفر ہو کر جس مقام پر آج بغداد آباد ہے آیا بطارقہ کو جو وہاں پر موجود تھے بلا کر ان مقامات کے حالات' حرارت' برودت' بارش' کیچڑ اور خشکی دریافت کئے اور ان سے مشورہ کیا' ان لوگوں نے جس مقام پر اب بغداد ہے اس طرف اشارہ کیا اور یہ فوائد ظاہر کئے کہ یہ ایسا مقام ہے جہاں پر کشتیوں کے ذریعہ سے شام' رقہ' مصر اور مغرب کے مختلف شہروں سے رسد آ سکتی ہے اور نیز چین' ہند' بصرہ' واسط' دیار بکر' روم اور موصل سے براہ دجلہ اور ارمینیہ اور اس کے ملحقات سے براہ خشکی غلہ وغیرہ بہ خوبی پہنچ سکتا ہے۔ اس مقام پر قیام مناسب ہے جن کو سوائے جسور[1] اور قناطیر[2] کے اور کسی ذریعے سے عبور نہیں کر سکتے اور جب آپ ان کو منقطع کر دیں گے تو آپ کا دشمن بے قابو ہو جائے گا اور آپ بصرہ کوفہ اور واسط و موصل کے درمیان میں دریا و خشکی اور پہاڑ کے قریب مقیم رہیں گے''۔ المنصور نے یہ اوصاف سن کر اس مقام پر اپنا دار السلطنت بنانے کا عزم مصمم کر لیا۔ چنانچہ ۱۴۶ھ میں اس کا بنیادی پتھر رکھا اور شام' جبل' کوفہ' واسط اور بصرہ سے صناع و معمار بلوائے اور جن لوگوں کو فضل' عدالت' عفت' امانت' اور علوم ہندسہ سے واقفیت تھی ان کو بھی طلب کیا۔ حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفہ فقیہ انہیں لوگوں میں سے تھے۔ تعمیر شہر سے پیشتر حسب حکم المنصور شہر بغداد کا خط کوئلوں سے دیا گیا دروازے فصلیں' طاقات اور صحنچیں قائم کی گئیں اور اس خط پر جو کوئلوں سے دیا گیا تھا حب القطن ڈال کر آگ روشن کی تب المنصور نے اس کو دیکھ کر سمجھا اور اسی خط پر بنیاد کھودنے کا حکم دیا چار سرداران لشکر ہر چہار طرف اس کی تعمیر پر مقرر کئے گئے۔ امام ابو حنیفہؒ نے چونکہ عہدہ قضا و فصل خصومات کے اختیار کرنے سے انکار کیا تھا اس وجہ سے وہ اینٹیں اور چونا وغیرہ کے شمار اور انتظام پر مامور کئے گئے کیونکہ المنصور نے قسم کھالی تھی کہ ضرور ان سے کوئی کام لے گا چنانچہ یہی کام لیا گیا۔

المنصور نے قصر کی بنیاد نیچے پچاس گز اور اوپر بیس گز رکھوائی اور بنیاد میں قصب و خشب رکھوایا اور پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھ کر کہا ((بسم اللّٰہ و الحمد و الارض للّٰہ یورثها من یشاء من عبادہ و العاقبة المتقین)) بعد ازاں معماروں سے مخاطب ہو کر بولا ((ابنوا علی برکة اللّٰہ)) جس وقت دیواریں ایک قدم آ پہنچیں محمد المہدی کے ظہور کی خبر آئی تعمیر موقوف کر کے کوفہ چلا آیا تا آنکہ محمد اور اس کے بھائی کی لڑائی سے فارغ ہو کر پھر بغداد میں آیا اور تعمیر کا کام شروع کرایا خالد بن برمک سے مداین اور ایوانِ کسریٰ کو توڑ کر بغداد میں اس کے اسباب کے لانے کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ خالد بن برمک

---

۱ جسور جمع جسر بالفتح و الکسر الذی یعبر علیہ یعنی پل۔

۲ جمع قنطرة و هو ما یبنی الماء للعبور جو چیز پانی پر اترنے کی غرض سے بنائی جائے۔ مثلاً پل باندھنا وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عرض کیا: ''میرے نزدیک یہ امر غیر مناسب ہے کیونکہ یہ آثار اسلام اور فتوحات عرب کی نشانی ہے اور اس میں علی ابن ابی طالب کا مصلیٰ ہے''۔ المنصور نے اس کو محبت عجم سے متہم کر کے قصر ابیض کے توڑے جانے کا حکم دے دیا چونکہ اس کو توڑ کر لانے میں بہ نسبت جدید اسباب کے صرفہ زیادہ پڑتا تھا اس وجہ سے اس کے توڑانے اور اسباب کے لانے سے رک گیا خالد نے عرض کیا: ''اب اس وقت قصر ابیض کا توڑنا موقوف کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ عجمیوں کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ مسلمان ایسے کمزور ہیں کہ جن کو عجمیوں نے بنایا اس کو توڑ بھی نہ سکے''۔

المنصور نے اس پر کچھ توجہ نہ کی' منہدم کرانا موقوف کر دیا۔ مگر واسط شام اور کوفہ سے دروازے اکھڑوا کر بغداد میں لایا اور شہر کو مدور آباد کیا اور وسط میں محل سرائے شاہی بنوایا تاکہ ہر طرف سے لوگوں کا بُعد وقرب ایک حد معین پر رہے۔ جامع مسجد قصر کی جانب بنوائی گئی اور شہر پناہ دو بنوائیں اندر کا باہر شہر پناہ سے بلند تھی۔ مسجد کی سمت حجاج بن ارطاۃ نے درست کی تھی۔ اینٹیں جن سے شہر پناہ بنایا گیا تھا ہر ایک وزن میں ایک سو سولہ رطل تھیں طول وعرض ایک ایک گز کا تھا پہلے منشیوں اور سپہ سالاروں کے مکانات رحبہ سے جامع مسجد تک بنائے گئے تھے اور بازار شہر کے اندر تھا لیکن بعد تیاری قصر و جامع مسجد ان کو نکلوا کر کرخ کی جانب کر دیا کیونکہ مسافر بے وقت چلا کرتے اور راتوں کو وہیں رہا کرتے تھے۔ سڑکیں چالیس گز چوڑی رکھی گئی تھیں۔ شہر' بازار' مسجد' قصرِ خلافت' فصیلوں' خندقوں اور دروازوں کی تعمیر میں چار کروڑ آٹھ لاکھ تینتیس ہزار درہم صرف ہوئے تھے معمار کو ایک قیراط یومیہ اور مزدوروں کو دو حبہ دیا جاتا تھا۔ اختتام تعمیر کے بعد سپہ سالاروں سے حساب لیا گیا جو کچھ جس کے پاس باقی نکلا واپس لے لیا خالد بن الصلت کے پاس پندرہ درہم تحویل میں باقی رہے تھے اسے قید کر دیا جب اس نے ادا کر دیئے تو رہا کیا۔

المہدی کی ولی عہدی: ابو العباس سفاح نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد بنا کر کوفہ کی ولایت پر مامور کیا تھا اس زمانہ سے عیسیٰ بن موسیٰ برابر کوفہ میں رہا۔ جب المہدی بڑا ہوا تو المنصور کو یہ منظور ہوا کہ عیسیٰ کی ولی عہدی پر المہدی کو مقدم کر دے۔ دستور یہ تھا کہ بہ نظر تکریم عیسیٰ ہمیشہ المنصور کے دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا اور المہدی بائیں جانب۔ ایک روز المنصور نے عیسیٰ سے المہدی کی ولی عہدی کے متعلق کچھ گفتگو کی۔ عیسیٰ نے عرض کیا ''امیر المؤمنین میری ولی عہدی کی بیعت سے بغاوت کیونکر ممکن ہے اس میں میری اور کل مسلمانوں کی گردنیں پھنسی ہوئی ہیں میں اس امر کو منظور نہ کروں گا''۔ المنصور کو عیسیٰ کا انکار ناگوار گزرا۔ نظروں سے گرا دیا۔ عیسیٰ سے پہلے المہدی کو دربار میں آنے کی اجازت دیتا تھا جب یہ آ کر دائیں جانب بیٹھ جاتا تو اس کے چچا عیسیٰ بن علی اور عبدالصمد کو حاضری کی اجازت دی جاتی تھی بعد ازاں عیسیٰ بن موسیٰ حاضر ہوتا تھا اور المہدی کے پہلو میں بیٹھ جاتا تھا۔ ایک مدت تک المنصور اس سے کبیدہ خاطر رہا بالآخر اس کو گورنری کے تیرہویں برس میں حکومتِ کوفہ سے معزول کر دیا اور بجائے اس کے محمد بن سلیمان کو مامور کیا۔ اس وقت عیسیٰ کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور المنصور نے لطائف الحیل سے المہدی کی ولی عہدی کی بیعت لی اور عیسیٰ کو اس کے بعد یعنی اس کا ولی عہد مقرر کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے اس بارے میں گیارہ لاکھ درہم صرف کئے تھے۔ بازاریوں اور لشکریوں کو راستہ میں عیسیٰ کی ایذادہی پر مامور کیا تھا اور خالد بن برمک کو مع اپنے ہوا خواہوں کی ایک جماعت کے اس امر کی شہادت دینے پر متعین کیا تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے دست کشی کر لی ہے ان سب واقعات کو میں نے اس وجہ سے ترک کر دیا کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنصور کی شان عدالت کے شایان نہ تھے اور ان کی وجہ سے اس کی عدالت پر حرف آتا تھا۔ کچھ عجب نہیں کہ ان خبروں میں سے کچھ بھی صحیح نہ ہو۔

استاد سیس کا خروج: (۱۵۰ھ میں) ایک شخص مدعی نبوت (مسمی بہ استاد سیس) اطراف خراسان میں ظاہر ہوا۔ تقریباً تین ہزار جنگ آور اہلِ ہرات' بادغیس اور سجستان وغیرہ کے اس کے پاس مجتمع ہو گئے اور اس نے اکثر مضافات خراسان پر قبضہ کر لیا اجشم گورنر مروروز نے یہ سن کر اپنا لشکر مرتب کیا اور استاد سیس سے جا ٹھہرا۔ استاد سیس نے اس کو ہزیمت دے کر اس کے لشکر کے حصہ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد جو جو سپہ سالار اس کے مقابلے پر آئے ان کو اس نے ہزیمت دے دی۔ المنصور نے جن دنوں بہ رواق (راذان) میں خیمہ زن تھا خازم بن خزیمہ کو اپنے ولی عہدی المہدی کے پاس بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا المہدی نے خازم کو جنگ استاد سیس پر بھیج دیا۔ چنانچہ خازم نے تیس ہزار فوج سے استاد سیس پر دھاوا کیا اس کے میمنہ پر ہیثم بن شعبہ بن ظہیر تھا' میسرہ پر نہار بن حصین سعدی اور مقدمہ پر بکار بن مسلم عقیلی۔ لواء لشکر زبرقان کے ہاتھ میں تھا۔ خازم نے موقع کارزار میں پہنچ کر استاد سیس کو دھوکہ دینے کی غرض سے متعدد خندقیں اور مورچے قائم کیے اور ایک خندق کو دوسرے خندق سے بذریعہ سرنگ ملا دیا اور ایک بہت بڑی خندق اپنے کل لشکر کے لئے کھدوائی اور اس کے چار دروازے بنوائے (ہر دروازہ پر منتخب منتخب ایک ہزار سپاہی بسرافسری کار آزمودہ سرداروں کے متعین کئے۔ استاد سیس کے ہمراہی بھی مرتب ہو کر مقابلہ پر آئے ان کے ساتھ پھاوڑے' کدالیں اور ٹوکریاں تھیں اور اس دروازے پر جنگ شروع کی جس طرف بکار بن مسلم تھا۔ بکار اور اس کے ہمراہی ایسا جی توڑ کر لڑے کہ استاد سیس کے ہمراہیوں کے دانت کھٹے ہو گئے منہ موڑ کر اس طرف جھکے جس دروازہ پر خود خازم تھا اور ان میں سے حریش نامی ایک شخص اہل سجستان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بہ قصد جنگ آگے بڑھا خازم نے حریف کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر ہیثم بن شعبہ کو بکار کی طرف سے نکل کر لشکر حریف پر پیچھے سے حملہ کرنے کا حکم دیا (یہ لوگ ابو عون و عمر بن مسلم بن قتیبہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے) اور خود خازم سینہ سپر ہو کر حریش کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سختی سے بازار کارزار گرم کر دیا اس اثناء میں حریش کے پیچھے سے ہیثم کے لشکر کے پھریرے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے خازم کے لشکریوں نے جوشِ مسرت سے تکبیریں کہیں اور ایک نعرہ اللہ اکبر پر سب نے مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ حریف مقابل کا لشکر جونہی فرار کے قصد سے پیچھے ہٹا' ہیثم کی رکاب کی فوج نے تلوار اور نیزوں پر رکھ لیا۔ عرصہ تک قتل وخوں ریزی کا دور دورہ رہا۔ ستر ہزار مارے گئے' چودہ ہزار قید کر لئے گئے معدودے چند ہمراہیوں کے ساتھ استاد سیس بھاگ کر ایک پہاڑ میں جا چھپا خازم نے فوراً محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی ابو عون بھی آ پہنچا اور اس کے فیصلہ ثالثی پر استاد سیس مع اپنے لڑکوں کے قید کر لیا گیا۔ باقی رہا کر دیئے گئے۔ بشارت نامہ فتح المہدی کے پاس بھیجا گیا اور المہدی نے المنصور کی خدمت میں اپنی کامیابی کا حال لکھ بھیجا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ استاد سیس مراجل مادر المامون کا باپ تھا اور اس کا لڑکا غالب المامون کا ماموں جس نے فضل بن سہل کو قتل کیا ہے۔

ہشام بن عمرو بحیثیت گورنر سندھ: عہد خلافت المنصور میں سندھ کا گورنر عمر بن حفص بن عثمان بن قبیطہ بن ابی صفرہ ملقب بہ ہزار مرد تھا۔ پس جس وقت محمد المہدی کا ظہور ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تو محمد المہدی نے اپنے لڑکے عبداللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف بہ اشتر کو دعوت دینے کی غرض سے بصرہ روانہ کیا عبداللہ اشتر نے بصرہ سے ایک تیز رفتار اونٹنی خرید کی اور اس پر سوار ہو کر عمرو بن حفص کی طرف روانہ ہوا کیونکہ عمر بن حفص میں شیعیت تھی چنانچہ عبداللہ اشتر کی دعوت کو عمر بن حفص نے قبول کر لیا اور اپنے پاس خفیہ طور سے ٹھہرا لیا اور اپنے سرداران لشکر وامراء شہر کو بلا کر محمد المہدی کی خلافت کی دعوت دی ان سب نے منظور وقبول کر لیا اس کے بعد عمر بن حفص نے عباسیہ کا لباس درباری اور نشانات چاک کر کے خطبہ دینے کے لئے سفید کپڑے بنوائے اس اثناء میں دفعۃً محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر آ پہنچی۔ عمر بن حفص عبداللہ اشتر کے پاس گیا اور تعزیت کی عبداللہ اشتر بولے ''اللہ میرا محافظ ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے''۔ عمر بن حفص نے رائے دی کہ ''آپ ملوک سندھ میں فلاں بادشاہ کے ملک میں چلے جائیے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عزت کرتا ہے اور ایفاء عہد میں مشہور ہے''۔ عبداللہ اشتر اس امر پر راضی ہو گئے۔ عمر بن حفص نے خط وکتابت کر کے معاہدہ لکھانے کے بعد عبداللہ اشتر کو اس کے پاس بھیج دیا۔ رفتہ رفتہ عبداللہ اشتر کے پاس چار سو زیدیہ مجتمع ہو گئے۔

المنصور کو اس کی خبر ہوئی سخت برہم ہوا۔ اسی وقت عمر بن حفص کی معزولی کا فرمان روانہ کر دیا مگر یہ فکر دامن گیر رہی کہ سندھ کی گورنری کس کو دی جائے۔ ایک روز ہشام بن عمرو تغلبی المنصور کے ساتھ سوار جا رہا تھا۔ انہیں محل سرائے شاہی تک پہنچا کر اپنے مکان پر واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر المنصور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کر کے حاضر ہوا اور اپنی بہن کو زوجیت کے لئے پیش کیا۔ المنصور نے ربیع سے مخاطب ہو کر کہا ''اگر مجھے نکاح کی حاجت ہوتی تو میں اس کی بہن کو منظور کر لیتا''۔ (پھر ہشام سے خطاب کر کے بولا) ''اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے میں تجھے سندھ کی گورنری پر مامور کرتا ہوں''۔ ہشام بن عمر نے ادب سے سر نیچا کر لیا اور المنصور نے سندِ گورنری سندھ لکھ کر مرحمت کر دیا سامان سفر درست کرا کر روانہ کیا۔ روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ بادشاہ سندھ سے عبداللہ اشتر کو طلب کرنا اگر بادشاہ سندھ' عبداللہ اشتر کو تمہارے حوالہ کر دے تو فبہا' ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا۔ چنانچہ ہشام بن عمرو تغلبی نے ایسا ہی کیا اور المنصور اس کو برابر اس امر پر ابھارتا رہا۔ اس اثناء میں سندھ کے اطراف میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ اتفاق سے سفیح کا گزر اس بادشاہ کے ملک کی طرف ہوا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا ایک روز عبداللہ اشتر دریائے مہران پر دس سواروں کے ساتھ سیر کرتا ہوا نظر آیا سفیح نے اس کو گرفتار کرنے کا قصد کیا باہم لڑائی ہونے لگی بالآخر عبداللہ اشتر مع کل ہمراہیوں کے قتل کر دیئے گئے۔

ہشام بن عمرو نے یہ واقعہ المنصور کے پاس لکھ بھیجا المنصور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس بادشاہ سے جنگ کرنے کو بھیجا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا۔ چنانچہ ہشام نے اس بادشاہ پر فتح پائی' اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس کے حرموں کو مع اس کے لڑکے عبداللہ کے المنصور کی خدمت میں بھیج دیا جس سے عبداللہ بن اشتر نے اپنے زمانہ قیام میں نکاح کر لیا تھا المنصور نے ان لوگوں کو مع اس لڑکے کے مدینہ منورہ روانہ کر دیا تا کہ ان کے خاندان والوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

حکومت سندھ پر ہشام بن عمر کی تقرری اور عمر بن حفص کی معزولی کے بعد افریقیہ میں بلوہ ہو گیا المنصور نے اس کے فرو کرنے کے لئے عمر بن حفص کو افریقیہ کی جانب روانہ کیا۔ جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا۔

تعمیر رصافہ: جس وقت المہدی نے خراسان سے مراجعت کی اس کے خاندان والے شکم' کوفہ اور بصرہ سے ملنے کو آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المہدی نے ان لوگوں کو انعامات اور کپڑے دیئے' المنصور نے بھی ایسا ہی کیا اس کے بعد لشکریوں نے اس پر یورش کی قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس نے رائے دی کہ آپ ان لوگوں کو منتشر کر دیجئے یہی تدبیر ان کی یورش سے بچنے کے لئے کافی ہے۔

قثم بن عباس نے اپنے ایک غلام کو یہ ہدایت کی تھی کہ میں جس وقت دارالخلافہ میں داخل ہو جاؤں مجھ سے یہ سوال کرنا کہ ((بحق اللہ و رسول ﷺ و امیر المؤمنین ابوالحسین)) ''یہ بتلایئے کہ اشرف یمن والے یا قبیلہ مضر؟'' قثم بن عباس نے جواب: ''مضر اسی قبیلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسی میں کتاب اللہ نازل ہوئی اس میں بیت اللہ ہے اسی میں خلیفہ ہے''۔ یمنیوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا اس وجہ سے کہ ان کی فضیلت کچھ بھی نہیں بیان کی گئی۔ اس کے بعد یمنیوں میں سے کسی نے قثم بن عباس کے خچر کی لگام پکڑ کر روک دیا۔ مضر نے منع کیا تو اس کا ہاتھ توڑ ڈالا جس نے قثم کی خچر کی لگام پکڑ لی تھی۔ اس سے دونوں قبیلوں میں جنگ وجدل کی نوبت پہنچ گئی۔ ربیعہ یمن کے اور خراسانیہ مصر کے ہمدرد معین ہو گئے جس سے المنصور کے لشکر کے چار فرقے بن گئے۔ قثم نے المنصور سے کہا ''تمہارا لشکر کئی فرقوں میں منقسم ہو گیا ہے۔ اب ایک کو دوسرے سے لڑاتے رہو اور وہاں اپنے لڑکے المہدی کو ایک حصہ لشکر کے ساتھ اس طرف ٹھہراؤ اور تم دوسری جانب رہو تاکہ ایک دوسرے سے خائف رہیں''۔ المنصور نے اس رائے کو منظور کر لیا اور صالح صاحب مصلی کو المہدی کے لئے تعمیر رصافہ کا حکم دیا۔

معن بن زائدہ کا قتل: المنصور نے سجستان پر معن بن زائدہ کو مامور کیا تھا۔ معن نے سجستان پہنچ کر رتبیل سے وہ خراج طلب کیا جو رتبیل سالانہ دیا کرتا تھا۔ رتبیل نے تھوڑا سا اسباب روانہ کیا اور قیمت زیادہ لکھ دی۔ معن کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اور لشکر مرتب کر کے رخج کی طرف روانہ ہو گیا اس کے مقدمہ پر اس کا برادر زادہ یزید بن مزید بن زائدہ تھا۔ معن نے رخج کو فتح کر کے وہاں کے رہنے والوں کو قید کر لیا اور لڑنے والوں کو قتل کر ڈالا اور رتبیل خود زابلستان چلا گیا۔ معن کامیابی کے بعد بست میں لوٹ آیا ایام سرما یہیں گزارے۔ خوارج کے ایک گروہ کو معن کی عادتوں سے ناراضگی پیدا ہوئی وہ مجتمع ہو کر معن کے مکان میں گھس گئے اور اس کو مار ڈالا۔

معن کے مارے جانے کے بعد سجستان میں یزید اس کا قائم مقام ہوا۔ اس نے معن کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اہل شہر کو اس کی نرمی شاق گزرنے لگی کسی نے اس کی طرف سے المنصور کے پاس ایک خط لکھ کر بھیج دیا جس میں المہدی کے خطوط سے ناراضگی ٹپکتی تھی اور اس کے معاملہ سے درگزر کرنے کی درخواست کی تھی۔ المنصور یہ خط دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا المہدی نے اس کے خط کو پڑھوایا اور اس جرم کی پاداش میں یزید کو معزول کر کے قید کر دیا بعد ازاں ایک شخص کی سفارش پر مدینۃ السلام میں طلب کر لیا پس یزید اس زمانہ سے برابر معتوب رہا تا آنکہ یوسف برم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا۔ جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

السفاح اور المنصور کے عمال: سفاح نے اپنی بیعت خلافت کے وقت کوفہ پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا تھا اور حجابت پر عبداللہ بن بسام کو' محکمہ پولیس پر موسیٰ بن کعب کو اور دیوان الخراج (محکمہ مال) پر خالد بن برمک کو۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ کو مروان سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوعون عبدالملک بن یزید بن قحطبہ تھا اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو مدائن کی جانب (اس کے مقدمہ پر احمد بن قحطبہ تھا) اور ابویقظان عثمان بن عروہ بن عمار بن یاسر کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہواز کی طرف بسام بن ابراہیم کی کمک کو بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری ابومسلم کو دی تھی۔ چنانچہ ابومسلم نے اپنی طرف سے خراسان کا ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو والی بنایا اور عبداللہ (عم سفاح) نے جنگ مروان میں اپنے مقدمۃ الجیش پر اپنے بھائی صالح کو اور ابوعون بن زید کے ساتھ مامور کیا جس وقت کامیابی کے ساتھ مراجعت کی ابوعون کو مصر میں چھوڑ دیا اور ولایت شام کو عبداللہ نے بالاستقلال اپنے قبضہ میں لے لیا۔

(۱۳۲ھ میں) سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر المنصور کو جزیرہ' ارمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر مامور کیا ابوجعفر نے اپنی جانب سے ارمینیہ پر یزید بن اسد کو' آذربائیجان پر محمد بن صول کو مقرر کیا اور خود جزیرہ میں قیام پذیر ہوا۔ اس سے پیشتر ابومسلم نے بہ وقت قتل ابوسلمہ خلال محمد بن اشعث کو فارس کی حکومت دے دی تھی۔ بعد ازاں سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو امیر فارس مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن اشعث نے عیسیٰ بن علی کو فارس کی گورنری سے روکا اور اس سے حکومت نہ کرنے کی قسم لی تب سفاح نے اپنے چچا اسماعیل بن علی کو حکومت فارس پر مامور کیا اور کوفہ کی گورنری اپنے برادرزادہ موسیٰ کو بصرہ کی حکومت سفیان بن معاویہ مہلبی کو' سندھ کی منصور بن جمہور کو دی اور اپنے چچا داؤد بن علی کو (کوفہ وسواد کوفہ سے) تبدیل کر کے حجاز' یمن اور یمامہ کی گورنری مرحمت پھر (پھر ۱۳۳ھ میں) سفاح نے بصرہ' بلاد دجلہ' بحرین اور عمان پر اپنے چچا سلیمان کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں داؤد بن علی نے وفات پائی تو بجائے اس کے یمن میں محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو مکہ ومدینہ' طائف و یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبداللہ بن عبدالمدان حارثی کو یہ (محمد بن یزید کا چچا تھا) متعین کیا اور اسی سنہ میں محمد بن اشعث کو افریقیہ کی جانب روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے اس کو فتح کر لیا اور ۱۳۴ھ میں اپنے پولیس کے افسر اعلیٰ موسیٰ بن کعب کو جنگ منصور بن جمہور پر بھیجا تھا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب کو سندھ کی گورنری دی تھی اور محکمہ پولیس کی افسری پر بجائے موسیٰ بن کعب کے مسیّب بن زہیر کو مامور کیا تھا۔ اسی سنہ میں محمد بن یزید عامل یمن کے مرنے کے بعد گورنری پر علی بن ربیع بن عبیداللہ حارثی کو مامور کیا گیا۔

جس وقت المنصور (۱۳۶ھ میں) تخت خلافت پر متمکن ہوا اور عبداللہ بن علی نے نقض بیعت کی اور ابومسلم نے خراسان پر ابوداؤد بن خالد بن ابراہیم کو مامور کیا تھا ان دنوں مصر میں صالح بن علی' شام میں عبداللہ بن علی کوفہ میں عیسیٰ بن موسیٰ' بصرہ میں سلیمان بن علی' مدینہ منورہ میں زیاد بن عبیداللہ حارثی مکہ میں عباس بن عبداللہ عہدہ گورنری پر مامور تھے۔ پھر ۱۴۰ھ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم عامل خراسان مر گیا تو بجائے اس کے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن خراسان کا گورنر ہوا اس نے اپنی گورنری کے ایک برس بعد بغاوت کی اس وقت المنصور نے اپنے لڑکے المہدی کو خراسان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر خازم بن خزیمہ تھا چنانچہ المہدی نے عبدالجبار پر فتح حاصل کی۔ اسی سنہ میں سلیمان عامل بصرہ نے بھی وفات پائی بجائے اس کے سفیان بن معاویہ مقرر کیا گیا اور (۱۴۱ھ میں) موسیٰ بن کعب والی سندھ نے انتقال کیا تب بجائے اس کے اس کا لڑکا عینیہ گورنر سندھ بنایا گیا (۱۴۲ھ میں) اس نے بغاوت کی تو المنصور نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کو سندھ پر مامور کیا۔

اسی سنہ میں مصر کی گورنری حمید بن قحطبہ کو جزیرہ اور بلاد انطاکیہ کی اپنے بھائی عباس بن محمد کو دی اور اس سے پیشتر

۱؎ اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ چھوٹی ہوئی ہے مابین خطوط ہلالین کا مضمون تاریخ کامل الابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۲۰ سے اخذ کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیرہ و بلاد انطاکیہ میں یزید بن اُسید تھا اور اسی سنہ میں اپنے چچا اسماعیل کو حکومت موصل سے معزول کر کے بجائے اس کے مالک بن ہیثم خزاعی کو مقرر کیا اور ۱۴۶ھ میں سفاح نے ہیثم بن معاویہ کو گورنری موصل سے معزول کر کے مکہ وطائف میں سری بن عبداللہ بن حرث بن عباس کو یمامہ سے تبدیل کر کے مقرر کیا اور اس کے بجائے قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس کو یمن سے تبدیل کر کے یمامہ پر اور حمید بن قحطبہ کو حکومت مصر سے معزول کر کے بجائے اس کے نوفل بن فرات کو مامور کیا۔ پھر اس کو بھی معزول کر کے یزید بن حاتم بن قبیصہ ابن مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کیا۔

مدینہ منورہ کی گورنری پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری تھا لیکن [1] ابن ابوالحسن (یعنی محمد) کے مقدمہ میں اس کو متہم کر کے معزول کر دیا اور ریاح بن عثمان مزنی کو سند گورنری مرحمت کی اور جب اس کو محمد المہدی کے ہمراہیوں نے قتل کر ڈالا تو بجائے اس کے عبداللہ بن ربیع حارثی کو مقرر کیا اور ۱۴۵ھ میں ابراہیم (برادر مہدی) کے قتل کے بعد بصرہ کی حکومت سالم بن قتیبہ باہلی کو دی اور موصل کی گورنری پر بجائے ملک بن ہیثم کے اپنے لڑکے جعفر کو مامور کیا اور اس کے ساتھ حرث بن عبداللہ جیسے نامور سپہ سالار کو بھیجا پھر ۱۴۶ھ میں سالم بن قتیبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے محمد بن سلیمان کو حکومت مدینہ سری بن عبداللہ کو حکومت مکہ معظمہ سے معزول کر کے اپنے چچا عبدالصمد کو متعین کیا۔

۱۴۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بہ وجہ مخالفت ولی عہدی المہدی حکومت کوفہ سے معزول کر کے کوفہ پر محمد سلیمان کو مقرر کیا اور بجائے محمد بن سلیمان کے بصرہ کی حکومت محمد بن السفاح کو دی مگر محمد بن السفاح حکومت بصرہ سے مستعفی ہو کر بغداد چلا آیا اور یہیں مر گیا بوقت روانگی بغداد محمد نے عقبہ بن سالم کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ المنصور نے اس کو بحال رکھا اور مدینہ منورہ پر جعفر بن سلیمان کو متعین کیا۔ ۱۴۸ھ میں بوجہ بغاوت اکراد حکومت موصل پر خالد بن برمک کو روانہ کیا اور ۱۴۹ھ میں اپنے چچا عبدالصمد کو مکہ معظمہ کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابراہیم کو مکہ کی سند گورنری مرحمت کی۔ ۱۵۰ھ میں گورنری مدینہ منورہ سے جعفر بن سلیمان کو معزول کر کے حسن بن زید بن حسن کو حکومت دی اور ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص کو سندھ کی گورنری سے تبدیل کر کے افریقیہ کی گورنری پر بھیج دیا اور بجائے اس کے سندھ میں ہشام بن عمرو تغلبی کو مقرر کیا۔ بعد ازاں یزید بن حاتم کو مصر سے اس کی کمک پر بھیجا اور مصر میں بجائے یزید کے محمد بن سعید کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں معن بن زائدہ سجستان میں مارا گیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تب بجائے اس کے یزید بن یزید (برادر زادہ معن بن زائدہ) کام کرنے لگا المنصور نے اس کو بالفعل بحال رکھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد معزول کر دیا۔

اسی سنہ میں عقبہ بن سالم امیر بصرہ نے بجائے اپنے نافع بن عقبہ کو مقرر کر کے بحرین پر فوج کشی کی اور سلیمان بن حکیم عدوی کو قتل کر ڈالا۔ المنصور نے بحرین کے قیدیوں کو رہا کر دینے کی وجہ سے عقبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے جابر بن مومہ کلابی کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے عبدالملک بن ظبیان نمیری کو اور کچھ عرصہ بعد عبدالملک بن ظبیان کو معزول کر کے ہیثم بن معاویہ علی کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں مکہ وطائف کی گورنری پر محمد بن ابراہیم امام کو بھیجا گیا پھر اس کو معزول کر کے بجائے اس کے ابراہیم بن یحییٰ بن محمد (اسی کے برادر زادہ) کو حکومت مکہ وطائف پر اور حکومت موصل پر اسماعیل بن خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ اسید بن عبداللہ امیر خراسان کے مرجانے کے بعد حمید بن قحطبہ کو سند امارت دی گئی۔ ۱۵۳ھ میں

---

[1] واقعہ معزولی محمد بن خالد و تقرری ریاح بن عثمان کو ابنِ اثیر نے ۱۴۴ھ کے واقعات میں تحریر کیا ہے۔ غالباً علامہ کا یہی مقصود ہو گا مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبیداللہ ابن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ نے وفات پائی شریک بن عبداللہ نخعی عہدۂ قضاء پر مامور کئے گئے اسی سنہ میں یمن کی گورنری پر یزید بن منصور تھا۔ ۱۵۴ھ میں المنصور نے حکومت جزیرہ سے اپنے بھائی عباس بن محمد کو برطرف کر کے ایک کثیر التعداد مال بطور تاوان وصول کیا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب خثعمی کو متعین کیا۔ اس کی معزولی کا سبب یزید بن اسید کی شکایت بیان کی جاتی ہے بہرکیف عباس بن محمد اس وقت سے برابر معتوب رہا تا آنکہ المنصور کو اس کے چچا اسماعیل سے بھی برہمی پیدا ہوئی اس وقت اسماعیل کے بھائیوں یعنی المنصور کے چچاؤں نے اسماعیل کے معاملہ میں سفارش کی عیسیٰ بن موسیٰ نے عرض کیا ''اے امیر المؤمنین! ان لوگوں نے تو اپنے بھائی کی سفارش کی اور وہ مقبول و منظور بھی ہوگئی مگر آپ اپنے بھائی عباس سے اتنے زمانہ سے ناراض ہیں ان میں سے کسی نے بھی اس کے حق میں سفارش کا ایک کلمہ نہیں کہا''۔ المنصور یہ سن کر راضی ہو گیا۔

۱۵۵ھ میں المنصور نے محمد بن سلیمان کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے عمر بن زہیر ضبی (برادر مسیّب افسر اعلیٰ پولیس) کو مقرر کیا۔ اس کی معزولیت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ المنصور نے عبدالکریم بن ابوالعوجاء (یہ معن بن زائدہ کا ماموں تھا) بجرم زندقہ میں قید کر دیا تھا اور یہ لکھ بھیجا تھا کہ تا صدور حکم ثانی عبدالکریم کو قتل نہ کرنا۔ اس کے بعد المنصور کا امتناعی حکم جاری ہوا المنصور یہ سن کر غضب ناک ہو کر بولا ''مجھے یہ فکر پیدا ہو گئی ہے کہ میں محمد بن سلیمان کو بعوض اس کے قید کر دوں اور اپنے چچا عیسیٰ کو طلب کر کے سخت ملامت کی اس وجہ سے اسی کے مشورہ سے محمد سلیمان کو کوفہ کی گورنری کی سند دی گئی تھی۔ اسی سنہ میں حسن بن زید کو بھی حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے بجائے اس کے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو مامور کیا ۱۵۶ھ میں اہواز فارس اور بلاد دجلہ کی حکومت پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ ۱۵۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے بحرین کی سند گورنری سعید بن دعلج بصرہ کے افسر پولیس کو دی اس نے اپنے لڑکے تمیم کو بھیج دیا۔ اسی سنہ میں سوار بن عبداللہ بن حسن بن حصین نمیری کو عہدۂ قضاء پر مامور کیا اور محمد بن کاتب کو مصر کی گورنری سے اور ہشام بن عمر کو حکومت سندھ سے معزول کر کے مصر کی گورنری اپنے آزاد غلام مطر کو اور سندھ کی معبد بن خلیل کو مرحمت کی۔ ۱۵۸ھ میں المنصور سے موسیٰ بن کعب کی کچھ شکایت کی گئی جس کی وجہ سے المنصور نے موسیٰ بن کعب کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور اپنے لڑکے المہدی کو یہ حکم دیا کہ تم رقہ کو براہ موصل روانہ ہو جاؤ مگر یہ ظاہر کرو کہ بیت المقدس کی زیارت کو جاتا ہوں اور موصل پہنچ کر معزولی کے حکم کا اعلان کر کے موسیٰ بن کعب کو گرفتار کر لو۔

اسی سنہ میں المنصور نے تیس لاکھ درہم خالد بن برمک کو بطور جرمانہ پیش کرنے کا حکم دیا تھا اور ادا کرنے کے لئے صرف تین دن کی مہلت دی تھی بصورت عدم ادائیگی یہ حکم دیا تھا کہ ''قتل کر دیا جائے گا''۔ خالد نے اپنے لڑکے یحییٰ کو عمارہ بن حمزہ، مبارک ترکی اور صالح صاحب المصلی وغیرہ جیسے رؤسا کے پاس قرض لینے کو بھیجا۔ یحییٰ کہتا ہے کہ میں ان سب کے پاس گیا بعض نے تو خلیفہ کی ناراضگی کی وجہ سے حاضری ہی کی اجازت نہ دی اور کسی نے انکار کر دیا۔ مگر عمارہ بن حمزہ نے مجھے حاضری کی اجازت دی جس وقت میں اس کے پاس گیا اس وقت اس کا منہ ایک دیوار کی طرف تھا میری طرف متوجہ تک نہ ہوا میں نے سلام کیا تو جواب سلام بہت آہستہ سے دے کر خالد کا حال دریافت کیا میں نے کل حالات بتائے اور قرض طلب کیا۔ عمارہ نے جواب دیا ''جس قدر ممکن ہوگا تمہارے پاس بھیج دیا جائے گا''۔ میں اس کے پاس سے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے روپے بھیج دیئے غرضیکہ میں نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لئے لیکن تین لاکھ مہیا کرنے سے میں معذور رہا اتفاق سے اسی اثناء میں موصل و جزیرہ کی شورش کی خبریں دربارِ خلافت میں پہنچیں اور اکراد کی شرارتوں سے موصل و جزیرہ میں بدنظمی پھیل گئی۔ موسیٰ بن کعب تو معتوب ہی تھا۔ ایک دوسرے حاکم عاقل اور منتظم کی ضرورت پڑی۔ میتب بن زہیر نے عرض کیا ''خالد بن برمک موصل کی گورنری کے لئے نہایت موزوں ہے''۔ المنصور نے کہا ''یہ کیونکر ہوسکتا ہے ابھی تو ایک معاملہ میں اس کے ساتھ ہم نے یہ برتاؤ کئے ہیں''۔ میتب بن زہیر نے عرض کیا ''میں اس کا ضامن ہوں آپ اسے موصل کی گورنری پر مامور فرمایئے''۔

اس کے دوسرے دن خالد دربارِ خلافت میں پیش کیا گیا اور کل روپیہ بھی داخل خزانہ کر دیا گیا بقیہ تین لاکھ معاف کر دیا گیا اور موصل کی سند گورنری خالد کو اور اس کے لڑکے یحییٰ کو آذر بائیجان کی سندِ گورنری مرحمت کی گئی۔ چنانچہ دونوں باپ و بیٹے المہدی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ المہدی نے موصل پہنچ کر موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کی گورنری کا اعلان کر دیا۔ یحییٰ کہتا ہے کہ مجھے خالد نے ایک لاکھ درہم دے کر عمارہ کے پاس بھیجا جو عمارہ سے قرض لئے گئے عمارہ نے دیکھتے ہی کہا ''کیا میں تمہارے باپ کا خزانچی تھا جاؤ ورنہ میں تم کو نکلوا دوں گا (یحییٰ معہ درہم واپس چلا آیا) اس وقت سے خالد برابر تا زمانہ وفات موصل کا گورنر رہا۔ اسی سنہ میں المنصور نے میتب بن زہیر کو افسری پولیس سے معزول کر کے قید کر دیا تھا اس جرم سے کہ میتب نے ابان بن بشیر کاتب کو کوڑوں سے اس قدر پٹوایا تھا کہ ابان مر گیا۔ یہ میتب کے بھائی عمر بن زبیہ کے ساتھ کوفہ میں تھا اور فارس کی گورنری پر نصر بن حرب بن عبداللہ کو بغداد کی پولیس پر عمر بن عبدالرحمٰن برادر عبدالجبار کو اور عہدہ قضاۃ قضاء پر عبداللہ بن محمد بن صفوان کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد المہدی نے میتب کی سفارش کی اور المنصور نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

بیرونی مہمات: ۱۳۰ھ سے بوجہ باہمی فتنہ و فسادات صوائف کی روانگی التواء میں پڑ گئی تھی۔ ۱۳۳ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ پر چڑھائی کی اور قلعہ بلخ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا قلعہ والوں نے اہل ملطیہ سے امداد طلب کی اہل ملطیہ نے آٹھ سو سپاہیوں کو ان کی کمک پر بھیج دیا مقابلہ کی نوبت آئی رومیوں نے ان کو ہزیمت دے کر ملطیہ کا محاصرہ کر لیا۔ جزیرہ میں ان دنوں شورش پھیلی ہوئی تھی اور اس کا گورنر موسیٰ بن کعب حران میں تھا اہل ملطیہ نے بیرونی امداد سے ناامید ہو کر شہر کو قسطنطین کے حوالہ کر دیا اور خود جس قدر اسباب و مال اٹھا سکے اٹھا کر بلاد جزیرہ میں چلے آئے۔ رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقا پر حملہ کر دیا اور قالیقلا کو بھی فتح کر لیا۔ اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم بلاد ختل کی طرف بھیجا گیا مگر کسی نے روک ٹوک نہ کی بلاد ختل پر قبضہ کرتا چلا گیا جیش بن شبل بادشاہ ختل نے بھاگ کر ایک قلعہ میں پناہ لی ابوداؤد ایک مدت تک اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر بادشاہ ختل قلعہ سے نکل کر ملک فرغانہ کی جانب چلا گیا اور بلاد ترک میں داخل ہو کر ملک چین میں جا کر دم لیا۔ اسی سنہ میں صالح بن علی بن فلسطین اور سعید بن عبداللہ صائفہ کے ساتھ دروب کے جہاد پر بھیجا گیا اور ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب گورنر افریقیہ نے جزیرہ صقلیہ پر جہاد کیا اور اس قدر مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پیشتر کسی کو ایسی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی اس کے بعد حکمرانانِ افریقیہ بغاوت و شورش بربر کے فرو کرنے میں

[1] کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴ مطبوعہ مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصروف ہوئے اہل جزیرہ صقلیہ کو موقع مل گیا قلعہ' شہر پناہیں اور خندقیں تیار کر لیں اور کشتیوں کے بیڑے صقلیہ کی محافظت پر مامور کر دیئے بسا اوقات مسلمان سوداگروں کو دریا سے گرفتار کر کے لے جاتے تھے پھر ۱۳۸ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے بلادِ اسلامیہ پر چڑھائی کی اور ملطیہ پر بزورِ تیغ قبضہ حاصل کر کے اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا مگر جنگ آوران اہل ملطیہ کی خطائیں معاف کر دیں۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلا عباس کے ساتھ اس کے دونوں چچا صالح و عیسیٰ بھی تھے۔ عباس نے ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال کر اس کے شہر اور فصیلوں کو دوبارہ بنوایا اور اہل ملطیہ کو پھر ملطیہ میں لا کر آباد کیا حفاظت کی غرض سے ملطیہ میں چھاؤنی قائم کی عباس اس سے فارغ ہو کر (۱۳۹ھ میں) شاہراہ عام سے دارالحرب میں داخل ہوا اور اکثر ممالک رومیہ کو تہ و بالا کر دیا۔ انہیں دنوں جعفر بن حنظلہ مہرانی نے بھی براہ ملطیہ رومیوں پر جہاد کیا تھا۔ اسی ۱۳۹ھ میں المنصور اور بادشاہ روم میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے المنصور نے قیدیان قالیقلا کو فدیہ کے رہا کرایا۔ اس کے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالوہاب بن ابراہیم صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ بھی تھا قسطنطین بادشاہ روم ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا مقام جیجان پر پہنچا تو عساکر اسلامیہ کی کثرت سے خائف ہو کر بلا جدال و قتال واپس چلا گیا اس کے بعد ۱۴۶ھ تک بنوحسن کے معاملات میں المنصور کی مصروفیت کی وجہ سے کوئی صائفہ جہاد کرنے کو نہیں نکلا۔ اسی سنہ میں ترک و خزر نے باب الابواب میں علم بغاوت بلند کیا اور وہ ارمینیہ تک مسلمانوں کو قتل و غارت کرتے ہوئے بڑھ آئے' ارمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قتل کر کے واپس چلے گئے۔ ۱۴۷ھ میں اشترخان خوارزمی نے ترکوں کو مجتمع کر کے ارمینیہ پر چھاپا مارا اور مسلمانوں اور ذمیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا شہر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ارمینیہ سے فارغ ہو کر تفلیس میں جا پہنچا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

ان دنوں حسب بن عبداللہ دو ہزار فوج کے ساتھ موصل میں پڑا ہوا تھا کیونکہ خوارج جزیرہ میں مقیم تھے المنصور نے حرب کو جبرائیل بن یحییٰ کے ہمراہ ترکوں کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ باہم لڑائی ہوئی جبرائیل بن یحییٰ کی فوج میدانِ جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی حرب بن عبداللہ معہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کے شہید ہو گیا اسی سنہ میں مالک بن عبداللہ خثعمی اہل فلسطین کو مجتمع کر کے صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلا مالک بن عبداللہ ملک الصوائف کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا جس کو مالک نے درب حرث میں بیٹھ کر تقسیم کیا۔ ۱۴۹ھ میں عباس بن محمد حسن قحطبہ اور محمد بن اشعث صائفہ کے ہمراہ جہاد پر روانہ ہوا ممالک رومیہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کرتا رہا واپسی کے وقت راستے میں ۱۵۱ھ میں محمد بن اشعث نے وفات پائی' ۱۵۴ھ میں زفر بن عاصم نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا۔ اس کے بعد ۱۵۵ھ میں بادشاہ روم نے مسلمانوں کے آئے دن کے جہاد سے تنگ آ کر صلح کی درخواست پیش کی اور جزیہ دینے کا اقرار کیا۔ اسی سنہ میں یزید بن اسید سلمی نے بھی صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۱۵۶ھ میں معیوب بن یحییٰ صائفہ کے ساتھ جہاد کی غرض سے دارالحرب کی طرف بڑھا دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی پھر فریقین خود بخود جنگ سے رک گئے۔

المنصور کی وصیت: ۱۵۸ھ میں جس وقت حج کرنے کو جا رہا تھا مقام بیر میمون میں جب کہ چھ تاریخیں ذی الحجہ کی گزر چکی تھی المنصور نے وفات پائی اور قبل وفات رخصتی کے المہدی کو طلب کر کے یہ وصیت کی تھی:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عزیز من! میں نے کوئی ایسا امر نہیں باقی چھوڑا مگر یہ کہ میں نے اس میں تم سے سبقت نہ کی ہو اور میں تم کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں گو میرا گمان یہ ہے کہ ان میں سے تم ایک بھی تعمیل نہ کرو گے (المنصور کے پاس ایک صندوقچہ تھا جس میں اس کے علوم کے دفاتر رہا کرتے تھے یہ صندوقچہ ہمیشہ مقفل رہا کرتا تھا سوائے المنصور کے کوئی شخص اس کو نہیں کھولتا تھا' اس صندوقچہ کی طرف اشارہ کر کے کہا' دیکھو اس صندوقچہ کی کامل حفاظت کرنا اس میں تمہارے آباء و اجداد کے علوم ما کان و ما یکون الی یوم القیامۃ ہیں اگر تم کو کسی امر کا خطرہ پیش آئے تو تم دفتر کبیر کو دیکھنا اگر اس میں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے تو فبہا ورنہ دفتر ثانی کو دیکھنا اسی طرح ساتویں دفتر تک دیکھتے جانا اگر ان میں بھی تم اپنا مقصود نہ پاؤ تو مجموعہ صغیر کو دیکھنا اس میں ضرور جو تم چاہو گے پاؤ گے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور دیکھو اس شہر کی پوری محافظت کرنا خبردار کبھی اس کی تبدیلی نہ کرنا میں نے اس میں اس قدر مال جمع کر دیا ہے کہ اگر دس برس تک خراج کا ایک حبہ وصول نہ ہو تو بھی لشکریوں کے روزینے' مصارف' خاندان والوں کے خرچ اور روانگی فوج کے لئے کافی ہو گا تم اس کی ہمیشہ نگرانی کرتے رہو کیونکہ جب خزانہ معمور ہو گا تو تم ہمیشہ دشمنوں پر غالب رہو گے مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور میں تم کو تمہارے خاندان والوں کی بابت بھی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ یہ حسن سلوک پیش آنا' نیکی کرنا ہمیشہ ان کو ہر کام کا پیشوا بنانا اور ان کے نمایاں کام تمہارے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور میں تم کو اہل خراسان کے ساتھ بھی نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اس وجہ سے کہ وہ تمہارے قوت بازو ہیں اور ایسے ہوا خواہ ہیں جنہوں نے اپنی جان و مال کو تمہاری سلطنت قائم کرنے میں خرچ کیا ہے مجھے یقین ہے کہ تمہاری محبت ان کے دلوں سے کبھی نہ نکلے گی تم ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا ان کی لغزشوں سے درگزر کرنا' جو ان سے نمایاں کام سرزد ہوں اس کا معقول صلہ دینا اور ان میں سے جو مر جائے اس کے اہل و عیال میں تم اس کی نیابت کرنا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور خبردار شہر کا شرقی حصہ ہرگز ہرگز نہ بنوانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکو گے اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار قبیلہ بنو سلیم کے کسی شخص سے مدد نہ طلب کرنا اور میرا خیال ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار عورتوں کو اپنے کاموں میں دخیل نہ بنانا اور میرا خیال ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ذی الحجہ ہی میں خلیفہ بنایا گیا میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ میں اسی سنہ کے ذی الحجہ میں مر بھی جاؤں گا اور مجھ کو اسی خیال نے حج کرنے کی توفیق دی ہے۔ میرے بعد اس معاملہ میں جس کا میں امور مسلمین کے متعلق تم سے اقرار لیتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جس معاملہ میں تم کو حزن و کرب پیدا ہو گا اس کی آسانی کا اللہ تعالیٰ راستہ پیدا کر دے گا اور تم کو سلامتی اور نیکوئی عاقبت اپنی عنایت سے نصیب کرے گا جس کو تم شمار نہ کر سکو گے۔ اے صاحبزادہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہارے کاموں کی حفاظت کرے گا خبردار (ناحق) خوں ریزی کے قریب نہ جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہ عظیم ہے اور دنیا میں ہمیشہ کے لئے باعث ننگ و ناموسی ہے اور حدود الٰہی کی پوری طور سے پابندی کرنا اس میں تمہارے جان و مال کی بہتری ہے اور ان میں افراط و تفریط نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی امر کو یہ جان جاتا ہے کہ یہ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کے لئے اصلح اور اس کی معاصی سے روکنے کو کافی ہے تو اپنی کتاب کریم میں اس کی بابت حکم دے دیتا۔ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود وعید عذاب الیم بہت بڑا غصہ اس شخص پر کیا ہے اور اپنی کتاب کریم میں عذاب وعقاب کے دو چند کا حکم دیا ہے جو ملک میں فساد کی کوشش کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا ﴿انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ و رسول و یسعون فی الارض فسادا﴾ الایۃ اے صاحبزادہ پادشاہ اللہ تعالیٰ کے حبل المتین' عروۃ الوثقیٰ اور دین قدیم ہے پس اس کی حفاظت کرو اور اس کی مضبوطی کی کوشش کرو اور مضرت کو اس سے رفع کرو۔ ملحدین پر حملہ کرو' بدعتیوں کا استیصال کرو اور جو لوگ اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں ان سے لڑو اور اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم اپنے محکم قرآن میں صادر فرمایا ہے اس سے متجاوز نہ ہو اور انصاف کے ساتھ حکم کرو اور اس میں اعتدال سے نہ بڑھو کیونکہ یہ فتنہ وفساد اور دشمنوں کا قلعہ وقمع کرنے والا ہے اور لوگوں کو وعظ و پند کرو مال غنیمت لشکریوں کے لئے چھوڑ دو کیونکہ میں اس قدر چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کو اس کی ضرورت نہیں رہی اور صلہ رحم وقرابت کا بہت لحاظ کرنا خبردار ناراض کرنے والے امور کے قریب نہ جانا اور رعیت کے مال لینے سے محترز' سرحدوں اور اطراف بلاد کی پوری نگہبانی کرنا راستوں میں امن قائم رکھنا عوام کو بلوہ وفساد سے روکنا نرمی سے اُن سے پیش آنا جس سے ان کو ناگواری پیدا نہ ہو اس کو دفع کرتے رہنا' مال واسباب کو شمار کر کے خزانہ میں رکھو۔ خبردار تفریق جماعت سے احتراز کرنا کیونکہ مصائب کا کوئی وقت مخصوص نہیں ہے اور یہ زمانہ کی عادتوں میں ہے اور جس قدر ممکن ہو سواریاں' پیادے اور لشکر ہر وقت مہیا رکھنا۔ خبردار آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھنا اس سے تمہارے کام میں خلل پڑ جائے گا اور بسا اوقات اکثر امور فوت بھی ہو جائیں گے اور حوادث ومصائب کے آنے سے پہلے احکام صادر کر دینا اور اس کے دفع کر دینے کی خوب جی توڑ کر کوشش کرنا۔ جو واقعہ دن کو ہونے والا ہو اُس کے دفع کرنے کو رات ہی سے لوگوں کو موجود کر لینا اور جو رات کو ہونے والا ہو اُس کے دفع کرنے کے لئے دن سے سامان مہیا رکھنا ہر کام کو بذاتہ کرنا' سستی وکاہلی کو مزاج میں دخل نہ دینا' حُسن ظنی اور بدظنی کے برتاؤ اپنے عمال اور کاتب کے ساتھ کرنا' ہر وقت ہوشیار رہنا اور جو شخص تمہارے دروازہ پر رہتا ہو اُس کو دریافت کرتے رہنا اور لوگوں پر حاضری دربار کو آسان کرنا اور جو نزاع تمہارے روبرو پیش کی جائے اُس پر غور کرنا اور لوگوں پر ایسے شخص کو مامور کرنا جو غافل وبے خبر نہ ہو اور تم بھی بے خبر وغافل نہ رہنا کیونکہ جب سے میں نے زینہ خلافت پر قدم رکھا ہے اس وقت سے میری آنکھیں نہیں جھپکیں مگر یہ کہ میرا دل بیدار تھا یہ میری وصیتیں ہیں اللہ تعالیٰ میرے بعد تیرا محافظ ہو''۔

وفات: یہ وصیت کرنے کے بعد المہدی کو رخصت کیا اور خود کوفہ کی طرف روانہ ہوا کوفہ میں پہنچ کر حج وعمرہ کا احرام باندھا' قربانی کے جانوروں پر نشان بنا کر آگے روانہ کیا۔ ان کاموں کو المنصور[1] نے ذیقعدہ کے چند ایام گزر جانے پر انجام دیا تھا۔ کوفہ سے دو ایک منزل سفر کرنے کے بعد المنصور کو وہ درد لاحق ہوا جس سے اس کی وفات ظہور میں آئی پھر یہ درد رفتہ رفتہ بڑھا بیچ سے جو اس کا ہم نشین تھا دوران علالت میں کہا کرتا تھا ((یا ربی الی حرم انی ھاربا من ذنوبی)) بیر میمون پر پہنچا

---

[1] المنصور نے بائیس برس خلافت کی تریسٹھ برس کئی مہینہ کی عمر پائی ابراہیم بن یحییٰ بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی گندم گوں' نحیف العارضین اور طویل القامت تھا اس کے لڑکے ابوجعفر المہدی محمد' جعفر اکبر (ان کی ماں ام موسیٰ اروی بنت منصورہ ہمشیرہ زید بن منصور حمیری تھی) صالح (ان کی ماں ام الولد رومیہ تھی) سلیمان' عیسیٰ' یعقوب (ان کی ماں فاطمہ بنت محمد طلحہ بن عبیداللہ کی اولاد سے تھیں) جعفر اصغر' قاسم' عبدالعزیز اور عباس تھے اور ایک لڑکی عالیہ تھی۔ معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ٦ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کی فجر کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا ہوا۔ وفات کے وقت سوائے اس خدام اور ربیع (اس کے آزاد غلام) کے اور کوئی موجود نہ تھا اس روز ان لوگوں نے اس واقعہ کو چھپایا اگلے دن صبح ہوتے ہی عیسیٰ بن علی' عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد ولی عہد' اراکینِ دولت رؤسا عالی نسب اور عوام الناس حسبِ مدارج دربار میں بلائے گئے۔ ربیع نے ان لوگوں سے المہدی کی خلافت کی بیعت لی بعد از اں سردارانِ لشکر اور عوام نے بیعت کی۔ عباس بن محمد و محمد بن سلیمان مکہ معظّمہ چلے گئے اور مابین رکن و مقام لوگوں سے خلافت المہدی کی بیعت لی اور المنصور کو کفن پہنا کر اس کی قبر کے پاس لے گئے۔ عیسیٰ بن منصور یا بہ روایت بعض ابراہیم بن یحییٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ معلاۃ میں دفن کر دیا۔ یہ حادثہ المنصور کی وفات کے بائیسویں برس میں واقع ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۴

محمد بن عبداللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

تخت نشینی: علی بن محمد النوفلی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے (یہ شخص صرہ کا رہنے والا اور ان دنوں منصور کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا) کہ میں مکہ معظمہ سے المنصور کے انتقال کی صبح کو لشکر میں آیا تھا اس وقت موسیٰ بن المہدی شامیانہ کی چوبوں کے پاس کھڑا تھا اور دوسری جانب قاسم بن المنصور ایستادہ تھا۔ مجھ کو اس سے یقین ہو گیا کہ المنصور نے وفات پائی اس کے بعد حسن بن زید علوی اور بہت سے آدمی آ گئے یہاں تک کہ شامیانہ میں جگہ باقی نہ رہی رونے کی آواز آنے لگی اس کے بعد ابوالعنبر خادم قبا پھاڑے سر پر مٹی ڈالے وامیر المومنین والمیر المومنین کہتا ہوا نکلا۔ قاسم نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ربیع ہاتھ میں ایک کاغذ لئے ہوئے باہر آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے پڑھنے لگا۔ اس میں لکھا ہوا تھا:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من عبداللّٰہ المنصور امیر المؤمنین الی من خلف من بنی ھاشم و شیعتہ من اھل خراسان و عامتہ المسلمین))

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از بندہ خدا المنصور امیر المومنین بجانب پس ماندگان بنی ہاشم و ہوا خواہان خراسان و عامہ المسلمین''۔

اس قدر پڑھنے کے بعد ربیع رو پڑا اور سامعین بھی رونے لگے پھر ربیع نے اپنے دل کو سنبھال کر کہا ''رونا تو تمہارے آگے ہی اتر گیا ہے خاموش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے''۔ سامعین خاموش ہو گئے اور ربیع پڑھنے لگا۔

((اما بعد فانی کتبت کتابی ھذا و انا حی فی یوم آخر یوم من ایام الدنیا و اول یوم من ایام الآخرۃ اقرء علیکم و السلام و اسأل اللّٰہ ان لا یفتنکم بعدی و لا یلبسکم شیعاً و لا یذیق بعضکم باس بعض))

''اما بعد میں نے یہ عہد نامہ تحریر کیا ہے اور میں زندہ ہوں دنیا کے دنوں میں سے آخری دن میں اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن میں' میرا تم کو سلام پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم کو فتنہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو کئی فرقوں میں متفرق کرے اور نہ تم میں سے بعض کو بعض کے خوف کا مزہ چکھائے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد ان لوگوں کو المہدی کے حق میں وصیت کی تھی اور ایفاء عہدہ پر اُن کو آمادہ کیا تھا۔
ربیع نے عہد نامہ تمام کر کے حسن بن زید کا ہاتھ پکڑ کر کہا ''اٹھو بیعت کرو''۔ چنانچہ حسن بن زید نے اٹھ کر موسیٰ بن المہدی کے ہاتھ پر المہدی کی خلافت کی بیعت کی بعد ازاں حاضرین دیگر بیعت کرتے گئے پھر بنو ہاشم بلائے گئے اس وقت المنصور اپنے کفن میں لپٹا ہوا پڑا تھا اور سر کھلا ہوا تھا پس اس کی لاش کو اٹھا کر مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر لائے اور دفن کر دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے جس وقت لوگ المہدی کی خلافت کی بیعت کر رہے تھے بیعت کرنے سے انکار کر دیا علی بن عیسیٰ بن ماہان بولا ''واللہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں تمہاری گردن ماردوں گا''۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے بہ مجبوری بیعت کر لی۔ تکمیل بیعت کے بعد موسیٰ بن المہدی اور ربیع نے المنصور کی خبر وفات و بیعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر و عصا اور خاتم خلافت' المہدی کی خدمت میں بھیجی اور مکہ معظمہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ جب یہ خبر نصف ماہ ذی الحجہ کو المہدی کے پاس بغداد میں پہنچی تو اہل بغداد نے بھی حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ پہلا جو کام المہدی نے بیعت لینے کے بعد کیا یہ تھا کہ جس قدر المنصور کے قید خانہ میں تھے سب کو رہا کر دیا مگر وہ قیدی رہا نہ کئے گئے جو خونی یا غاصب یا باغی تھے۔

حسن بن ابراہیم: منجملہ رہائی یافتہ قیدیوں کے یعقوب بن داؤد تھا جو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے ساتھ قید کیا گیا تھا حسن بن ابراہیم کو اس سے سوءظنی پیدا ہوئی اپنے ایک معتمد دوست کے پاس ایک سرنگ قید خانہ تک کھودنے کا کہلا بھیجا۔ اتفاق سے یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ یعقوب بن داؤد ابن علاثہ قاضی کے پاس گیا ابن علاثہ نے یعقوب کو ابوعبیداللہ وزیر کے پاس المہدی کی خدمت میں پیش کرنے کو بھیج دیا۔ ابوعبیداللہ وزیر نے المہدی کی خدمت میں یعقوب کو پیش کر دیا۔ جب تک قاضی اور وزیر بیٹھے رہے یعقوب نے کچھ باتیں نہ کیں۔ جب یہ لوگ اٹھ کر چلے آئے تو حقیقت حال کہہ سنائی المہدی نے حسن کو ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ میں تبدیل کر دیا مگر پھر بھی حسن موقع پا کر بھاگ گیا المہدی نے ہر چند جستجو کرائی مگر کامیاب نہ ہوا۔ یعقوب بن داؤد کو طلب کر کے حسن کی بابت مشورہ کیا یعقوب نے عرض کیا ''آپ حسن کو امان مرحمت فرمائیے میں اس کو حاضر کر دوں گا''۔ المہدی نے یہ درخواست منظور کر لی اور یعقوب نے حسن کو حاضر کر دیا بعد ازاں المہدی سے وقت بے وقت حسن کی حاضری کی اجازت لے لی چنانچہ اکثر اوقات حسن دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر سرحدی امور' عساکر اسلامیہ' تعمیر قلعجات' رہائی قیدیاں' معافی زرجرمانہ مجرمان اور مستحقین کو صدقات دینے کے بارے میں رائیں دیتا تھا اس وجہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا اعزاز بڑھ گیا اور ابوعبیداللہ وزیر کا رتبہ گھٹ گیا۔ المہدی نے ان خدمات کے صلہ میں بنام حسن ایک فرمان تحریر کیا اور اس کو دینی بھائی کے خطاب کر کے ایک لاکھ درہم مرحمت کئے۔

مقنع کا ظہور اور ہلاکت: یہ مقنع مرو کا رہنے والا اور حکیم وہاشمی کے نام سے معروف وموسوم تھا تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت میں اس نے حلول کیا بعدہ صورت نوح میں بعد ازاں ابومسلم پھر ہاشم میں اور یہی مقنع ہے پس (۱۵۹ھ) مقام خراسان میں ظاہر ہو کر الوہیت کا دعویٰ کیا اور ایک چہرہ سونے کا بنا کر اپنے منہ پر لگا لیا اسی وجہ سے مقنع کے نام سے موسوم ہوا یہ یحییٰ بن زید کے مارے جانے کا منکر تھا اس کا یہ زعم تھا کہ یحییٰ بن زید مارے نہیں گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ روپوش ہو گئے ہیں اور اپنا بدلہ لیں گے عوام الناس کا ایک گروہ کثیر اس کا متبع ہو گیا اور اس کو سجدہ کرنے لگا۔ مقنع نے رساتیق کش کے قلعہ بیسام و سنجردہ میں قیام کیا۔ اسی اثناء میں سفید پوشان بخاری و صغد نے ظاہر ہو کر برخلاف خلافتِ عباسیہ اس کا ساتھ دیا کفار اتراک نے بھی اس کی مدد کی اور مسلمانوں پر جس طرف وہ تھے اُسی جانب سے حملہ کر دیا ابوالنعمان' جنید اور لیث بن نصر بن سیار مقابلہ پر آئے لیث کا بھائی محمد بن نصر اور اس کا بھائی تمیم کا لڑکا حسان اس واقعہ میں کام آیا المہدی نے ان کی کمک پر جبرئیل بن یحییٰ کو روانہ کیا اور باغیانِ بخاری و صغد سے جنگ کرنے پر جبرئیل کے بھائی یزید کو مامور کیا چار مہینے تک بخارا کے بعض قلعوں پر لڑائی ہوتی رہی بالآخر عساکرِ اسلامیہ نے بہ زور تیغ اس قلعہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ سات سو آدمی مارے گئے باقی جو رہے وہ مقنع کی طرف بھاگ گئے اور جبرئیل نے ان کا تعاقب کیا۔

اس کے بعد المہدی نے ابوعون کو جنگ مقنع پر متعین کیا چونکہ اس نے جنگ مقنع میں کارہائے نمایاں نہ کئے اس وجہ سے عساکرِ اسلامیہ اور ایک جماعت سپہ سالاروں کے ساتھ معاذ بن مسلم کو روانہ کیا گیا اس کے مقدمۃ الجیش پر سعید حریشی تھا۔ عقبہ بن مسلم بھی یہ خبر پا کر زم سے اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا مقام طواویس میں معاذ سے ملا اور دونوں نے بالاتفاق مقنع کے لشکر پر حملہ کیا مقنع کا لشکر پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا سینکڑوں آدمی مار ڈالے گئے باقی ماندہ جان بچا کر بھاگے اور بسیام میں مقنع کے پاس جا کر دم لیا۔ مقنع نے قلعہ بندی کر لی اور معاذ نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اثناء جنگ میں حریشی اور معاذ میں چل گئی حریشی نے المہدی کی خدمت میں معاذ کی شکایت لکھ بھیجی اور یہ بھی درخواست کی کہ ''اگر مجھے تنہا جنگ مقنع پر آپ مامور کریں تو میں فوراً اس کا قلع قمع کر دوں گا''۔ المہدی نے اس کو منظور کر لیا چنانچہ سعید حریشی بلا مشارکت معاذ جنگ مقنع میں مصروف ہوا پھر بھی معاذ نے اپنے لڑکے کو اس کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ عساکرِ اسلامیہ آلاتِ حصار شکن لے کر قلعہ کی طرف بڑھی مقنع کے ہمراہیوں نے گھبرا کر خفیہ طور سے امان طلب کی سعید حریشی نے امان دے دی تیس ہزار آدمی قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آئے۔ مقنع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ آور باقی رہ گئے سعید حریشی نے حصار میں سختی شروع کی مقنع نے اپنی ہلاکت کا یقین کر کے اپنے اہل و عیال کو جمع کیا بعض کہتے ہیں کہ زہر پلا دیا اور بعض کہتے ہیں کہ جلا دیا اور ان لوگوں کے جل جانے کے بعد خود بھی آگ میں کود پڑا عساکرِ اسلامیہ مظفر و منصور قلعہ میں داخل ہوئیں۔ حریشی نے مقنع کا سر اتار کر المہدی کی خدمت میں بھیج دیا یہ سر حلب میں المہدی کے پاس ۱۶۳ھ[1] میں پہنچا۔

المہدی کے عمال: ۱۵۹ھ میں المہدی نے اپنے چچا اسماعیل کو حکومتِ کوفہ سے معزول کر کے اسحاق بن صباح کندی اشعثی کو مامور کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن خاطب جمحی کو بعد معزولی اسماعیل گورنری کوفہ پر بھیجا تھا اسی سنہ میں سعید بن دعلج کو احداث بصرہ سے عبیداللہ بن حسن کو امامت سے معزول کر کے ان دونوں کے بجائے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان نمیری کو متعین کیا۔ کچھ عرصہ بعد احداث کو عمارہ بن حمزہ کے سپرد کر دیا اس نے اپنی طرف سے مسور بن عبداللہ باہلی کو اس کا متولی کیا۔ اسی سنہ میں قثم بن عباس کو یمامہ کی حکومت سے 'مطر (المنصور کے آزاد خادم) کو امارت مصر سے اور عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ سے سبکدوش کر کے یمامہ پر فضل بن صالح کو مصر پر ابوحمزہ محمد بن سلیمان کو اور مدینہ منورہ پر محمد بن عبداللہ

---

[1] کاتب نے غلطی سے ثلاث و تسعین لکھا ہے جس کے معنی ۹۳ ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے بجائے ستین کے تسعین لکھ دیا ہے۔ کمانی التاریخ الکامل لابن اثیر الجزری المجلد السادس صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکشیری کو مقرر کیا پھر اس کو معزول کر کے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن صفوان کو پھر اس کو بھی معزول کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت کی اور معبد بن خلیل گورنر سندھ اور حمید بن قحطبہ والی خراسان کے مرجانے پر باشارہ ابوعبیداللہ وزیر سندھ کی حکومت روح بن حاتم کو دی اور خراسان کی ابوعون عبدالملک بن یزید کو۔ بعدازاں ۱۶۰ھ میں ابوعون معتوب ہوا اور معزول کر دیا گیا اور اس کے بجائے معاذ بن مسلم خراسان پر حمزہ بن یحییٰ کو بجستان پر اور جبرئیل بن یحییٰ کو سمرقند پر مامور کیا۔ جبرئیل نے اپنے زمانہ گورنری میں سمرقند کا شہر پناہ اور قلعہ تعمیر کرایا۔ ان دنوں یمن کی گورنری پر رجاء بن روح فائز تھا اور کوفہ کے عہدہ قضاء پر شریک خراج پر ثابت بن موسیٰ' فارس' اہواز اور دجلہ پر عمارہ بن حمزہ اور عہدہ قضا بصرہ پر عبیداللہ بن حسن تھا پھر اس کو عہدہ قضاء بصرہ سے علیحدہ کر کے بجائے اس کے محمد بن سلیمان کو' سندھ پر بسطام بن عمرو کو اور یمامہ پر بشیر بن منذر کو متعین کیا۔

۱۶۱ھ میں المہدی نے سندھ کی گورنری نصر بن محمد بن اشعث کو دی اور غافیہ قاضی کو معہ ابن علاثہ کے رصافہ میں عہدہ قضاء پر مامور کیا۔ فضل بن صالح کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے اس کے بجائے عبدالصمد بن علی کو جزیرہ پر' عیسیٰ بن لقمان کو مصر پر' یزید بن منصور کو سواد کوفہ پر' حسان شعروی کو موصل پر اور بسطام بن عمرو تغلبی کو سندھ سے معزول کر کے آذربائیجان پر مقرر کیا اسی سنہ میں نصر بن مالک عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر مر گیا تب بجائے اس کے حمزہ بن مالک اسی کے پولیس افسر کو مامور کیا۔ ابان بن صدقہ الرشید کے سیکرٹری کو الہادی کے پاس تبدیل کر دیا اور ہارون کی اتالیقی پر یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین کیا پھر اسی سنہ میں اور ضمرہ محمد بن سلیمان کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے سلیمان بن رجاء کو مرحمت کی' اس سنہ میں سواد کوفہ پر یزید بن منصور اور احداث کوفہ پر اسحاق بن منصور مامور رہا۔

۱۶۲ھ میں المہدی نے علی بن سلیمان کو حکومت یمن سے اور سلیمان بن رجاء کو امارت مصر سے سبکدوش کر کے عبداللہ بن سلیمان کو سند گورنری یمن اور عیسیٰ بن لقمان کو سند امارت مصر مرحمت فرمائی پھر اس کو چند ہی مہینے بعد معزول کر کے اپنے آزاد خادم واضح کو پھر اس کو بھی معزول کر کے یحییٰ حریشی کو مامور کیا۔ طبرستان میں عمر بن علاء بجستان میں تمیم بن سعید بن دعلج اور جرجان میں مہلہل بن صفوان تھا اور محکمہ نزول قائم کر کے عمر بن بزیع اپنے آزاد خادم کے سپرد کر دیا۔

الہادی کی ولی عہدی اور عیسیٰ کی معزولی: ایک مدت سے بنو ہاشم کی ایک جماعت اور شیعان المہدی عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کرنے اور موسیٰ بن الہادی بن المہدی کی ولی عہدی کی بیعت کے متعلق غور و فکر کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ المہدی کو اس کی اطلاع ہوئی وہ خوش ہو گیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی جائے قیام رحبہ (مضافات کوفہ) سے بلا بھیجا۔ عیسیٰ نے حاضری سے انکار کر دیا تب المہدی نے کوفہ کی گورنری پر روح بن حاتم کو مامور کیا اور اس کو در پردہ عیسیٰ کی ایذا دہی کی ہدایت کر دی مگر روح کو ایذا دہی کا موقع نہ ملا کیونکہ عیسیٰ سوائے جمعہ اور عید کے کبھی شہر میں نہیں آتا تھا۔ المہدی نے جھلا کر عیسیٰ کو ایک عتاب آمیز خط تحریر کیا عیسیٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا پھر المہدی نے اپنے چچا عباس کو مع اپنے خط مشعر طلبی عیسیٰ کے پاس روانہ کیا عیسیٰ نے اس کی بھی تعمیل نہ کی بعدازاں المہدی نے اپنے گروہ والوں میں سے دو سپہ سالاروں کو عیسیٰ کے حاضر کرنے پر متعین کیا۔ چنانچہ عیسیٰ دارالخلافت بغداد میں حاضر ہوا اور المہدی کے لشکر میں (محمد بن سلیمان کے مکان پر) قیام کیا چند دنوں المہدی کی خدمت میں آتا جاتا رہا نہ تو کسی امر میں گفتگو کرتا تھا اور نہ کسی صلاح و مشورہ میں شریک ہوتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روز دارالخلافت میں حاضر ہوا اس وقت روساشیعان المہدی عیسیٰ کے خلع ولی عہدی پر متفق ہو رہے تھے سب کے سب اُس پر ٹوٹ پڑے عیسیٰ نے دروازہ جو اس کے پشت پر تھا بند کر لیا ان لوگوں نے اس کو توڑ ڈالا المہدی نے بظاہر اس سے ناراضگی ظاہر کی مگر وہ لوگ اپنے اس فعل سے باز نہ آئے یہاں تک کہ گھر والوں نے بھی اس بارے میں سختی کرنا شروع کر دی محمد بن سلیمان بہت زیادہ سختی کر رہا تھا۔ عیسیٰ نے اس قسم کا عذر کیا جو اس سے بوقت ولی عہدی لی گئی تھی المہدی نے قضاۃ اور فقہاء کو اس مسئلہ کے حل کرنے کو جمع کیا جن میں محمد بن علاثہ اور مسلم بن خالد زنجی بھی تھا ان لوگوں نے یہ جواب اعتنا بیان کیا کہ ''عیسیٰ پر اس قسم کی پابندی نہیں ہے اور اس کا کفارہ دے کر ولی عہدی سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں''۔ المہدی نے ان کو دس ہزار درہم مرحمت کئے زاب و کسکر میں جاگیریں دیں چنانچہ عیسیٰ نے اپنے آپ کو ولی عہدی سے جب کہ چار دن ماہِ محرم ۱۶۰ھ کے باقی تھے خلع کر لیا اور المہدی کے لڑکے موسیٰ الہادی کی ولی عہدی کی بیعت کر لی۔ اگلے دن المہدی نے دربارِ عام منعقد کیا۔ خاندان شاہی روسا ملت مجتمع ہوئے المہدی نے ان لوگوں سے بیعت لی جامع مسجد کی طرف آیا اور عیسیٰ اس کے ہمراہ تھا خطبہ دیا اور لوگوں کو عیسیٰ کی معزولیت اور ہادی کی ولی عہدی کی بیعت سے آگاہ کیا اور بیعت کرنے کے لئے ان لوگوں کو بھی بلایا۔ سب کے سب بیعت کرنے کے لئے بڑھے اور عیسیٰ نے بھی اپنے خلع ولی عہدی کی شہادت دی۔

فتح باربد: ۱۵۹ھ میں خلیفہ المہدی نے عبدالملک بن شہاب مسمعی کو بسرافسری ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ جس میں رضا کار (والنٹیر) بھی تھے بلاد ہند کی طرف روانہ کیا فارس سے کشتیوں پر سوار ہو گئے اور سرزمین ہند میں پہنچ کر باربد پر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہل باربد نے بدھ میں جا کر پناہ لی عساکرِ اسلامیہ نے بدھ میں آگ لگا دی بعض جل گئے۔ باقی جو رہے وہ عساکرِ اسلامیہ کی خون آشام تلواروں کی نذر ہو گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے تقریباً بیس آدمی شہید ہوئے۔ دریا کا جوش فرو ہونے کے انتظار میں چند روز ٹھہرے رہے اتفاق سے ایک بیماری وبائی (جو منہ میں ہوتی تھی) پیدا ہو گئی جس سے ایک ہزار آدمی مر گئے ازانجملہ ابراہیم بن صبیح تھا بعدازاں کشتیوں پر سوار ہو کر فارس کی جانب روانہ ہوئے ساحل بحراحمر پر پہنچے رات کا وقت ہوا کا ایک ایسا طوفان آیا جس سے اکثر کشتیاں پانی کے تھپیڑوں سے ٹوٹ گئیں اور ایک گروہ کثیر ڈوب کر مر گیا۔

المہدی کا حج: ۱۶۰ھ میں المہدی نے حج کی تیاری کی بغداد پر اپنے لڑکے الہادی اور اس کے ماموں یزید بن منصور کو اپنا نائب بنایا اور اپنے دوسرے لڑکے ہارون کو معہ چند لوگوں کے جو خاندان خلافت سے تھے۔ الہادی کی مصاحبت پر مامور کیا اور خود معہ وزیر یعقوب بن داؤد کے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گیا مکہ میں پہنچ کر وزیر السلطنت یعقوب نے حسن بن ابراہیم کو پیش کیا۔ جس کی امان یعقوب نے اس سے پیشتر حاصل کر لی تھی۔ المہدی بحسن اخلاق پیش آیا جاگیر دی۔ خانہ کعبہ کا وہ غلاف جو ہشام بن عبدالملک اموی نے چڑھایا تھا اور وہ قیمتی و نفیس دیبا کا تھا اتروا کر دوسرا عمدہ قیمتی غلاف چڑھایا۔ مصارف خیر میں ہزاروں روپے خرچ کئے۔ عراق سے تین ہزار درہم، مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے ایک لاکھ دینار منگوا کر خرچ کئے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ پچاس ہزار غرباء میں کپڑے تقسیم کئے، مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیع کیا اور انصار کے پانچ سو خاندانوں کو عراق میں لا کر آباد کیا اور معقول تنخواہیں مقرر کیں، جاگیریں دیں اور اپنی محافظت پر اُن کو مامور کیا۔ واپسی[1] کے وقت مکہ کے راستہ میں مکانات تعمیر کرنے کا حکم دیا (یہ مکانات ان مکانات سے بڑے اور شاندار

[1] یہ واقعات ۱۶۱ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل الابن اثیر جلد ششم صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوائے گئے تھے جو المنصور نے قادسیہ سے زبالہ تک بنوائے تھے) اور تمام مقامات و مکانات میں حوض اور کنوئیں بنوائے میلوں کے جدید نشان نصب کرائے ان تمام کاموں کا اہتمام یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا تھا۔ مسجد بصرہ کی بھی توسیع اور منبروں کو بقدر منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا کرنے کا حکم صادر ہوا اور ۱۶۷ھ میں حرمین شریفین کے بڑھائے جانے کا حکم دیا اس کا اہتمام بھی یقطین بن موسیٰ ہی کے سپرد ہوا بہت سے مکانات کو مسمار کر کے حرم میں شامل کر دیا تعمیر کا کام المہدی کی وفات تک جاری رہا تھا۔

وزیر ابو عبداللہ: ابو عبداللہ اشعری عہد حکومت المنصور میں المہدی سے ملا تھا' المہدی نے اس کی بے حد عزت کی تھی اور عہد وزارت سے اس کو سرفراز کر کے اپنے ہمراہ خراسان لے گیا تھا اور چونکہ ابو عبداللہ کے کاموں پر المہدی کو پورا پورا اعتماد ہو گیا تھا اس لئے لوگوں نے چغلی کرنا شروع کر دی۔ ربیع وقتاً فوقتاً اس کا دفعیہ کرتا جاتا اور اس کے خطوط کو المنصور کی خدمت میں پیش کر کے دو کلمہ خیر سے یاد کر لیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے المنصور نے المہدی کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ ''ابو عبداللہ کے متعلق کسی کے کہنے سننے پر کچھ خیال نہ کرنا'' پس جب المنصور نے وفات پائی اور ربیع المہدی کی بیعت خلافت کو بحسن و خوبی انجام دے کر بغداد میں آیا۔ المہدی اور اپنے اہل کے آنے سے پیشتر ابو عبداللہ کے مکان پر ملنے کو گیا۔ اس کا لڑکا فضل بن ربیع اس امر پر ربیع کو ملامت کرنے لگا۔ ربیع نے جواب دیا ''تم صاحبزادہ ہو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے وہ وزیر ہے اس کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کئے جائیں گے جو اس سے پیشتر کئے جاتے تھے اور دیکھو خبردار جو برتاؤ ہم اس کے ساتھ کریں ان میں دخل در معقولات تم نہ کرنا اور نہ اس کا کسی سے تذکرہ کرنا''۔ مغرب کے وقت سے ابو عبداللہ کی ڈیوڑھی پر ٹھہرا رہا جب نماز عشاء پڑھ لی گئی تو حاضری کی اجازت ملی۔ ابو عبداللہ مسند بچھائے تکیہ لگائے بیٹھا رہا استقبال کرنا درکنار اٹھ کر بیٹھا تک نہیں۔ ربیع نے بیعت خلافت المہدی کا تذکرہ کرنا شروع کیا۔ ابو عبداللہ نے روک کر کہا ''ہاں ہم کو تمہاری کارگزاریوں کی کیفیت معلوم ہوئی ہے''۔ ربیع دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اٹھ کر چلا آیا فضل ربیع کے اس فعل پر ملامت کر کے بولا ''آپ نے یہ کام غیر مناسب کیا''۔ ربیع نے جواب دیا ''نہیں! جو میں نے کیا وہ مناسب تھا واللہ و اللہ ثم باللہ میں اپنی عزت' آبرو اور مال اس کی تذلیل میں مٹا دوں گا''۔

ربیع اس گفتگو کے بعد ابو عبداللہ کے معائب کی جستجو کرنے لگا لیکن اس وجہ سے کہ ابو عبداللہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے اور مذہبی کاموں میں کمال احتیاط کرتا تھا۔ ربیع کو کوئی موقع حرف گیری کا نہ ملا مجبور ہو کر اس کے لڑکے محمد کی برائیاں بیان کرنے لگا ایک روز المہدی سے موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ ''محمد بن ابو عبداللہ مرتد ہو گیا ہے اور امیر المومنین کے حرم سے تعرض کرتا ہے''۔ المہدی کے دل میں جب اس تہمت و الزام کا پورا پورا اثر ہو گیا تو بہ وقت عدم موجودگی ابو عبداللہ کے محمد کو دربار خلافت میں پیش کیا۔ اس کے بعد ابو عبداللہ کو طلب کیا گیا المہدی نے محمد سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا ''کچھ پڑھو'' محمد کچھ پڑھ نہ سکا تب المہدی نے ابو عبداللہ سے کہا ''تم تو کہتے تھے کہ میرا لڑکا قرآن پڑھتا ہے'' عرض کیا ''یہ دو برس سے مجھ سے علیحدہ ہے شاید بھلا دیا''۔ المہدی نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر ڈالو تعمیل ارشاد کے لئے آگے بڑھا مگر فرط محبت سے غش کھا کر گر پڑا اس وقت المہدی کے حکم سے دوسرے شخص نے محمد کو قتل کیا۔ اسی روز سے المہدی کو ابو عبداللہ سے نفرت سی ہو گئی۔ (یوماً فیوماً بڑھتی گئی جس کو ہم آئندہ بیان کریں گے) دیوان انشاء سے اس کو معزول کر کے ربیع کو مقرر کیا اور وزیر یعقوب بن داؤد کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت المہدی کی نظروں میں بڑھتی چلی گئی رفتہ رفتہ اس قدر توقیر بڑھی کہ تمام ممالک محروسہ میں اسی کے مقرر کیے ہوئے امین نظر آتے تھے المہدی جو حکم صادر کرتا تھا اس کا نفاذ بغیر دستخط وزیر یعقوب کے نہ ہوتا تھا اور وہ حکم وزیر یعقوب ہی کے امینوں کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہوتا تھا۔

اندلس میں دعوت عباسیہ کا ظہور و انقطاع: ۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری نے افریقہ سے بہ قصد دعوت خلافت عباسیہ اندلس کا قصد کیا۔ چنانچہ ساحل مرسیہ میں پہنچ کر سلیمان بن یقظن گورنر سرقسطہ کو المہدی کے دائرہ اطاعت میں داخل ہونے کو لکھا۔ سلیمان نے بحکم ع ''جواب جاہلاں باشد خموشی'' کچھ جواب نہ دیا عبدالرحمٰن نے طیش میں آ کر معہ ان بربریوں کے جو اس کے ہمراہ تھے سرقسطہ پر چڑھائی کر دی مقابلہ ہوا عبدالرحمٰن شکست کھا کر تدمیر کی طرف لوٹ آیا اس اثناء میں امیر عبدالرحمٰن والی اندلس بھی اپنا لشکر لئے ہوئے عبدالرحمٰن کے سر پر آ پہنچا اور عبدالرحمٰن پر میدان فرار تنگ کرنے کی غرض سے کشتیوں میں آگ لگوا دی عبدالرحمٰن گھبرا کر بلنسیہ کے پہاڑ پر چڑھ گیا عبدالرحمٰن والی اندلس نے منادی کرا دی کہ جو عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر لائے گا اس کو ایک ہزار دینار انعام دیا جائے گا کسی بربری کے کان تک یہ آواز پہنچ گئی اس نے غفلت کی حالت میں عبدالرحمٰن کا سر اتار کر عبدالرحمٰن والی اندلس کے روبرو پیش کر دیا اور ایک ہزار دینار لے کر چلتا پھرتا نظر آیا یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔

اس واقعہ سے عبدالرحمٰن والی اندلس کو اشتعال پیدا ہوا اس نے لشکر مرتب کر کے اندلس کے بلاد شمالیہ کی جانب سے شام پر چڑھائی کر دی اتفاق یہ پیش آیا کہ سلیمان بن یقظن اور حسین بن یحییٰ بن سعید بن سعد بن عثمان انصاری سرقسطہ میں باغی ہو گیا بہ مجبوری عبدالرحمٰن والی اندلس جنگ شام سے اعراض کر کے سرقسطہ کی طرف جھک پڑا اور ان کی سرکوبی و گوشمالی نے اسے اُس قصد سے روک دیا۔

بازنطینی جنگیں: ۱۶۳ھ میں المہدی نے بہ قصد جہاد روم فراہمی لشکر کی جانب توجہ کی اور بہ عجلت تمام خراسان اور اپنے کل ممالک محروسہ سے لشکر مجتمع کر کے کوچ کر دیا روانگی سے ایک دن پہلے لشکر گاہ میں اس کے چچا عیسیٰ بن علی کا آخر ماہ جمادی الآخر میں انتقال ہو گیا بایں ہمہ دوسرے دن بغداد میں اپنے لڑکے موسیٰ الہادی کو اپنی نیابت پر مامور کر کے ہارون کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بلاد روم کی طرف روانہ ہو گیا دوران سفر میں جزیرہ و موصل ہو کر گزرا عبدالصمد بن علی کو معزول کر کے قید کر دیا بعد ازاں ۱۶۶ھ میں رہا کر دیا جس وقت مسلمہ بن عبدالملک کے قصر کے مقابل پہنچا عباس بن علی (المہدی کے چچا) نے اس واقعہ کو یاد دلایا جو مسلمہ[1] نے ان کے دادا محمد بن علی کے ساتھ کیا تھا المہدی نے یہ سنتے ہی مسلمہ کے لڑکوں، غلاموں اور جملہ متعلقین کو طلب کر کے بیس ہزار دینار مرحمت کئے اور ان کے وظائف مقرر کر دیئے پھر فرات کو عبور کر کے حلب[2] پہنچا اور اپنے لڑکے ہارون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جیجان تک مشایعت کی غرض سے ہارون کے ساتھ آیا ہارون کے ہمراہ اس مہم پر عیسیٰ بن موسیٰ، عبدالملک بن صالح، حسن بن قحطبہ، ربیع بن یونس اور یحییٰ بن خالد بن برمک بھی تھا مگر سرداری لشکر اور رسد و غلہ کا انتظام ہارون ہی کے سپرد تھا وہ قلعہ سمالو کا چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا اکتالیسویں روز امان کے ساتھ اس کو مفتوح کیا۔ اس

---

[1] ایک زمانہ میں محمد بن علی مسلمہ بن عبدالملک کی طرف ہو کر گزرا تھا مسلمہ نے دعوت کی تھی اور ایک ہزار دینار نذر کئے تھے منہ رحمۃ اللہ۔

[2] اس مقام پر جگہ خالی ہے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵ جلد ششم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اور چند قلعات فتح کیے اور نیک نامی کے ساتھ المہدی کی خدمت میں واپس آیا المہدی نے اس اثناء میں اطراف حلب کے زنادقہ[1] پر بے حد سختی شروع کر دی۔ چن چن کر قتل کرا رہا تھا ہارون کی واپسی کے بعد بغداد کو روانہ ہوا بیت المقدس کی زیارت کو گیا۔ مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی اور بخیریت تمام بغداد واپس آیا۔

ہارون کی ولی عہدی: خلیفہ مہدی نے ۱۶۶ھ میں اپنے بھائی ہادی کے بعد اپنے لڑکے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لی اور الرشید کا لقب دیا۔

وزیر یعقوب کا زوال: داؤد بن ملہان شیعی نصر بن سیار کا سیکرٹری تھا اور فرقہ زیدیہ کے عقائد کا پابند تھا جن دنوں یحییٰ بن زید نے خراسان میں خروج کیا ان ایام میں بھی ابو داؤد نصر کے حالات سے یحییٰ بن زید کو مطلع کیا کرتا تھا پس جب ابو مسلم خراسانی نے یحییٰ کے خون کا معاوضہ لیا تو ابو داؤد ابو مسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ابو مسلم نے اس کو امان دی مگر اس کا مال و اسباب جو اس نے زمانہ گورنری نصر میں حاصل کیا تھا لے لیا۔ تھوڑے دنوں بعد داؤد مر گیا اس کے لڑکے ذی علم باادب اور ہوشیار نکلے چونکہ ان کا باپ داؤد نصر کا سیکرٹری تھا اس وجہ سے عباسیہ کے دربار میں کچھ عزت نہ ہوئی۔ زیدیہ ہونے کی وجہ سے خاندان بنو فاطمہ سے میل جول پیدا کیا اور اسی بناء پر داؤد بن ابراہیم بن عبداللہ کی صحبت میں رہا اس کے لڑکوں نے اس کے مرنے پر وہی رویہ اختیار کیا۔ ابراہیم کے مارے جانے کے بعد خلیفہ منصور نے ان لوگوں کی تلاش کرا کر حسن بن ابراہیم کے ساتھ یعقوب و علی کو بھی قید کر دیا۔ پھر جب منصور مر گیا اور مہدی تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے اس کو بھی رہائی یافتہ قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا۔ رہائی پانے کے بعد یعقوب نے اپنے پر پرزے نکالے حسن بن ابراہیم کے بھاگنے کی اطلاع کی پھر جب حسن بن ابراہیم بھاگ گئے تو مہدی نے کہہ سن کر امان حاصل کر کے حسن کو حاضر کر دیا۔ یہی بڑا سبب یعقوب کی قدر افزائی کا ہوا خلیفہ مہدی کی نظروں میں اس کی اس قدر توقیر بڑھی کہ اس کو وزارت کا معزز رتبہ مرحمت فرما دیا۔

یعقوب نے رتبہ وزارت پر پہنچتے ہی زیدیہ کو کل ممالک محروسہ کے معزز و ممتاز عہدوں پر مقرر کر دیا خلیفہ مہدی کے آزاد غلاموں کو یہ امر شاق گزرا شکایتیں کرنے لگے اور خلیفہ مہدی ان کی شکایتوں کو اس انداز سے سن لیتا تھا کہ ان لوگوں کو پکا یقین ہو جاتا تھا کہ خلیفہ مہدی کے دل میں ہماری شکایتوں نے گھر کر لیا ہے۔ شب کو آپس میں اکثر کہا کرتے تھے کہ کل صبح کو ضرور یعقوب گرفتار کر لیا جائے گا مگر جب صبح ہوتی اور یعقوب دربار خلافت میں حاضر ہوتا تو خلیفہ مہدی اس سے بہ خندہ پیشانی پیش آتا ہنس ہنس کر باتیں کرتا اور یعقوب بھی اس کے جی بہلانے کو عورتوں ہی کا یا جن چیزوں کی طرف اس کی طبیعت راغب تھی۔ انہی کا تذکرہ کیا کرتا تھا ایک روز شب کو دیر تک قصہ کہتا رہا نصب شب کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا غلام سو گیا تھا سوار ہو کر اپنی چادر کا کنارہ اٹھانے لگا گھوڑا بدکا یعقوب زمین پر آ رہا پنڈلی ٹوٹ گئی۔ چوٹ آ جانے کی وجہ سے حاضری دربار سے معذور ہو گیا دشمنوں کو موقع مل گیا شب و روز شکایت کر کے خلیفہ کا مزاج برہم کر دیا تا آنکہ مہدی نے اس کو اور اس کے کل عمال کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔

---

[1] زندیق معرب زندہ ہے جس کے معنی معتقد ژند کے ہیں اور ژند مجوسیوں کی مذہبی کتاب ہے جمع زنادیق و زنادیقہ اور بقول مشہور زندیق اس کو کہتے ہیں جو کفر کو چھپائے اور ایمان ظاہر کرے۔ کمافی اقرب الموارد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعقوب کو قید کرنے کا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ مہدی نے ایک علوی کو قتل کی غرض سے یعقوب کے سپرد کیا تھا اور یعقوب نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا کسی نے خلیفہ مہدی تک یہ خبر پہنچا دی اور اس شخص کو پیش کر دیا مہدی نے یعقوب کو طلب کر کے اس علوی کا حال دریافت کیا عرض کیا ''میں نے اس کو امیر المومنین کے حکم سے قتل کر ڈالا''۔

مہدی نے علوی کو پردہ سے نکال کر یعقوب کے روبرو کر دیا یعقوب نے شرما کر سر جھکا لیا۔ خلیفہ مہدی نے تہ خانہ کے قید خانہ میں قید کر دیا۔ ہادی کے زمانہ خلافت تک محبوس رہا ہارون الرشید کے عہد حکومت میں قید خانہ سے نکالا گیا آنکھوں سے معذور ہو گیا اجازت حاصل کر کے مکہ معظمہ میں قیام کیا۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یعقوب کے ادبار کا بڑا سبب یہ پیدا ہوا تھا کہ یعقوب مہدی کے مصاحبین کو نبیذ[1] سے منع کیا کرتا تھا بلکہ کبھی کبھی اس فعل قبیح پر جھڑک دیتا تھا اور مہدی سے اکثر کہا کرتا تھا:

''افسوس ہے کہ بعد نماز پنجگانہ مسجد میں آپ کے پاس آپ کے مصاحبین بیٹھ کر نبیذ کا دور چلایا کرتے ہیں واللہ ان حرکات پر آپ نے مجھے اپنا وزیر نہیں بنایا ہے اور نہ میں نے یہ سمجھ کر آپ کی مصاحبت اختیار کی ہے''

خلیفہ مہدی کو یہ نصیحت ناگوار گزری موقع پا کر قید کر دیا۔

طبرستان کی بغاوت: ۱۶۷ھ میں دندا ہرمز د شردین والیان طبرستان نے علم بغاوت بلند کیا تھا خلیفہ مہدی نے ان کی سرکوبی اور آتش بغاوت کے فرو کرنے کو اپنے ولی عہد ہادی کو روانہ کیا ہادی کے لشکر کا پھریرہ محمد بن جمیل کے ہاتھ میں تھا۔ عہدہ حجابت پر یضع (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) دستہ فوج جان نثاران پر عیسیٰ بن ماہان اور محکمہ پیام رسانی پر ابان بن صدقہ مامور تھا ابان بن صدقہ کی وفات پر خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے ابو خالد احول کو مقرر کیا۔

ہادی نے دربار خلافت سے رخصت ہو کر لشکر مرتب کیا اور کل لشکر پر اپنی طرف سے یزید بن مزید کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ ہادی کے لشکر نے ان دونوں سرکشوں متکبروں کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ تنگ آ کر وہ دائرۂ اطاعت میں آ گئے۔ اسی بغاوت و بدنظمی کی وجہ سے خلیفہ مہدی نے یحییٰ حریشی کو حکومت صوبہ طبرستان سے معزول کر کے عمر بن علاء کو مامور کیا اور اپنے آزاد غلام فراشہ کو جرجان کی گورنری پر بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر ۱۶۸ھ میں یحییٰ حریشی کو چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ طبرستان کی جانب روانہ کیا۔

خلیفہ مہدی کے عمال: خلیفہ مہدی نے ۱۶۳ھ میں اپنے لڑکے ہارون کو آذربائیجان، ارمینیہ اور کل بلاد مغرب کا والی مقرر کر کے اس کے محکمہ مال کا سیکرٹری ثابت بن موسیٰ اور سررشتہ پیام رسانی پر یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین فرمایا اور زفر بن عاصم کو حکومت جزیرہ سے، معاذ مسلم کو گورنری خراسان سے، یحییٰ حریشی کو امارت اصفہان سے، سعید بن دعلج کو طبرستان سے اور مہلہل بن صفوان کو جرجان سے معزول کر کے جزیرہ کی حکومت عبداللہ بن صالح کو، خراسان کی مسیب بن زہیر ضبی کو، اصفہان کی حکم بن سعید کو، طبرستان کی عمر بن علاء کو اور جرجان کی ہشام بن سعید کو عنایت کی۔ ان دنوں حجاز و یمامہ میں جعفر بن سلیمان کوفہ میں اسحاق بن صباح، بحرین بصرہ، فارس اور اہواز میں محمد بن سلیمان گورنر تھا۔

۱۶۴ھ میں اس کو معزول کر کے اس کے بجائے صالح بن داؤد کو متعین کیا اس سنہ میں سندھ کی حکومت پر نصر بن محمد

[1] نبیذ کھجور کی تاڑی ہے اس کو زمانہ سابق میں بجائے شراب کے پیتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مورآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸۔ C1

بن اشعث تھا۔

۱۶۵ھ میں خلف بن عبداللہ کو حکومت رے سے معزول کر کے عیسیٰ (جعفر کے آزاد غلام) کو مقرر کیا اور بصرہ کی حکومت روح بن حاتم کو، بحرین، عمان، اہواز، کرمان اور فارس کی امارت نعمان (خود خلیفہ مہدی کے آزاد غلام) کو دی۔ محمد بن فضل کو حکومت موصل سے سبکدوش کر کے بجائے اس کے احمد بن اسماعیل کو مقرر کیا۔

۱۶۶ھ کے دور میں عبیداللہ بن حسن نمیری عہدہ قضاء بصرہ سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر اہل بصرہ نے اس سے ناراضگی ظاہر کی تب خلیفہ مہدی نے ابو یوسف کو مقرر کیا جبکہ وہ جرجان کو جا رہا تھا۔ اسی سنہ میں اہل خراسان نے مسیب بن زہیر سے بغاوت کی وجہ سے ابوالعباس فضل بن سلیمان طوسی کو مقرر کیا اور سجستان کو بھی اسی کے صوبہ میں شامل کر دیا پس اس نے اپنی طرف سے سجستان پر تمیم بن سعید بن دعلج کو متعین کیا اور اسی سنہ میں خلیفہ مہدی نے مدینہ منورہ کی حکومت پر ابراہیم اپنے چچا زاد بھائی کو مامور کیا اور منصور بن یزید کو حکومت یمن سے معزول کر کے عبداللہ بن سلیمان ربعی کو عنایت کی ان دنوں مصر کا گورنر ابراہیم بن صالح تھا۔

۱۶۷ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں وفات پائی۔ اسی سنہ میں خلیفہ مہدی نے یحییٰ حریشی کو حدود طبرستان اور رویان سے معزول کر کے اس کی بجائے عمر بن علاء کو مقرر کیا اور جرجان کی حکومت اپنے مولیٰ فراشہ کو مرحمت کی اور ابراہیم بن یحییٰ جو مدینہ منورہ کا عامل اور خلیفہ مہدی کا چچا زاد بھائی تھا حج کرنے کو گیا اور ادائے حج کے بعد انتقال کر گیا۔ خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے اسحاق بن موسیٰ بن علی کو متعین کیا اس سنہ میں عمال بایں تفصیل تھے یمن پر سلیمان بن یزید حارثی، یمامہ پر عبداللہ بن مصعب زبیری، بصرہ پر محمد بن سلیمان، عہدہ قضاء پر عمر بن عثمان تیمی، موصل پر احمد بن اسماعیل ہاشمی اور بروایت بعض مؤرخین موسیٰ بن کعب۔

اسی سنہ میں عرب نے بادیہ بصرہ میں مابین یمامہ و بحرین فتنہ وفساد برپا کیا تھا راستہ بند ہو گیا تھا محرمات شرعی کا پاس باقی نہ رہا تھا اور نماز بھی چھوڑ بیٹھے تھے۔

بیرونی مہمات: ۱۵۹ھ میں خلیفہ مہدی نے اپنے چچا عباس کو صائفہ کے لشکر کا سردار مقرر کر کے جہاد کرنے کو روانہ کیا اور اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن وسیف تھا رفتہ رفتہ اہرہ پر پہنچے اور اس کو کمال مردانگی سے فتح کر کے صحیح وسالم واپس آئے۔ اس معرکہ میں ایک بھی مسلمان ضائع نہیں ہوا۔ ۱۶۱ھ میں ثمامہ بن ولید امیر لشکر صائفہ نے وابق پر فوج کشی کی رومیوں نے بسر افسری میخائیل اسی ہزار کی جمعیت سے مرعش پر دھاوا بول دیا اور بلاد مرعش پر پہنچ کر اکثر کو قتل کر ڈالا بعض کو قید کر لیا اور قلعہ مرعش پر پہنچ کر اس کا بھی محاصرہ کر لیا اور مسلمانوں کی ایک تعداد کثیر کو قتل کر کے جیحان کی طرف واپس آئے مگر عیسیٰ بن علی نے قلعہ مرعش نہ چھوڑا۔ خلیفہ مہدی کو رومیوں کی پیش قدمی شاق گزری اس نے لشکر کی تیاری کا فوراً حکم صادر کر دیا اور ۱۶۲ھ میں رومی لشکر نے حرث پر چڑھائی کی تھی اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا تھا۔ اسی سنہ میں حسن بن قحطبہ نے لشکر صائفہ کی اسی ہزار کی جمعیت سے بلاد روم پر جہاد کیا وہ قتل و غارت کرتا ہو بہت دور تک چلا گیا مگر نہ تو کسی قلعہ کو اس نے فتح کیا اور نہ رومیوں کے کسی لشکر سے جنگ آزما ہوا بہرکیف صحیح وسالم واپس آیا اور یزید بن اسید سلمی نے قالیقلا کی جانب سے جہاد کیا تھا تین قلعے فتح کئے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا تھا۔ اس کے بعد خلیفہ مہدی نے بہ نفس نفیس ۱۶۳ھ میں جہاد کیا جیسا کہ اوپر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا گیا پھر ۱۶۴ھ میں عبدالکبیر بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے حدود حرث سے جہاد کا علم بلند کیا۔ میخائیل وطارد ارمنی بطریقون نے نوے ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا عبدالکبیر کثرتِ فوج مخالف سے خائف ہو کر بلا جدال وقتال لوٹ آیا خلیفہ مہدی نے برہم ہو کر قتل کا قصد کیا۔ مگر چند لوگوں کی سفارش سے بجائے قتل کے قید کر دیا۔

۱۶۵ھ میں خلیفہ مہدی نے صائفہ کی سرداری پر اپنے لڑکے ہارون کو مقرر کر کے جہاد کرنے کو روانہ کیا اور اپنے معتمد خاص ربیع کو اس کے ہمراہ کر دیا ہارون نے بلاد روم میں پہنچ کر ایک قیامت برپا کر دی بطریق فقیط کا لشکر مقابلہ پر آیا لشکر اسلام سے یزید بن مرید نے نکل کر حملہ کیا بطریق کا لشکر ہزیمت کھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا یزید کے ہمراہی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر دمشق جا پہنچے مسلمانوں کا افسر میگزین بہ لحاظ ضرورت جنگ دمشق ہی میں رہتا تھا اس نے ان کو دو لاکھ دینار اور بائیس ہزار درہم دیئے ہارون الرشید اپنے لشکر کے ہمراہ جس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی فتح و غارت کرتا ہوا خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ان دنوں قسطنطنیہ کے تختِ سلطنت پر ایک نابالغ لڑکا تھا اور اس کی ماں غطسہ بادشاہ الیوک کی بیگم حکومت کر رہی تھی غطسہ نے ستر ہزار دینار سالانہ زر جزیہ دے کر تین برس کے لئے اس شرط پر صلح کر لی کہ قسطنطنیہ کے بازار میں مسلمانوں کی آمد و رفت خرید و فروخت کی ممانعت نہ کی جائے گی۔ عساکر اسلامی نے ان لڑائیوں میں سے صلح سے قبل پانچ ہزار چھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا تھا اور چون ہزار رومیوں کو معرکہ کارزار میں اور دو ہزار قیدیوں کو تہ تیغ کیا تھا۔ اس کے بعد رومیوں نے ۱۶۸ھ میں اس رشتہ صلح کو جب کہ چار مہینے انقضائے مدت صلح کو باقی رہ گئے توڑ ڈالا علی بن سلیمان والی جزیرہ و قنسرین نے یہ خبر پا کر یزید بن بدر بن بطال کو بسر افسری اسلامیہ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا چنانچہ مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

وفات: ۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی کو تجربہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ امورِ سلطنت کے انصرام کے لئے ہادی کی بہ نسبت ہارون الرشید میں قابلیت زیادہ ہے اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اس نے یہ فیصلہ کیا کہ موسیٰ الہادی کو ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے اور ہارون کے بعد ہادی تختِ خلافت کا مالک سمجھا جائے۔ ان دنوں ہادی جرجان میں مقیم تھا مہدی نے ہادی کے پاس طلبی کا خط لکھا ہادی نے خلافِ توقع قاصد کو پٹوا کر نہایت ذلت سے اپنے دربار سے نکلوا دیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا مجبور ہو کر خلیفہ مہدی[1] نے خود جرجان کا قصد کیا تھا اتفاقِ وقت سے ماسبدان میں پہنچ کر وہ انتقال کر گیا۔

اس کی موت کے اسباب میں علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کو کسی لونڈی نے زہر دیا تھا۔ اس وجہ سے مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک لونڈی دوسری لونڈی کو امرود میں زہر دینا چاہتی تھی اتفاق سے اس امرود کو دھوکہ کھا کر

---

[1] خلیفہ مہدی نے دس برس کئی مہینے خلافت کی تینتالیس برس کی عمر پائی۔ ۱۲۷ھ میں مقام ایدج میں پیدا ہوا تھا اس کی ماں کا نام ام موسیٰ بنت منصور حمیریہ تھا۔ سخی، ملیح صورت، رعایا کا خیر خواہ، عقاید کا درست اور زنادقہ کا جانی دشمن تھا اسی نے زنادقہ کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کرا کر قتل کرایا تھا۔ سب سے پہلے اسی کے حکم سے زنادقہ و ملحدین کی رد میں دو کتابیں تصنیف کی گئی تھیں۔ حدیث کی سماعت اس نے اپنے باپ اور مبارک بن فضالہ جیسے عالم متبحر سے کی تھی اور اس سے یحییٰ بن حمزہ، جعفر بن سلیمان، ضبعی، محمد بن عبداللہ رقاشی اور ابوسفیان سعید بن یحییٰ حمیری نے روایت کی ہے اس کی صحبت میں اکثر علماء فضلاء رہا کرتے تھے۔ علم دوست نیک مزاج تھا۔ ملخصاً من الکامل لابنِ اثیر صفحہ ۳۳ المجلد السادس و تاریخ الخلفاء السیوطی صفحہ ۸۵ اوسا یک الذہب صفحہ ۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ مہدی کے روبرو پر رکھ دیا خلیفہ مہدی نے کھالیا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی اور بعض کہتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مہدی شکار کھیلنے گیا تھا۔ ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا شکار بھاگ کر ایک ویران مکان میں گھس گیا خلیفہ مہدی بھی اس مکان میں گھس گیا دروازے چھوٹے تھے ٹکر کھا کر گر پڑا اور اُسی دن چوٹ کے صدمہ سے مر گیا۔ اس کی موت محرم ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور موافق عہد سابق کے موسیٰ الہادی نے اپنے باپ کی موت کی خبر سن کر جب کہ وہ جرجان میں ٹھہرا ہوا اہل طبرستان سے جنگ کر رہا تھا اپنی خلافت کی بیعت کر لی۔

✡ ✡ ✡

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

ابو محمد موسیٰ الہادی ۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ

آغازِ خلافت: خلیفہ مہدی کے انتقال کے بعد ہارون الرشید نے دل جوئی اور تالیفِ قلوب کے خیال سے لشکریوں کو دو دو سو درہم مرحمت کئے اور بغداد کی طرف واپسی کی منادی کرا دی بغداد میں پہنچ کر ان لوگوں کو مہدی کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی ربیع کے مکان پر چڑھ گئے آگ لگا دی۔ روزینہ طلب کیا اور قید خانہ توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ اس کے بعد ہی ہارون الرشید بھی بغداد پہنچ گیا خیزران (مادر ہارون الرشید) نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کی غرض سے بلا بھیجا۔ یحییٰ بن خالد تو ہادی کے خوف سے حاضر نہ ہوا البتہ ربیع خیزران کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی ہدایت کے مطابق لشکریوں کو سمجھایا بجھایا لشکریوں کو غوغا و شور اس کے کہنے سے فرو ہو گیا خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی تو ایک عتاب آموز خط لکھ بھیجا۔ ربیع نے خلیفہ ہادی کا عتاب آموز خط یحییٰ کو دکھلا کر مشورہ طلب کیا یحییٰ نے رائے دی کہ تم اپنے لڑکے فضل کو تحائف و ہدایا دے کر خلیفہ ہادی کے پاس بھیج دو معذرت کر آئے امید ہے کہ خلیفہ ہادی کے مزاج کی برہمی جاتی رہے گی۔ ربیع نے ایسا ہی کیا اور خلیفہ ہادی اس تدبیر سے راضی بھی ہو گیا۔

ہارون الرشید نے بغداد پہنچ کر اپنے بھائی ہادی کی خلافت کی بیعت لی اور ممالک اسلامیہ میں ایک گشتی فرمان مشعر خلافت ہادی و موت مہدی روانہ کر دیا اور نصیر وصیف کو ان واقعات سے مطلع کر کے خلیفہ ہادی کے پاس جرجان بھیج دیا خلیفہ نے کوچ کا حکم دے دیا اور نہایت تیزی سے قطع مسافت کر کے بیس دن میں بغداد پہنچا۔ ربیع کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا لیکن ربیع اپنی وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔

زنادقہ: خلیفہ ہادی تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی طرح زنادقہ کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گیا جس کو جہاں پایا قتل کر ڈالا از انجملہ علی بن یقطین اور یعقوب بن فضل ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھا اس نے خلیفہ مہدی کے روبرو زندقہ کا اقرار کیا تھا چونکہ خلیفہ مہدی نے ہاشمیوں کے قتل نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اس کو قتل نہ کیا قید کر دیا مگر ساتھ ہی اس کے اپنے لڑکے ہادی کو وصیت کر دی تھی کہ جب تم بیعتِ خلافت پر متمکن ہونا تو اس کو قتل کر دینا۔ اسی طرح داؤد بن علی کی اولاد کے قتل کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ ہادی نے اس وصیت کے مطابق ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

خلیفہ ہادی کی تخت نشینی کے وقت عمال اس تفصیل سے تھے "مدینہ منورہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب' مکہ و طائف پر عبداللہ بن قثم' یمن پر ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ' یمامہ و بحرین پر سوید قائد خراسانی' عمان پر حسن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن سلیم حواری، کوفہ پر موسیٰ بن عیسیٰ، بصرہ پر ابنِ سلیمان، جرجان پر حجاج (خود خلیفہ کا آزاد غلام) قومس پر زیاد بن حسان، طبرستان ورویان پر صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی، موصل پر ہاشم بن سعید بن خالد پھر اس کو خلیفہ ہادی نے اس کی کج خلقی کی وجہ سے معزول کر کے بجائے اس کے عبدالملک بن صالح بن علی ہاشمی کو مقرر کیا تھا۔

صائفہ کے ساتھ اس ۱۶۹ھ میں معیوب بن یحییٰ جہاد کرنے کو گیا تھا اور روم نے اپنے بطریق کے ہمراہ حرث کی طرف خروج کیا تھا والی حرث بخوف روم قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور رومیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا معیوب یہ خبر پا کر حدود راہب سے بلا د روم میں داخل ہوا تھا اور بہت سا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا تھا۔

حسین بن علی کا خروج حسین علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی ابن ابی طالب کے لڑکے ہیں اسی ۱۶۹ھ میں ان کا ظہور ہوا۔ سبب ظہور یہ تھا کہ خلیفہ ہادی نے مدینہ منورہ کی امارت پر جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں عمر بن عبدالعزیز کو مامور کیا تھا ایک روز ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن حسین، مسلم بن جندب ہذلی شاعر اور عمر بن سلام (مولیٰ آل عمر) ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبیذ کا دور چل رہا تھا عمر بن عبدالعزیز نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور ان لوگوں کو پٹوا کر گلے میں رسی ڈال کر بازار مدینہ میں تشہیر کرائی حسین بن علی سے ضبط نہ ہو سکا عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے سفارش کی اور یہ کہا کہ ان لوگوں پر نبیذ پینے کی وجہ حد نہ جاری کرنا چاہئے کیونکہ علماء عراق نے اس کی اباحت کا فتویٰ دے دیا ہے تم نے کس مسئلہ کی رو سے ان پر حد جاری کی تھی عمر بن عبدالعزیز نے رہا کرنے کی بجائے قید کر دیا پھر دوبارہ حسین مع اپنے چچا یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور دونوں صاحبوں نے حسن بن محمد کی ضمانت کر کے عمر بن عبدالعزیز کے پنجہ ظلم سے چھڑایا۔ غرض آل ابی طالب برابر ایک دوسرے کی ضمانت کرتے رہتے تھے اور والی مدینہ نگرانی کی غرض سے ان لوگوں کی روزانہ حاضری لیا کرتا تھا۔

اتفاق سے حسن بن محمد کہیں چلے گئے دو روز تک بہ وقت حاضری نہ دکھائی دیئے عمر بن عبدالعزیز نے ان کے ضامنوں حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے دریافت کی اور باتوں باتوں میں سخت کلامی شروع کر یحییٰ نے قسم کھا کر کہا کہ ''آج ہی شب کو میں حسن بن محمد کو ضرور لا کر حاضر کر دوں گا''۔ عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گیا اور یہ دونوں بزرگ اٹھ کر چلے آئے راستہ میں یحییٰ حسین سے کہنے لگے کہ ''آج اس کے دروازہ نیزہ و تلوار سے کھٹکھٹانا چاہئے تاکہ یہ سمجھ جائے کہ حسین بن محمد آ گیا ہے''۔ حسین نے جواب دیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے ہم لوگوں میں جو معاہدہ خروج کی بابت ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے گا یحییٰ نے کچھ جواب نہ دیا اگرچہ آل ابی طالب نے زمانہ حج میں خروج کرنے کا باہم معاہدہ کیا تھا لیکن اس واقعہ سے یحییٰ نے کہہ سن کر ان لوگوں کو قبل از وقت مقررہ خروج کرنے پر تیار کر دیا چنانچہ اسی شب کو مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے یحییٰ نے عمر بن عبدالعزیز کے مکان پر پہنچ کر دروازہ کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور بات ہی بات میں مسجد میں عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا نماز صبح کے بعد حسین کے ہاتھ پر اہلِ مدینہ کتاب اللہ اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے کی بیعت کرنے لگے۔ اس اثناء میں خالد یزیدی دو سو لشکر کی جمعیت سے آ پہنچا۔ دوسری جانب سے عمر بن عبدالعزیز، وزیر بن اسحاق ازرق اور محمد بن واقد ایک گروہ کثیر لئے ہوئے آ گیا لڑائی ہونے لگے حاضرین مسجد بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے یحییٰ و ادریس پسران عبداللہ بن حسن نے مل کر خالد کو قتل کر ڈالا۔ خالد کے مارے جاتے ہی سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ مدینہ نے اپنے دروازوں کو بند کر لیا اور ان لوگوں نے بیت المال کو توڑ کر تقریباً دس ہزار دینار اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار لوٹ لئے۔

اگلے دن صبح ہوتے ہی بنو عباس کے گروہ والے مجتمع ہو کر جنگ کرنے کو نکلے صبح سے ظہر تک کمالِ شدت سے جنگ ہوتی رہی فریقین کے ہمراہی کثرت سے زخمی ہو گئے بعد نماز ظہر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ اسکے بعد تیسرے روز مبارک ترکی بہ ارادہ حج پہنچا اور عساکرِ عباسیہ کے ساتھ ہو کر دوپہر تک آل ابی طالب سے لڑتا رہا بعد ازاں اگلے دن پر لڑائی ملتوی کر دی گئی حسین کے ہمراہی مسجد میں چلے آئے اور عباسیوں کا لشکر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد حسین پر سوار ہو کر مبارک کے لشکر کی طرف گئے اور بہ حالتِ غفلت اس پر حملہ کر دیا مغرب کے وقت سے بڑے زور شور سے لڑائی شروع ہوئی عباسیوں کا لشکر دو چار ہاتھ لڑ کر منتشر ہو گیا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مبارک ترکی نے حسینؓ سے سازش کر لی تھی اور یہ سمجھا دیا تھا کہ جس وقت ہمارا لشکر لڑائی سے واپس ہو کر کمر کھولے' غفلت کی حالت میں حملہ کر دینا میں دو چار ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوں گا۔ یہ سازش اس خیال سے کی گئی تھی کہ مبارک ترکی کو اہلِ بیت کی اذیت گوارا نہ تھی۔ بہر کیف لشکر عباسیہ کی ہزیمت کے بعد حسین نے اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ اکیس دن تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ آخری ماہ ذی القعدہ میں مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا اور منادی کرادی کہ ''جو غلام ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو آزاد کر دیں گے''۔ اس ندا کے سنتے ہی غلاموں کا ایک گروہ اسکے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ اسی سنہ میں چند لوگ خاندان خلافتِ عباسیہ کے حج کرنے کو آئے تھے از انجملہ سلیمان بن منصور' محمد بن سلیمان بن علی' عباس بن محمد بن علی اور موسیٰ و اسماعیل پسران عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ تھے۔

چنانچہ جس وقت حسین کے واقعات کی خبر خلیفہ ہادی کے کان تک پہنچی محمد بن سلیمان کے نام ایک فرمان روانہ کر دیا اور امیر لشکر مقرر کر کے جنگ کرنے کا حکم دے دیا محمد بن سلیمان راستہ غیر محفوظ و غیر مامون ہونے کی وجہ سے آلاتِ حرب اور فوج کی کافی تعداد اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے مقام ذی طویٰ میں سب کو مجتمع کر کے لشکر مرتب کیا اور مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ ادا کیا۔ جس کا انہوں نے احرام باندھا تھا مکہ معظمہ میں پہنچتے ہی عباسیہ کے ہواخواہ خدام اور سپہ سالارانِ لشکر بھی آ ملے جو حج کرنے کو بلادِ مختلفہ سے آئے ہوئے تھے یوم الترویہ کو صف آرائی کی نوبت آئی ایک خوں ریز جنگ کے بعد حسین مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کھڑا ہوا بہت سے آدمی اس معرکہ میں کام آ گئے خاتمہ جنگ کے بعد محمد بن سلیمان نے اپنے رکاب کی فوج کے ہمراہ مکہ معظمہ سے مراجعت کی مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو دفعتہً ایک خراسانی شخص حسین کا سر لئے ہوئے البشریٰ البشریٰ چلاتا ہوا آ پہنچا دیکھا گیا تو درحقیقت حسین ہی کا سر تھا پیشانی پر ایک بہت بڑا زخم تھا اور گدی پر ایک اور چوٹ بھی مقتولین کے سر جمع کئے گئے تو تعداد میں تقریباً ایک سو تھے انہیں سروں میں سلیمان برادر مہدی بن عبداللہ کا بھی سر تھا ہزیمت یافتہ گروہ حجاج کے ساتھ مل جل گیا جو ان کی جان بری کا قوی سبب ہوا۔ فتح مند گروہ نے امان کی ندا کر دی ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ یہ سن کر محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے پیچھے جان بچانے کے خیال سے آ کر کھڑا ہو گیا موسیٰ بن عیسیٰ نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

محمد بن سلیمان کو اس بزدلانہ حرکت سے سخت برہمی پیدا ہوئی خلیفہ ہادی کے گوش ہوش تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی ناراض ہوا اور غضب ناک ہو کر موسیٰ بن عیسیٰ کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا مبارک ترکی کے بھی مال و اسباب کو ضبط کر کے جانوروں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائیسی پر مقرر کی پس مبارک ترکی اس وقت سے اسی حالت میں رہا تا آنکہ خلیفہ ہادی نے وفات پائی منجملہ منہز مین کے ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بھی بچ گئے تھے جوں توں مسافت کر کے مصر پہنچے اوران دنوں سر رشتہ ڈاک واضح مولی صالح بن منصور کی سپردگی میں تھا اور یہ آل علی بن ابی طالب کے ہوا خواہوں میں سے تھا اس نے ادریس کو تیز رفتار گھوڑے پر سوار کرا کر بلاد مغرب کی طرف روانہ کر دیا رفتہ رفتہ شہر ولیلہ مضافات طلنجہ میں وارد ہوئے اور بربریوں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا چند دنوں کے بعد خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی اس نے واضح اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرا کے سولی پر چڑھا دیا۔

ادریس اور ادریس بن ادریس اور اس کی پچھلی نسلوں کی لڑائیاں جو خلفاء بنوامیہ اندلس سے ہوئی تھیں وہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہارون کی ولی عہدی: چونکہ خلیفہ مہدی اپنے اواخر میں ہارون الرشید سے محبت زیادہ کرنے لگا تھا اس وجہ سے ہادی کے دل میں ہارون الرشید کی طرف سے عداوت پیدا ہو گئی تھی اور خلیفہ مہدی ہارون الرشید سے زیادہ محبت اس وجہ سے کرتا تھا کہ اس نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا تھا کہ ''میں نے دو چھڑیاں اپنے دونوں لڑکوں (ہادی و ہارون) کو دیں' ہادی کی چھڑی اوپر کی جانب سے قدرے سرسبز ہوئی اور ہارون کی پوری چھڑی شاداب و تر و تازہ ہو گئی اس کی یہ تعبیر سمجھی گئی کہ ہادی کی مدت خلافت کوتاہ اور ہارون الرشید کی عمدگی و خوبی کے ساتھ طول و طویل ہو گی۔

ہادی نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی وصیت کے خلاف ہارون الرشید کو محروم کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ارا کین سلطنت سے بھی یہ خیال ظاہر کر دیا۔ چنانچہ یزید بن مزید' علی بن عیسیٰ اور عبداللہ بن مالک اس امر پر مستعد ہو گئے اور اپنے گروہ والوں کو یہ سمجھا دیا کہ جلسہ عام میں ہارون الرشید کی منقصت شان بیان کر کے کہہ دینا کہ ہم لوگ اس کی ولی عہدی سے ناراض ہیں اور خلیفہ ہادی نے بھی اپنی فوج کو جنگی قاعدہ سے سلام کرنے کو منع کر دیا۔

یحییٰ بن خالد ہارون الرشید کا مدار المہام تھا۔ ہادی نے سارے الزامات اسی کے سر تھوپ دیئے اور اپنے دربار میں بلا کر خوب خوب دھمکیاں دیں یحییٰ بن خالد نے عرض کیا ''امیر المؤمنین آپ ہی نے تو خلیفہ مہدی کے بعد ہارون الرشید کی مدار المہامی کی خدمت میرے سپرد کی ہے اگر یہ امر آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو یہ جاں نثار فوراً علیحدہ ہو جائے مگر ہارون الرشید پھر بالکل بے قابو ہو جائے گا''۔

ہادی کا غصہ اس کلام کے سنتے ہی ٹھنڈا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔ یحییٰ بن خالد نے عرض کیا ''امیر المؤمنین! اگر آپ اعیان سلطنت اور عوام الناس کو بدعہدی اور حلف شکنی پر مجبور کریں گے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت پر قائم نہ رہیں گے تو جس کو آپ اپنے بعد تخت حکومت کا مالک مقرر کئے جاتے ہیں اُس پر بہت برا اثر پڑے گا اور ہزار ہا ایسی سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی کہ جن کا سلجھانا دشوار ہو جائے گا اور اگر ہارون کے بعد جعفر کی ولی عہدی کی بیعت لی جائے گی تو یہ بہت زیادہ مناسب اور مصلحت وقت کے مطابق ہو گا''۔ یحییٰ بن خالد کی یہ باتیں ہادی کے دل میں اتر گئیں اور خاموش ہو گیا۔

یحییٰ بن خالد رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا پھر ان لوگوں کو جو جعفر کی بیعت ولی عہدی کا بیڑہ اٹھا چکے تھے سرگوشیاں شروع کیں ہادی کے کان بھر دیئے ہارون کو جعفر کی بیعت سے یحییٰ روکتا ہے ورنہ ہارون کب کا جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتا۔ ہادی نے طیش میں آ کر یحییٰ کو جیل میں بھیج دیا۔ یحییٰ نے قید خانہ میں جانے کے بعد ایک عریضہ لکھا اور حاضری کی اجازت چاہی چنانچہ ہادی نے یحییٰ کو خلوت میں بلایا۔ یحییٰ نے دست بستہ عرض کیا ''امیر المؤمنین! کیا آپ کو اس کا گمان ہے کہ لوگ آپ کے لڑکے جعفر کو خلافت سپرد کر دیں گے۔ حالانکہ وہ نابالغ ہے اور صلوٰۃ و حج و غزوات میں اس کی امامت سے راضی ہو جائیں گے اور خدانخواستہ آپ کا سایہ عاطفت ہم پر نہ رہا اور جعفر تخت نشین ہوا تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ کے خاندان والے نچلے بیٹھیں گے اور جعفر کو حکومت و سلطنت کرنے دیں گے میرے نزدیک وہ لوگ فوراً جعفر کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں گے اور آپ کے پدر بزرگوار کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی واللہ اگر خلیفہ مہدی ہارون کو اپنا ولی عہد نہ بنا جاتے تو بہ لحاظ معاملات سلطنت و سیاست ضرورت وقت اس خطرہ سے بچنے کے خیال سے آپ خود ہارون کو مقرر فرماتے' مصلحتِ وقت یہی ہے کہ اپنے بھائی ہی کو اپنا ولی عہد بنائے رکھئے میں اقرار کرتا ہوں کہ جب جعفر جوان ہو جائے گا تو میں ہارون کو اس پر آمادہ کر لوں گا کہ وہ خلافت سے دست کش ہو کر جعفر کی بیعت قبول کر لے''۔ ہادی نے یحییٰ کی کل باتیں منظور کر لیں اور قید سے رہا کر دیا۔ مگر وہ اراکینِ سلطنت جو جعفر کی بیعت کے موافق تھے الرشید کے خوف سے پھر ہادی کو جعفر کے ولی عہد بنانے کی رائیں دینے لگے ہادی نے ہارون کو جعفر کی بیعت پر مجبور کرنا شروع کر دیا یحییٰ بن خالد نے رائے دی کہ آپ خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کر کے کسی طرف چلے جائیں اور جس طرح ممکن ہو ایام گزاری کیجئے۔ ہارون نے خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کی اور قصر مقاتل کی طرف چلا گیا۔ چالیس روز تک غائب رہا ہادی کو ہارون کی یہ حرکت ناگوار گزری بلا بھیجا۔ ہارون نے علالت کا بہانہ کیا اس وقت تمام خدام و اراکین سلطنت جو ہادی کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے نکتہ چینیاں کرنے لگے۔

وفات: اس واقعہ کے چند دنوں بعد ہادی بلاد موصل کی طرف چلا گیا اتفاقِ وقت سے بیمار ہو گیا اور رفتہ رفتہ مرض کا اشتداد بڑھتا گیا۔ ممالک محروسہ کے گورنروں کو بلا بھیجا اور جب ہادی کی صحت سے ایک گونہ نا امید ہوئی تو ان امراء و اعیان دولت نے جنہوں نے جعفر کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی یحییٰ بن خالد کو قتل کر ڈالنے کا عہد و پیمان کیا پھر یہ سوچ کر کہ شاید ہادی اچھا ہو جائے ہادی کے خوف سے رک رہے۔ اس کے بعد ہی ماہ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں خلیفہ ہادی کا انتقال ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ہادی نے بعد واپسی بلادِ موصل وفات پائی تھی اور بھی کہا جاتا[1] ہے کہ ہادی کی ماں خیزران کے اشارہ سے ایک لونڈی نے ہادی کو سوتے میں مار ڈالا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ہادی کے شروع زمانہ خلافت سے خیزران تمام معاملات سلطنت کی نگرانی کرتی تھی اور وہی امراء دربار اور فوجی سرداروں کی درخواستوں کے مطابق احکام صادر کرتی تھی صبح و شام خیزران کے محل پر لوگوں کا مجمع رہا کرتا تھا امراء دولت اور فوجی سردار ہر وقت اس کے محل میں آیا جایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک معاملہ میں خیزران نے ہادی سے کچھ کہا ہادی نے اس کا جواب اس کے مطابق نہ دیا۔ خیزران نے کہا ''میں نے عبداللہ بن مالک سے اس کام کا ذمہ لیا ہے''۔ ہادی نے غضب ناک ہو کر عبداللہ بن مالک کو سخت وست کہا

---

[1] خیزران کی ہادی کے ساتھ اس قدر عداوت کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہادی نے ایک طبق پلاؤ خیزران کے پاس بھیجا (جس میں سے نصف کھالیا تھا اور نصف میں زہر ملا دیا تھا) یہ کہلا بھیجا تھا کہ یہ پلاؤ نفیس پکا ہوا ہے مجھے زیادہ پسند آیا۔ اس وجہ سے آپ کے لئے بھیجتا ہوں چونکہ خیزراں کے دل میں ہادی کی طرف سے خطرہ اس سے پہلے ہی سے پیدا ہو چکا تھا اس پلاؤ کو کتے کے آگے رکھ دیا۔ جونہی کتے نے کھایا مر گیا اس سے خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے ایسی عداوت پیدا ہو گئی جس سے ہادی کی موت وقوع میں آئی۔ تاریخ الخلفاء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کام کے نہ کرنے کی قسم کھالی خیزران یہ سن کر جھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی ہادی نے کہا ''آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھی رہیں واللہ اگر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قرابت دار ہوں گا تو آج کے بعد جو میرا فوجی سردار اور عامل آپ کے دروازہ پر آئے گا اس کی گردن اڑا دوں گا اور اس کا مال و اسباب ضبط کرلوں گا۔ افسوس کی بات ہے کہ سرداران لشکر اور ارکین دولت میرے ہوتے ہوئے صبح و شام آپ کے پاس آیا کرتے ہیں کیا آپ کا اور کوئی کام ہی نہیں ہے جس میں آپ مشغول ہوں آپ کا کام یہ ہے کہ گھر میں رہئے اور قرآن شریف کی تلاوت کیا کیجئے خبردار آئندہ کسی مسلم و ذمی کو اپنے مکان میں آنے کی اجازت نہ دیجئے گا''۔ خیزران اپنے بیٹے کی یہ بے ادبانہ گفتگو سن کر رنج و غصہ میں لوٹ آئی ہادی بھی محل سرا سے نکل کر دربار عام میں چلا آیا امرائے سلطنت اور افسران فوج سے دریافت کیا ''تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی ماں مردوں سے باتیں کرے اور پھر وہی باتیں مردوں میں بیان کی جائیں اس طرح کہ فلاں شخص کی ماں نے یہ کام کیا اور اس طرح کیا''۔ حاضرین نے عرض کیا ''ہم لوگ اس امر کو پسند نہ کریں گے''۔ فرمایا ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ میری ماں کی خدمت میں جاتے ہو اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہو''۔ اعیان سلطنت ہادی کا مطلب سمجھ کر خاموش ہوگئے اور خیزران کی مجلس میں آنا جانا بند کردیا۔

بعض یہ کہتے ہیں جب ہادی ہارون کو خلع ولی عہدی اور اپنے لڑکے جعفر کی بیعت پر مجبور کرنے لگا تو خیزران کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں ہادی بیمار ہوگیا اور علالت زور پکڑتی گئی خیزران نے ایک لونڈی کو اشارہ کر دیا اس نے ہادی[1] کو زہر دے دیا۔ ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو دربار عام میں لا کر تخت خلافت پر بٹھا دیا ہارون نے یحییٰ بن خالد کو بلا کر قلمدان وزارت سپرد کردیا اور تمام ممالک محروسہ میں ہادی کی موت اور ہارون کی خلافت کی خبر لکھ بھیجی اور بعض کا بیان ہے کہ یحییٰ ہی ہارون الرشید کے پاس ہادی کی موت کی خبر لے کر آیا تھا تب ہارون اٹھ کر ہادی کے بالیں پر گیا مردہ پایا تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھائی دفن کردیا اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی قلمدان وزارت اور نیز انگشتری خلافت یحییٰ کے سپرد کر کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار کامل دے دیا۔

(مترجم) خلیفہ ہادی[2] کی کنیت ابو محمد تھی اور نام موسیٰ تھا خلیفہ المہدی بن المنصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا لڑکا تھا ام ولد بربریہ خیزران نامی کے بطن سے مقام رے ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا اکیس برس کی عمر میں بولی عہدی خلیفہ مہدی ۱۶۹ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا ایک برس تین مہینہ خلافت کر کے ۱۷۰ھ میں مر گیا۔ تیس برس کی عمر پائی آزاد مزاج عشرت پسند شرابی اور لہو لعب میں زیادہ مصروف رہتا تھا۔ بایں ہمہ فصیح بلیغ اور ادب نواز تھا اس کو موسیٰ اطبق بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس کا اوپر کا لب چھوٹا تھا اور دانت بڑے بڑے تھے جس سے ہر وقت اور اکثر بے وقت کلام منہ کھلا رہتا خلیفہ مہدی نے ایک خادم کو متعین کر دیا تھا جو ہر وقت ہادی کو منہ بند کرنے کی ہدایت کرتا رہتا جہاں ہادی کا منہ کھلا۔ خادم نے کہا ''یا موسیٰ اطبق'' موسیٰ یہ سن کر منہ بند کرلیتا تھا رفتہ رفتہ موسیٰ ہادی اسی لقب سے مشہور ہوگیا۔ سب سے پہلے اسی کے ہمراہی میں سوار برہنہ شمشیر لے کر چلے تھے اس کے زمانہ میں آلات حرب کی بہت زیادتی ہوئی۔ کبھی کبھی شعر بھی نظم کر لیتا تھا۔ چنانچہ ذیل کے اشعار جب کہ ہارون

[1] اس کا یہ سبب بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ہادی نے جعفر کو ولی عہد بنانے کے خیال سے ہارون کے قتل کا حکم دے دیا تھا اس وجہ سے خیزران نے ہارون کی فرط محبت سے اپنی لونڈی کے ذریعہ سے ہادی کو زہر دلوا دیا۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰۔

[2] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کے لڑکے جعفر کی بیعت سے انکار کیا تھا مشہور ہیں:

نصحت لهارون فرد نصيحتي
و كل امرء لا يقبل النصح نادم
و ادعو للامر المولف بيننا
فيبعد عنه و هو في ذاك ظالم
و لو لا انتظاري منه يوماً الى غدٍ
لمعاد الى ما قلته و هو راغم

''میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اس نے قبول نہ کیا اور جو نصیحت قبول نہیں کرتا وہ نادم ہوتا ہے۔ میں ایسی باتیں کہتا ہوں جو ارتباط کا سبب ہیں اور وہ اس سے دور بھاگتا ہے اور اس بارے میں وہ ظالم ہے اگر مجھے امروز فردا کا انتظار ہوتا تو چار و نا چار میری بات اس کو ماننا ہی پڑتی''۔

خلیفہ[1] ہادی باوجود شراب نوشی اور لہو لعب میں مصروف رہنے کے حق پسند بھی تھا' عبداللہ بن مالک جو خلیفہ مہدی کا ایک نامور فوجی افسر تھا روایت کرتا ہے کہ خلیفہ مہدی مجھے اکثر و پیشتر ہادی کے ہم نشینوں اور رفقاء کی گرفتاری اور قید کرلانے پر ہادی کو صحبت بد سے بچانے کی غرض سے متعین کیا کرتا تھا اور میں اس کی تعمیل کمالِ مستعدی سے کرتا تھا ہادی کی سفارش پر متوجہ نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب ہادی تختِ خلافت پر بیٹھا تو مجھے اپنے قتل کا یقین ہوگیا۔ ایک روز دوپہر کے وقت خلیفہ ہادی نے مجھے بلا بھیجا ہوش و حواس جاتے رہے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی تن بہ تقدیر اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر ہادی کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ ہادی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے نطع (جس پر آدمی قتل کیا جاتا ہے) بچھا ہوا تھا اور برہنہ شمشیر رکھی ہوئی تھی' میں نے جھک کر سلام کیا ہادی نے جواب دیا لاسلم اللہ علیک' پھر تیوری چڑھا کر بولا'' کیوں عبداللہ تجھے فلاں روز کا واقعہ یاد ہے جب کہ تو حرانی اور فلاں فلاں میرے ہم نشینوں کی گرفتاری اور مار پیٹ کے لئے بھیجا گیا تھا اور میں نے سفارش کی تھی مگر تو نے کچھ بھی توجہ نہیں کی تھی''۔ میں نے عرض کیا'' ہاں امیر المؤمنین مجھے یاد ہے مگر مجھے کچھ گزارش کرنے کی اجازت ہو تو عرض کروں''۔ خلیفہ ہادی نے عرض معروض کی اجازت دے دی میں نے گزارش کی'' میں امیر المؤمنین کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اس عہدہ پر بحال رکھیں جس پر خلیفہ مہدی نے مجھے مقرر کیا تھا اور ویسا ہی حکم صادر فرمائیں جیسا کہ خلیفہ مہدی نے حکم دیا تھا اور اپنے کسی لڑکے کی طرف مجھے بھیجیں جو آپ کی رائے کی مخالفت کرتا ہو تو کیا میں آپ کی مخالفت اور اس لڑکے کی موافقت کروں گا''۔ ہادی نے جواب دیا'' نہیں''، میں نے عرض کیا'' پھر اب ایسا ہی میں آپ کا مطیع ہوں جیسا کہ اس وقت آپ کے پدر بزرگوار کا تابعدار تھا''۔ ہادی یہ سن کر ہنس پڑا قریب بلایا میں نے بڑھ کر دست بوسی کی دعائیں دینے لگا ہادی نے خلعت و انعام دے کر مجھے رخصت کر دیا۔

خلیفہ[2] ہادی نے اپنے مرنے پر نو اولادیں چھوڑیں سات لڑکے تھے۔ جعفر (جس کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا) عباس' عبداللہ' اسحاق' اسماعیل' سلیمان اور موسیٰ اور دو لڑکیاں ام عیسیٰ و ام عباس تھیں۔

---

1. تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۲
2. تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب:٦

ہارون الرشید ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ

تخت نشینی: خلیفہ ہارون الرشید[1] نے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ہی انتظامی نقطہ نظر عمال کے تقرر و تبدیلی کے احکام

[1] خلیفہ ہادی کے انتقال کے بعد خلفاء عباسیہ کا یہ پانچواں تاجدار ربیع الاول ۱۷۰ھ کی سولہویں تاریخ کو مقام عیسیٰ باز میں تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر بائیس برس کی تھی۔ فضل بن یحییٰ برمکی اس سے سات دن بیشتر پیدا ہوا تھا فضل کی ماں نے اس کو اور اس کی ماں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت ہادی کا انتقال ہوا تھا اس وقت یحییٰ بن خالد قید تھا اور خلیفہ ہادی اس کے قتل کی فکر میں تھا جونہی ہادی نے دم توڑا ہرثمہ بن اعین نے رشید کے پاس پہنچ کر تخت نشینی کا مژدہ سنایا اور رشید نے تخت نشین ہوتے ہی یحییٰ بن خالد کو جیل سے نکلوا کر وزارت سپرد کر دی اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ہادی کی موت کی خبر یحییٰ بن خالد نے رشید تک پہنچائی تھی۔ رشید اس وقت سو رہا تھا یحییٰ نے جگا کر کہا ''اٹھیے امیر المومنین''۔ رشید نے یاس سے جواب دیا ''تم کب تک مجھے خلافت کا مژدہ سنایا کرو گے دیکھو یہ مذاق اچھا نہیں ہے اگر ہادی کے کان تک یہ خبر پہنچ جائے گی تو میری کیا حالت ہو گی''۔ یحییٰ نے عرض کیا ''موت نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا۔ لیجیے یہ خاتم خلافت حاضر ہے''۔ ہنوز یہ گفتگو تمام نہ ہونے پائی تھی کہ محل سرائے شاہی سے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کا مژدہ آیا رشید نے اس کا نام عبداللہ رکھا یہ وہی شخص ہے جو آئندہ مامون الرشید کے مبارک لقب سے پکارا جائے گا۔ یہ رات بھی عجیب رات تھی۔ اسی شب میں ایک خلیفہ (ہادی) کا انتقال ہوا اور دوسرا (ہارون) سریر خلافت پر جلوس فرما ہوا اور تیسرا (مامون الرشید) عالم وجود میں آیا۔ ابراہیم موصلی نے ہارون الرشید کی تخت نشینی کے تہنیت میں یہ اشعار پڑھے۔

الم ترا ان الشمس كانت مريضة
فلما اتى هارون اشرق نورها
تلبست الدنيا جمالا بملكه
نهارون واليها ويحيى وزيرها

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آفتاب بیمار تھا۔ جب ہارون تخت نشین ہوا تو اس کی روشنی چمک اٹھی۔ دنیا نے اس کی بادشاہت سے خوبی کا لباس پہن لیا کیونکہ ہارون اس کا بادشاہ ہے اور یحییٰ اس کا وزیر''۔ اور ایک بدو ہارون کی تخت نشینی کے وقت آیا تھا لوگوں نے کہا ''کیا لے کر آیا ہے'' عرض کیا ''میں ایک پیام لایا ہوں''۔ کہا ''بیان کرو'' گزارش کی ''میں نے خواب دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا ہے کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور یہ ابیات اس کے حضور میں پہنچا آؤ''۔

توارثت الخلافة من قريش
تزف اليكما ابدا عروسا
الى هارون تهدى بعد موسى
تميس وما لها ان تميسا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صادر فرمائے۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز عمری کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا اور یزید بن حاتم گورنر افریقیہ کے انتقال کر جانے پر روح بن حاتم کو اور پھر روح بن حاتم کی وفات کے بعد اس کے لڑکے فضل کو سندِ گورنری مرحمت کی پھر جب یہ مارا گیا تو ہرثمہ بن اعین کو مامور کیا جیسا کہ آئندہ حالات افریقیہ میں بیان کیا جائے گا۔ اسی زمانہ میں کل سرحدی بلاد کو جزیرہ وقنسرین سے علیحدہ کر کے ایک جداگانہ صوبہ قرار دے کر عواصم کے نام سے موسوم کیا۔ طرطوس کی تعمیر اور اسے آباد کرنے کا حکم دیا۔ زمانہ خلافت کے شروع ہی میں حج کرنے کو گیا تھا حرمین شریفین میں کمال دریا دلی سے خیر و خیرات کی اور صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ لکائی جہاد کرنے کو گیا تھا ان دنوں مکہ و طائف کی گورنری پر عبداللہ بن قثم، کوفہ کی گورنری پر عیسیٰ بن موسیٰ، بحرین، بصرہ، یمامہ، عمان، اہواز اور فارس کی گورنری پر سلیمان بن علی اور خراسان کی گورنری پر ابوالفضل بن سلیمان طوسی تھا پھر اس کو معزول کر کے جعفر بن محمد بن اشعث کو مامور فرمایا تھا جعفر نے خراسان پہنچ کر اپنے لڑکے عباس کو کابل کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ عباس نے کمالِ مردانگی سے کابل و سابہار کو فتح کیا اور جو کچھ وہاں تھا لوٹ لیا۔ اس کے بعد ہارون الرشید نے جعفر کو دربار خلافت میں طلب کر کے معزول کر دیا اور بجائے اس کے اُس کے لڑکے عباس کو سندِ گورنری مرحمت فرمائی موصل کی عنان امارت عبدالملک بن صالح کے ہاتھ میں تھی ہارون الرشید نے اس کو معزول کر کے اسحاق بن محمد بن فرخ کو مقرر کیا کچھ عرصہ بعد ابوحنیفہ حرب بن قیس کو بھیج کر اسحاق کو دارالخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور جب اسحاق دربارِ خلافت میں حاضر ہوا تو اس کے قتل کا حکم دے دیا اور بجائے اس کے [1]ارمینیہ کی امارت سے یزید بن مزید بن زائدہ (برادر زادہ معن) کو معزول کر کے عبداللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔

۱۷۱ھ میں بنو تغلب کے صدقات وصول کرنے پر روح بن صالح ہمدانی کو مامور کیا گیا تھا اتفاق سے بنو تغلب اور روح میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ روح نے ان کی سرکوبی کے خیال سے لشکر فراہم کیا بنو تغلب کو اس کی خبر لگ گئی انہوں نے رات کے وقت مجتمع ہو کر روح پر شب خون مارا اور انہیں معہ ایک جماعت کے جو اس کے ہمراہیوں میں سے تھے مار ڈالا۔

۱۷۳ھ میں محمد بن سلیمان والی بصرہ نے وفات پائی چونکہ اس کا بھائی جعفر بن سلیمان ہارون الرشید سے اکثر اس کی شکایتیں کرتا تھا کہ اس نے مسلمانوں کے حقوق اور مالِ غنیمت کو غصب کر کے اسباب و سامان مہیا کیا ہے اور اپنے آپ کو خلافت و حکومت کا مستحق سمجھتا ہے۔ ہارون الرشید کے دل میں اس کے کہنے سننے سے محمد بن سلیمان کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا تھا جو وفات کے بعد محمد بن سلیمان نے اس طرح نکلا کہ اس کے مال و اسباب، گھوڑے اور اثاث البیت کو ضبط کر کے خزانہ شاہی میں داخل کر لیا جنس کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ساٹھ ہزار دینار نقد تھے۔ محمد بن سلیمان کا سوائے جعفر کے اور کوئی بھائی نہ تھا وہ محمد بن سلیمان کے مرنے پر وراثت کا دعوے دار ہوا ہارون الرشید نے اس کے اقرار سے اس کو معقول دے دیا۔

۱۷۴ھ میں ہارون الرشید نے اسحاق بن سلیمان کو سندھ و مکران کی گورنری مرحمت کی اور یوسف بن امام ابو یوسف کو امام موصوف کی زندگی ہی میں عہدۂ قضاء پر مامور فرمایا۔

... "تو نے ورثہ میں قریش سے خلافت پائی ہے۔ وہ ہمیشہ تم دونوں کے پاس دلہن بن کر آئے گی موسیٰ کے بعد ہارون کے پاس ناز کرتی ہوئی آئی ہے۔ اور ایسی حالت میں وہ کیوں نہ ناز کرے"۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۴۳، ۴۴ و اعلام الناس صفحہ ۸۴۔

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امین کی ولی عہدی: ۱۷۵ھ میں عیسیٰ بن جعفر بن المنصور (امین کے ماموں) اور فضل بن یحییٰ کی کوششوں سے اپنے لڑکے محمد بن زبیدہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اس وقت اس کی عمر پانچ برس کی تھی۔ اسی سنہ میں ہارون الرشید نے عباس بن جعفر کو امارت خراسان سے معزول کر کے خالد غطریف بن عطاء کندی کو مامور فرمایا تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ کا خروج: ۱۷۵ھ میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن برادر مہدی نے دیلم میں خلافت عباسیہ کے خلاف خروج کیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کا رعب و جلال بڑھ گیا اور ہمراہیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی چاروں طرف سے جوق در جوق لوگ اُمڈ چلے آتے تھے۔ ہارون الرشید نے ان کی جلوہ گری کے لئے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا اور جرجان' طبرستان اور رے وغیرہ کی سند گورنری بھی دے دی فضل نے بغداد سے نکل کر لشکر مرتب کیا اور سامان و اسباب سفر مہیا کر کے کوچ کر دیا طالقان میں پہنچ کر یحییٰ بن عبداللہ کے نام ایک خط لکھا جس میں شاہی عتاب کی دھمکی دی تھی اور خلافتِ عباسیہ کے رعب و داب سے ڈرایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی صلح کر لینے پر انعام و جاگیرات کی امید بھی دلائی تھی۔ والی دیلم سے بھی اس بارے میں خط و کتابت کی تھی اور صلح کر لینے کی صورت میں دس لاکھ درہم دینے کو لکھا تھا۔

یحییٰ کے دل میں اس خط پڑھنے سے ایسی ہیبت چھا گئی کہ اس نے مصالحت منظور کر لی اور لکھ بھیجا کہ مجھے اس شرط پر صلح منظور ہے کہ ہارون الرشید اپنے قلم سے صلح نامہ لکھ کر دے اور اس پر فقہاء قضاۃ سردارانِ بنو ہاشم اور ان کے مشائخین کے دستخط بھی ہوں منجملہ ان کے عبدالصمد کے بھی دستخط ہوں۔ فضل نے تمام واقعات سے ہارون الرشید کو مطلع کیا ہارون الرشید نے اس شرط کے مطابق صلح نامہ لکھ کر مع ہدایا اور تحائف کے فضل کے پاس روانہ کیا چنانچہ یحییٰ نے معہ فضل کی بغداد کی طرف کوچ کر دیا ہارون الرشید نے نہایت تپاک سے ملاقات کی اور اپنے ہدایا و تحائف کا اس کو گرویدہ بنا لیا۔ اس واقعہ کے بعد فضل کا اعزاز ہارون الرشید کے دربار خلافت میں بڑھتا گیا بالآخر ہارون الرشید نے یحییٰ برمکی کو قید کر دیا اور پھر وہ قید خانہ سے مر کر ہی نکلا۔

عمر بن مہران کی گورنری: موسیٰ بن عیسیٰ کو ہارون الرشید نے ملک مصر کی گورنری پر مقرر کیا تھا چند دنوں بعد اس کے متعلق دارالخلافت میں یہ خبریں پہنچنے لگیں کہ یہ امیر المومنین کا دشمن اور خلافت سینہ کے انقلاب کا خواہاں ہے۔ ہارون الرشید نے غصہ ہو کر مصر کی گورنری کا انتظام جعفر بن یحییٰ برمکی کے سپرد کر دیا اور عمر بن مہران کو سندِ گورنری دینے کے لئے پیش کرنے کا حکم دیا یہ شخص نہایت بدشکل' عجیب الخلقت احول (بھینگا) اور پست قامت تھا۔ صورت و شکل نازیبا ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی ذلیل اور کم حیثیت لباس پہنتا تھا اور غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھاتا تھا جب دربارِ عام میں اسے پیش کیا گیا اور گورنری مصر کا اس کو مژدہ سنایا گیا تو اس نے یہ شرط پیش کی کہ بعد انتظام ممالک مصر سے واپسی میرے اختیار میں رہے دارالخلافت سے اجازت حاصل کرنے کی مجھے ضرورت نہ رہے خلیفہ ہارون نے یہ شرط منظور کر لی اور عمر بن مہران رخصت ہو کر مصر کو روانہ ہوا اتفاق سے جس وقت عمر مصر پہنچا تھا اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ جلسہ عام میں بیٹھا ہوا تھا اور ارباب حاجت اپنی اپنی عرضیاں پیش کر رہے تھے جب سب لوگ منتشر ہو گئے تو عمر بن مہران نے فرمانِ شاہی موسیٰ بن عیسیٰ کے سامنے رکھ دیا۔ موسیٰ نے تمام پڑھ کر کہا جناب ابو حفص کب تشریف لائیں گے (ابو حفص عمر بن مہران کی کنیت تھی) عمر بن مہران نے جواب دیا "ابو حفص میں ہی ہوں"۔ موسیٰ نے عمر بن مہران کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر کہا ((لعن اللہ فرعون حیث قال الیس لی ملک مصر)) "اللہ کی فرعون پر لعنت ہو کم بخت اسی ملک کی مصر کی بادشاہی پر دعوائے خدائی کرتا تھا اور کہتا تھا کی" کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مصر کا مالک مستقل نہیں ہوں''۔

غرض موسیٰ نے گورنری مصر کا چارج دے کر بغداد کا راستہ لیا اور عمر بن مہران ملک مصر کے انتظام میں مصروف ہوا کاتب (سیکرٹری) کو حکم دیا کہ کسی کا کوئی تحفہ ونذر سوائے زرنقد کے قبول نہ کیا جائے لوگ ایک زمانہ سے اس کے عادی ہو رہے تھے کہ گورنر مصر کو ہدایا وتحائف دے کر خراج ملتوی کرالیا کرتے تھے اسی دستور کے مطابق مصر والوں نے نذرانے و تحائف پیش کیے۔ عمر بن مہران نے سب پر ان کے پیش کرنے والوں کے نام لکھا کر بطور امانت خزانہ میں رکھوا دیئے جب قسط اول اور دوم کو عمر بن مہران نے کمال سختی وتشدد سے وصول کیا تو تیسری قسط میں لوگوں کو شکایتیں پیدا ہوئیں کہ ہم نذرانے و تحائف بھی دیتے ہیں اور پھر ہم سے خراج بھی سختی کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے۔ عمر بن مہران نے ان نذرانوں وتحائف کو خزانہ سے نکلوا کر دینے والوں کے سامنے پیش کر کے دام دام کا حساب کر کے خراج وصول کر لیا اور تیسری قسط میں ملک مصر کا خراج پورا کر کے بغداد واپس آیا۔

دمشق کی بغاوت: اسی سنہ (یعنی ۱۷۶ھ) میں مضریہ ویمانیہ کے مابین مقام دمشق میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا مضریوں کا سردار ابولہیذام عامر بن عمارہ تھا جو خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کی اولاد میں سے تھا اصل فساد بنوقین ویمانیہ میں پیدا ہوا تھا اس سبب سے کہ یمانیہ نے بنوقین کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا بنوقین اس کے معاوضہ لینے کے لئے جمع ہوئے ان دنوں دمشق کی گورنری پر عبدالصمد بن علی فائز تھا اس نے ہنگامہ کی خبر پا کر رؤسا وارکین دولت کو دونوں قبیلوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے جمع کیا قبیلہ تو سمجھانے بجھانے سے رک رہے مگر یمانیہ نے حیلہ وحوالہ کر کے ٹال دیا اور رات کے وقت بحالتِ غفلت مضریہ پر حملہ کر کے ان میں سے تین سو یا چھ سو افراد کو کاٹ ڈالا بنوقین نے قبائل قضاعہ وسلیم سے مدد طلب کی ان لوگوں نے مدد نہ دی تب بنوقین قیس میں آئے اور اپنی بے کسی کمزوری اور مجبوری ظاہر کر کے اعانت کی درخواست کی۔ قیس نے یہ درخواست منظور کر لی اور ان کے ساتھ بلقاء کی طرف کوچ کر دیا اور موقع پا کر آٹھ سو یمانیہ کو مار ڈالا فریقین میں جنگ کا بازار گرم ہو گیا اور لڑائی طول کھینچ گئی۔ دربارِ خلافت میں یہ خبریں پہنچیں تو خلیفہ نے انتظاماً عبدالصمد کو معزول کر کے ابراہیم بن صالح کو مامور کیا دو برس تک برابر آتش فساد بھڑکتی رہی۔ دو برس کے بعد فریقین نے مصالحت کر لی۔

وفد کی روانگی: ابراہیم بن صالح کو بھی شب وروز کے انتظام اور تگ ودو سے فرصت نہ ملی دمشق پر اپنے لڑکے اسحاق کو اپنا نائب بنا کر بطور وفد (ڈیپوٹیشن) دربارِ خلافت میں چلا آیا چونکہ دونوں باپ بیٹوں (یعنی ابراہیم واسحاق) کا میل خاطر یمانیہ کی جانب تھا ابراہیم نے خلیفہ سے قیس کی شکایت کر دی اگرچہ عبدالواحد بن بشر نے معذرت کر کے صفائی کر لی اور اس کے لڑکے یعنی اسحاق نے دمشق میں پھر ایک شورش برپا کر دی اور قیس کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے پٹوایا اور تشہیر کرا کے قید کر دیا لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک روز غسان نے قیس بن عیسیٰ کے لڑکے پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اس کے بھائی نے حوارن میں دواقیل سے فریاد کی اور مدد کا خواستگار ہوا' دواقیل امداد کی غرض سے یمانیہ پر چڑھ آئے اور ان میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد یمانیہ نے کلیب بن عمر بن جنید بن عبدالرحمٰن پر حملہ کیا کلیب تو بچ گیا مگر اس کے مہمان کو جو اس کے یہاں مقیم تھا۔ یمانیہ نے مار ڈالا اس مہمان کی ماں (سایہ) ابوہیدام کے پاس روتی پیٹتی گئی ابوہیدام نے کہا ''صبر کرو ہم اس قصر کو امیر کے روبرو پیش کریں گے اگر اس نے اس پر توجہ کی تو فبہا' ورنہ امیر المؤمنین تو انصاف کریں گے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دمشق پر قبضہ: اسحاق کو اس واقعہ کی خبر پہنچی اس اثناء میں ابو ہیدام بھی دارالامارت میں حاضر ہوا اور حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ دی گئی۔ اس کے بعد کسی چور نے ایک یمانیہ کو مار ڈالا اور یمانیہ نے قبیلہ سلیم کے ایک شخص کا وارانیارا کر دیا اور قبیلہ محارب کو جو اس کے ہمسایہ تھے لوٹ لیا محارب نے ابو ہیدام سے اس کا شکوہ کیا ابو ہیدام معہ ان لوگوں کے اسحاق کے پاس گیا اسحاق نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھ کر تفتیش مقدمہ کا وعدہ کیا اور در پردہ یمانیہ کو ابو ہیدام پر حملہ کرنے کی ہدایت کر دی۔ چنانچہ یمانیہ مجتمع ہو کر باب جابیہ کی جانب آئے ابو ہیدام بھی یہ خبر پا کر مسلح ہو کر میدانِ جنگ میں آیا اور بکمال مردانگی سے ان کو شکست دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور جیل کا دروازہ کھول دیا۔

یمانیہ نے یہ رنگ دیکھ کر قبیلہ کلیب سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے ان کی حالت پر ترس کھا کر مدد دی اور مضریہ نے ابو ہیدام کے ساتھ صف آرائی کی باب توما پر فریقین میں معرکہ آرائی ہوئی ابو ہیدام نے چار بار یمانیہ کو شکست دی اسحاق نے گھبرا کر جنگ روک دینے کا حکم صادر کیا ابو ہیدام نے جنگ سے اپنے ہاتھ روک لئے اسحاق نے یمانیہ کو اس سے مطلع کر کے بحالت غفلت حملہ کرنے کو کہلا بھیجا ابو ہیدام کے جاسوسوں نے بھی یہ خبر ابو ہیدام تک پہنچا دی وہ آگ بگولا ہو گیا پھر سوار ہو کر میدانِ جنگ کی طرف نکلا اور ان کو شکست دی پھر دوبارہ باب توما پر ان کو شکست دی۔ اس کے بعد یمانیہ اردنؑ خولان اور کلیب وغیرہ کو جمع کر کے دمشق کی طرف بڑھے ابو ہیدام نے جاسوسوں کو خبر لانے کی غرض سے مامور کیا جاسوسوں نے خبر لانے میں تاخیر کی تو ابو ہیدام نے شہر میں جا کر کمر کھول دی اسحاق نے موقع پر ایک جاسوس کو ابو ہیدام کے حالات قیام کی خبر لانے کو بھیجا اور جب اس کو ابو ہیدام کی حالت سے واقفیت ہوگئی تو اس نے یمانیہ کو شہر کی پر لی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا ابو ہیدام نے یہ خبر پا کر اپنے ہمراہیوں کو یمانیہ پر پیچھے سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور خود سینہ سپر ہو کر سامنے سے حملہ کیا یمانیہ کو اس معرکہ میں بھی شکست ہوئی۔

لشکریوں کا اجتماع: غرہ صفر ۱۷۶ھ کو اسحاق نے قصر حجاج کے قریب اپنے لشکریوں کو جمع کر کے مرتب کیا ابو ہیدام کے ہمراہی جو اطراف دمشق میں قصبات و دیہات کو لوٹنے کو گئے ہوئے تھے یہ خبر پا کر واپس آئے تو اسحاق کی فوج کے چند دستوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابو ہیدام کے ہمراہیوں نے ان کو شکست دے دی اور اکثر مکانات اور بعض دیہات کو جلا دیا دمشق کے اطراف و جوانب کے رہنے والوں نے ابو ہیدام سے امان کی درخواست کی ابو ہیدام نے امان دے دی جس سے فتنہ فرو ہو گیا اور لوگوں کو تسلی ہوئی۔ ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں کو انتظام و حفاظت کی غرض سے اطراف دمشق میں پھیلا دیا تھوڑے سے آدمی اس کے پاس رہ گئے اسحاق نے موقع مناسب پا کر اپنے لشکر کا عذافر سکسکی کو امیر مقرر کر کے ابو ہیدام پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اگر چہ ابو ہیدام کے دلیرانہ حملہ نے عذافر کو پسپا کر دیا مگر اسحاق کے لشکری تین روز تک برابر لڑتے رہے چوتھے روز اسحاق بھی تیار ہو کر میدانِ جنگ میں آیا اس وقت اس کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی علاوہ اس کے یمانیہ بھی اس کی رکاب میں تھے۔ ابو ہیدام نے شہر سے نکل کر باب جانبیہ پر مقابلہ کیا اسحاق کی فوج اس معرکہ میں بھی شکست کھا گئی اور اپنا مورچہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے بعد حمص کی فوج نے ابو ہیدام کے ایک قریہ پر شب خون مارا ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں سے چند لوگوں کو اس کی روک تھام کو روانہ کیا ان لوگوں نے حمص کی فوج کو شکست دے کر ان کے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا اور یمانیہ کے اکثر محلوں اور دیہاتوں کو جو غوطہ میں تھے جلا کر خاک وسیاہ کر دیا اس واقعہ کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً ستر یوم تک فریقین لڑائی سے رکے رہے۔

سندی کی لشکر کشی: غرہ ربیع الآخر سنہ مذکور کو سندی خلیفہ ہارون کی جانب سے ایک لشکر لے کر دمشق کے قریب پہنچا یمانیہ نے اس کو ابو ہیدام کی جانب سے برہم کر دیا ابو ہیدام نے کہلا بھیجا کہ ''میں امیر المؤمنین کا مطیع ہوں میری یہ مجال نہیں ہے کہ خلافت پناہی کے حکم سے سرتابی کروں''۔ سندی یہ سن کر دمشق میں داخل ہوا اور اسحاق دراجاج میں جا اترا دوسرے دن سندی نے اپنے ایک سپہ سالار کو تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو ہیدام کی طرف روانہ کیا ابو ہیدام نے ان کے مقابلہ پر ایک ہزار جوانوں کو میدانِ کارزار میں نکالا سپہ سالار ان ہزار جوانوں کی شکل وصورت دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھا اور لوٹ کر سندی کے پاس آیا اور اسے یہ رائے دی کہ یہ لوگ موت کو حیات سے افضل سمجھتے ہیں جس طرح ممکن ہو ان سے مصالحت کرنا مناسب ہے سندی نے نامہ و پیام کر کے ابو ہیدام سے مصالحت کر لی۔ مصالحت کے بعد ابو ہیدام نے حوارن کی طرف کوچ کر دیا اور سندی تین روز تک دمشق میں ٹھہرا رہا چوتھے روز موسیٰ بن عیسیٰ دمشق کا گورنر ہو کر آیا اس نے لشکریوں کو ابو ہیدام کے گرفتار کر لانے پر مامور کیا۔ لشکریوں نے ابو ہیدام کے مکان کو جا گھیرا ابو ہیدام معہ اپنے لڑکے اور ایک غلام کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی موسیٰ کے لشکری بھاگ کھڑے ہوئے اس اثناء میں ابو ہیدام کے ہمراہی اس واقعہ سے مطلع ہو کر چاروں طرف سے دریا کی طرح امڈ آئے ابو ہیدام نے بصرہ کا رخ کیا موسیٰ نے اس کے تعاقب پر لشکر مامور کیا ابو ہیدام ان کو پسپا کر کا بصرہ کی جانب چلا گیا (اور فتنہ دمشق کا خاتمہ ہو گیا) یہ واقعہ رمضان ۱۷۷ھ کا ہے۔

فتنہ وفساد کا سبب: بعض لوگوں نے اس فتنہ وفساد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ خلیفہ ہارون کے ایک گورنر نے سجستان میں ابو ہیدام کے بھائی کو مار ڈالا تھا اس نے وہاں تو کچھ نہ کہا لیکن شام میں آ کر ایک بہت بڑا گروہ جمع کر لیا اور آتش فساد مشتعل کر دی خلیفہ رشید نے اس کے بھائی کو اس کو گرفتار کر لانے پر متعین کیا چنانچہ وہ ابو ہیدام کو بحیلہ وفریب گرفتار کر لایا خلیفہ رشید نے ترس کھا کر اس کی خطائیں معاف کر دیں اور رہا کر دیا۔ ۱۸۰ھ میں خلیفہ رشید نے اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے جعفر بن یحییٰ کو شام کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ جعفر اپنے حسن انتظام سے اس فساد کو فرو کر کے نیک نامی کے ساتھ دار الخلافت بغداد میں واپس آیا۔

موصل ومصر کی بغاوت: ۱۷۷ھ میں عطاف بن سفیان ازدی نے خراسان وموصل پر قبضہ کر لیا تھا ان دنوں موصل کا گورنر محمد بن عباس ہاشمی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالملک بن صالح تھا بہر حال عطاف نے تھوڑے ہی دنوں میں چار ہزار جنگ آوروں کو جمع کر کے موصل کا خراج وصول کرنا شروع کر دیا اور گورنر موصل دبا دبا پڑا رہا۔ یہاں تک کہ خلیفہ ہارون موصل پہنچا اور اس نے موصل کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ عطاف بھاگ کر ارمینیہ پہنچا اور پھر ارمینیہ سے رقہ چلا آیا اور وہیں مکان بنا لیا۔

۱۷۸ھ میں حوفیہ نے (یہ قبیلہ قیس وقضاعہ سے تھے) گورنر مصر اسحاق بن سلیمان سے بغاوت کی اور کھلے میدان لڑنے کو آئے۔ خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو (یہ ان دنوں فلسطین میں تھا) مصر کی بغاوت فرو کرنے کی غرض سے مصر جانے کو لکھا۔ جوں ہی ہرثمہ نے مصر میں قدم رکھا حوفیہ کا دماغ درست ہو گیا اور آتش فساد فرو ہو گئی غرض سے خلیفہ ہارون نے انتظاماً مصر کی گورنری ہرثمہ کو دے دی پھر ایک ماہ کے بعد اس کو معزول کر کے عبدالملک بن صالح کو مامور کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمال کی تبدیلی و تقرری: عہدِ خلافت مہدی و ہادی میں خراسان کی گورنری پر ابوالفضل عباس بن سلیمان طوسی تھا خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر کے جعفر بن محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کیا۔ اس نے خراسان پہنچ کر ۱۷۳ھ میں اپنے لڑکے عباس کو ایک لشکر جرار کے ساتھ کابل کی جانب روانہ کیا اور خود طخارستان پر جہاد کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ عباس نے کابل و سابہار کو فتح کر کے مرو کی طرف کوچ کر دیا اور جعفر طخارستان سے مراجعت کر کے تیسری رمضان ۱۷۳ھ کو عراق پہنچا۔ اس کے بعد خلیفہ ہارون نے جعفر بن محمد کو معزول کر کے اس کے لڑکے عباس بن جعفر کو گورنری کا عہدہ عطا کیا پھر کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے خالد غطریف بن عطاء کندی کو ۱۷۵ھ میں خراسان سجستان اور جرجان کی سندِ گورنری مرحمت کی۔

خوارج کی بغاوتیں: خالد غطریف نے اپنی جانب سے داؤد بن یزید کو اپنی نیابت دی اور سجستان کا عامل مقرر کیا اسی کے عہد گورنری میں حصین خارجی نے (یہ قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام تھا) اہلِ اوق کی سازش سے علم بغاوت بلند کیا عثمان بن عمارہ عامل سجستان نے اس کی سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا حصین نے اس کو شکست دے کر اس کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا اور جوش کامیابی میں باذغیس، بوشنج اور ہرات کی طرف کوچ کر دیا خالد غطریف نے بارہ ہزار لشکر حصین کی گرفتاری و جنگ پر مامور کیا۔ حصین نے چھ سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس لشکر کو بھی نیچا دکھا کر بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اس وقت اس سے حصین برابر اطراف خراسان میں قتل و غارت کرتا رہا اور کسی معرکہ میں عامل خراسان کو اس کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی تا آنکہ ۱۷۷ھ میں اس کی دلیرانہ و باغیانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

علی بن عیسیٰ کا تقرر: ۱۸۰ھ میں ماوراء النہر پر جہاد کیا گیا اور خلیفہ ہارون نے خراسان کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو مامور کیا۔ وہ بیس برس تک اس عہدہ پر فائز رہا اسی کے عہد میں حمزہ بن اترک خارجی نے بقصد بوشنج خروج کیا ان دنوں ہرات کی گورنری پر عمرویہ بن یزید ازدی تھا اس نے چھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ حمزہ سے معرکہ آرائی کی حمزہ نے اس کو شکست دے کر اس کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا عمرویہ بن یزید اس غوغا میں دب کر مر گیا تب علی بن عیسیٰ نے جھلا کر اس کو معزول کر دیا اور بجائے اس کے اپنے دوسرے لڑکے عیسیٰ بن علی کو مامور کیا۔

معرکہ نیشاپور: اس سے اور حمزہ سے لڑائی ہوئی حمزہ نے شکست دے دی علی بن عیسیٰ نے تازہ دم فوج دے کر اس کو پھر جنگ حمزہ پر واپس کیا مقام نیشاپور میں صف آرائی کی نوبت آئی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد حمزہ شکست کھا کر قہستان کی طرف بھاگا عیسیٰ کے لشکریوں نے تعاقب کیا۔ حمزہ کے ہمراہیوں میں سے چالیس آدمیوں کے سوا جو اُس کے ہمراہ قہستان بھاگ گئے تھے اور کوئی جانبر نہ ہوا عیسیٰ نے اوق، جوبن اور ان قصبات و دیہات کی جانب اپنے لشکریوں کو روانہ کیا جو حمزہ کی اعانت و امداد کر رہے تھے اور نہایت بے رحمی سے خوارج کے خون کی ندی بہا دی تقریباً تیس ہزار خوارج اس قتل عام میں مارے گئے۔ خاتمہ جنگ کے بعد عیسیٰ نے مقام زرنج میں عبداللہ بن عباس نسفی کو اپنا نائب مقرر کر کے مراجعت کی۔

حمزہ کی غارت گری: عبداللہ بن عباس نے خراج اور مالِ غنیمت جمع کرا کے زرنج سے کوچ کر دیا۔ حمزہ کو اس کی خبر لگ گئی اثناء راہ میں بحالت غفلت عبداللہ سے چھیڑ چھاڑ کی عبداللہ اور اس کے ہمراہیوں نے نہایت استقلال و مردانگی سے مقابلہ کیا۔ بالآخر حمزہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے۔ اس واقعہ کے بعد حمزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ شیوہ اختیار کرلیا کہ اطراف وجوانب کے دیہات وقصبات پر بحالتِ غفلت شب خون مارتا اور وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کرلاتا تھا کسی خاص گاؤں میں قیام پذیر نہ ہوتا تھا اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ نے طاہر بن حسین کو بوشج پر مامور کیا تھا حمزہ نے یہ سن کا طاہر کا رخ کیا اتفاق سے ایک چھوٹا سا گاؤں اثناء راہ میں مل گیا اسے لوٹ لیا اور وہاں کے باشندوں کو گرفتار کرلیا طاہر بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا خوارج کے ایک گاؤں میں پہنچ خوارج طاہر کی آمد کی خبر سن کر جان کے خوف سے بھاگ گئے۔ یہ وہی خوارج تھے جو تقرر حکم کے خلاف تو تھے مگر لڑتے نہ تھے محکمہ خوارج کا یہ گروہ ہے جو وقتاً فوقتاً موقع پا کر جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا اور اس کا شعار ((لا حکم الا اللہ)) تھا ان لوگوں نے حمزہ کو روزانہ خوں ریزی وبغاوت سے باز آنے کو لکھا حمزہ نے وعدہ کرلیا لیکن اس کی فتنہ پرداز طبیعت کو چین نہ ملا اور چند دنوں کے بعد ہی بدعہدی کر کے پھر لوٹ مار شروع کردی اور امن عامہ میں خلل انداز ہو گیا اس وجہ سے اس کے اور علی کے ہمراہیوں کے مابین متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

مامون کی ولی عہدی: ۱۸۲ھ میں خلیفہ ہارون نے اپنے لڑکے عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی کہ امین کے بعد تختِ خلافت کا یہ وارث ہوگا اور المامون کے مبارک لقب سے ملقب کر کے خراسان اور اس کے ملحقات صوبہ کی ہوان تک سند گورنری مرحمت کی۔ اس کے بعد عیسیٰ بن علی گورنر خراسان کو طلب کر کے مامون الرشید کی جانب سے مقرر کر کے خراسان کی جانب واپس کردیا۔

بغاوتیں اور ان کا استیصال: اسی سنہ میں ابوخصیب وہب بن عبداللہ نسائی مقام خراسان میں علم بغاوت بلند کر کے خراسان کے اطراف وجوانب کو لوٹنے لگا مگر پھر سطوت شاہی سے خائف ہو کر امان کا خواست گار ہوا امان دے دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ بلاد باذغیس میں حمزہ خارجی نے بغاوت پھیلادی ہے اور قتل وغارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ عیسیٰ بن علی نے حمزہ پر فوج کشی کردی مقابلہ ہوا عیسیٰ نے حمزہ کے ہمراہیوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو مار ڈالا اور جوش کامیابی میں کابل وزابلستان تک بڑھتا چلا گیا ابوخصیب نے میدان خالی دیکھ کر عہد شکنی کردی اور بلوائیوں کا ایک گروہ کثیر جمع کر کے بیوردنساء کلوس اور نیشاپور پر قبضہ کر کے مرو کا قصد کیا چونکہ اہلِ مرو اس کے فتنہ وشر سے غافل تھے محاصرہ میں آ گئے مگر ان کی متفقہ کوشش سے ابوخصیب پسپا ہو کر سرخس کی جانب لوٹ آیا ۱۸۶ھ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان' ابوخصیب کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا اور مرو سے ایک لشکر لے کر ابوخصیب پر چڑھ گیا۔ مقام سنار میں لڑائی ہوئی ابوخصیب مارا گیا اور اس کے عیال واطفال قیدی بنا لئے گئے ابوخصیب کی زندگی کے خاتمہ سے خراسان کی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا اور آتش بغاوت جو ایک مدت سے بھڑک رہی تھی سرد ہو گئی۔

علی بن عیسیٰ کی شکایات: ۱۸۹ھ میں امراء خراسان نے علی بن عیسیٰ کی بداخلاقی' کج ادائی' ظلم اور سخت گیری سے تنگ آ کر دربارِ خلافت میں شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ہم لوگوں کو تیر ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا ہے بلکہ شیرازہ خلافت وسلطنت کو درہم برہم کرڈالنے کی بھی فکر کر رہا ہے خلیفہ رشید نے یہ خبر پا کر رے کا قصد کردیا جوں ہی خلیفہ ہارون کا لشکر رے میں پہنچا علی بن عیسیٰ نذرانے' تحائف اور قیمتی قیمتی اسباب لئے ہوئے حاضر ہوا خلیفہ' کل اراکین دولت اور شاہی خاندان کے کل ممبروں کے سامنے نذریں پیش کیں اس سے خلیفہ ہارون کے خیالات بدل گئے اور اس نے خوش ہو کر گورنری خراسان پر واپس کردیا اور رے طبرستان' دنباوند' قومس اور ہمدان کے صوبہ کو بھی اس کی گورنری میں ملحق کردیا۔ اس واقعہ سے قبل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۸ھ میں علی بن عیسیٰ نے اپنے لڑکے عیسیٰ بن علی کو جنگ خاقان پر مامور کر دیا تھا چنانچہ عیسیٰ بن علی خاقان کو شکست دے کر اس کے بھائی کو گرفتار کر لایا تھا۔

۱۹۰ھ تک رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں آتشِ بغاوت بھڑکا دی اور شاہی فوج سے ایک مدت دراز تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انہیں لڑائیوں میں اس کے لڑکے عیسیٰ نے وفات پائی اس کے بعد خلیفہ ہارون نے علی بن عیسیٰ کو چند وجوہات کی وجہ سے (۱۹۱ھ میں) معزول کر دیا اس کے علاوہ یہ وجہ تھی کہ یہ لوگوں کو ذلیل سمجھتا تھا اور روسا شہر کی توہین کرتا تھا اور ایک روز حسین بن مصعب (یہ طاہر بن حسین کے والد تھے) علی بن عیسیٰ سے ملنے گئے تھے علی بن عیسیٰ کمال ترش روئی سے پیش آیا اور سخت کلامی کی اور کلمات فحش سے مخاطب ہو کر قتل کر ڈالنے کی دھمکی دی۔ ایسا ہی واقعہ ہشام بن فرخسروؒ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ ہشام نے اس واقعہ کے بعد فالج کا بہانہ کر کے علی کے خوف سے خانہ نشینی اختیار کر لی ہر چند لوگوں نے مکان سے نکلنے کو کہا پر نہ نکلا۔ یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ معزول کیا گیا باقی رہا حسین وہ بحال پریشان دربار خلافت میں پہنچا شکایت کی اور امان کا خواستگار ہوا خلیفہ ہارون نے اسے امان دے دی۔

تیس ہزار کا دفینہ: منجملہ ان امور کے جس سے خلیفہ ہارون نے اس کو گورنری خراسان سے معزول کیا تھا ایک یہ بھی تھا کہ جب اس کا لڑکا عیسیٰ جنگ رافع میں مارا گیا تو ایک لونڈی جو اس راز سے واقف تھی عیسیٰ کے بعض خدام کو اس سے مطلع کیا کہ بلخ کے باغ میں تیس ہزار دینار عیسیٰ کے دفن کر دیئے ہیں اس خادم نے اپنے ملنے والوں سے تذکرہ کیا رفتہ رفتہ عوام الناس میں یہ راز افشاء ہو گیا۔ عوام الناس یہ سن کر دوڑ پڑے باغ میں گھس کر دینار لوٹ لائے اور اس سے پیشتر یہ ہمیشہ خزانہ کی کمی کی شکایت کیا کرتا تھا اور خلیفہ ہارون کو یہ یقین دلایا تھا کہ جنگ رافع میں میں نے اپنی عورتوں کے زیورات فروخت کر کے فوج کشی کی تھی خلیفہ رشید کے کان تک دینار لوٹنے کی خبر پہنچی تو اس نے جھلا کر اس کو معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو طلب کر کے خراسان کی سندِ گورنری مرحمت فرمائی اور رجاء خادم کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔ خلیفہ نے یہ فرمان اپنے قلم سے تحریر کیا تھا اور اس راز کو چھپانے کی سخت تاکید کی تھی اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ خود کو یہ ظاہر کرنا کہ خلیفہ نے مجھے علی بن عیسیٰ کا مددگار و معاون مقرر کر کے روانہ کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری: ہرثمہ نے نیشاپور پہنچ کر انتظام شروع کر دیا اور اپنے ہمراہیوں کو نیشاپور میں مقرر کر کے مرو پہنچا علی بن عیسیٰ سے ملاقات ہوئی اس کو معہ اس کے اہلِ وعیال اور متعلقین کے گرفتار کر کے مال واسباب کو ضبط کر لیا جس کی قیمت آٹھ لاکھ تھی جو خلیفہ ہارون کے پاس پانچ سو اونٹوں پر لدوا کر بھیج دیا اور علی بن قیس کو اونٹ پر بغیر کجاوہ اور پردہ کر کے سوار کرا کے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ کیا۔ اس کے بعد ہرثمہ نے ماوراء النہر کی جانب کوچ کر دیا اور رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کر لیا۔ آخر کار طویل محاصرہ سے گھبرا کر رافع نے امان طلب[1] کی ہرثمہ نے امان دے دی اور چند دنوں تک سمرقند میں قیام پذیر رہا۔ مرو میں ہرثمہ کے آنے کا واقعہ ۱۹۳ھ میں ہوا ہے۔

جمیل سلیمہ
لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-C1

مامون کی ولی عہدی کی تجدید: ۱۸۶ھ میں خلیفہ ہارون الرشید نے انبار سے بقصد حج مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا اور اس کے ساتھ اپنے تینوں لڑکے محمد امین، عبداللہ مامون اور قاسم تھے۔ سب سے پہلے امین کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۸۱ سے نقل کیا ہے۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عراق، شام اور عرب کی حکومت عطا کی تھی۔ اس کے بعد مامون کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کو خراسان اور ہمدان کے صوبجات تا اقصائے مشرق دیئے تھے اور مامون کے بعد اپنے تیسرے بیٹے قاسم کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو موتمن کا لقب دیا تھا مگر مامون الرشید کو اس کی معزولی کا بصورت نالائق ثابت ہونے کے اور بحالی کا بصورت لائق ہونے کے اختیار دیا تھا اس کو جزیرہ، ثغور اور عواصم کی حکومت دی تھی۔

عہد نامۂ ولی عہدی: مدینہ منورہ پہنچ کر اہلِ مدینہ کو انعامات دیئے اور مستحقین میں خیرات تقسیم کی امین، مامون اور اپنی طرف سے ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار راہ خدا میں صرف کئے اسی طرح مکہ معظمہ میں داد و دہش سے کام لیا۔ فقہاء قضاۃ اور سرداران لشکر کو طلب کر کے دونوں شہزادوں کی جانب سے جدا جدا عہد نامے لکھوائے ایک امین کی طرف سے تھا مامون کے ساتھ وفا کرنے کا۔ دوسرا مامون کی طرف سے تھا امین کے ساتھ ایفاء عہد کا۔ پھر ان دستاویزات کو شہادتوں سے مکمل کر کے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا اور پھر جب ۱۸۹ھ میں طبرستان گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام پذیر رہا تو سرداران لشکر و ارکین دولت کو جمع کر کے یہ کہا کہ یہاں پر جو کچھ ہے میرے لشکر میں مال، خزانہ، آلاتِ حرب اور ساز و سامان ہے اس کا مالک مستقل طور پر صرف مامون ہے اور ان لوگوں سے مامون کی ولی عہدی کی تجدیدِ بیعت کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ اسی طرح بغداد میں رؤسا شہر و سرداران لشکر کو جمع کر کے امین کی ولی عہدی کی بیعت کی تجدید کی۔

خاندان برامکہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خالد بن برمک اکابر شیعہ میں سے تھا اور دولتِ عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ برامکہ کو حاصل تھا وہ اور ارکینِ سلطنت کو نصیب نہ تھا بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے یہی مالک و حکمران تھے۔ خلیفہ منصور نے موصل اور آذربائیجان کی گورنری پر خالد کو مقرر کیا تھا اور اس کے بیٹے یحییٰ کو آرمینیہ کی حکومت مرحمت کی تھی اور خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کی اتالیقی اسی کے سپرد فرمائی تھی اور اس نے اس خدمت کو نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا اور خلیفہ ہادی سے جبکہ اس نے ہارون کو معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا قصد کیا تھا کھلم کھلا مخالفت کی تھی۔ اسی بناء پر خلیفہ ہادی نے اس کو قید کر دیا تھا چنانچہ جب ہارون مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو قلمدانِ وزارت یحییٰ کے سپرد کر کے امور مملکت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دے دیا۔

برامکہ کا عروج: اس سے پیشتر یحییٰ خیزران (مادر ہارون الرشید) کی رائے سے امور مملکت انجام دیتا تھا لیکن یہ مرگئی تو اس کا قدم استقلال اور استحکام کے سلطنت میں جم گیا اس کا بہت بڑا خاندان تھا حقیقی بھائی اور بھتیجے کثرت سے تھے اس کے بیٹے جعفر، فضل اور محمد امورِ سلطنت میں اپنے باپ کی طرح دخیل تھے۔ خلیفہ کے دوشالہ کا ان کو بہت بڑا حصہ ملا تھا۔ خلیفہ سے ان کو خاص نسبت تھی اور فضل تو خلیفہ ہارون کا دودھ شریک بھائی تھا۔ فضل کی ماں نے ہارون کو اور ہارون کی ماں کو خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا اور چونکہ ہارون نے یحییٰ کی گود میں پرورش پائی تھی اس وجہ سے ادب کے ساتھ یحییٰ کو باپ کے خطاب سے مخاطب کیا کرتا تھا اور (یحییٰ کے معمر ہو جانے پر) فضل اور جعفر کو عہدۂ وزارت پر سرفراز کیا تھا۔ قبل ازیں جعفر کو مصر و خراسان کی گورنری بھی دی تھی اور جن دنوں مضریہ و یمانیہ کے مابین شام میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا تھا اس کو ہی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے منتخب کیا تھا چنانچہ اس نے بکمالِ خوبی اس خدمت کو انجام دیا اور نیک نامی کے ساتھ واپس آیا تھا۔ فضل کو بھی حکومت مصر و خراسان دی گئی تھی اور جب یحییٰ بن عبداللہ علوی نے دیلم کی سازش سے سر اٹھایا تو فضل ہی کو خلیفہ ہارون نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحییٰ بن عبداللہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اسی کی حکمت عملی اور سیاسی چالوں سے یحییٰ سے عبداللہ نے خلیفہ کی اطاعت قبول کی تھی اور مامون کی ولی عہدی کے بعد جعفر بن یحییٰ کو اتالیقی کی خدمت سپرد کی گئی تھی ان تمام مہمات' انتظامات اور ملکی خدمات کو نہایت حسن وخوبی سے سرانجام دیا۔ رعایا سے خلیفہ تک سب ہی ان کے مداح تھے۔

برامکہ کے زوال کے اسباب: رفتہ رفتہ ان کا اقتدار اور جاہ وجلال حکومت وسلطنت میں اس درجہ بڑھ گیا کہ خلیفہ کا نام ہی نام رہ گیا تھا امورِ سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے یہی مالک تھا امراء دولت کو اس سے حسد پیدا ہوا اور وہ موقع پا کر خلیفہ سے شکایتیں کرنے لگے۔ کثرتِ شکایات سے خلیفہ کے دِل میں بھی برامکہ علی الخصوص جعفر کی طرف سے ایک خیال پیدا ہو گیا چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور فروگزاشتوں کو ان آنکھوں سے دیکھنے لگا جس سے سنگین اور غیر قابلِ عفو جرائم دیکھے جاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کی برہمی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ خلیفہ نے یحییٰ بن عبداللہ کو جب کہ فضل برمکی اس کو دیلم سے بہ حکمت عملی لے آیا تھا جعفر برمکی کے پاس نظر بند کر دیا تھا اور اس نے اس کو خلیفہ کی اجازت واطلاع کے بغیر رہا کر دیا۔ فضل بن ربیع نے خلیفہ کے کانوں تک اس واقعہ کو پہنچا دیا۔ خلیفہ نے جعفر سے استفسار کیا جعفر نے اس خبر کی تصدیق کر دی خلیفہ کو جعفر کی اس خودرائی اور ایسے باغی ملزم کے رہا کر دینے سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً لوگوں کی شکایتوں سے یہ ناراضگی بڑھتی گئی بالآخر صاف طور سے اپنی ناراضگی ظاہر کرتا اور بات بات پر اعتراض کرنے لگا۔

ایک روز یحییٰ بن خالد حسبِ دستور قدیم خلیفہ کی خدمت میں بلا اطلاع حاضر ہوا اتفاق سے اس وقت شاہی طبیب جبرئیل بن بختیشوع بیٹھا ہوا تھا خلیفہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "کیوں جبرئیل تمہارے مکان میں بھی یوں ہی بلا اطلاع لوگ چلے آتے ہیں؟" عرض کیا "یہ کیونکر ممکن ہے" پھر یحییٰ کی طرف متوجہ ہوا یحییٰ نے جواب دیا "امیر المؤمنین! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے میں ہمیشہ بلا اجازت حاضر ہوتا تھا اگر پہلے سے مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری حاضری مزاج ہمایوں کو ناگوارِ خاطر ہوتی ہے تو میں خود کو اسی طبقہ میں رکھتا"۔ خلیفہ نے شرم سے گردن جھکا کر کہا تم اپنے دِل میں کچھ خیال نہ کرو میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی۔ ہمیشہ کا دستور تھا کہ جب یحییٰ دربارِ خلافت میں آتا تو حاجب' دربان اور خدام تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر شکر رنجی کے بعد خلیفہ ہارون کے اشارہ سے مسرور (خادم) نے تعظیم کرنے کی ممانعت کر دی۔ چنانچہ جس وقت یحییٰ دربارِ خلافت میں حاضری کی غرض سے آتا تو دربان منہ پھیر لیتے تھے۔ ایک مدت اسی حالت سے گزر گئی۔

جعفر کا قتل: ۱۸۷ھ میں حج سے واپسی کے وقت خلیفہ ہارون نے انبار میں قیام کیا جعفر بھی ہمراہ تھا ایک روز رات کو خلیفہ ہارون نے مسرور (اپنے خادم خاص) کو سرہنگوں کی ایک جماعت کے ساتھ طلب کر کے حکم دے دیا کہ تو اسی وقت جعفر کے خیمہ میں جا اور خیمہ کے دروازے پر بلا کر اس کا سر اتار لا مسرور یہ سن کر کانپ اٹھا وہ بار بار عرض کر رہا تھا آپ اس حکم پر غور کر کے صادر فرمائیے۔ خلیفہ ہارون نے ڈانٹ کر کہا "نہیں! تجھے اس حکم کی تعمیل کرنا ہوگی"۔ مسرور سہم گیا پھر خلیفہ نے زمین پر چھڑی پٹکی اور بولا "جا اسی وقت اس حکم کی تعمیل کر ورنہ تیری خیر نہیں ہے"۔

مسرور یہ دیکھ کر کہ خلیفہ کا غصہ بڑھتا جاتا ہے رخصت ہو کر جعفر کے خیمہ میں آیا اور جعفر کا سر اتار کر خلیفہ ہارون کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ خلیفہ نے اسی شب کو فضل برمکی کو گرفتار کرا کے قید کر دیا اور یحییٰ کے تمام مکانات' جاگیریں' خدام اور مال و اسباب کی ضبطی کا ایک گشتی فرمان تمام ممالک میں بھیج دیا اور برامکہ کے ہر چھوٹے بڑے کو جیل میں ڈال دیا۔ اگلے دن جعفر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعش بغداد کو روانہ کی اور یہ حکم دیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے (پل پر) نصف نصف دونوں جانب آویزاں کر دیئے جائیں۔ اس عتاب شاہی سے صرف محمد بن خالد برمکی محفوظ رہا۔

عبدالملک بن صالح: خلیفہ ہارون کا یہ احسان تھا کہ اس نے کسی قسم کی سختی یحییٰ اور اس کے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ پر نہیں کی۔ اس کے بعد عبدالملک بن صالح بن علی پر الزام لگایا گیا کہ یہ برامکہ کا ہوا خواہ اور دوست ہے۔ خوبی قسمت سے یہ شکایت عبدالملک کے بیٹے عبدالرحمٰن نے کی تھی اس کو بھی دعوائے خلافت ہے خلیفہ نے اس کو فضل بن ربیع کے پاس نظر بند کر دیا دوسرے دن سر دربار طلب کر کے دھمکا کر حال دریافت کرنے لگا عبدالملک نے حلفیہ طور پر اس سے انکار کیا اور اپنی خدمات سابقہ کا اظہار کر کے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا شہادت کی غرض سے اس کے کاتب کو پیش کیا گیا۔ عبدالملک نے کہا ''یہ جھوٹا ہے''۔ تب اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلایا گیا عبدالملک نے عرض کیا ''اس کی شہادت بھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ یہ مامور و معذور ہے یا عاق فاجر ہے''۔ خلیفہ ہارون یہ کہتا ہوا دربار عام سے اٹھ کھڑا ہوا ''تو ان دو میں سے زیادہ عادل شاہد کہاں سے آ سکتے ہیں خیر میں اس بارے میں غور کروں گا دیکھوں اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے کیونکہ وہی میرے اور تیرے درمیان میں حاکم ہے''۔ عبدالملک نے جواب دیا ''بہتر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے اور امیر المؤمنین کے حاکم ہونے پر راضی ہوں کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ امیر المؤمنین اپنی خواہش نفسانی کو رضائے رب پر مقدم نہ کریں گے''۔

عبدالملک کی اسیری: پھر دوسرے دن خلیفہ ہارون نے اس کو سر دربار طلب کیا وہ جان کے خوف سے کانپتا ہوا حاضر ہوا اور اپنے تعلقات، خدمات اور خیر خواہیاں ظاہر کرنے لگا خلیفہ ہارون نے کہا ''واللہ اگر بنی ہاشم کو صفحہ ہستی پر باقی رکھنے کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں بے شک تجھے قتل کر ڈالتا'' اور یہ کہہ کر پھر جیل میں بھیج دیا اس کے بعد عبداللہ بن مالک (یہ محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ تھا) حاضر ہوا اور باتوں باتوں میں عبدالملک کا ذکر آ گیا عبداللہ بن مالک نے عرض کیا ''امیر المؤمنین! سچ تو یہ ہے کہ عبدالملک آپ کا خیر خواہ اور جاں نثار ہے میں نے آج تک اس میں کسی قسم کی برائی نہیں دیکھی''۔ خلیفہ ہارون نے فرمایا ''اگر تم کو اس کی حرکات و سکنات اور افعال سے اطمینان کلی ہے تو میں اس کو رہا کئے دیتا ہوں'' عرض کیا ''چونکہ آپ نے اس کو قید کر دیا ہے۔ اس لئے یہ امر نامناسب ہے مگر نرمی کیجئے''۔ خلیفہ ہارون نے ایسا ہی کیا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ امین نے اس کو رہا کیا۔

یحییٰ اور فضل: اس واقعہ کے بعد خلیفہ ہارون نے قیدیان برامکہ پر سختی شروع کر دی یحییٰ برمکی کے پاس ملامتانہ کہلا بھیجا کہ ''تم نے مجھ سے عبدالملک کے باغیانہ خیالات چھپائے تم کو یہ زیبا نہ تھا''۔ یحییٰ نے یہ پیام سن کر جواب دیا ''امیر المؤمنین! خود یہ خیال فرما سکتے ہیں کہ عبدالملک مجھ سے اپنے ایسے پوشیدہ راز کیوں بتلائے گا میں تو ہوا خواہ دولت و حکومت تھا اور اگر مجھے یہ امر اشارۃً و کنایۃً بھی معلوم ہو جاتا تو میں اُس کا آپ سے زیادہ دشمن ہوتا نعوذ باللہ آپ ایسے خیالات اپنے دماغ عالی سے دور کیجئے ہاں یہ ضرور تھا کہ میں بہ وجہ تقدس مذہبی اس سے محبت رکھتا تھا اور میرا گمان تو یہ ہے کہ اس میں مذہبی تقدس سب عباسیوں سے بڑھ کر ہے''۔ پیامبر نے یہ پیام ہارون تک پہنچایا خلیفہ نے پیامبر کو پھر الٹے پاؤں یحییٰ کے پاس بھیجا اور یہ دھمکی دی کہ اگر صحیح صحیح واقعہ بیان نہ کرو گے تو میں تمہارے بیٹے فضل کو قتل کر ڈالوں گا''۔ یحییٰ نے جواب دیا ''امیر المؤمنین کو اختیار ہے کہ ہم لوگوں کی جانیں آپ کے قبضے میں ہیں جو چاہیں کریں'' پیامبر نے یہ سن کر فضل کا ہاتھ پکڑ لیا اور لے چلا یحییٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زار زار رونے لگا فضل اپنے بوڑھے اور مصیبت زدہ باپ سے رخصت ہوا یحیٰ نے رخصت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی دعا دی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے حکم کے مطابق پیام برنے فضل کو تین دن تک دوسرے مکان میں مقید رکھا۔ جب ان دونوں آدمیوں میں سے کسی کے حال کا انکشاف نہ ہوا تو پھر دونوں کو ایک ہی جگہ پر قید کر دیا۔

ابراہیم بن عثمان کا قتل: ابراہیم بن عثمان بن نہیک جعفر برمکی کے قتل کے بعد اکثر برامکہ کا ذکر کر کے رو دیا کرتا تھا اور اس کی قوم بھی اس کے ساتھ روتی تھی ابراہیم کے روتے روتے یہ حالت ہو جاتی تھی کہ دیوانہ وار جعفر کا بدلہ مانگنے لگتا تھا اور جب کنیزوں کے ساتھ مجلس عیش میں نبیذ پینے کو بیٹھتا تھا تو تلوار ہاتھ میں لے کر کہتا تھا ((واجعفر الا و اسیداہ واللہ لا ثارن بک و لا قتلن قاتلک)) ''ہائے جعفر ہائے میرے سردار واللہ میں تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا اور تمہارے قاتل کو ضرور قتل کروں گا''۔ ابراہیم کا یہ جوش انتقام دیکھ کر اس کے بیٹے ابو حفص نے جا کر خلیفہ ہارون سے اطلاع کر دی خلیفہ ہارون نے ابراہیم کو طلب کر کے جعفر کے قتل پر افسوس وندامت ظاہر کی۔ ابراہیم نے رو کر جواب دیا ''واللہ امیر المومنین آپ نے بہت بڑی غلطی کی''۔ ہارون الرشید یہ سن کر جھلا اٹھا اور جھڑک کر بولا ''چل اٹھ کھڑا ہو''۔ ابراہیم جوں ہی اٹھا اس کے بیٹے نے پیچھے سے تلوار کا ایک ہاتھ لگایا جس کے صدمہ سے وہ چند راتوں کے بعد مر گیا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم کے بیٹے نے ہارون کے حکم سے یہ فعل کیا تھا۔

یحیٰ برمکی برابر کوفہ ہی کے جیل میں رہا تا آنکہ ۱۹۰ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے فضل نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ خاندان برامکہ محاسن عالم میں سے تھے اور ان کی دولت منجملہ بڑی دولتوں کے تھی اور یہ لوگ دولت اور ملت کے چہرہ کی زیبائش تھے۔

عرض مترجم

علامہ مؤرخ نے جس قدر حالات برامکہ کے تحریر فرمائے ہیں وہ نہایت جچے اور تلے ہوئے ہیں کسی مقام پر نقطہ تک رکھنے کی جگہ نہیں ہے مگر ہیں اختصار کے ساتھ۔

بہ نظر دلچسپی ناظرین خاندان برامکہ مشاہیر کے حالات اور کتب تواریخ سے لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ پڑھنے والے شوق ودلچسپی سے پڑھیں گے۔

خالد برمکی: خاندان برامکہ میں سے جو سب سے پہلے عہدۂ وزارت پر فائز کیا گیا وہ خالد برمکی تھا اس کے اجداد آتش کدہ نوبہار کے متولی تھے جس کو منوچہر بادشاہ فارس نے ماہتاب کے نام پر بنوایا تھا اور مشہور آتشکدوں میں چوتھا نمبر اسی کا تھا۔ جب ۳۱ھ عہد خلافت عثمان ذی النورین میں خراسان فتح ہوا اور اسلامی حکومت تمام اطراف میں پھیل گئی اس وقت یہ آتش کدہ بھی جو عہد منو سے آباد چلا آتا تھا ویران ہو گیا اور خاندان برامکہ رنج ومصیبت کے محاصرہ میں آ گیا۔ پھر ۸۶ھ عہد خلافت ولید بن عبدالملک عموی میں قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا گورنر ہو کر وارد خراسان ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مرو پر فوج کشی کی اس لڑائی میں جہاں اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا وہاں لونڈیاں بھی گرفتار ہو کر آئی تھیں ان میں ایک عورت برمک کی بھی تقسیم مال غنیمت کے وقت یہ عورت عبداللہ بن مسلم (برادر قتیبہ) کے حصہ میں آئی اتفاق سے یہ اس سے حاملہ ہو گئی چند روز بعد اہل بلخ سے صلح ہو گئی تو قتیبہ کے حکم سے لونڈیاں واپس ہوئیں مجبوراً عبداللہ نے اس برمکی عورت کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برمک کے پاس واپس کر دیا مگر یہ شرط قرار پائی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو ہمارا ہے‘‘ حمل کی مدت گزرنے کے بعد خالد پیدا ہوا اس کی تعلیم و تربیت کا زمانہ کیسے اور کہاں گزرا اس کے متعلق ہم خامہ فرسائی نہیں کرنا چاہتے۔

اس کا عروج ۱۳۲ھ عہد خلافت سفاح سے شروع ہوتا ہے۔ ابو سلمہ خلال وزیر آل محمد کے قتل کے بعد وزارت کا معزز عہدہ اسی کو مرحمت کیا گیا۔ سفاح کے مرنے تک اس نے وزارت کی۔ المنصور جب مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا اس نے بھی اس کو وزارت ہی کے عہدہ پر رکھا۔ لیکن ایک سال ایک مہینہ کے بعد ابو ایوب موریانی کی حکمت عملی سے خلیفہ منصور نے خالد کو بغاوت اکراد کے فرو کرنے کے لئے فارس بھیج دیا۔ خالد کے جانے کے بعد ابو ایوب موریانی کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا گیا۔ اگر چہ پھر خالد کو عہدہ وزارت نصیب نہیں ہوا لیکن بڑے بڑے ذمہ داریوں کے کام اس کے سپرد رہے۔ وہ خلیفہ مہدی کا زمانہ ولی عہدی میں اتالیق بھی رہا۔ موصل کی حکومت اس کے سپرد کی گئی۔ غرض جب تک زندہ رہا ممتاز عہدوں سے سرفراز رہا آخر الامر بقول ابن القادسی ۱۶۳ھ میں وفات پائی۔ اس کا ایک لڑکا یحییٰ تھا۔

یحییٰ برمکی: یحییٰ برمکی‘ ہشام بن عبدالملک اموی کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا اس کے ولادت کا باوجود تلاش کے کچھ پتہ نہیں چلا اس کی تعلیم و تربیت اور زمانہ طفولیت کے حالات سے ہم کو چنداں واقفیت نہیں ہوئی مگر ہم اتنا بتلا سکتے ہیں کہ جب اس کے شباب کا زمانہ آیا تو اس کا نامور باپ دولت عباسیہ کے اراکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا۔ خالد کی کارگزاریوں اور یحییٰ کی قابلیت پر نظر کر کے یحییٰ[۲] کو خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کا اتالیق مقرر کر دیا۔ چنانچہ ہارون نے اسی کی آغوش تربیت اور نگرانی میں تعلیم پائی اور جب ہارون کو خلیفہ مہدی نے حدود مغرب آذربائیجان اور ارمینیہ کی گورنری مرحمت کی تو منجملہ اور خاص خاص آدمیوں کے جو ہارون کے ہمراہ بھیجے گئے تھے یحییٰ برمکی بھی تھا۔ جس وقت خلیفہ ہادی نے ہارون کو خلافت و سلطنت سے محروم کرنے کی فکر کی تھی اُس وقت یحییٰ نے اس رائے سے مخالفت کی تھی جس کی پاداش میں قید جھیلنا پڑی تھی اور ہادی کی وفات تک یہ جیل میں رہا۔ انہیں خیر خواہیوں اور دل سوزیوں کے صلہ میں ہارون نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی یحییٰ کو امور مملکت میں سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دے دیا تھا۔ اس کے زمانہ وزارت میں دربار خلافت اہل علم و اہل کمال سے بھرا رہتا تھا اس کے عہد میں علوم اور فنون کے ترجموں کی ترقی ہوئی۔ یہ بہت فیاض‘ رحیم‘ کریم اور رقیق القلب انسان تھا اس کی معلومات وسیع تھیں شاعر بھی تھا اور علم نجوم میں بھی اس کو ایک خاص مہارت حاصل تھی اوائل عمر کے زمانہ سے اس کی درمیانی عمر کا حصہ نہایت اچھا مگر آخری حصہ عمر نہایت برے طور سے گزرا‘ تیسری محرم ۱۹۰ھ میں کوفہ کی جیل میں وفات پائی۔ اس کے آٹھ بیٹے‘ فضل‘ محمد‘ جعفر‘ موسیٰ‘ عباس‘ احمد‘ خالد‘ عبداللہ تھے لیکن ان میں سے فضل و جعفر زیادہ مشہور ہیں اور انہیں کے اقتدار اور جاہ و جلال کے افسانے عہد خلافت ہارون الرشید میں مشہور ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ آٹھ کے ایک لڑکا اور تھا جس کا نام باوجود تحقیق و تفتیش مجھے معلوم نہیں ہوا۔

فضل برمکی: فضل برمکی[۴] تیسویں ذی الحجہ ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا اس کے ایک مہینہ بعد ہارون الرشید کی ولادت ہوئی دونوں ایک دوسرے کے دودھ شریک بھائی تھے۔ ہارون الرشید جیسا یحییٰ کو باپ کہا کرتا تھا ویسا ہی فضل و جعفر کو بھائی کے خطاب سے یاد کرتا تھا مہدی نے یحییٰ کے سپرد ہارون کی اتالیقی کی تھی اور ہارون[۵] نے جعفر و فضل کی آغوش تربیت میں اپنے بیٹوں امین و

---

۱ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۰۶ ۲ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۰۶

۳ ابن خلکان جلد دو مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۲

۴ ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۰۸ ۵ ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۰۹

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مامون کو دیا تھا ہارون الرشید کا پہلا وزیر اعظم یحییٰ برمکی تھا لیکن ضعیف ہو جانے پر ۱۷۸ھ میں قلمدان وزارت فضل کے سپرد کیا گیا مگر یحییٰ کا اقتدار بدستور قائم رہا اور پیچیدہ معاملات ملکی اسی کی رائے سے طے کئے جاتے تھے یحییٰ بن عبداللہ علوی کی بغاوت کے زمانہ میں اسی کو اس مہم پر روانہ کیا گیا اور اس نے اس خدمت کو بغیر جنگ اور خون ریزی کے نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا تھا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں ہارون الرشید نے صوبہ خراسان کی گورنری اسے مرحمت کی تھی اور طبرستان' رے' نہاوند' ہمدان' جرجان' آذربائیجان اور ارمینیہ کے بلاد بھی اس کی گورنری میں ملحق کر دیئے تھے۔ فضل کا دائرہ حکومت بہت بڑا تھا۔ جواد' کریم' فیاض اور علم و ہنر کا قدردان تھا اس کی سخاوت اور فیاضی کے حالات لکھنے کے لئے ایک دفتر چاہئے اس کی داد و دہش نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ علوم وفنون کو ترقی دینے میں بھی اس کا بہت بڑا حصہ تھا۔ کاغذ[1] بنانے کا کارخانہ اسی نے جاری کیا۔ ۴۵ برس کی عمر میں یوم جمعہ محرم ۱۹۳ھ کو رقہ کی جیل میں انتقال کیا۔

جعفر برمکی: جعفر برمکی یحییٰ برمکی کا دوسرا نامور بیٹا تھا۔ اس کے اقتدار اور ملکی خدمات کے تذکرے روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ خلیفہ ہارون کو اس سے دلی محبت تھی۔ وہ ایک لحہ اس کے بغیر چین نہ پاتا تھا۔ مصر اور خراسان کی گورنری پر رہا اور فضل کے بعد عہدہ وزارت پر فائز کیا گیا۔ عقیل' فہیم اور تجربہ کار تھا اس کی لیاقت پر ہارون الرشید کو ناز تھا وزارت کا اقتدار اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ہارون الرشید برائے نام خلیفہ تھا حکم و احکام تمام ممالک محروسہ میں اسی کے جاری تھے جہاں دیکھئے اسی کی جاگیر تھی۔ عالی شان مکانات دجلہ کے کنارے اسی کے نظر آتے تھے ہر وقت اس کے دروازہ پر حاجت مندوں کا میلہ سا لگا رہتا تھا۔ انہیں کے اسباب سے اور اس کا خاندان تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے افسانہ میں بڑی رنگ آمیزی کی گئی ہے اور عجیب و غریب واقعہ ہونے کے لحاظ سے لوگ اسے دلچسپی سے سنتے اور نقل کرتے ہیں۔ اس بے سروپا افسانہ کے ذکر سے تاریخ کے دامن پر بدنما داغ لگ گیا ہے۔

عباسہ کا واقعہ: اس غلط واقعہ کا ماخذ جس کی شہرت اردو زبان میں بھی ناولوں اور رسائل کے ذریعہ ہوگئی ہے تاریخ کبیر ابوجعفر جذید طبری ہے جس نے ۳۱۰ھ میں وفات پائی اس وقت سے آج تک برابر مؤرخین ایک دوسرے سے اس واقعہ کو نقل کرتے چلے آئے عام طور سے اس واقعہ کی تنقید و تحقیق کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ مگر علامہ طبری نے جن الفاظ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو خود اس روایت پر یقین نہ تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

((قد خدثني احمد بن زهير احسبه عن عمه زاهر بن حرب ان سبب هلاک جعفر و البرامكة ان الرشيد كان لا يصبر عن جعفر و عن اخته عباسة بنت المهدی و كان يحضرهما اذا جلس للشرب فقال لجعفر ازوجكها ليحن لک النظر و لايكون منهاشئی سمايكون للرجال الى زوجته فروجها منه على ذلک))

''مجھ سے احمد بن زہیر نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اس نے اپنے چچا زاہر بن حرب سے کی ہے کہ سبب ہلاکت جعفر اور برامکہ کا یہ ہے کہ رشید کو بغیر جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے ایک ساعت صبر نہیں آتا تھا اور یہ دونوں شراب نوشی کے جلسہ میں شریک ہوا کرتے تھے اس لئے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں عباسہ کا عقد تمہارے ساتھ کیا چاہتا ہوں تاکہ تم کو اس کا دیکھنا مباح ہو جائے لیکن زن وشوی کے تعلقات نہ ہوں' چنانچہ اس

[1] مقدمہ ابن خلدون فصل ۳۱ صناعۃ الوراقہ صفحہ ۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرط پر عباسہ کا عقد جعفر سے کر دیا''۔

یہی الفاظ ہیں جن کی بناء پر بعض مورخین نے بڑی بڑی خیالی عمارتیں قائم کر لی ہیں' طبری سے جس نے اس واقعہ کی روایت کی ہے وہ احمد بن زہیر ہے اور احمد بن زہیر سے جس نے روایت کی ہے اس کا حال خود طبری کو معلوم نہیں ہوا اس کا یہ کہنا ((اجه عن ممه زاهر بن حراب)) صاف طور سے بتلا رہا ہے کہ احمد بن زہیر کی روایت مورخانہ حیثیت سے نہیں ہے بلکہ عام روایت کی بناء پر ہے۔

قطع نظر اس کے اگر یہ امر تسلیم کر لیا جائے کہ اخیر روایت طبری کا جس پر سلسلہ روایت ختم ہو جاتا ہے ظاہر ہی ہے تو زاہر کا یہ حال ہے کہ اس کا کسی معاملہ یا مشورہ عقد عباسہ میں شریک ہونا یا جعفر کے قتل کے وقت موجود ہونا کسی تاریخ میں نہیں پایا جاتا خود طبری نے ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جو اس معاملہ میں ہارون الرشید کے ہم راز و شریک تھے۔ اور بفرض محال اگر طبری اس واقعہ کو تسلیم کر لیتا تو آگے چل کر جعفر کے قتل اور اسباب تحریر کرتا اور اگر تحریر کرتا تو اس واقعہ کو ترجیح دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام واقعات جو جعفر کے قتل کے محرک ہوئے تھے' بلا ترجیح لکھ دیئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ مذکورہ اس کے نزدیک مسلمہ نہیں ہے محمد دیات اتلیدی نے بھی اس واقعہ کو اعلام الناس صفحہ ۱۵۳ میں بروایت ابراہیم بن اسحاق نے نقل کیا ہے اور اصل راوی کا نام ابوثور زاہر بن صقلاب اور بجائے عباسیہ کے میمونہ کے نام لکھا ہے۔

بیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

خلیفہ مہدی کی چار لڑکیاں با توقہ' عباسہ' عالیہ اور سلمہ تھیں علاوہ ان کے کوئی لڑکی میمونہ نامی نہ تھی اور عباسہ کا عقد ہارون نے پہلے محمد بن سلیمان سے کیا تھا جب یہ مر گیا تو ابراہیم بن صالح بن علی سے اس کا نکاح کر دیا۔ دیکھو کتاب المعارف لابی محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کاتب دینوری التوفی صفحہ ۲۷۶ صفحہ ۱۳۰ علامہ ابن خلدون مؤلف کتاب ہذا نے جو اس واقعہ پر مقدمہ تاریخ میں ریمارک دیا ہے وہ سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے مگر افسوس ہے کہ اس کو بخیال طوالت مقال اعادہ نہیں کیا جا ہے۔

فمن شاء الاطلاع عليها فليرجع اليها. انتهى كلام المترجم

ہارون الرشید کے خصائل: ہارون الرشید جیسا کہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے ایک سال جہاد کرتا تھا اور دوسرے سال زیارت کعبہ کو جاتا تھا اور روزانہ سو رکعتیں نماز پڑھا کرتا تھا اور ایک ہزار درہم خیرات دیتا تھا اور جب حج کرنے کو جاتا تو ایک سو فقہاء کو اپنی جیب خاص سے اپنے ہمراہ لے جاتا تھا اور جس سال حج کو نہ جاتا تو تین سو آدمیوں کو اپنے خرچ سے حج کرنے کو روانہ کرتا تھا۔ انتظام ملکی اور سیاست میں خلیفہ منصور کا پیرو تھا مگر داد و دہش میں اس کا مخالف تھا۔ اس سے پیشتر کوئی خلیفہ اس سے زیادہ سخی' جواد اور بے دریغ مال کا دینے والا نہیں گزرا جہاد کا بے حد شائق نامی گرامی سپہ سالاروں اور اپنے خاندان کے سربرآوردہ ممبروں کو جنگ پر بھیجا کرتا تھا۔

فتوحات: چنانچہ ۱۷۰ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ بکائی کو مامور کیا تھا بعض کا بیان ہے کہ خود بہ نفس نفیس اس مہم پر گیا تھا اور ۱۷۱ھ میں اسحاق بن سلیمان بن علی کو بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ بلاد روم میں اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزار ہا آدمی قیدی بنا لئے گئے ۱۷۲ھ میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح کو صائفہ کی فوج کا سردار بنا کر جہاد پر روانہ کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالملک کو بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے رومیوں کو خوب تکلیف دی شدت سرما سے لشکریوں کے ہاتھ کٹ کر گر گئے۔ بعد ازاں ۱۷۷ھ میں عبدالرزاق بن حمید تغلبی' ۱۷۸ھ میں زفر بن عاصم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ۱۸۱ھ میں خود خلیفہ ہارون نے بلاد روم پر بہ قصد جہاد فوج کشی کی اور قلعہ صفصاف کو بزورِ تیغ فتح کرلیا۔

رومیوں سے پہلی مصالحت: اسی ۱۸۱ھ میں عبدالملک بن صالح نے بھی جہاد کیا تھا اور جوش کامیابی میں انقرہ تک بڑھتا چلا گیا۔ مطمورہ کو اسی نے اپنے زورِ تیغ سے مفتوح کیا اسی سنہ میں مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے رہا کرایا۔ یہ پہلی مصالحت تھی جو دولت عباسیہ میں ہوئی۔ اس کام کا انتظام قاسم بن رشید کے سپرد کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس سے بے حد مسرت ہوئی مقام لامس میں فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کی رہائی کی مجلس منعقد کی گئی جو طرسوس سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر تھا علماء اعیان سلطنت' سرحدی باشندے اور ابوسلیمان کے ہمراہ تیس ہزار نظامی فوج اس میں شریک ہوئی والی طرسوس بھی اس موقع پر آ گیا۔ رومی بھی مسلمان قیدیوں کو لے کر آئے تھے جن کی تعداد تین ہزار سات سو تھی قاسم بن رشید نے ان کے معاوضہ میں رومی قیدیوں کو دے کر مسلمان قیدیوں کو رہا کرالیا۔

ابن عبدالملک کا حملہ: ۱۸۲ھ میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا رفتہ رفتہ افسوس شہر اصحاب کہف تک پہنچ گیا اسی زمانہ میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کے بعد اس کی ماں ربی کو تختِ حکومت پر جانشین کیا اور اس کو عطشہ کا لقب دیا ہے۔ یہ خبر سن کر اسلامی لشکر نے کمالِ مردانگی سے بلاد روم پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

شاہ خاقان کا خروج: ۱۸۳ھ میں خاقان بادشاہ خزر کی لڑکی فضل بن یحییٰ کی طرف روانہ کی کسی اتفاق سے وہ مقام بروعہ میں پہنچ کر مر گئی اس کے ہمراہیوں نے واپس ہو کر اس کے باپ سے یہ ظاہر کیا کہ وہ مکر و حیلہ سے ماری گئی ہے۔ خاقان کو یہ سن کر طیش آ گیا اور لشکر جمع کر کے بلاد اسلام پر حملہ کے قصد سے باب الابواب سے خرج کیا ہزارہا مسلمانوں اور ذمیوں کو گرفتار کرلیا اور طرح طرح کی بدعتیں اور ایسی زیادتیاں کیں کہ جن سے اس وقت تک کان آشنا نہیں ہوئے تھے خلیفہ ہارون نے اس مہم کے سر کرنے کی غرض سے یزید بن مزید کو صوبہ ارمینیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور آذربائیجان کی حکومت کو بھی اسی کے قبضہ میں رہنے دیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین میں اہلِ ارمینیہ کی کمک کے لئے ٹھہرایا اور بعض نے خاقان کے خروج کا یہ سبب ظاہر کیا کہ سعید بن مسلم نے نجیم سلمی کو کسی وجہ سے مار ڈالا نجیم کا لڑکا خزر کے پاس فریاد لے گیا خزر نے لشکر مرتب کر کے سعید پر حملہ کر دیا اور ارمینیہ میں قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سعید بن مسلم یہ خبر پا کر بھاگ کھڑا ہوا اور خزر بھی قتل و غارت کر کے واپس چلے گئے۔

قاسم بن رشید کی گورنری: ۱۸۷ھ میں خلیفہ نے قاسم بن رشید کو عواصم کی گورنری پر مقرر کر کے بسر افسری لشکر صائفہ بلاد روم پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے قرہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور اہلِ قرہ کو روزانہ جنگ و خوں ریزی سے تنگ کرنے لگا انہیں دنوں قاسم نے عباس بن جعفر بن اشعث کو قلعہ سنان کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا رومی تاب مقابلہ نہ لائے اور تین سو بیس مسلمان قیدی دے کر مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ چنانچہ مصالحت کے بعد شہزادہ قاسم معہ اپنے لشکر کے واپس آیا۔

نقفور کی تخت نشینی: ان دنوں روم کی حکومت ملکہ ربی کے قبضہ میں تھی رومیوں نے اس کو معزول کر کے نقفور ڈیکفورس کو تختِ نشین کیا یہ رومیوں کے دیوان الخراج (دفتر تحصیل مال گزاری یا بورڈ آف ریونیو) کا افسر تھا اس واقعہ کے پانچ مہینہ بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکہ رینی مرگئی اور نقفور نے ادائیگی خراج مقررہ سے انکار کر کے بہ صلاح ومشورہ ارکانِ سلطنت ہارون الرشید کو ایک[1] خط لکھ بھیجا۔

بلاد روم پر لشکر کشی: خلیفہ ہارون اس خط کو دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا اور لشکر آراستہ کر کے بہ قصد جہاد بلاد روم پر چڑھائی کر دی اور اس تیزی سے ہرقل (ہریکلی) پائے تخت رومیوں پر جا پڑا کہ نقفور حیرت زدہ رہ گیا کچھ نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر معافی مانگی اور مصالحت کی درخواست کی مگر مصالحت کے بعد ہی پھر بدعہدی کی اس خیال سے کہ شدت سرما کی وجہ سے خلیفہ ہارون مراجعت کا قصد نہ کرے گا اس کا یہ خیال خام نکل گیا۔ خلیفہ ہارون نے یہ خبر پا کر کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بلاد روم میں پہنچ کر تمام ملک میں اپنی فوج پھیلا دی بات ہی بات میں بہت سے مشہور قلعے ملک روم کے فتح کر کے واپس آیا۔

۱۸۸ھ میں بسر افسری لشکر صائفہ ابراہیم بن جبرئیل نے حدود صفصاف سے بلاد روم پر حملہ کیا نقفور والی روم مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں تاب مقابلہ نہ لا سکا' شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تقریباً چالیس ہزار فوج کام آ گئی۔ اسی سنہ میں شہزادہ قاسم بن رشید نے وابق میں رابطہ قائم کیا۔

۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون نے جب کہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا شروین بن قارن' ونداہر مز جد مازیار اور مرزبان بن جستان والی دیلم کو امان مرحمت کی اور حسین خادم کی معرفت امان نامہ لکھ کر طبرستان کی طرف روانہ کیا چنانچہ مرزبان اور ونداہر مزامان نامہ پاتے ہی دربار خلافت میں حاضر آئے۔ خلیفہ نے نہایت اعزاز واحترام سے اپنا مہمان بنایا اور انعامات و صلے مرحمت کئے ونداہر مز اور مرزبان نے اطاعت وفرماں برداری کا اقرار واعتراف کر کے شروین کے ادائے خراج کا بھی ذمہ کر لیا۔ اسی سنہ میں مسلمانوں نے فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے چھڑا لیا اور کوئی مسلمان قیدی سرزمین روم میں بحالت قید باقی نہ رہا۔

ہرقلہ کا محاصرہ: ۱۹۰ھ میں خلیفہ ہارون نے مامون کو رقہ میں اپنا نائب بنایا اور کل انتظام مملکت اس کے سپرد کر کے نقفور بادشاہ روم کی بدعہدی کی وجہ سے ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج نظامی سے علاوہ فوج مجاہدین ورسا کا والعظیر کے بلاد روم پر حملہ کر دیا اس مرتبہ سوائے ان لوگوں کے جن کا نام درج رجسٹر نہ تھا اور کوئی دارالخلافہ بغداد میں باقی نہیں رہا سب کے سب کمر بستہ ہو کر عساکر اسلامیہ کے ساتھ جہاد کرنے کو روانہ ہو گئے اور خلیفہ ہارون نے بہ وقت روانگی اپنے ممالک محروسہ میں ایک گشتی فرمان بلاد سرحدی پر جہاد کرنے کا روانہ کر دیا اور خود ہرقلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا تیس یوم کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح کر کے اہل قلعہ کو گرفتار کر لیا اور مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ بعد ازاں داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ بلاد روم کے اور قلعات کو فتح کرنے کو روانہ کیا اللہ جل شانہ نے اس نامور سپہ سالار کے ہاتھ سے بہت سے قلعے مفتوح کئے اور جس کو

---

[1] مضمون خط کا یہ تھا: ''کہ ملکہ سابق نے اپنی نادانی سے تمہیں رُخ کا قائم مقام کیا تھا اور خود کو پیادہ کا قائم مقام بنا رکھا تھا۔ اس وجہ سے بہت سا مال واسباب اس نے تمہارے پاس روانہ کیا حالانکہ اس کا دو چند تم کو ملکہ کے پاس بھیجنا تھا اور یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت کی وجہ سے ہوا پس بغور معائنہ خط ہذا جس قدر اب تک تم نے ملک روم سے خراج وصول کیا ہے واپس کر دو اور خود کو آئندہ مصائب سے بچاؤ ورنہ بذریعہ تلوار فیصلہ کیا جائے گا''۔ اس خط کو پڑھتے ہی ہارون کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا اپنے قلم سے خط کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر روانہ کر دیا من هارون امير المؤمنين الى نقفور كلب الروم قد قرات كتابك يا ابن الكافرة و الجواب ما تره دون ما تسمعه ''ہارون الرشید امیر المؤمنین کی جانب سے نقفور سگ روم کو معلوم ہو کہ میں نے تیرا خط اے کافر زادہ پڑھا اس کا جواب بجائے سننے کے تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا''۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۷۴ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے جا بالوٹ لیا اور ویران کر دیا۔

جزیرہ قبرص پر قبضہ: انہیں دنوں شراحیل بن معن ابن زائدہ نے قلعہ سقالیہ (سسلی) اور دبسہ کو یزید بن مخلد نے قلعہ صفصاف اور قونیہ کو فتح کر لیا اور عبداللہ بن مالک نے قلعہ ذی الکلاع کا محاصرہ کر لیا اور حمید بن معیوب امیر البحر مقرر کیا گیا اس نے سواحل شام ومصر کی کشتیوں کو درست کر کے جزیرہ قبرص پر چڑھائی کر دی۔ اہلِ قبرص کو شکست ہوئی حمید نے جزیرہ قبرص کو منہدم کر کے آگ لگا دی اور مال واسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور قبرص کے رہنے والوں میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور رافقہ میں لے جا کر فروخت کر ڈالا اسقف قبرص نے دو ہزار دینار دے کر قید کی مصیبت سے اپنی جان بچائی۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ ہارون نے ضوانہ کا محاصرہ کر لیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد عقبہ بن جعفر کو محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کر گیا نقفور نے روزانہ جنگ سے تنگ آ کر خراج اور اپنا جزیہ چار دینار اپنے لڑکے اور بطریق کی طرف سے دو دو دینار روانہ کئے اور یہ درخواست کی کہ قیدیان ہرقلہ میں سے فلاں عورت مجھے مرحمت فرمائی جائے کیونکہ یہ میرے بیٹے کی منگیتر بیوی ہے۔ چنانچہ خلیفہ ہارون نے اس درخواست کے مطابق اس عورت کو روانہ کر دیا۔

دیگر فتوحات: اسی سنہ میں جزیرہ قبرص باغی ہو گیا جس کو معیوب بن یحییٰ نے بہ زور تیغ اپنی مردانہ کوششوں سے سر کیا اور وہاں کے سرکشوں اور متکبروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جوں ہی خلیفہ ہارون نے جہاد روم سے مراجعت کی رومی بادشاہ نے عین زربہ اور کنیسہ سوداء کی طرف خروج کر دیا اور حالتِ غفلت میں عین زربہ وکنیسہ سوداء کو لوٹ کر واپس چلا آیا مگر واپسی کے وقت اہلِ مصیصہ نے رومیوں سے کل مال واسباب چھین لیا۔ ۱۹۱ھ میں یزید بن مخلد ہیری نے دس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ ملک روم پر جہاد کیا۔ رومیوں نے ایک تنگ راہ میں ان لوگوں کو گھیر لیا۔ یزید بن مخا کو اس واقعہ میں شکست ہوئی طرسوس سے دو منزلوں کے فاصلہ پر معہ پچاس آدمیوں کے شہید کر ڈالا گیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو قبل گورنر خراسان سالفہ کی سرداری مرحمت فرمائی اور تیس ہزار خراسانی لشکر صائفہ کی فوج میں اضافہ کر کے روانگی کا حکم دیا اور بعد روانگی ہرثمہ نے خود بھی عساکر اسلامیہ کے ساتھ بلاد سرحدی کی طرف کوچ کر دیا سرحد حدث پر عبداللہ بن مالک کو اور مرعش پر سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مامور فرمایا اسی زمانہ میں رومیوں نے مرعش پر بہ حالت غفلت شب خون مارا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر واپس گئے۔ بایں ہمہ سعید بن مسلم نے اپنے مقام سے حرکت تک نہ کی۔ خلیفہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس کی جانب روانہ کیا اور خود سرحد حرث پر قیام کر کے اپنے سپہ سالاروں کو سرحدی بلاد کے کلیسوں کے منہدم کرنے کو بھیج دیا۔ ذمیوں نے وضع وقطع اور لباس میں مسلمانوں سے مخالفت شروع کر دی۔

اسی ۱۹۱ھ میں ہرثمہ کو طرسوس کی تعمیر پر مامور کیا گیا فرخ خلیفہ کا خادم اس تعمیر کا منتظم تھا تعمیر طرسوس میں تاخیر ہوتی نظر آئی تو خلیفہ کے حکم سے خراسان کی تین ہزار فوج اور مصیصہ وانطاکیہ کی ایک ایک ہزار فوج طرسوس میں تعمیر کی غرض سے طلب کر لی گئی۔ چنانچہ ۱۹۲ھ میں طرسوس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔ اس سنہ میں حزمیہ نے اطراف آذربائیجان میں باغیانہ حرکت شروع کی جس کی سرکوبی پر عبداللہ بن مالک دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ حزمیہ کا ایک گروہ کثیر قتل وقید کر لیا گیا۔ یہ لڑائی مقام قرمانین میں ہوئی تھی، خاتمہ جنگ کے بعد وہ قیدی جو میدانِ جنگ میں گرفتار کر لئے گئے تھے خلیفہ کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے اور ان قیدیوں کو جو جنگ کے بعد گرفتار کئے گئے تھے فروخت کر ڈالا۔ اسی سنہ میں سرحدی بلاد پر ثابت بن مالک خزاعی کو مامور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا۔ اسی کے ہاتھ سے مطمورہ مفتوح ہوا۔ اسی سنہ میں اسی کے ذریعہ سے مقام بروزن میں رومیوں اور مسلمانوں کے مابین مصالحت ہوئی فریقین نے زرفدیہ دے کر اپنے اپنے قیدی رہا کرالئے۔ پھر دوبارہ اسی سنہ میں رومیوں اور مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑالیا۔ اس مصالحت میں مسلمان قیدیوں کی تعداد دو ہزار پچاس تھی۔

عُمال: افریقیہ کی گورنری پر جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں مزید بن حاتم فائز تھا۔ وہ ۱۷۱ھ میں اپنے بیٹے داؤد کو اپنا نائب بنا کر مر گیا خلیفہ ہارون نے اس کے مرنے پر روح بن حاتم (مزید کے بھائی) کو فلسطین سے طلب کر کے افریقیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور ابو ہریرہ محمد بن فرخ کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے قتل کر ڈالا اور بجائے اس کے (ابو حنیفہ[1] حرب بن قیس) کو مامور فرمایا۔ ۱۷۶ھ میں موصل کی حکومت پر حکم بن سلیمان کو مقرر کیا اسی کے زمانہ گورنری میں فضل خارجی نے اطراف نصیبین میں خروج کیا اور نصیبین کو لوٹ کر دارا، اردن اور خلاط کا قصد کیا پھر اس ارادہ کو ملتوی کر کے نصیبین کے قصد سے موصل کی طرف آیا حکم نے یہ خبر پا کر اپنا لشکر آراستہ کیا مقام زاب میں جنگ ہوئی پہلی لڑائی میں حکم کو شکست ہوئی لیکن حکم نے نہایت عجلت سے دوبارہ اپنی قوت کو سنبھال کر فضل پر حملہ کر دیا اسی معرکہ میں فضل مع اپنے ہمراہیوں کے کام آ گیا۔

افریقیہ میں شورش: اسی سنہ میں روح بن حاتم نے افریقیہ میں وفات پائی حبیب بن نصر مہلبی کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا مگر جب فضل بن روح نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کی تو خلیفہ ہارون نے حبیب کو معزول کر کے فضل کو افریقیہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ محرم ۱۷۷ھ میں فضل وارد افریقیہ ہوا اور اس کے پہنچتے ہی افریقیہ میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی اور خراسانی لشکر اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ فضل نے ہر چند ان کی رضامندی کی کوشش کی مگر وہ راضی نہ ہوئے اور روز بروز جوش بغاوت بڑھتا چلا گیا۔ بالآخر خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری عنایت کر کے ایک لشکر کے ساتھ افریقیہ روانہ کیا۔ چنانچہ اس کی عمدہ کارگزاریوں سے بغاوت فرو ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد چونکہ اہل افریقیہ میں نفاق و مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ ہرثمہ بن اعین نے گورنری سے استعفا داخل کیا۔ خلیفہ نے منظور فرمالیا جو روانگی افریقیہ کے ڈھائی برس بعد عراق چلا آیا۔

مصر میں بغاوت: اسی سنہ میں فضل بن یحیٰی کو بجائے اس کے بھائی جعفر بن یحیٰی کے مصر کی گورنری علاوہ حکومت رے اور سجستان کے مرحمت کی گئی پھر تھوڑے دنوں کے بعد حکومت مصر سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مامور کیا اور اس کی تقرری کے بعد ہی مصر میں حوفیہ نے علم بغاوت بلند کیا (حوفیہ قیس وقضاعہ کا ایک گروہ ہے) خلیفہ ہارون نے اسحاق کی کمک پر ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری مصر مرحمت کر کے مامور فرمایا حوفیہ نے ہرثمہ کے پہنچتے ہی اطاعت قبول کر لی اور آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ ایک مہینہ بعد ہرثمہ کو معزول کر کے بجائے اس کے عبدالملک بن صالح کو مقرر کیا گیا۔

شام میں شورش: اسی سنہ میں اپنی دولت وحکومت کا نظام یحیٰی بن خالد کے سپرد کیا تھا اور ۱۸۰ھ میں جعفر بن یحیٰی برمکی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بغاوت شام کے فرو کرنے کو روانہ کیا جس میں بہت بڑا ساز و سامان جنگ اور نامی نامی سپہ سالار اور مشہور مشہور جنگ آور تھے جعفر بن یحیٰی نے اپنی خداداد قابلیت سے اس فساد کو فرو کیا واپسی کے بعد خلیفہ ہارون نے بہ نظر قدر افزائی خراسان وسجستان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ جعفر نے اپنی طرف سے عیسیٰ بن جعفر کو مقرر کیا اور خود مرلیس کے

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ یہ نام تاریخ کامل صفحہ ۴۷ جلد ۶ سے لکھا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظام ملکی و مالی میں مصروف رہا۔

یحییٰ بن سعد کی معزولی: اس اثناء میں ہرثمہ بن اعین افریقیہ سے واپس آیا جعفر نے اپنی طرف سے خلیفہ کا افسر باڈی گارڈ مامور کیا اس کے بعد فضل بن یحییٰ حکومت طبرستان اور رویان سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے عبداللہ بن خازم طبرستان اور رویان کا' سعید بن مسلم کو جزیرہ کا اور یحییٰ بن سعد حریشی کو موصل کا والی مقرر کیا گیا اس نے اہل موصل کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور سنین ماضیہ کی مال گزاری اور جبر و ستم کے ساتھ وصول کرنے کی کوشش کی جس سے اکثر اہل موصل جلاء وطن ہو کر نکل گئے۔ خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر دیا اور[1] ۱۸۱ھ میں محمد بن مقاتل بن حکیم علی کو (ہرثمہ کے مستعفی ہونے کے بعد) افریقیہ کی گورنری مرحمت کی اس کا باپ مقاتل سپہ سالاران شیعہ میں سے تھا اور یہ خود خلیفہ ہارون کا دودھ شریک بھائی اور ساتھ کا کھیلا ہوا تھا۔

ابراہیم بن اغلب کی تقرری: اہل افریقیہ نے ہرثمہ کے علیحدہ ہونے پر پھر سر بغاوت اٹھایا۔ یہ تمام ملک میں بدنظمی پھیل گئی۔ ابراہیم بن اغلب ان دنوں والی زاب تھا اور لشکر افریقیہ اسی سے صلاح و مشورہ کرنے کو آتا تھا اور یہ در پردہ ان کی امداد کرتا تھا مگر پھر بھی محمد نے اپنی حکمت عملی سے لشکر افریقیہ کو اپنا مطیع بنا لیا اور کل افریقیہ میں امن و امان کا دور ہو گیا۔ لشکر افریقیہ نے جو مجبوراً محمد کا مطیع ہو گیا تھا ابراہیم کو دربار خلافت میں گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کرنے پر آمادہ کیا اس شرط پر کہ خراج مصر میں سے جو ایک لاکھ سالانہ افریقیہ کے مصارف فوج کے لئے جایا کرتا ہے بجائے اس کے چار لاکھ سالانہ علاوہ اس ایک لاکھ خزانہ شاہی میں سالانہ داخل کیا کروں گا۔ خلیفہ ہارون نے اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا ہرثمہ بن اعین نے رائے دے دی کہ "ابراہیم بن اغلب کو افریقیہ کی گورنری دے دیجئے کوئی حرج نہیں ہے"۔ چنانچہ سند گورنری افریقیہ محرم ۱۸۴ھ میں ابراہیم کے پاس بھیج دی گئی۔ ابراہیم نے افریقیہ میں پہنچ کر کل امور کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی' بلوائیوں اور باغیوں کو گرفتار کرا کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا جس سے شورش و بغاوت فرو ہو گئی۔ بلوہ ہونے کے بعد اس نے قیروان کے قریب ایک شہر عباسیہ نامی آباد کیا اور اپنے اہل و عیال معتمدین اور حشم و خدم کے ہمراہ عباسیہ میں سکونت اختیار کی اس وقت سے ملک افریقیہ میں اس کی حکومت و سلطنت کی بنا پڑی جو آئندہ اس کے سلسلہ نسل میں باقی رہی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا تا آنکہ اس پر شیعی عبیدی خلفاء غالب آ گئے۔

عُمال کی تبدیلی و تقرری: یزید بن مزید آذربائیجان کا گورنر تھا ۱۸۳ھ میں خلیفہ ہارون نے صوبہ ارمینیہ کو بھی اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین کی گورنری عنایت کی۔ ۱۸۴ھ میں یمن و مکہ کی حکومت حماد بربری کو' سندھ کی داؤد بن یزید بن حاتم کو' جبل کی یحییٰ حرشی کو' اور طبرستان کی مہرویہ رازی کو عطا فرمائی۔ ۱۸۵ھ میں اہل طبرستان نے یورش کر کے مہرویہ کو مار ڈالا اتب بجائے اس کے عبداللہ بن سعید حرشی کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں یزید بن مزید شیبانی نے جو آذربائیجان و ارمینیہ کا گورنر تھا مقام برفعہ میں وفات پائی اور بجائے اس کے' اسد بن یزید (اس کے بیٹے) کو مامور کیا گیا ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون کو رے جانے کی ضرورت پیش آ گئی اسی زمانہ میں طبرستان' رے' دنباوند' قومس اور ہمدان کی حکومت عبدالملک بن مالک کو مرحمت کی اور ۱۹۰ھ میں موصل کی گورنری پر خالد بن یزید بن حاتم کو مامور کیا۔ ہرثمہ کی گورنری سلیمان کی معزولی اور

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی بن عیسیٰ کے زوال کے واقعات جو ۱۹۱ھ میں گزرے تھے وہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسی سنہ میں حماد بربری نے ہیصیم یماق پر فتح پائی اور اسے خلیفہ ہارون کے پاس گرفتار کرلایا۔ خلیفہ نے قتل کا حکم صادر فرمایا نیز اسی سنہ میں محمد بن فضل بن سلیمان کو موصل کی گورنری مرحمت فرمائی ان دنوں مکہ معظمہ کی حکومت پر فضل بن عباس (خلیفہ منصور وسفاح کا بھائی) فائز تھا۔

رافع بن لیث کی بغاوت: رافع بن لیث بن نصر بن سیار عساکر ماوراء النہر کے نامور سرداروں میں سے تھا یحییٰ بن اشعث نے ایک نہایت حسین خوبصورت اور نازنین عورت سے عقد کرلیا تھا جس کے پاس اکثر بہ وقت فرصت آیا جایا کرتا تھا اتفاق یہ کہ کسی وجہ سے عورت کو یحییٰ سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وہ اس سے علیحدگی کی فکر میں ہوئی رافع نے موقع مناسب پا کر یہ سکھلا دیا کہ تم دو شخصوں سے اپنے ارتداد کفر کی شہادت دلا دو تو تمہاری گلو خلاصی ہو جائے گی اور یحییٰ کا نکاح ٹوٹ جائے گا بعد ازاں تم توبہ کر کے پھر اسلام قبول کرلینا میں تم سے شرعی طور سے عقد کرلوں گا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور رافع سے اس نے عقد بھی کرلیا۔ یحییٰ بن اشعث نے اس کی شکایت خلیفہ ہارون کے کان تک پہنچائی اور اصل واقعہ لفظ بہ لفظ عرض کیا۔ خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیج دیا کہ رافع اور اس عورت سے علیحدگی کرا کے رافع پر حد شرعی جاری کرو اور شہر سمرقند میں گدھے پر زیر حراست سوار کرا کے تشہیر کرا دو تا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں رافع کو اس عورت سے علیحدہ کر کے قید کر دیا گیا۔

سمرقند پر قبضہ: ایک روز موقع پا کر رافع جیل سے بھاگ گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہنچا علی بن عیسیٰ نے اس کے قتل کا قصد کیا مگر اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ کی سفارش سے قتل نہ کیا اور سمرقند واپس جانے کی ہدایت کی رافع نے سمرقند میں واپس ہو کر یہ نیا گل کھلایا کہ حالت غفلت میں عامل سمرقند کو جو علی بن عیسیٰ کی جانب سے تھا قتل کر کے سمرقند پر قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۹۰ء کا ہے۔ علی بن عیسیٰ نے یہ خبر پا کر اپنے بیٹے عیسیٰ کو رافع سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا رافع نے اس کو شکست دے کر اثناء فرار میں مار ڈالا علی بن عیسیٰ نے اس واقعہ سے پریشان ہو کر بہ قصد جنگ رافع لشکر کی آراستگی اور سامان جنگ کی درستی شروع کر دی اور اس خیال سے کہ مبادا رافع مرو پر قبضہ کرلے بلخ سے مرو چلا آیا انہیں واقعات کے دوران میں سال ختم ہو گیا اور دوسرا سال شروع ہوا تو اس کے زوال کا زمانہ تھا اسے معزول کر دیا گیا اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی گورنری دی گئی۔

سمرقند کا محاصرہ: رافع کے ہمراہ نامور سپہ سالار بھی تھے مگر اس کی تلخ مزاجی سے تنگ آ کر اس سے علیحدہ ہو کر ہرثمہ کے پاس چلے آئے۔ ان میں عجیف بن عنبہ وغیرہ تھے۔ ہرثمہ نے رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کرلیا اور نہایت سختی سے ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اسی اثناء میں طاہر بن حسین کو خراسان سے طلب کرلیا اسکے آ جانے کے بعد حمزہ خارجی نے اطراف خراسان کو شاہی لشکر سے خالی پا کر سر اٹھایا ہرات اور بجستان کے نمک حرام عمال نے بہت سا مال اسکے پاس بھیج دیا جس سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ بعد ازاں ۱۹۴ھ میں عبدالرحمٰن نے حمزہ سے جنگ کرنے کیلئے نیشا پور کی طرف کوچ کیا۔ تقریباً بیس ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔ حمزہ بھی یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں حمزہ کو شکست فاش ہوئی اور بہت سے ہمراہی اس کے مارے گئے ہرات تک عبدالرحمٰن اس کا تعاقب کرتا گیا تا آنکہ خلیفہ المامون نے فرمان بھیج کر تعاقب سے واپس کیا۔

برادر رافع کی گرفتاری: ہاں ۱۹۳ھ میں ہرثمہ و رافع کے مابین لڑائی ہوئی تھی جس میں فتح و کامیابی ہرثمہ کو حاصل ہوئی تھی اس واقعہ میں ہرثمہ نے بشر برادر رافع کو گرفتار کر کے خلیفہ ہارون کی خدمت میں بھیج دیا اور بخارا کو فتح کرلیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہارون الرشید کی روانگی: اس واقعہ سے قبل خلیفہ ہارون صائفہ سے مراجعت کرنے کے بعد طرسوس آباد کر کے رقہ چلا آیا تھا اور رقہ سے بہ قصد خراسان رافع کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کر دیا تھا اور چونکہ رقہ ہی سے سلسلہ علالت شروع ہو گیا تھا رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خزیمہ بن خازم کو قاسم کے پاس چھوڑا اور دارالخلافت بغداد پہنچا اور بغداد سے سامان جنگ وسفر درست کر کے اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین مقرر کے شعبان ۱۹۲ھ میں خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ روانگی کے وقت مامون الرشید کو امین کے ساتھ بغداد میں رہنے کا حکم صادر کیا۔ فضل بن سہل نے مامون الرشید کو رائے دی ''آپ خلیفہ ہارون کے ہمراہ خراسان چلے جائیے ایسا نہ ہو کہ امین کے ساتھ بغداد میں قیام کرنے سے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے''۔ مامون الرشید نے خلیفہ ہارون (والد) سے عرض کیا ہارون نے مامون کی یہ درخواست منظور فرمالی۔

وفات: دارالخلافت بغداد سے خلیفہ ہارون بہ قصد خراسان روانہ ہو کر ماہ صفر ۱۹۳ھ میں جرجان پہنچا چونکہ علالت کا سلسلہ طول کھینچ گیا تھا یہاں قیام کیا اور اپنے بیٹے مامون الرشید کو نامی سپہ سالاروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن مالک' یحییٰ بن معاذ' اسد بن خزیمہ' عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث' مہدی جریشی اور نعیم بن خازم تھا مرو کی جانب روانہ کیا اور مامون کی روانگی کے بعد خود بھی موسیٰ کے پاس طرسوس چلا گیا علالت یوماً فیوماً زور پکڑتی گئی اور وہ نقل وحرکت سے اس قدر مجبور ہو گیا کہ لوگوں میں اس کی موت کا غل مچ گیا۔ رفتہ رفتہ اس کے کانوں تک بھی یہ خبر پہنچی لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے سوار ہونے کا قصد کیا مگر ضعف نے اٹھنے نہ دیا اور بستر علالت پر پڑا رہ گیا اس وقت جب کہ یہ طوس میں تھا۔ بشیر برادر رافع جس کو ہرثمہ نے قید کر کے روانہ کیا تھا پہنچا روبرو بلا کر کہا ''واللہ اگر میری موت آنے میں اس قدر بھی وقفہ ہوتا کہ میں اپنے لبوں کو حرکت دے سکوں میں تو یہی حکم دیتا کہ اس کو مار ڈالو''۔ اس کے بعد ایک قصاب کو طلب کر کے حکم دیا کہ ''اس کا عضو عضو کاٹ کر علیحدہ کر دو''۔ اس قدر کہنے کے بعد بے ہوش ہو گیا۔ حاضرین اٹھ کر چلے گئے جب اس کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی تو قبر تیار کرنے کا حکم دیا جس مکان میں مقیم تھا اس کے ایک گوشہ میں قبر کھودی گئی قرآن کے حافظوں نے قبر میں جا کر قرآن ختم کیا اور یہ خود قبر کے قریب لیٹا ہوا دیکھتا رہا بار بار کہتا جاتا تھا ((واسوأتاه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم)) تا آنکہ جاں بحق تسلیم ہوا۔ اس کے بیٹے صالح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کی وفات کے وقت فضل بن ربیع' اسماعیل بن صبیح' مسرور حسین اور رشید موجود تھا۔ تیئس برس یا کچھ زیادہ حکومت کی اور بیت المال میں نوے کروڑ دینار چھوڑے[1]۔

---

[1] **سیرت اور کارنامے:** یہ خلیفہ جو بھی لوگوں سے رخصت ہو کر عالم جاودانی کی طرف راہی ہوا ہے بہت بڑا اولوالعزم' علم وہنر کا قدر دان' فہم وفراست' عزم وثبات' فیاضی اور شجاعت میں ممتاز ویکتا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے علم وہنر کی سرپرستی کا بیڑہ اٹھایا اس کی قدردانی ایسی شہرہ آفاق ہوئی کہ بڑے بڑے اہل کمال ہر چہار طرف سے دربار خلافت میں کھینچے چلے آتے تھے خود بھی ذی علم تھا' فقہ' حدیث' ادب اور ایام العرب سے خوب ہی واقف تھا' یحییٰ' فضل اور جعفر اس کے نامور وزراء تھے جبریل اور بختیشوع نامی گرامی عیسائی اطباء اس کے دربار کے طبیب تھے سواروں کی تنخواہ پچیس روپے پیادہ کی دس روپے تھی۔ سپہ سالاری کا کام بوقت جنگ صوبہ کے والی' وزیر اعظم' قاضی القضاۃ اور خلیفہ کے بیٹے کیا کرتے تھے۔

اس کی وسعت سلطنت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس کے ممالک محروسہ کی حدیں ہندو تاتار سے بحر اوقیانوس تک تھیں سوائے اندلسیہ عظمیٰ (اسپین) کے اور کل اسلامی دنیا اس کی مطیع تھی روم ویونان جس پر یورپ ناز کر سکتا تھا اس نامور خلیفہ کے خراج گزار تھے۔ اس کے ملک کا سالانہ خراج سات ہزار پانچ سو قنطار تھا ایک قنطار چار سو دینار کا اور ایک دینار پانچ روپیہ کا ہوتا ہے۔

مذہبی عقائد اور خیالات کا پابند تھا۔ زندقہ والحاد سے سخت نفرت تھی بزرگان دین سے معتقدانہ ملتا تھا فضیل بن عیاض کے مکان پر خود جاتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ علماء وفضلاء کی نصیحتوں کو گوش ہوش سے سنتا تھا۔

شعر اور شعراء سے محبت دلی رکھتا تھا اور اپنے مدائح کو زیادہ پسند کرتا تھا علی الخلوص شاعر خوش کلام کے کلام کو کمالِ رغبت وشوق سے سنتا تھا اور ان کو بڑے بڑے انعامات دیتا تھا مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر جس کا یہ ایک شعر یہ ہے

وسدت بھرون الثغور فاحکمت
بہ من امور المسلمین المرائر

پانچ ہزار دینار ایک خلعت فاخرہ دس غلام رومی اور ایک خاصہ کا گھوڑا مرحمت کیا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے چوگان کھیلا اور آویزان نشانہ پر شرط باندھ کر تیر اندازی کی اور شطرنج بھی کھیلی اور بے تکلفی کی مجلس میں نغمہ وسرود کو شوق وذوق سے بیٹھ کر سنا گویوں کے مراتب اور وظیفے مقرر کیے۔ ابراہیم موصلی کو جو اپنے زمانہ میں علم موسیقی کا استاد مانا جاتا تھا دس ہزار درہم ماہانہ دیتا تھا۔ رقیق القلب اس درجہ تھا کہ تھوڑی سی تحریک پر زار زار رو اٹھتا تھا محمد بن منصور بغدادی راوی ہے کہ جن دنوں خلیفہ ہارون نے ابوالعتاہیہ کو جیل کی سزا دی تھی ایک جاسوس کو اس کے روزانہ کے گفتگو اور کلام سے اطلاع دینے پر مقرر کیا تھا ایک روز ابوالعتاہیہ نے دیوار جیل پر جوش میں آ کر یہ دو شعر لکھ دیئے۔

اما واللہ ان الظلم لوم
وما زال المسی ھو الظلوم
الی دیان یوم الدین نمضی
وعند اللہ تجتمع الخصوم

جاسوس نے خلیفہ کے کان تک ان شعروں کو پہنچا دیا سن کر رو پڑا قدرے سکون ہوا تو ابوالعتاہیہ کو طلب کر کے رہا کر دیا اور ایک ہزار دینار مرحمت کیے۔

سیاست ملکی اور معاملات سلطنت میں بیدار مغزی سے کام لیتا تھا بقائے سلطنت اور خلافت کی شان وشکوہ کا بے حد کوشاں تھا۔ انہیں وجوہ سے برامکہ کا قتل وقوع میں آیا اور نافہمی معاملہ سے لوگوں نے ایک الزام اس کے سر پر تھوپ دیا مگر عقل سلیم اور انصاف جاگزین تحقیق پسند طبیعت یہ بتلا رہی ہے کہ ہارون الرشید نے بعض ملکی مصالح سے برامکہ کے خاندان کو تباہ کیا تھا نہ کہ جعفر وعباسہ کے بے بنیاد نکاح کے باعث سے جیسا کہ عام طور سے ناولوں اور روایت کش مؤرخوں کے ذریعہ سے عوام میں مشہور ہو رہا ہے۔ خلیفہ ہارون کے عقد پہلے زبیدہ خاتون سے ہوا انہیں کو ام جعفر بھی کہتے ہیں۔ یہ جعفر بن المنصور کی بیٹی تھی محمد امین انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے زبیدہ کے نکاح کے بعد امتہ العزیز (ام ولد ہادی) سے عقد کیا ان کے بطن سے علی بن رشید تولید ہوئے۔ بعد ازاں ام محمد بن صالح مسکین اور عباسہ بنت سلیمان بن المنصور اور عزیزہ بنت خالد غطریف اور ثمانیہ بنت عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا وفات کے وقت چار بیویاں زبیدہ ام محمد عباسہ اور عثانیہ زندہ تھیں۔ بارہ بیٹے تھے محمد امین زبیدہ خاتون کے بطن سے عبداللہ المامون مراجل نامی کنیز سے باقی قاسم المؤتمن ابواسحاق محمد المعتصم صالح ابوعیسیٰ محمد ابو یعقوب محمد ابوالعباس محمد ابوسلیمان محمد ابومحمد اور ابواحمد محمد۔ امہات اولاد (کنیزوں) سے پیدا ہوئے مگر ان میں سے چار امین مامون موتمن اور معتصم سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ لڑکیاں چودہ تھیں سکینہ ام حبیب اروی ام حسن ام محمد حمدونہ فاطمہ ام سلمہ خدیجہ ام قاسم رملہ ام جعفر ام علی عالیہ اور ریطہ تھیں اور یہ سب امہات اولاد کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

اس کے مرنے پر ملک میں ایک مصیبت پھیل گئی۔ شعراء نے برسوں نوحہ خوانی کی فضیل بن عیاض فرماتے تھے "مجھے ہارون کی موت سے زیادہ صدمہ کسی امر کا نہیں ہوا مجھے یہ گوارا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کا حصہ ہارون کی عمر میں زیادہ کر دیتا"۔

میں نے یہ نوٹ کامل ابن اثیر تاریخ الخلفاء ابن خلکان اور المعارف سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۷

امین کی خلافت ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

خلافت کی بیعت: خلیفہ ہارون الرشید کی وفات کے بعد اگلے دن صبح کو لشکر ہارون میں امین کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ ماموں الرشید اس وقت مرو میں تھا حمونیہ (خلیفہ مہدی کا آزاد غلام تھا) افسر ڈاک نے اپنے نائب سلام بن مسلم کو جو بغداد میں تھا اس واقعہ سے مطلع کیا اور دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت کی مبارکباد دینے کی ہدایت کی۔ سب سے پہلے جس نے امین کو خلافت کی مبارکباد دی وہ یہی تھا۔ شہزادہ صالح بن ہارون الرشید نے بھی اپنے بھائی امین کی خدمت میں ایک خط خلافت کی مبارکباد اور وفات ہارون الرشید معرفت رجاء خادم کے روانہ کیا اور ساتھ ہی اس کے خاتم خلافت' عصا اور چادر بھیج دیا۔ رجا کے پہنچنے پر امین اپنے قصر سے جو خلد میں تھا برآمد ہو کر قصر خلافت میں آیا اور لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ خطبہ دیا اور حاضرین کو ہارون الرشید کی موت کی خبر سنا کر اپنی آپ اور لوگوں کی تعزیت کی۔ بعد ازاں تمام خاندانِ خلافت نے بیعت کی سلیمان بن المنصور کو جو خلیفہ امین کے باپ و ناں کا چچا تھا۔ سپہ سالاروں سے اور سندی عوام الناس سے بیعت لینے پر مامور کیا گیا۔ بغداد کی ملطامی فوج کو دو برس کا روزینہ عنایت کیا۔ اس کے بعد زبیدہ خاتون رقہ سے بغداد آئیں۔ خلیفہ امین مع ارا کین سلطنت و امراء بغداد انبار تک ان کے استقبال کرنے کو گیا زبیدہ ہی کے ساتھ خزانہ شاہی تھا۔

ہارون کے انتقال سے پہلے جس وقت کہ اس کی علالت ترقی پذیر ہو رہی تھی اس کے لشکر گاہ میں ایک خط بکر بن المعتمر کی معرفت امین نے اپنی بیعت لینے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ دوسرا خط ماموں و موتمن کے نام بھی اسی مضمون کا بھیجا تھا اور تیسرا خط اپنے بھائی صالح کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ معہ لشکر' خزائن اور مال و اسباب کے فضل کے مشورہ و رائے سے چلے آؤ ان خطوط کے علاوہ ایک خط علیحدہ فضل کے نام مال و اسباب اور شاہی خزانے کی حفاظت کے متعلق لکھا تھا اور ہر محکمہ کے افسر کو اس کے عہدہ پر بحال و قائم رکھا تھا مثلاً پولیس' باڈی گارڈ اور حجابت وغیرہ۔ اتفاق سے اس کی اطلاع ہارون کو ہو گئی۔ بکر کو بلا بھیجا۔ آنے کا سبب دریافت کیا بکر نے صاف جواب نہ دیا۔ ہارون کو شبہ پیدا ہوا استفسار فرمایا ''کوئی خط لایا ہے''۔ جواب دیا نہیں خلیفہ ہارون نے جھلا کر درے پٹوا کر جیل میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی ہارون کا انتقال ہو گیا فضل بن ربیع نے بکر کو جیل سے نکلوایا بکر نے امین کے خطوط اس کے حوالہ کر دیئے۔ ارا کین سلطنت خطوط پڑھ کر امین سے مل جانے کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔ فضل بن ربیع نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس وقت لشکر گاہ میں تھے اس وجہ سے کہ ان لوگوں کو خود اپنے وطن جانے کی تمنا تھی بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ اس نے اور کل لشکریوں نے ماموں کے عہد اور میثاق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پس پشت ڈال دیا۔

مامون الرشید کا ردِ عمل: مامون الرشید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے باپ کے سپہ سالاروں عبداللہ بن مالک‘ یحییٰ بن معاذ‘ شبیب بن حمید بن قحطبہ اور علاء مولیٰ ہارون کو جو ہمراہ رکاب تھے ایک جلسہ میں جمع کیا۔ علاء اس کا حاجب (لارڈ چیمبرلین) عباس بن میتب بن زہیر افسر اعلیٰ پولیس‘ ایوب بن ابی سمیر کاتب (سکریٹری) تھا عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین فضل بن سہل مخصوص ومعزز معتمدین میں سے تھے۔ حاضرین میں سے بعض نے یہ رائے دی کہ فوراً تعاقب کر کے فضل بن ربیع کو مع اس کے ہمراہیوں کے واپس لایا جائے۔ لیکن فضل بن سہل نے اس سے اختلاف کر کے مشورہ دیا کہ ”مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ مبادا وہ لوگ آپ کو دھوکا دیں۔ میرے نزدیک مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذریعہ خط وکتابت ان لوگوں کو ایفاء عہد ومیثاق اور پابندیٔ بیعت کا حکم دیجئے اور بدعہدی اور نقض بیعت کے نتیجۂ بد سے ڈرایئے“۔ مامون الرشید نے اس رائے کے مطابق سہل بن صاعد اور نوفل خادم کی معرفت ایک خط نیشاپور فضل بن ربیع وغیرہ کے پاس روانہ کیا۔

فضل بن ربیع کی مخالفت: فضل بن ربیع نے خط پڑھ کر کہا ”میں ہی اکیلا کیا اس لشکر میں ہوں“۔ عبدالرحمٰن نے اپنے پاؤں سے سہل کو دبا کر نیزہ مارنے کا قصد کیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر نیزہ کا پھل وکھلا کر بولا ”اگر تیرا آقا (مامون) ہوتا تو اس کے سینہ پر بھی یہی رکھ دیتا“۔ سہل حیرت سے عبدالرحمٰن کا منہ دیکھ رہا تھا اور عبدالرحمٰن مامون کو گالیاں دیتا جاتا تھا۔ سہل ونوفل بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر مامون کے پاس واپس آئے اور تمام واقعات سے مطلع کیا۔

فضل بن سہل کا مشورہ: فضل بن سہل نے عرض کیا ”اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہے چونکہ آپ خراسان میں ہیں ان وشمنوں کی دشمنی سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ خراسان میں مقنع نے خروج کیا تھا بعد ازاں یوسف البرم نے سر اٹھایا اس سے دولت عباسیہ کو بغداد میں اندیشہ پیدا ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بہت جلد رفع ہو گیا اور آپ نے تو رافع بن لیث کی بغاوت کے زمانہ کے حالات ملاحظہ فرمائے ہیں اور آج بفضلہ تعالیٰ آپ اپنے ننہال میں ہیں اور آپ کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں ہے صبر واستقلال سے کام لیجئے میں آپ کی خلافت کا ذمہ دار ہوں“۔ مامون نے کہا ”ان شاء اللہ تعالیٰ میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا اور اس کام کا انتظام تمہارے سپرد کرتا ہوں“۔ فضل بن سہل نے عرض کیا ”عبداللہ بن مالک اور دوسرے اراکین دولت بوجہ شہرت وقوت مجھ سے زیادہ آپ کے حق میں مفید ہوں گے اور میں ان میں سے ان کا جو آپ کے اس کام کو انجام دیں خادم ہوں تا آنکہ زمام حکومت آپ کے قبضہ میں آجائے“۔ مامون نے اس کا کچھ جواب نہ دیا فضل مامون سے رخصت ہو کر اراکین دولت کی قیام گاہوں پر آیا اور مامون کی بیعت کا معاملہ پیش کیا بعض نے انکار کیا۔ بعض نے جھڑک کر نکال دیا۔ فضل مامون کے پاس واپس آیا اور ان حالات سے آگاہ کیا مامون نے کہا بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس کام کا انتظام اپنے ہاتھ میں لو“۔ فضل نے عرض کیا ”موجودہ حالات میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہاء اور علماء کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو راہ حق پر چلنے اور عمل کرنے کی ہدایت کریں احیاء سنت وردِ مظالم کی تعلیم دیں“۔

امراء کو عہدوں کی پیش کش: مامون نے اسی وقت فقہا کو طلب کر کے وعظ وپند کی ہدایت کی اور سپہ سالاران لشکر و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اراکین سلطنت کی دلجوئی کرنے لگا۔ تمیمی سے کہتا تھا کہ ''مجھے مسندِ خلافت پر بیٹھنے دو تو میں تم کو موسیٰ بن کعب کی جگہ پر مقرر کر دوں گا''۔ ربعی سے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے عہدہ دینے کا وعدہ کرتا تھا یمانی کو بجائے قحطبہ و مالک بن ہیثم کے مقرر کرنے کا اقرار تھا یہ سب دولت عباسیہ کے نقباء تھے باقی رہے اہلِ خراسان۔ ان کو خوش کرنے کے خیال سے چوتھائی خراج معاف کر دیا جس سے اہلِ خراسان کی باچھیں کھل گئیں اور فرطِ مسرت سے کہتے پھرتے تھے ''کیوں نہ ہو ہماری بہن کا بیٹا' ہمارے نبی کے چچا کا لڑکا ہے''۔ مامون نہایت توجہ سے بیدار مغزی سے ان ممالک کا جو اس کے قبضہ میں خراسان اور رے وغیرہ کے تھے انتظام کرنے لگا اور اپنے بڑے بھائی امین کے پاس تحائف روانہ کئے اور مؤدبانہ عرضی لکھی۔

قاسم المؤتمن کی معزولی: ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے اپنی حکومت کے پہلے ہی دور میں اپنے بھائی قاسم المؤتمن کو حکومت جزیرہ سے معزول کر دیا مگر قنسرین کے اور عواصم کی گورنری پر بدستور قائم رکھا اور جزیرہ میں بجائے اس کے خزیمہ بن خازم کو مامور کیا۔

حمص میں شورش: شروع عہد خلافت میں مکہ معظمہ کی گورنری داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد اور حمص کی گورنری پر اسحاق بن سلیمان فائز تھا۔ لیکن اہلِ حمص نے اس سے مخالفت کر کے بغاوت کی اسحاق حمص سے سلمیہ چلا آیا خلیفہ امین نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن سعید حریشی کو مامور کیا پس اس نے حمص پہنچ کر باغیوں میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل بھیج دیا اور اطراف حمص میں آگ لگا دی۔ باغیوں نے مجبور ہو کر امان کی درخواست کی عبداللہ بن سعید نے امان دے دی۔ مگر وہ کچھ عرصہ بعد پھر باغی ہو گئے' عبداللہ بن سعید نے پھر ان میں سے اکثر آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد خلیفہ امین نے ابراہیم بن عباس کو حمص کی سندِ گورنری مرحمت فرما کر حمص روانہ کیا۔

رافع بن لیث: ۱۹۳ھ میں ہرثمہ بن اعین سمرقند میں بہ زورِ تیغ داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں قیام بھی کر دیا اس کے ساتھ طاہر بن حسین بھی تھا۔ رافع بن لیث نے ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی اور ترکوں کی پشت پناہی سے لشکر آراستہ کر کے دوبارہ ہرثمہ کے مقابلہ پر آیا۔ ہرثمہ کی حکمت عملی سے ترکوں اور رافع میں چل گئی۔ ترک رافع سے علیحدہ ہو کر واپس گئے جس سے رافع کے کاموں میں ضعف پیدا ہو گیا اس اثناء میں مامون کے حالات سے اس کو آگاہی ہوئی امان طلب کر کے حاضر دربار ہو گیا۔ مامون کمالِ احترام سے پیش آیا اور بہت عزت کی اس کے بعد ہرثمہ حاضر خدمت ہوا مامون نے اس کو اپنے باڈی گارڈ کی افسری دے دی مگر خلیفہ امین کو یہ سب کارروائیاں پسند نہ آئیں۔

روم میں الیون کی تخت نشینی: اسی سنہ میں اپنی حکومت کے ساتویں برس نقفور بادشاہ روم جنگ برجان میں مارا گیا اور بجائے اس کے اس کا بیٹا استبراق جانشین کیا گیا یہ بہت جری اور بہادر تھا دو مہینے حکومت کر کے مر گیا بعد ازاں اس کی بہن کا اماد میخائیل بن جرجیس تخت نشین ہوا اس کی حکومت کے دوسرے سال ۱۹۴ھ میں رومیوں نے بغاوت کر دی۔ میخائیل دارالسلطنت چھوڑ کر بھاگ گیا اور رہبانیت اختیار کر لی۔ تب رومیوں نے میخائیل کے بعد الیون پر سالار کو تخت نشین کیا۔

امین اور مامون کے مابین کشمکش: جس وقت فضل بن ربیع مامون کی نقض بیعت اور مخالفت کر کے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کو عواقب امور کے خطرات پیدا ہوئے۔ دوراندیشی کے تحت مامون سے اپنے کل تعلقات قطع کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلیفہ امین کو دم پٹی دینے لگا رفتہ رفتہ اس کو اس امر پر تیار کر لیا کہ مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے۔علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندھی وغیرہ اور نیز ان لوگوں نے جو مامون سے اپنی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے تھے اس رائے سے موافقت کی مگر خزیمہ بن خالام اور اس کے بھائی عبداللہ نے اس سے مخالفت کی اور خلیفہ امین کو قسم دلا کر اس فعل سے باز رہنے اور لوگوں کو نقض عہد کرانے اور تر دید بیعت کر کے مصیبت میں ڈالنے سے منع کیا لیکن خلیفہ امین اس امر پر برابر اصرار کر رہا تھا۔اس اثناء میں یہ خبر پہنچی کہ مامون نے عباس بن عبداللہ بن مالک کو حکومت رے سے معزول کر دیا ہے اور یہ کہ ہرثمہ بن اعین کو باڈی گارڈ کی افسری دے دی ہے اور یہ کہ رافع بن لیث نے امان کی درخواست کی تھی اور مامون نے اس کو امان دے دی اور رافع اس کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا ہے۔

پس خلیفہ امین نے بغیر سوچے سمجھے اپنے عمال کے نام ایک گشتی فرمان اس مضمون کا روانہ کر دیا کہ یہ خطبوں میں مامون اور موتمن کے بعد میرے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کی جائے۔ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے امین کے نام کو سر نامہ سے نکال دیا اور خط و کتابت بند کر دی۔ اس کے بعد خلیفہ امین نے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ عیسیٰ بن جعفر بن المنصور صالح والی موصل اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو مامون کے پاس یہ پیام لے کر روانہ کیا کہ میرے بیٹے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کو اپنی ولی عہدی پر مقدم کر دو اور مجمع عام میں اس کا اظہار کر دو۔ جس وقت یہ لوگ مامون کے پاس پہنچے مامون نے امراء خراسان کو جمع کر کے اس بارے میں مشورہ کیا۔ان لوگوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا ''ہم لوگوں نے آپ کی بیعت اس شرط سے کی تھی کہ آپ خراسان سے باہر تشریف نہیں لے جائیں گے''۔ مامون نے خلیفہ کے وفود کو طلب کر کے اس درخواست کی منظوری سے انکار کر دیا جو وہ لے کر آئے تھے۔ فضل بن سہل اس موقع پر ایک یہ چال اور چل گیا کہ عباس بن موسیٰ کو دم پٹی دے کر اپنا جاسوس و مخبر بنا لیا جو وقتاً فوقتاً خلیفہ امین اور اس کے دربار کی کیفیت لکھتا رہتا تھا۔

مامون کی مشکلات وفود کی واپسی کے بعد خلیفہ امین نے مامون سے خراسان کے بعض بلاد کی درخواست کی اور یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ خراسان میں مابدولت و اقبال کے افسر سررشتہ ڈاک کے قیام کی اجازت دی جائے۔ مامون نے ان میں سے ایک کو بھی منظور نہ کیا اور ساتھ ہی اس کے بطور احتیاط رے اور سرحدی بلاد پر اپنے معتمد اور خواص کو نگرانی و محافظت کی غرض سے متعین فرما دیا تا کہ کوئی شخص اجنبی بلا اجازت خراسان میں نہ آ سکے باوجود اس احتیاط کے مامون عواقب مخالفت سے خائف تھا انہی دنوں خاقان بادشاہ تبت نے اپنے ملک مقبوضہ کے سرحدی بلاد پر شب خون مارنے کا قصد کر لیا تھا' جیفونہ باغی ہو گیا تھا اور ملوک ترک نے خراج دینا بند کر دیا تھا مامون کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا فضل بن سہل نے یہ مشورہ دیا کہ

''اپنے کو خطرات سے محفوظ رکھنے کی غرض سے خاقان و جیفونہ کو خودمختار حکمران کر دیجئے اور بادشاہ کابل سے دوستانہ مراسم قائم کرنے کے خیال سے خراسان کے تحائف بھیجئے باقی اور ملوک ترک کا خراج معاف کر دیجئے اس انتظام کے بعد سوار اور پیادوں کا لشکر مرتب کر کے بر سر مقابلہ آ جائے گا اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو نور علیٰ نور ورنہ خاقان کے پاس پناہ گزین ہو جائے گا''۔

موسیٰ کی ولی عہدی: مامون نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر ایسا ہی کیا اور خلیفہ امین کو یہ جواب اس کے خط کے ارادت مندانہ اس مضمون کی عرضی بھیجی امیر المومنین آپ کا فرمان شان مجھے ملا میں آپ کا اس سرحد پر ایک ادنیٰ گورنر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں چونکہ مجھے خلیفہ ہارون نے اس سرحد پر قیام کرنے کی ہدایت کی تھی اور اس کی حفاظت پر مامور فرمایا تھا اور میرے یہاں قیام پذیر رہنے سے ہزاروں فائدے ہیں اس وجہ سے میں حاضر نہیں ہوسکتا میری اس غیر حاضری کو معاف فرمایئے گا میں آپ کا حاضر و غائب مطیع ہوں''۔ خلیفہ امین کے خیالات یہ خط پڑھنے سے تبدیل ہوگئے اور یہ امر اس کے ذہن نشین ہوگیا کہ مامون میری مخالفت نہ کرے گا چنانچہ اسی بناء پر اوائل ۱۹۵ھ میں مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے (موسیٰ) کی ولی عہدی کی بیعت لے لی اور الناطق بالحق کے لقب سے ملقب کیا اسی تاریخ سے مامون اور موتمن کے نام خطبہ سے نکال دیئے گئے اور سنابر پران کا ذکر متروک ہوگیا۔

خلیفہ امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کرنے کے بعد علی بن عیسیٰ کی آغوش تربیت میں دیا اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کی پولیس پر، عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کے باڈی گارڈ پر اور علی بن صالح صاحب المصلی کو اس کے دفتر انشاء پر مامور کیا۔ اس کارروائی کے بعد خلیفہ نے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو بھی موسیٰ کے بعد ولی عہد بنایا۔ چنانچہ خطبوں میں پہلے امین کا نام لیا جاتا تھا بعد ازاں موسیٰ اور عبداللہ کے لئے دعا کی جاتی تھی اور اس کو القاسم بالحق کا لقب دیا تھا۔

عہد نامہ کی بے حرمتی: خانہ کعبہ سے وہ عہد نامہ طلب کر کے چاک کر ڈالا جو امین و مامون کی ولی عہدی کے متعلق تھا اور جس کو خلیفہ ہارون نے خانہ کعبہ میں آویزاں کرا دیا تھا۔ مامون کے جاسوسوں نے جو بغداد میں تھے ان تمام واقعات سے مامون کو مطلع کیا مامون نے گوش ہوش سے سن کر ارشاد کیا ''جن امور کی اطلاع مخبروں نے دی ہے اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ یہی میری حق رسی کے لئے کافی ہوں گے'' اور انتظاماً فضل بن سہل کو لشکر رے کے پاس انعامات، وظائف اور رسد وغلہ تقسیم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فضل بن سہل نے اپنی خوش انتظامی سے فوج نظامی کے علاوہ اطراف رے میں جس قدر جنگ آزمودہ سپاہی تھے سب کو جمع کر لیا۔ بعد ازاں طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق بن اسعد خزاعی نے ابوالعباس خزاعی کو امیر لشکر مقرر کر کے لشکر رے کی طرف روانہ کیا اور اس کے اسٹاف میں نامور سپہ سالاروں اور نصرت مآب فوجوں کو بھیجا ابوالعباس نے رے میں پہنچ کر لشکر کو از سر نو مرتب کر کے مسلح اور مراصد مقرر و متعین کئے خلیفہ امین نے بھی عصمت بن حماد بن سالم کو ایک ہزار پیادوں کی جمعیت سے ہمدان کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم ہمدان میں مقیم رہنا اور اپنے مقدمۃ الجیش کو سادہ بھیج دینا۔

امین اور مامون کی خانہ جنگی: ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو خراسان کی جانب مامون سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فضل بن ربیع کو فضل بن سہل کے جاسوس نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی روانگی پر اس وجہ سے آمادہ کیا تھا کہ اہل خراسان کو اس سے دلی نفرت تھی یہی وجہ تھی کہ اہل خراسان اس کے مقابلہ میں جی توڑ کر لڑے تھے اور بعض کا یہ بیان ہے کہ اہل خراسان نے مکر و فریب سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے پاس بہت سے خطوط اس مضمون کے بھیجے تھے کہ ''آپ اگر امیر لشکر ہو کر آئیں گے تو ہم لوگ فوراً آپ کی اطاعت قبول کر لیں گے''۔ خلیفہ امین نے اس بناء پر ابن ماہان کو روانگی کا حکم صادر کیا اور بطور جاگیر نہاوند، ہمدان، قم، اصفہان اور کل بلاد جبل کو حرباً و خراجاً مرحمت فرمایا اور خزانہ

۱ یہ واقعہ ۱۹۵ھ کا ہے تاریخ الخلفاء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہی سے خاطر خواہ روپے لے جانے کا اختیار دیا۔ سامان سفر و اسباب جنگ ضرورت سے بدرجہا زیادہ عنایت کیا پچاس ہزار سوار ہمراہ رکاب کر دیئے اور ابودلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس عجلی اور ہلال بن عبداللہ حضری کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا کہ بوقتِ ضرورت جنگ ابنِ ماہانہ کی مدد کرنا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہانہ خلیفہ امین سے رخصت ہو کر زبیدہ (مادر امین) کی محل سرا کے دروازہ پر رخصت ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ زبیدہ نے مامون کے معاملہ میں جیسا کہ وصیت کرنے کا حق تھا بے حد وصیت کی اور چاندی کی ہتھکڑی و بیڑی دے کر یہ سمجھایا کہ ''میں اس کو محبت و شفقت میں اپنے بیٹے امین کے برابر سمجھتی ہوں اگر تجھ کو فتح یابی حاصل ہو جائے تو نہایت ادب و امتیاز سے اس میں اس کو قید کر لانا' خبردار مامون کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی نہ کرنا''۔

علی بن عیسیٰ اور طاہر کی جنگ: غرض علی بن عیسیٰ ابنِ ماہانہ بغداد سے شعبان میں روانہ ہوا تھا۔ خلیفہ امین مع اپنے سپہ سالاروں اور لشکر کی مشایعت کے خیال سے سوار ہوا مشایعین بغداد کا بیان ہے کہ شان و شکوہ اور سامان و اسباب کا لشکر اس سے پیشتر نہیں دیکھا گیا۔ سابلہ میں پہنچا تو رے سے آنے والوں نے بیان کیا کہ طاہر رے میں ٹھہرا ہوا لشکر مرتب کر رہا ہے اور ہمہ تن جنگ پر آمادہ ہے۔ ابنِ ماہان نے یہ سن کر ملوک دیلم اور طبرستان کے پاس خطوط روانہ کئے اور مراسم اتحاد بڑھانے' انعامات و جاگیرات دینے کا وعدہ کیا اور قیمتی قیمتی زیورات تحائف میں بھیجے اس معاوضہ میں کہ خراسان کی ناکہ بندی کر لیں چنانچہ ملوک دیلم اور طبرستان نے اس کو منظور کر لیا۔ بعد ازاں ابنِ ماہان سابلہ سے روانہ ہو کر رے کے پہلے صوبہ میں خیمہ زن ہوا اس کے مشیروں اور ہمراہیوں نے جاسوس' ہراول اور مورچے قائم کرنے کی رائے دی ابنِ ماہان نے اس سے مخالفت کر کے کہا ''طاہر جیسے شخص کے مقابلہ کے لئے اس قدر تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ یا رے میں قلعہ بند ہو کر لڑے گا یا سواروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر بھاگ جائے گا صورت اول میں اہالیان رے ہی اس کا قلع قمع کر دیں گے اور صورت ثانی میں ہم کو کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے''۔ رفتہ رفتہ جب ابنِ ماہان رے سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر پہنچا تو طاہر کے ہمراہی ابنِ ماہان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں غور کرنے لگے آخر الامر اس پر متفق ہوئے کہ رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیے' مگر طاہر نے یہ رائے ظاہر کی کہ ''رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا خطرہ سے خالی نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ اہلِ رے فریق مخالف سے مل جائیں اور ہم پر حالتِ غفلت میں شب خون ماریں۔ بہتر یہ ہے کہ رے سے باہر نکل کر جنگ کرنی چاہیے''۔ حاضرین نے یہ رائے پسند کی اور اسی کے مطابق رے سے نکل کر پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر صف آرائی کی ان کی تعداد چار ہزار سواروں سے کم تھی۔

احمد بن ہشام نے جو لشکر خراسان کا افسر اعلیٰ تھا یہ رائے دی کہ لشکر گاہ میں امین کی معزولی اور مامون کی خلافت کی منادی کرا دینا چاہیے تاکہ علی بن عیسیٰ یہ ظاہر کر کے کہ میں امین کا عامل ہوں اہلِ خراسان کو امین کی اطاعت کا دھوکہ نہ دینے پائے۔ طاہر نے ایسا ہی کیا علی بن عیسیٰ نے طاہر کی قلت جماعت کا احساس کر کے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا ''دلاورو! کیا دیکھتے ہو بات ہی بات میں ان کو لے لو یہ لوگ اس قدر قلیل ہیں کہ ان پر تلواروں کا وار کرنا یا نوک دار نیزوں سے ان کے سینوں کو چھیدنا فضول ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو''۔ ان فقروں کے سنتے ہی سپاہیوں کے دل بڑھ گئے۔ علی نے اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کر کے دس جھنڈے قائم کئے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک ایک ہزار فوج رکھی اور ایک پھریرہ کو دوسرے پھریرہ سے ایک تیر کے فاصلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ باری باری جنگ کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاہر نے بھی اپنی فوج کو متعدد دستوں میں تقسیم کر کے جنگ کرنے کی ترغیب دی اور صبر واستقلال سے لڑنے کی ہدایت کی۔

علی بن عیسیٰ کی شکست: اتفاق سے صف آرائی کے وقت طاہر کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ علی بن عیسیٰ کے پاس چلا گیا علی بن عیسیٰ کے اس فعل سے طاہر کے باقی ہمراہی رک رہے اور جنگ میں جی توڑ کر کوشش کی پھر احمد بن ہشام کے مشورہ سے طاہر نے قبل آغاز جنگ علی بن عیسیٰ میں کے لشکر اس امر سے اور بے دلی پھیلا دی کہ عہد نامہ کو جس میں مامون کی بیعت کا تذکرہ تھا دونوں لشکروں کے درمیان نیزہ پر آویزاں کر کے علی بن عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو مامون کے عہد و پیمان کو یاد دلایا اور عواقب بدعہدی اور نکث بیعت سے ڈرایا۔ اس کے بعد لڑائی چھڑ گئی۔ پہلے علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کیا جس سے طاہر کے میسرہ کو شکست ہوگئی پھر دوبارہ علی کا میسرہ طاہر کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اس کو بھی اس نے مورچہ سے ہٹا دیا طاہر نے اپنی رکاب کی فوج اور ہمراہیوں کو اپنی پرجوش تقریر سے ابھار کر علی کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں علی کے قلب کو شکست ہوگئی طاہر کا میمنہ و میسرہ اپنے ہمراہیوں کو کامیاب دیکھ کر لوٹ پڑا جس سے طاہر کے ہمراہیوں کی قوت بڑھ گئی اور ہمراہیانِ علی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے علی ان کو بلند آواز سے واپس بلانے لگا۔ اس اثناء میں طاہر کے ہمراہیوں میں کسی نے ایک تیر ایسا مارا کہ علی کے گلے میں جا کر ترازو ہو گیا علی نے زمین پر گر کر دم توڑ دیا اس شخص نے پہنچ کر سر اتار لیا اور لاش کو ایک لکڑی پر لٹکا کر طاہر کے پاس لایا اور اس کے حکم سے ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ کامیابی کے بعد طاہر نے باری تعالیٰ کے حضور میں دعا کی اور علی کے کل غلاموں کو آزاد کر دیا اور اس کے ہمراہیوں نے علی کے لشکر کا دو فرسنگ تک تعاقب کیا۔ اس تعاقب میں بار بار لڑائی ہوئی۔ لڑائی میں طاہر کے ہمراہی ان کو قتل وقید کرتے تھے تا آنکہ فتح مند اور منہزم گروہ میں رات حائل ہوگئی جس سے فتح مند گروہ تعاقب سے رک رہا اور منہزمین قتل وقید ہونے سے بچ گئے۔

نامہ بشارت: خاتمہ جنگ اور فتح یابی کے بعد طاہر رے میں واپس آیا اور فتح کا اطلاع نامہ بتوسط فضل بن سہل مامون کی خدمت میں روانہ کیا جس کی یہ عبارت تھی:

((بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم کتابی الی امیر المؤمنین وراس علی بین یدی و خاتمہ فی اصبعی و جندہ متصرفون تحت امری والسلام))

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عریضہ امیر المومنین کے نام روانہ کرتا ہوں درانحالیکہ علی کا سر میرے روبرو ہے اور اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے اور اس کا لشکر میری ماتحتی میں ہے۔ والسلام''۔

تین دن کے عرصہ میں یہ خط ڈاک کے ذریعہ سے خراسان پہنچا فضل بن سہل خط لئے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور کامیابی کی خوشخبری سنائی مبارک باد دی بعد ازاں اور ارکین دولت حاضر ہوئے اور شاہی سلام کیا اس کے دو دن کے بعد علی کا سر بھی آیا جسے تمام خراسان میں پھرایا گیا۔

امین کو بھی علی بن عیسیٰ کے مارے جانے اور لشکر کی شکست کے حال سے آگاہی ہوئی فضل بن ربیع نے مامون کے وکیل (نوفل خادم) کو طلب کر کے جو کچھ اس کے قبضہ میں مال واسباب تھا ضبط کر لیا جس کی قیمت پانچ لاکھ تھی جو خلیفہ ہارون کی وصیت کے مطابق دیا گیا تھا۔ اس واقعہ سے امین کو خود کو در پردہ پریشانی ہوئی لشکریوں اور سپہ سالاروں نے اپنی اپنی تنخواہوں اور روزینہ کا شور وغل مچایا۔ عبداللہ بن حاتم نے بزور تیغ ان کو خاموش کرنے کا قصد کیا لیکن امین نے عبداللہ کو منع کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ان لوگوں کی تنخواہوں اور روز ینے تقسیم کر دیئے۔

ابن جبلہ کی روانگی: علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد امین نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ طاہر سے جنگ کرنے کے لئے ہمدان کی طرف روانہ کیا۔ ہمدان اور کل بلادِ خراسان کی جن کو ابن جبلہ فتح کرے ان کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ علاوہ اس کے مال و اسباب اور بہت سا سامانِ جنگ بھی دیا۔ غرض ابن جبلہ دارالخلافۃ بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان پہنچا اور اس کی قلعہ بندی کر لی۔

ہمدان کا محاصرہ: طاہر یہ خبر پا کر اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے ہمدان پر آ پہنچا ابن جبلہ نے ہمدان سے نکل کر مقابلہ کیا مگر طاہر نے اس کو پہلے ہی حملہ میں شہر کی طرف پسپا کر دیا پھر دوبارہ عبدالرحمٰن ابن جبلہ کو اپنی فوج کو مرتب کر کے میدانِ جنگ میں آیا اور طاہر سے شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگا طاہر نے شہر ہمدان کا محاصرہ کر لیا اہلِ شہر کو طول حصار سے ہر طرح کی تکلیفیں ہونے لگیں۔

ہمدان اور قزوین پر قبضہ: عبدالرحمٰن نے اس خوف سے کہ مبادا اہلِ شہر طول حصار کی وجہ سے باغی نہ ہو جائیں طاہر سے امان طلب کر کے ہمدان چھوڑ دیا۔ طاہر نے اس واقعہ سے پہلے محاصرہ کے وقت ہمدان اس خطرہ کو پیش نظر کر کے کہ والی قزوین دوسری جانب سے حملہ نہ کر دے ایک ہزار سواروں کو لے کر قزوین پر حملہ کر دیا تھا۔ عامل قزوین اس خبر سے مطلع ہو کر بھاگ گیا تھا اور طاہر نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد طاہر نے ہمدان اور کل بلاد جبل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

ابن جبلہ کا خاتمہ: ایک مدت تک عبدالرحمٰن بن جبلہ بے خوف و خطر جہاں چاہتا تھا آتا جاتا تھا طاہر کے امان دینے کی وجہ سے کوئی شخص معترض نہ ہوتا تھا جب اس کو طاہر اور اس کے ہمراہیوں کی طرف سے اطمینان کامل ہو گیا تو ایک روز اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کر کے بہ حالتِ غفلت حملہ کر دیا۔ طاہر کی فوج کمالِ عجلت سے تیار ہو کر مقابلہ پر آ گئی اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ فریقین جی توڑ توڑ کر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگا بالآخر عبدالرحمٰن کے ہمراہی میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے عبدالرحمٰن مارا گیا اور اس کے شکست خوردہ ہمراہی بھاگ کر عبداللہ و احمد پسران حریشی کے پاس پہنچے جس کو امین نے بسرِ افسری ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ عبدالرحمٰن کی کمک پر روانہ کیا تھا مگر طاہر کا خوف ان کے دلوں پر ایسا قائم ہوا کہ بغیر کسی جنگ و جدال کے بغداد کی طرف بھاگ گئے۔ طاہر یکے بعد دیگرے شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرتا ہوا حلوان پہنچا اور حلوان کے چاروں طرف خندق کھدوا کر مورچے قائم کئے اور از سر نو اپنی فوج کو مرتب و جمع کرنے میں مصروف ہوا۔

مامون کی بیعت: اس واقعہ کے بعد ہی مامون نے ممبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور امیر المؤمنین کے لقب سے مخاطب کئے جانے کا حکم صادر کیا اور فضل بن سہل کو کل ممالک شرقی جبل ہمدان سے تبت تک طولاً اور بحر فارس سے بحر دیلم و جرجان تک عرضاً سب کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دے دیا اور ایک نیزہ پر جس کی دو شاخیں تھیں فضل کے لئے ایک لواء مقرر کیا اور ذوالریاستین (یعنی صاحب سیف و قلم) کا مبارک لقب دیا لواء حرب کا منتظم علی بن ہشام کو بنایا گیا اور نعیم بن خازم کے سپرد قلمدان وزارت کیا گیا اس کے بھائی حسن بن سہل کو دیوان الخراج کی افسری دی گئی۔

سفیانی کا ظہور: سفیانی کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا نفیسہ بنتِ عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب اس کی ماں تھیں۔ ابوالعمیطر اس کی کنیت تھی کیونکہ اس کا یہ خیال تھا کہ کنیت حزدون کی ہے لوگوں نے اس کو اسی لقب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یاد کرنا شروع کیا۔ یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں شیخین صفین (یعنی علیؓ ومعاویہؓ) کا بیٹا ہوں۔ سرزمین شام میں یہی ایک شخص بنوامیہ کا باقی رہ گیا تھا جو ذی علم اور صاحب روایت تھا۔ اخیر ۱۹۵ھ میں خلافت وسلطنت کا دعوے دار ہوا۔

دمشق پر قبضہ: خطاب بن وجہ العلس نے (بنوامیہ کا آزاد غلام تھا) جو صیدا پر متصرف تھا اس کی حمایت کی جس سے سفیانی کی قوت بڑھ گئی اور اس نے سلیمان بن منصور کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا۔ اس کے اکثر ہمراہی قبیلہ کلب کے تھے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد سفیانی نے محمد بن صالح بن بہیس کلابی کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں اطاعت قبول کرنے کی صورت میں انعامات وصلے دینے کا وعدہ کیا اور سرکشی کی صورت میں قتل وغارت کی دھمکی دی تھی۔ محمد بن صالح نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ سفیانی نے قیسیہ کا قصد کیا قیسیہ نے محمد بن صالح سے اعانت طلب کی۔ چنانچہ محمد بن صالح تین سو سواروں کے ساتھ پہنچا جس میں اکثر وبیشتر اس کے موالی اور احباب تھے۔ سفیانی نے یزید بن ہشام کو بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ یزید کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ تقریباً دو ہزار آدمی مارڈالے گئے اور تین ہزار گرفتار کرلئے گئے جن کو ابنِ بہیس نے سر اور ڈاڑھی منڈوا کر رہا کر دیا۔

سفیانی کی شکست: اس کے بعد سفیانی نے ایک لشکر مرتب کر کے اپنے بیٹے قاسم کے ہمراہ ابنِ بہیس کے مقابلہ پر روانہ کیا اس معرکہ میں بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں قاسم کام آ گیا اس کا سر اتار کر امین کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ سفیانی کو اس اطلاع ہوئی تو اس نے پھر لشکر فراہم کر کے بسرگروہی اپنے آزاد غلام معتمر کے میدانِ جنگ میں بھیجا اس مرتبہ بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی اور معتمر مارڈالا گیا ان واقعات سے سفیانی کے کاموں میں ضعف آ گیا قیسیہ نے اس سے فائدہ اٹھانا چاہا بعد ازاں ابنِ بہیس بیمار ہو گیا رؤسائے نمیر کو جمع کر کے وصیت کی کہ ''تم لوگ مسلمہ بن یعقوب بن علی بن محمد بن سعد بن مسلمہ بن بدالملک کی خلافت کی بیعت کرلو اور اس ذریعہ سے سفیانی پر کامیابی حاصل کرو کیونکہ بغیر اس حیلہ کے تم سرسبز نہ ہوسکو گے۔ بنونمیر نے اس وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا ابنِ بہیس ان لوگوں سے رخصت ہو کر حوران چلا آیا اور بنونمیر نے جمع ہو کر مسلمہ بن یعقوب کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

سفیانی کا فرار: مسلمہ بن یعقوب بنونمیر کی بیعت کرنے سے باغ باغ ہو گیا اپنے خاندان اور موالی کو جمع کر کے سفیانی کے مکان پر آیا اور اس کو مع اور رؤسا بنوامیہ کے قید کرلیا اور قیسیہ کو اپنے مقربین اور معتمد مشیروں میں داخل کرلیا اس اثناء میں ابنِ بہیس نے شفا پائی اور لشکر مرتب کر کے دمشق کا محاصرہ کرلیا قیسیہ نے محرم ۱۹۸ھ میں دمشق کو ابنِ بہیس کے حوالہ کر دیا مسلمہ و سفیانی عورتوں کا لباس پہن کر مرہ کی جانب بھاگ گئے اسی وقت سے ابنِ بہیس دمشق پر متصرف اور قابض ہو گیا تا آنکہ عبداللہ بن طاہر دمشق کی طرف آیا مصر گیا پھر مصر سے واپس ہو کر دمشق آیا اور ابنِ بہیس کو اپنے ہمراہ عراق لے گیا پس ابنِ بہیس نے وہیں وفات پائی۔

اسد بن یزید کی شرائط: عبدالرحمن بن جبلہ کے قتل ہونے پر دارالخلافت بغداد میں تہلکہ پڑ گیا فضل بن ربیع نے اسد بن یزید بن حزید کو طلب کر کے جنگ طاہر پر جانے کی استدعا کی اسد حیرت زدہ ہو کر فضل بن ربیع کا منہ دیکھنے لگا فضل بن ربیع نے تسلی وتشفی دی اور اس کی خدمات اور کارگزاریوں کا ذکر کر کے بہادری، مردانگی اور فرماں برداری کی تعریف کی اسد نے کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھے جنگ طاہر پر جانے میں کچھ عذر نہیں ہے۔ میں آپ کا اور امیر المومنین کا مطیع ہوں مگر لڑائی بغیر لشکر کے نہیں ہو سکتی اور لشکر بغیر سامان اور روزینہ کے نہیں لڑ سکتا آپ میرے لشکریوں کے لئے ایک سال کا روزینہ مرحمت فرمایئے۔ ناتوان اور ضعیفوں کو چھانٹ دیجئے توانا جنگ آزمودہ اور بہادر سپاہیوں کو میرے ہمراہ کیجئے علی الخصوص میرے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار سپاہیوں کو مال و زر دے کر ان کی بیماریٔ افلاس کو دور کر دیجئے اور ہاں ایک شرط اور ہے کہ جتنے شہر میں فتح کروں ان کا کچھ حساب و کتاب مجھ سے نہ طلب کیجئے گا''۔ فضل بن ربیع بولا ''تمہاری شرطیں ناجائز ہیں میں امیر المومنین کے مشورے کے بغیر ان کا جواب نہیں دے سکتا''۔

اسد بن یزید کی اسیری: فضل بن ربیع اس قدر کہہ کر امین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حالات عرض کئے امین نے جھلا کر اسد بن یزید کو جیل بھیج دیا اور بعض کا یہ بیان ہے کہ اسد نے مامون کے دونوں لڑکوں کو جو بغداد میں اپنی ماں دختر ہادی کے پاس تھے طلب کیا تھا کہ میں ان کو اپنے ساتھ خراسان لے جاؤں گا اور یہ دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے اطاعت کی تو فبہا تمہارے لڑکے تم کو مبارک ورنہ میں ان کو قتل کر ڈالوں گا''۔ امین نے غضب ناک ہو کر قید کر دیا۔ عبداللہ بن حمید قحطبہ کو طلب کر کے جنگ طاہر پر جانے کو کہا اس نے بھی اسد کی طرح شرطیں پیش کیں تب احمد بن مزید کو طلب کر کے اسد کو بھیجنے کی معذرت کی اور جنگ طاہر پر روانہ ہونے کا حکم صادر کیا۔

لشکر کی بغیر جنگ واپسی: فضل بن ربیع نے حسب حکم خلیفہ امین بیس ہزار سواروں کے جمعیت کے ساتھ احمد بن مزید کو روانہ کیا۔ روانگی کے وقت احمد نے اسد کی سفارش کی خلیفہ امین نے رہا کر دیا احمد بن مزید کی دیکھا دیکھی عبداللہ بن حمید بھی اجازت حاصل کر کے دوسری بیس ہزار فوج کے ہمراہ مگر احمد ہی کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ یہ دونوں حلوان پہنچے اور خانقین[1] میں پڑاؤ ڈال دیا طاہر بھی خبر پا کر ان کے مقابلہ پر آ گیا اور جاسوسوں اور مخبروں کو احمد و عبداللہ کے لشکر میں بھیس بدل کر پھیلا دیا ان لوگوں نے ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو کر یہ خبر اڑانا شروع کی کہ ''خزانہ بغداد خالی ہو گیا ہے لشکریوں کی تنخواہیں بند ہو گئیں۔ لشکر پریشان پھر رہے ہیں جہاں جو پاتے ہیں اس پر قبضہ کر لیتے ہیں''۔ اس خبر کے پھیلنے سے احمد و عبداللہ کی لشکر گاہ میں تشویش پھیل گئی کوئی اس خبر کی موافقت کرتا تھا اور کوئی مخالفت غرض رفتہ رفتہ آپس میں اس کی بحث اس درجہ بڑھی کہ آپس ہی میں متصادم ہو گئے اور بلا جدال و قتال بغداد کو واپس گئے۔ پھر کیا تھا طاہر بڑھ کر حلوان پر جا اترا اس اثناء میں ہرثمہ مع ایک لشکر جرار کے مامون کا فرمان لئے ہوئے آ پہنچا طاہر نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور اس کے مطابق اپنے کل مفتوحہ بلاد ہرثمہ کے سپرد کر کے اہواز کی طرف چلا گیا۔

عبدالملک بن صالح کی وفات: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ ہارون نے عبدالملک بن صالح کو جیل بھیج دیا تھا چنانچہ یہ اس زمانہ سے جیل ہی میں رہا تا آنکہ خلیفہ ہارون کی وفات ہوئی اور امین تختِ خلافت پر رونق افروز ہوا۔ امین نے تختِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی عبدالملک[2] کو رہا کر دیا جس وقت طاہر کا معاملہ پیش آیا۔ عبدالملک نے دربار میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ ''امیر المومنین اہلِ شام کو جنگ طاہر پر مامور فرمایئے یہ لوگ اہلِ عراق سے زیادہ جری اور دشمنانِ خلافت

[1] یہ نام میں نے تاریخ کامل صفحہ ١٠٣ جلد ششم سے لکھا ہے۔ ابنِ خلدون میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

[2] یہ واقعہ ذیقعدہ ١٩٣ھ کا ہے تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ١٠٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پناہی کے حق میں سم قاتل ہیں اور میں ان کی اطاعت کا ذمہ دار ہوتا ہوں''۔ امین نے اس بناء پر عبدالملک کو شام و جزیرہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور بہت سا مال وسامانِ جنگ عنایت کر کے رخصت کیا۔ عبدالملک دربارِ خلافت سے روانہ ہو کر رقہ پہنچا اور رؤسا شام سے خط و کتابت شروع کی۔ رؤسا شام یکے بعد دیگرے ایک ایک دو دو کر کے عبدالملک کے پاس آئے اور بطیب خاطر فوجی خدمت قبول کرتے گئے۔ عبدالملک بھی ان لوگوں کو انعامات صلے اور خلعتیں دیتا جاتا تھا تھوڑے ہی دنوں میں شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کے پاس جمع و مرتب ہو گیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ عبدالملک علیل ہو گیا اور روز بروز اس کا مرض بڑھتا گیا اسی اثناء میں اس کے لشکر میں خراسانیوں اور اہلِ شام کے مابین اس سبب سے کشیدگی پیدا ہو گئی کہ جنگ سلیمان بن ابی جعفر میں شامیوں نے خراسانیوں کا ایک جانور پکڑ لیا تھا۔ اتفاق سے وہی جانور ان شامیوں میں سے ایک شخص کے پاس نظر آ گیا خراسانیوں نے شامیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور باتوں باتوں میں جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ عبدالملک نے فریقین کو جنگ سے روکا مگر دونوں نہ رکے' برابر لڑتے رہے لاشوں کے انبار لگ گئے بالآخر اہلِ حمص و قبائل کلب اپنے اپنے شہروں کو لوٹ کھڑے ہوئے جس سے اہلِ شام کو شکست ہوئی اور حسین بن علی خراسانیوں کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا تا آنکہ عبدالملک بن صالح کا رقہ ہی میں انتقال ہو گیا۔

امین کی معزولی و بحالی: عبدالملک بن صالح کے مرنے کے بعد حسین بن علی نے لشکر میں بغداد کی طرف کوچ کرنے کی منادی کرا کر کوچ کر دیا بغداد پہنچا رؤسا و امراء بغداد اور سپہ سالاران لشکر ملنے کو آئے تقریباً نصف شب گزر جانے پر امین نے طلب کیا حسین بن علی نے جانے سے انکار کر دیا صبح ہوتے ہی بغداد کے پل پر اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے پہنچا اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر امین کی معزولی اور نقض بیعت کرنے پر آمادہ کر لیا بعد ازاں پل عبور کرنے کا حکم دیا امین کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی مگر پہلے ہی حملہ میں امین کی فوج بھاگ گئی۔ یہ واقعہ پندرہویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے دوسرے روز حسین بن علی نے مامون کی خلافت کی بیعت لی عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے قصر خلافت پر حملہ کر دیا اور امین کو قصر خلد سے نکال کر قصر منصور میں لا کر قید کر دیا اس کے ساتھ اس کی ماں زبیدہ بھی تھی۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی لوگوں نے حسین بن علی نے اپنے اپنے روزینے طلب کئے حسب خواہش نہ پانے پر سرگوشیاں کرنے لگے۔ محمد بن ابی خالد نے کھڑے ہو کر حسین کے حسب ونسب' سرداری اور امین کی معزولی پر اعتراض کیا اسد حرثی بولا ''اے سپاہیو! کیا دیکھتے ہو' لوگ امین کے معزول کرنے کو گئے ہیں تم بھی ان کی روک تھام کو چلو''۔ اس فقرہ کے سنتے ہی لوگوں کو خود کردہ پشیمانی ہوئی یک زبان ہو کر بولے ''بے شک جو گروہ اپنے خلیفہ کو قتل کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل فرماتا ہے اور ان پر قتل و خون ریزی کا دروازہ کھول دیتا ہے''۔ سب کے سب یہ سنتے ہی بھرا اٹھے اور شور و غل مچاتے ہوئے حسین کی طرف چلے اہلِ ارباض ان کے ہمراہ ہو لئے حسین بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسد حرثی نے قصر منصور میں پہنچ کر امین کو قید و تنہائی کی مصیبت سے رہائی دی اور تختِ خلافت پر بٹھایا امین نے مسلح ہونے کا حکم دیا بلوائیوں کا مجمع بات ہی بات میں منتشر ہو گیا۔

حسین بن علی کا قتل: حسین پابہ زنجیر دربارِ خلافت میں حاضر لایا گیا امین نے سخت ملامت کی حسین نے اپنی بے اعتدالیوں کی معذرت کی امین نے حسین کو رہا کر کے لشکر فراہم کرنے اور جنگ طاہر پر جانے کا حکم دیا ساتھ ہی اس کے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گراں بہا خلعت مرحمت فرما کر دار الخلافت کے علاوہ اپنے تمام ممالک محروسہ کا گورنر مقرر کر کے کمالِ احترام سے رخصت کیا۔ لوگ مبارکباد دیتے ہوئے پل تک آئے جب لوگوں کا مجمع کم ہو گیا تو حسین پل کو عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا امین نے حسین کے تعاقب پر سوارانِ لشکر کو متعین کیا چنانچہ بغداد سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر یہ لوگ حسین سے جا ملے ایک خفیف سے لڑائی ہوئی حسین[1] مارا گیا اس کا سر اُتار کر امین کے پاس لایا گیا۔ اسی واقعہ کے بعد فضل بن ربیع ایسا روپوش ہو گیا کہ اس کی اطلاع کسی کو کانوں کان نہ ہوئی۔

طاہر کی کارگزاریاں: جس وقت مامون کا فرمان والاشان مشعر روانگی اہواز طاہر کے پاس صادر ہوا طاہر نے حسین بن عمر رستمی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور خود بھی اس کے بعد ہی اہواز کی طرف کوچ کر دیا۔ اسی اثناء میں اس کے مخبروں نے آ کر یہ خبر دی کہ خلیفہ امین کی طرف سے محمد بن یزید بن حاتم ایک عظیم الشان لشکر لئے ہوئے طاہر اور اس کے ہمراہیوں کے پنجۂ غضب سے اہواز کو بچانے کے لئے آ رہا ہے۔ طاہر نے اپنے ہمراہیوں میں سے محمد بن طالوت، محمد بن علاء اور عباس بن بخارا کو چند دستہ فوج کے ساتھ رستمی کی کمک پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے رستمی کے لشکر سے جا ملو اور پھر ان لوگوں کی حمایت و امداد پر قریش بن شبل کو بھیجا بعد ازاں خود بھی کوچ کر کے ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا محمد بن یزید کا لشکر مکرم میں پڑا ہوا تھا طاہر کا لشکر قریب آ جانے سے محمد بن یزید کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ کھلے میدان میں لڑنے سے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اہواز واپس چلئے اور وہیں سے قلعہ بندی کر کے جنگ کیجئے تا آنکہ بصرہ سے آپ کی قوم (ازد) آ جائے۔

اہواز پر قبضہ: محمد بن یزید نے اس مشورہ کے مطابق اہواز کی جانب مراجعت کی اور طاہر نے قریش بن شبل کو محمد بن یزید کے تعاقب پر مامور کر کے یہ حکم دیا کہ اہواز کی قلعہ بندی سے پیشتر محمد بن یزید کے ہمراہیوں کو معہ اس کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لو مگر اس میں قریش کو کامیابی نہ ہوئی۔ محمد بن یزید قریش کے پہنچنے سے کئی روز پہلے اہواز پہنچ گیا اور جب قریش اہواز کے قریب پہنچا تو محمد بن یزید لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی محمد بن یزید کے ہمراہیوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے لیکن محمد اور اس کے جان نثار غلاموں نے مرنے پر کمریں باندھ لیں اور دادِ مردانگی دے کر میدانِ جنگ پر تلواروں کے سایہ کے نیچے جاں بحق تسلیم کر دی۔

واسط، کوفہ اور بصرہ پر قبضہ: جنگ کے خاتمہ پر طاہر نے اہواز پر قبضہ کر کے یمامہ، بحرین اور عمان پر اپنی طرف سے والی مقرر کئے بعد ازاں واسط کا قصد کیا ان دنوں واسط میں سندی بن یحییٰ حریشی اور ہیثم بن سعید (خزیمہ بن خازم کا نائب) تھا یہ دونوں طاہر کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ طاہر نے واسط پر بھی بلا مزاحمت و مخاصمت قبضہ کر کے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو کوفہ کی جانب روانہ کیا کوفہ کی گورنری پر عباس بن ہادی فائز تھا۔ اس نے فوراً خلیفہ امین کی معزولی کا اعلان کر کے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور طاہر کے پاس ایک اطلاعی یہ خبر لکھ کر بھیج دیا۔ منصور بن مہدی گورنر بصرہ اور مطلب بن عبداللہ بن مالک گورنر موصل نے بھی بصرہ اور موصل میں ایسا ہی کیا[2]۔ طاہر نے سب کو ان کے عہدوں پر بحال

---

[1] یہ واقعہ پندرہویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ مصر۔

[2] یہ واقعات رجب ۱۹۶ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا۔ حرث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا اور خود جرجرایا میں خیمہ زن رہا۔

مدائن پر قبضہ: ان واقعات کی خبریں خلیفہ امین کو پہنچیں تو اس نے اپنے نامور سپہ سالار محمد بن سلیمان اور محمد بن حمادی بربری کو قصر ابنِ ہبیرہ کی طرف روانہ کیا۔ حرث اور داؤد خم ٹھونک ٹھونک کر میدانِ جنگ میں لڑنے کو آئے اور نہایت سختی سے لڑ کر محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کو بغداد کی جانب پسپا کر دیا۔ انہیں دنوں خلیفہ امین نے فضل بن موسیٰ کو کوفہ بھیجا تھا۔ طاہر نے اس سے مطلع ہو کر محمد بن علاء کو ایک لشکر جرار کے ساتھ فضل کے مقابلہ پر مامور کیا۔ اثناء راہ میں محمد و فضل سے ملاقات ہوئی فضل بن موسیٰ نے یہ کہہ دیا کہ ''میں مامون کا مطیع ہو کر آیا ہوں تم ناحق میرے مقابلہ پر لشکر لے کر آئے ہو''۔ مگر محمد اس چکمہ کو تاڑ گیا۔ جس وقت فضل نے محمد کے لشکر پر شب خون مارا محمد نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر فضل اور اس کا لشکر بغداد کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد طاہر نے مدائن کا رُخ کیا اُن دنوں مدائن کا گورنر برمکی تھا اس نے مدائن کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا علاوہ ازیں دارالخلافہ بغداد سے برابر امدادی فوجیں اور رسد آ رہی تھی طاہر نے مدائن کے مضافات میں پہنچ کر قریش بن شبل کو بڑھنے کا حکم دیا جوں ہی قریش حملہ کے زد پر آیا برمکی نے حملہ کی تیاری کر دی اور لشکر کی صفیں درست کرنے میں مصروف ہوا مگر شیرازہ لشکر درہم برہم ہوا جاتا تھا۔ جب ایک صف درست کر کے دوسری صف کی درستی کی طرف مصروف ہوتا تو درست و مرتب صف منتشر ہو جاتی تھی برمکی نے گھبرا کر ساقہ کو راستہ دے دینے کا حکم دیا پھر کیا تھا لشکریوں نے بغداد کا راستہ لیا اور طاہر مدائن اور اطراف مدائن پر قبضہ کر کے صرصر پر جا اترا اور وہیں ایک پل بنوایا۔

حجاز میں مامون کی بیعت: جس وقت امین نے بیت اللہ شریف سے خلیفہ ہارون کا عہد نامہ منگوا کر چاک کر ڈالا اور داؤد بن عیسیٰ گورنر حجاز کو مامون کی معزولی کا حکم دیا داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو جمع کر کے امین کے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر کے کہا ''کیا تم لوگوں کو یاد نہیں ہے کہ خلیفہ ہارون نے اپنے تینوں شہزادوں کی ولی عہدی کی بیعت مسجد حرام میں لی تھی اور کیا تم لوگوں سے یہ اقرار نہیں لیا تھا کہ مظلوم کا ساتھ دینا ظالم سے لڑنا دیکھو محمد امین نے ظلم و ستم کا ہاتھ بڑھایا ہے اور اپنے دونوں بھائیوں (مامون و موتمن کو) خلافت سے محروم کر کے اپنے چھوٹے لڑکے کو جو دودھ پی رہا ہے اپنا ولی عہد بنایا ہے اور اس کی بیعت لی ہے اور خلیفہ ہارون کے لکھے ہوئے عہد نامہ کو خانہ کعبہ سے نکلوا کر ظلماً چاک و تلف کر ڈالا ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ امین کی نقض بیعت اور مامون کی بیعت خلافت سے تم پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوگا بلکہ تم لوگوں سے راضی و خوش ہوگا کیونکہ تم اس اقرار و عہد کو پورا کرتے ہو جو اس سے پیشتر خلیفہ ہارون کے ہاتھ پر کر چکے تھے''۔ حاضرین نے بطیب خاطر داؤد بن عیسیٰ کی اس تقریر سے متاثر ہو کر مامون کی خلافت کی بیعت کر لی داؤد نے مکہ معظمہ کے اطراف و جوانب میں اس کی منادی کرا دی خطبہ میں مامون کا نام پڑھا اور اپنے لڑکے سلیمان کو جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا لکھ بھیجا اس نے بھی ایسا ہی کیا یہ واقعہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد داؤد نے مکہ سے براہ بصرہ و فارس و کرمان مرو کی طرف کوچ کر دیا اور مامون کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کیے۔ مامون نے خوش ہو کر اس کے عہدہ پر اُس کو بحال رکھا علاوہ ازیں صوبہ عک کو بھی اس کے صوبجات مقبوضہ سے ملحق کر دیا اور رخصتی کے وقت پانچ لاکھ درہم بطور انعام مرحمت فرمائے اور اپنے برادرزادہ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کو موسم حج کا ناظم مقرر کر کے اس کے ہمراہ روانہ کیا اور یزید بن جریر بن مزید بن خالد قسری کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسرافسری ایک لشکر جرار یمن کی سندِ گورنری عنایت کر کے یمن کی جانب روانہ کیا۔ یہ لوگ طاہر کی طرف سے اُس وقت ہو کر گزرے تھے جب کہ طاہر بغداد کا محاصرہ کئے ہوئے تھے طاہر نے ان لوگوں کو کمالِ احترام و توقیر سے ٹھہرایا دعوت کی بعد ازاں یزید طاہر سے رخصت ہو کر یمن پہنچا اور اہلِ یمن کو جمع کر کے مامون کی بیعت اور امین کی معزولی کا خطبہ دیا حاضرین اور تمام اہلِ یمن نے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور فرماں برداری و اطاعت کے لئے گردنیں جھکا دیں۔

معرکۂ صرصر: جس وقت امین کو حسین بن علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کی خبر پہنچی اور اس نے اپنی آنکھوں سے طاہر کی فتوحات کا سیلاب بڑھتا ہوا دیکھ لیا اس وقت وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر جنگ طاہر پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا چنانچہ ماہ شعبان ۱۹۶ھ میں چار سو لواء[1] سپہ سالاروں کے لئے منعقد کئے اور پھر ان سب پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر بنا کر ہرثمہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اس لشکر نے نہروان کے قریب ماہ رمضان کے سنہ مذکور میں ہرثمہ سے جنگ کی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کا نامی سپہ سالار علی بن محمد گرفتار کر لیا گیا ہرثمہ نے اس کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور خود نہروان جا کر مقیم ہو گیا۔ ان دنوں طاہر صرصر میں مورچہ قائم کئے تھے خلیفہ امین کی طرف سے پے در پے فوجیں آ رہی تھیں اور طاہر ان کو شکست پر شکست دیتا جاتا تھا خلیفہ امین نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر طاہر کے لشکریوں کو مال و اسباب دے کر سازش شروع کر دی تقریباً پانچ ہزار فوج طاہر کے لشکر گاہ سے نکل کر امین کے پاس چلی گئی امین نے ان لوگوں کو مال و اسباب سے مالا مال کر دیا اس میں امین کو ایک گونہ کامیابی ہو گئی تو سردارانِ لشکر کو بلانے لگا رفتہ رفتہ ان کا گروہ کثیر بھی امین سے جا ملا امین نے ان لوگوں کو حسبِ لیاقت و حیثیت انعامات دیئے اور اپنے دوستوں اور ہمراہیوں کو علیحدہ علیحدہ فوج کے دستوں پر مامور کر کے جنگ کی ترغیب دی اور بہ صورت کامیابی و مستعدی انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کر کے میدان جنگ میں آیا لڑائی ہوئی تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام ہوتے ہی امین کے لشکر کو شکست ہوئی طاہر کی فوج نے امین کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

جب یہ شکست خوردہ فوج امین کے پاس پہنچی تو امین نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے لشکریوں کو بہت سا مال و اسباب دیا۔ اس لشکر میں منہزمین سے ایک شخص کو بھی شریک نہ کیا اور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں کو فوج کے جدا جدا دستوں کا افسر مقرر کر کے طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ طاہر نے اپنی حکمتِ عملی سے اس لشکر کو اپنے ساتھ ملا لیا لشکری بجائے طاہر سے جنگ کرنے کے امین ہی کی طرف شور و غل مچاتے ہوئے لوٹ پڑے امین نے اُس جدید فوج کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو حال ہی میں بازاریوں اور پناہ گیروں سے مرتب کی گئی تھی۔ طاہر نے ان سے بھی سازش کر لی اور بہت سا مال و اسباب دے کر ان میں سے چند آدمیوں کو بطور ضامن کر کے اپنے یہاں نظر بند کر لیا۔

محاصرہ بغداد: بعد ازاں معہ اپنے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں کے صرصر سے کوچ کر کے باب انبار پر جا اُترا اور اپنی چالوں اور عاقلانہ تدابیر سے امین کے لشکر سے ایک گروہ کثیر کو توڑ لیا عوام الناس میں ایک تہلکہ سا مچ گیا۔ قیدی جیل کے دروازے توڑ توڑ کے نکل آئے بدمعاشوں بازاریوں اور اوباشوں نے لوٹ مار شروع کر دی غریبوں اور بے کسوں پر ٹوٹ پڑے زہیر بن مسیّب ضبی نے ایک طرف اپنا مورچہ قائم کیا خندقیں کھدوائیں اور منجنیقیں نصب کیں ہرثمہ نے دوسری طرف

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر سادہ جگہ ہے میں نے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۸ جلد ششم مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی اہتمام وانتظام کیا۔ عبیداللہ بن وضاح نے شماسیہ میں اور طاہر نے باب انبار میں اپنا مورچہ قائم کر کے محاصرہ کر لیا امین کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ باوجود وسیع ہونے کے اس پر اس کا محل سرا تنگ ہو گیا۔ رسد وغلہ کے بند ہو جانے سے مصیبت پر مصیبت طاری ہو گئی۔ مجبوراً توشہ خانہ کے مال واسباب اور خزانوں کے سامان وظروف نقرئی وطلائی کو فروخت کر کے لشکریوں کو دینے لگا اور اپنے ہمراہیوں کو طاہر کے لشکر پر آتش بازی کرنے اور گرم تیل پھینکنے کا حکم دیا جس سے ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آ گیا۔ سعید بن مالک بن قادم امان حاصل کر کے طاہر کے پاس چلا آیا۔ طاہر نے اس کو بازاروں اور دریائے دجلہ کا والی مقرر کر کے ان مقامات اور سرحدوں میں خندقوں کے کھودنے اور دمدموں کے باندھنے کا حکم دیا جن پر اس جنگ میں قبضہ ہو جائے اور اس مہم کی انجام دہی کی غرض سے بہت سا اسباب وسامان دیا اور ایک دستہ فوج کا اس کے ہمراہ کر دیا۔

قصرِ صالح کی حوالگی: امین کی طرف سے قصر صالح اور قصر سلیمان بن منصور میں جو کنارہ دجلہ پر تھے چند سپہ سالار متعین تھے۔ ان لوگوں نے اپنے محاصر کے دمدموں اور مورچوں کے توڑنے میں آتش بازی سے کام لیا اور منجنیقوں سے بے حد سنگ باری کی جس کا جواب ترکی بہ ترکی طاہر کا لشکر بھی دے رہا تھا اس وجہ سے بغداد کا اکثر حصہ خراب ہو گیا مگر جس حصہ پر طاہر کا قبضہ ہو جاتا تھا حتی الامکان اس میں خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیتا تھا اور جو شخص اس فعل میں مزاحمت کرتا تھا اس سے لڑتا تھا اس جنگ کے اثناء میں خلیفہ امین نے اُن رؤساء بنی ہاشم اور سردارانِ لشکر کے مال واسباب کو ضبط کر لیا جو کھلے میدانِ طاہر کے مقابلہ پر نہ آئے تھے اس سے بغداد کی ریز رو فوج میں بے دلی پیدا ہو گئی اور میدانِ جنگ میں جو فوج لڑ رہی تھی وہ روزانہ کی جنگ سے تھک کر بیٹھ گئی سوائے بازاریوں اور رنگروٹوں کے اور کوئی کار آموزہ شخص میدانِ جنگ میں امین کی طرف سے لڑتا نظر نہ آتا تھا اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں نے شہر کا میدان خالی دیکھ کر لوٹ مار شروع کر دی۔ ابھی جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ امین کے اس سپہ سالار نے طاہر کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی جو قصر صالح کے مورچہ پر مامور تھا۔ طاہر نے اس کو امان دے دی اس نے جمادی الثانی ۱۹۷ھ میں قصر صالح کے مورچہ کو طاہر کے حوالہ کر دیا اس کے بعد محمد بن عیسیٰ (امین کے افسر اعلیٰ پولیس) نے بھی طاہر سے خط وکتابت کر کے امان حاصل کر لی بازاریوں اور رضا کار (والنثیر نے) جمع ہو کر قصر صالح میں طاہر سے دوبارہ مقابلہ کیا مگر اس طفلانہ حرکت سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آ گیا۔

امینی لشکر کو شکست: طاہر نے قصر صالح پر قبضہ کرنے کے بعد امین کے سپہ سالاروں سے خط وکتابت شروع کی اور بشرطِ بیعت امان دینے کا وعدہ کیا ان لوگوں نے بہ کمالِ خوشی منظور کر لیا سب سے پہلے کل بنو قحطبہ نے اس کے بعد یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی عباس طائی وغیرہ نے بیعت کی اس سے امین کے کاموں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ گھبرا گیا جنگ کے تمام کاموں کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور حسن ہرش کے سپرد کر دیا ان لوگوں کے ساتھ غوغائیوں اور کرائے کے سپاہیوں کا ایک جم غفیر تھا اور وہی معرکہ جنگ کے سیاہ وسفید کرنے کے مختار تھے امراء ورؤسا بغداد شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے چاروں طرف ایک ہو کا عالم تھا۔ طاہر نے قصر صالح پر قابض ہو کر بغداد کی شہر پناہ کے توڑے جانے کا حکم دیا اور رسد کی درآمد بند کر دی۔ کشتیوں کو براہِ فرات بغداد میں جانے سے روک دیا جس سے غلہ بے حد گراں ہو گیا طول حصار، غلہ کی کمیابی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس پر روزانہ جنگ ایک قیامت خیز مصیبت تھی جس کا برداشت کرنا انسانی قوت سے باہر تھا مگر بایں ہمہ نہایت استقلال کے ساتھ اہلِ بغداد لڑ رہے تھے عبداللہ بن وضاح کو اس نو آزمودہ فوج نے شکست دے کر شماسیہ پر قبضہ کر لیا ہرثمہ یہ خبر پا کر اس کی اعانت کو آیا تو اس نے بھی منہ کی کھائی شکست کھا کر بھاگا گرفتار کر لیا گیا۔ بہ ہزار خرابی اس کے ہمراہیوں نے اپنی حکمت عملی سے رہا کرایا طاہر نے جنگ کا نقشہ بدلتا ہوا دیکھ کر شماسیہ میں ایک پل بنوا کر عبور کیا اور کمالِ مردانگی سے امین کے لشکر پر پہنچ کر اس شدت کا حملہ کیا کہ امین کے لشکر کو شکست ہوئی وہ مجبوراً پیچھے کو ہٹا عبداللہ بن وضاح پھر اپنے مورچہ پر بدستور سابق قابض ہو گیا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آ گیا خلیفہ امین کے مکانات شاہی جو خیزرانیہ میں تھے جلا دیئے گئے جس کی تیاری میں بیس لاکھ درہم صرف ہوئے تھے۔

عبداللہ بن خازم کا فرار: خلیفہ امین کو اپنے قتل کا یقین اور اپنی ناکامی کا وثوق ہو گیا۔ عبداللہ بن خازم بن خزیمہ امین کے خوف سے مدائن بھاگ گیا کیونکہ امین اس کی طرف سے مشتبہ ہو گیا تھا اور اس کی ایذا رسانی پر بازاریوں اور کمینوں کو مامور کر دیا تھا بعض کا یہ بیان ہے کہ طاہر نے اس سے خط و کتابت کی تھی اور بہ بصورت سرکشی مال و اسباب کے ضبط کر لینے کی دھمکی دی تھی اس وجہ سے اس نے خلیفہ امین کی رفاقت ترک کر دی تھی۔ اس کے بعد ہرش نے مع اپنے ہمراہیوں کے بغداد سے نکل کر جزیرہ عباس (مضافات بغداد) کی طرف کوچ کیا طاہر کے لشکریوں نے چھیڑ چھاڑ کی لڑائی ہوئی ایک گروہ کثیر دریا میں ڈوب کر مر گیا باقی ماندہ تیغ اجل کی نذر ہو گئے ان واقعات سے خلیفہ امین کو سخت صدمہ پہنچا اس کے تمام کاموں میں ضعف آ گیا۔ اس اثناء میں مؤتمن بن رشید اپنے بھائی مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مامون نے جرجان کی گورنری پر بھیج دیا۔

بغداد پر قبضہ: طاہر نے خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن موسیٰ بن ماہان کو کہہ سن کر امین کے معزول کرنے پر تیار کر لیا۔ چنانچہ ان دونوں نے آخر محرم ۱۹۸ھ کو دجلہ کے پل کو عبور کیا اور امین کی معزولی کا اعلان کر دیا اور ہرثمہ کو جوان کے مقابلہ پر تھا بلا بھیجا ہرثمہ نے بلا مزاحمت و مخاصمت مہدی کی لشکر گاہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اگلے دن طاہر شہر اور کرخ کی طرف بڑھا اہلِ شہر و کرخ نے مزاحمت کی لڑائی لڑی طاہر نے ان کو شکست دے کر قبضہ کر لیا اور امان کی منادی کرا دی اور لشکریوں کو بازار کرخ اور قصر وضاح میں ٹھہرا کر مدینۃ المنصور قصرِ زبیدہ اور قصر خلد کا دروازہ پل سے بصرہ کے دروازہ تک اور شط صراۃ سے دجلہ کے اس کنارہ تک جہاں پر دجلہ میں یہ نہر گرتی تھی اپنے لشکر کو پھیلا دیا اور موقع موقع سے منجنیقوں کو نصب کرا کے سنگ باری کا حکم دے دیا۔ خلیفہ امین مع اپنی ماں اور لڑکیوں کے شہر مدینۃ المنصور میں پناہ گزیں رہا اور نہایت استقلال و صبر سے حصار کی سختیوں کو برداشت کرنے لگا اس کے ارکینِ سلطنت میں سے صرف حاتم بن صقر اور حریشی اس کے ساتھ رہ گئے اور باقی کیا لشکری اور کیا لونڈی غلام اس سے علیحدہ ہو گئے کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ تھا محمد بن حاتم بن صقر اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی نے امین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "اس گئی گزری حالت میں بھی اس وقت سات ہزار سوار امیر المؤمنین کے حکم کے منتظر ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسی قدر امراء و روساء اراکین دولت کے لڑکوں کو منتخب کر کے ان کا افسر مقرر کریں اور کسی دروازہ سے بہ حالتِ غفلت نکل کر جزیرہ و شام کی طرف چلے جائیں اور ایک جدید سلطنت کی بنا ڈالیں عجب نہیں کہ اس سے عوام الناس کا میلانِ طبع آپ کی جانب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کوئی بات پیدا کر دے"۔ خلیفہ امین نے اس رائے کو پسند کیا اور بغداد سے جزیرہ و شام کی طرف چلے جانے کا قصد مصمم کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امین کی امان طلبی: طاہر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے سلیمان بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو خط لکھا دھمکی دی کہ اگر تم لوگ امین کو اس قصد سے باز نہ رکھو گے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ زرگری شروع کر دی اور یہ کہنے لگے کہ امیر المؤمنین کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ خود کو ابنِ اغلب اور ابنِ صقر کے قبضہ میں دے دیں۔ یہ لوگ خائن اور غیر معتبر ہیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہرثمہ بن اعین سے امان طلب کیجئے اور اس کے پاس چلے چلئے ابنِ صقر اس رائے سے مخالفت کر کے بولا ''اگر امیر المؤمنین امان ہی طلب فرما رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ طاہر سے امان طلب کیجئے اور اس کے پاس جائیے''۔ امین نے اس سے انکار کیا اور طاہر کے پاس جانے اور امان طلب کرنے کو شگون بد تصور کر کے ہرثمہ کے پاس امان کا پیام بھیجا۔ ہرثمہ نے اس درخواست کو منظور کر کے کہلا بھیجا کہ ''میں باستثناء آپ کے اور لوگوں سے لڑوں گا اور اگر وہ بھی امان کے خواست گار ہوں گے تو ان کو بھی میں امان دے دوں گا''۔

امین کے محل سرا کا محاصرہ: طاہر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس کو یہ امر شاق گزرا کہ فتح یابی کا تاج ہرثمہ کے سر پر رکھا جائے اور خلیفہ امین امان حاصل کر کے ہرثمہ کے پاس آئے۔ ہرثمہ نے طاہر کے ظاہری طور و طریقہ سے اس خیال کو تاڑ کر اپنے ہمراہیوں کو خزیمہ بن خازم کے خیمہ میں جمع کر کے یہ رائے ظاہر کی کہ طاہر سے موجودہ حالات میں شکر رنجی پیدا کرنا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ طاہر سے اس معاملہ کی صفائی کر لینا چاہئے۔ چنانچہ ہرثمہ مع اپنے ہمراہیوں اور سلیمان، سندی اور ابنِ نہیک وغیرہ کے طاہر کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ امین بذاتہ سوائے ہرثمہ اور کسی کے پاس نہ جائے گا مگر ہاں خاتم خلافت، عصا اور چادر جو حقیقت شعاء خلافت میں سے ہیں آپ کے حوالہ کر دے گا۔ طاہر اس امر پر راضی ہو گیا جوں ہی یہ لوگ طاہر سے رخصت ہوئے ہرش پہنچا اور طاہر کے کان میں یہ پھونک دیا کہ یہ لوگ آپ سے وعدہ کر گئے ہیں خلیفہ امین اپنے ہمراہ خاتم خلافت، عصا اور چادر ہرثمہ کے پاس لے جائے گا۔ طاہر یہ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اسی وقت چند لوگوں کا امین کے محل سرا کے محاصرہ پر متعین کر دیا۔

امین کا فرار: پچیسویں محرم ۱۹۸ھ کو ہرثمہ نے امین کے پاس کہلا بھیجا کہ آج کی شب اور صبر فرمائیے کیونکہ آج صبح کنارہ دریا پر کچھ ایسی باتیں مجھے نظر آئی ہیں جن سے مجھے خطرہ پیدا ہوتا ہے امین نے جواب دیا ''میرے جس قدر احباب اور ہوا خواہ تھے وہ سب کے سب مجھ سے جدا گئے ہیں میں یہاں اب ایک ساعت بھی قیام نہیں کر سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ طاہر کو اطلاع ہو جائے اور وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالے''۔ اس کے بعد امین نے اپنے دونوں لڑکوں کو گلے لگایا، پیار کیا اور ان دونوں سے رخصت ہو کر روتا ہوا دریا کے کنارے پر آیا۔ ہرثمہ ایک حراقہ[1] پر سوار ہو گیا ہرثمہ نے اس کے ہاتھ و پاؤں کے بوسے دیئے اور حراقہ کے کپتان کو یہ حکم دیا کہ جو شخص مزاحمت کرے اس پر بے تامل آتش بازی کرنا۔ جوں ہی حراقہ آگے بڑھا طاہر کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ سامنے آ گیا۔ حراقہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی اور اس شدت سے تیر باری کی کہ حراقہ کو

---

[1] حراقہ اس جنگی کشتی کو کہتے ہیں جس میں آتش بازی کے مقامات ہوتے ہیں جس کے ذریعے سے دشمنوں پر دریا میں آگ برسائی جاتی ہے۔ اقرب الموارد صفحہ ۱۸۳ جلد اول۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیکار کر دیا۔ غوطہ زنوں نے حراقہ میں سوراخ کر دیا۔ تھوڑی دیر میں حراقہ پانی سے لبریز ہو کر ڈوب گیا۔

امین کا قتل: احمد بن سالم ناظم فوج داری کہتا ہے کہ حراقہ کے ڈوبنے پر امین' ہرثمہ اور میں دریا میں گر پڑے ملاح نے ہرثمہ کے بال پکڑ کر نکال لیا اور سطح آب پر گرتے ہی امین کے کپڑے پھٹ گئے اور میں تیر کر کنارہ پر پہنچا لوگوں نے گرفتار کر لیا طاہر کے پاس لے گئے اس نے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنا نام ونسب بتلایا پھر امین کا حال پوچھا میں نے جواب دیا کہ'' وہ گرتے ہی ڈوب گیا تھا'' اس کے بعد طاہر کے حکم سے مجھے ایک مکان میں قید کر دیا گیا قید کی مصیبت مجھ شامت زدہ کے لئے کچھ کم نہ تھی کہ دفعتہً یہ سننے میں آیا کہ طاہر نے میرے قتل کا حکم صادر کر دیا ہے اس خبر کو سنتے ہی میرے ہوش وحواس جاتے رہے۔ مجبوراً جو کچھ میرے قبضہ میں مال واسباب تھا اس کو میں نے دے کر اپنی جان بچائی مگر قید سے رہائی نہ پائی۔ تھوڑی رات گزری ہوگی کہ ان لوگوں نے یکایک دروازہ کھولا اور امین کو اندر کر کے پھر دروازہ بند کر لیا اس وقت امین صرف ایک پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ سر پر عمامہ اور شانوں پر ایک بوسیدہ کپڑا تھا میں انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر رونے لگا۔ امین نے مجھے پہچان کر کہا'' تم مجھے اپنے گلے لگا لو میری طبیعت سخت متوحش ہو رہی ہے''۔ میں نے امین کے کہنے کے مطابق اس کو گلے سے لگا لیا اس وقت اس کے قلب کی عجیب حرکت تھی معلوم ہوتا تھا کہ فرط خوف سے سمٹا جاتا ہے تھوڑی دیر بعد جب اس کے ذرا ہوش درست ہوئے تو مجھ سے مامون کا حال دریافت کیا میں نے عرض کیا'' وہ ابھی زندہ ہے''۔ امین نے کہا اللہ تعالیٰ اس کے وکیل سے سمجھے' وہ مجھ سے کہتا تھا کہ مامون مر گیا۔ غالباً اس سے اس کا مقصود یہ تھا کہ میں اس کی جنگ سے غافل ہو جاؤں''۔ میں نے کہا'' بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے وزیروں سے سمجھے کہ انہوں نے آپ کو دھوکا دیا''۔ امین نے سرد آہ بھر کر کہا'' کیوں بھائی کیا وہ لوگ وعدہ امان پورا نہ کریں گے؟''

میں نے کہا'' ہاں حضور ان شاء اللہ تعالیٰ''۔

ہم لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ محمد بن حمید طاہری آ پہنچا دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ امین کو پہچان کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد تقریباً نصف شب ایک گروہ عجمیوں کو چمکتی ہوئی برہنہ تلواریں لئے ہوئے آیا۔ امین ان لوگوں کو دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا ان میں سے ایک نے لپک کر امین کو پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور ذبح کر کے سر اتار لیا اور طاہر کے روبرو لے جا کر رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لاش کو بھی اٹھا کر لے گئے۔ طاہر نے امین کا سر شارع عام پر آویزاں کرا دیا۔ جب اکثر آدمیوں نے دیکھ لیا تو اپنے ابن عم محمد بن حسن بن مصعب کی معرفت فتح کا اعلان نامہ مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور اسی کے ساتھ امین کا سر' خاتم خلافت' عصا اور چادر بھی بھیج دی۔ مامون نے ان سب کو دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۸

عبداللہ ابو جعفر المامون ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

طاہر نے امین کے قتل ہونے کے بعد امان کی منادی کرادی اور جمعہ کے دن شہر بغداد میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑتا ہوا جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور امین کی برائیاں بیان کیں۔ شاہی محل سراؤں کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا اور زبیدہ مادر امین اور امین کے دونوں لڑکوں موسیٰ و عبداللہ کو بالائی زاب کے شہروں کی طرف شہر بدر کر کے بھیج دیا۔ چند دنوں کے بعد موسیٰ و عبداللہ کو مامون کے پاس بھیج دیا۔

بغداد میں شورش: امین کے قتل ہو جانے پر بغداد میں لشکر اور نیز طاہر کی فوج کو اپنے کیے ہوئے پر پشیمانی ہوئی۔ مگر اس ندامت سے کیا حاصل تھا۔ طاہر سے روزینہ طلب کیا۔ وہاں کیا تھا حیلہ وحوالہ سے ٹال دیا۔ لشکریوں میں سرگوشی ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اشتعال اس قدر بڑھا کہ امین کے قتل کے پانچویں روز لشکریوں نے بلوہ کر دیا۔ طاہر مع اپنے ایک گروہ سپہ سالاروں کے عقرقوبا بھاگ گیا اور وہاں سے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر مرتب کر کے بغداد کی طرف لوٹا۔ بلوائیوں نے معذرت کی اور بغاوت کا سارا الزام پولیس والوں اور بازاریوں کے سر منڈھ دیا۔ طاہر نے ان کی خطائیں اس شرط سے کہ وہ حسب دستور سابق مطیع وفرماں بردار ہو جائیں معاف کر دیں اور چار مہینے کا روزینہ تقسیم کر دیا۔ رؤسا ومشائخ بغداد نے اہل بغداد کی صفائی دیں اور بے خطا ہونے کی قسمیں کھائیں۔ تب طاہر کا غصہ فرو ہوا اور لڑائی کا بازار ٹھنڈا ہو گیا۔ مشرق سے مغرب تک کل صوبجات اور ممالک میں مامون کی حکومت کا سکّہ چل گیا۔

حسن ہرثی کی بغاوت: اسی ۱۹۸ھ میں حسن ہرثی نے علم بغاوت بلند کیا۔ ایک گروہ بازاریوں کا اس کے ساتھ ہو گیا اور بہت سے بدویوں نے اس کی اتباع کی حسن ہرثی یہ کہتا ہوا کہ ''لوگو! آل محمدؐ کی اطاعت کرو اور انہیں کی حمایت کرو''۔ نیل کی طرف آیا رعایا سے جبر اًخراج وصول کیا اور جس نے ذرا سی مخالفت کی اس کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مامون نے بغداد کے فتح ہونے کے بعد حسن بن سہل برادر فضل بن سہل کو طاہر کی مفتوحات جبل' عراق' فارس' اہواز' حجاز اور یمن کی سند گورنری مرحمت کی پس حسن نے ۱۹۹ھ میں اپنے صوبجات میں پہنچ کر اپنی طرف سے اپنے عمال کو پھیلا دیا اور طاہر کو جزیرہ' موصل' شام اور مغرب کا گورنر مقرر کر کے نصر بن شبث کی جنگ پر جانے کا حکم دیا اور ہرثمہ کو خراسان کی جانب روانہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصر کی بغاوت: نصر بن شبث، بنوعقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر سے مقام کیسوم شمالی حلب میں رہتا تھا۔ اس کو ابتداء ہی سے امین کی طرف میلان تھا۔ چنانچہ امین کے قتل ہونے کے بعد امین کی بیعت کے ایفاء کا اظہار کیا اور اپنے گردونواح کے شہروں پر قبضہ کر کے سیمساط پر بھی متصرف ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب کے بادیہ نشینوں کا ایک گروہ عظیم اس کے پاس جمع ہو گیا۔ سامان جنگ درست کر کے فرات کی جانب شرق عراق کی طرف عبور کیا اور حران پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں طالبین کے ہواخواہوں میں سے چند لوگوں نے نصر سے مل کر آل علی میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی درخواست کی کیونکہ آئے دن بنوعباس اور ان کے عمال طرح طرح کے ظلم وستم کر رہے تھے۔ نصر نے جواب دیا ''میں سیاہ جھنڈے والوں کی اولاد کی بیعت نہ کروں گا اور نہ وہ کہے گا کہ میری ذات سے نصر سربرآوردہ ہوا ہے''۔ حاضرین بولے ''اچھا بنوامیہ میں سے کسی کی بیعت کر لیجئے''۔ جواب دیا ''یہ لوگ پامال ہو گئے ہیں اور پامال گروہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر مجھے کوئی پامال شخص سلام بھی کرے تو مجھے یہ اندیشہ ہو گا کہ اس کی پامالی سے مجھے کچھ نقصان نہ پہنچے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا میلان بنوعباس کی طرف ہے۔ مگر ان سے میں اس وجہ سے مخالفت کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے عجم پر عرب کو مقدم کر دیا ہے''۔ اس کے بعد طاہر نے اس کے مقابلہ پر پہنچ کر رقہ میں قیام کیا اور اس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ تم امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو اور باغیانہ خیال چھوڑ کر مطیع بن جاؤ۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس اثناء میں طاہر کو اپنے باپ حسین بن زریق بن مصعب کی خراسان میں انتقال کرنے کی خبر پہنچی اور یہ کہ خلیفہ مامون جنازہ پر آئے تھے اور فضل نے قبر میں اتارا تھا اس کے بعد ہی خلیفہ مامون کا نامہ تعزیت صادر ہوا۔

یمامہ ونزاریہ میں لڑائی: امین کے قتل کے بعد موصل میں مابین یمامہ ونزاریہ یہ لڑائی ہو گئی اس وجہ سے کہ علی بن حسن ہمدانی جو موصل پر متصرف تھا۔ اس نے نزاریہ پر جبر وستم شروع کر دیا تھا۔ جس وقت عثمان بن نعیم برجمی دیار مصر میں وارد ہوا۔ نزاریہ کے اعزہ واقارب اور ان کے سرداروں سے اس واقعہ کو بیان کر کے غیرت دلائی اور نزاریہ کی حمایت پر ابھارا چنانچہ بیس ہزار آدمی مصر سے عثمان کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوئے۔ علی بن حسن کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان لوگوں کو واپس چلے جانے کے لئے کہا مگر عثمان نے کچھ سماعت نہ کی مجبوراً علی بن حسن نے بھی چار ہزار فوج مرتب کر کے میدانِ جنگ کا راستہ لیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئی بالآخر نزاریہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ہزارہا آدمی کام آئے اور علی اپنے دارالحکومت میں واپس آیا۔

ابوالرایا کی بغاوت: جس وقت خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو کل مفتوحات طاہر کا گورنر مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ کیا لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ فضل بن سہل نے خلیفہ مامون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ مامون کوئی کام فضل کی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا۔ کل خاندان خلافت اراکین سلطنت اور سپہ سالارانِ لشکر کو اس نے دبا لیا ہے۔ بنوہاشم اور امراء شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اور حسن بن سہل کی شکایتیں کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ایک فتنہ برپا ہو گیا۔

ابوالسرایا سری بن منصور نے جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بنوشیبان اولاد ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود میں سے تھا۔ بنوتمیم کے ایک شخص کو جزیرہ میں قتل کر ڈالا۔ والیٔ جزیرہ نے بدلہ لینے کی غرض سے ابوالسرایا کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ابوالسرایا کو اس کی خبر لگ گئی۔ وہ فرات کو عبور کر کے شرقی جانب فرات چلا آیا اور رہزنی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد تیس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواروں کی جمعیت کے ساتھ یزید بن مزید کے پاس آرمینیہ چلا گیا۔ یزید بن مزید نے اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری دے دی۔ چنانچہ یزید بن مزید کے ہمراہی حزیمہ سے معرکہ آرا ہوا اور ان میں سے کثیر التعداد آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ ازاں جملہ ابوشوک (ان کا غلام) تھا اور جب یزید بن مزید مر گیا تو اس کے لڑکے اسد کے ساتھ رہنے لگے اور جب اسد کو حکومتِ آرمینیہ سے معزول کر دیا گیا تو وہ احمد بن یزید کے پاس چلا گیا اس اثناء میں امین و مامون میں ان بن ہو گئی۔ امین نے احمد بن مزید کو جنگ ہرثمہ پر مامور کیا۔ اس وقت احمد بن مزید نے ابوالسرایا کو اپنے لشکر کے ہراول دستے کا سردار مقرر کیا۔ ہرثمہ نے اس سے سازش کرنے کی کوشش کی اور اس سے سازش کر کے اس کے پاس چلا گیا بنو شیبان یہ خبر پا کر جزیرہ سے جوق در جوق آنے لگے۔ چند دنوں میں دو ہزار شیبانی جمع ہو گئے۔ اس نے ہرثمہ سے کہہ سن کر ان لوگوں کے بڑے بڑے وظائف اور روز ینے مقرر کرائے۔ چنانچہ جب امین مار ڈالا گیا تو ہرثمہ نے ان کے وظائف دینے سے انکار کر دیا۔ ابوالسرایا جل بھن کر خاک ہو گیا حج کی اجازت چاہی ہرثمہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے بیس ہزار درہم سفر خرچ مرحمت کیا۔

عین التمر پر حملہ: ابوالسرایا نے اس کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور بہ وقت روانگی یہ ہدایت کر دی کہ تم لوگ ایک ایک دو دو کر کے میرے بعد ہی میرے پاس چلے آنا ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ تقریباً دو سو آدمی جمع ہو گئے ابوالسرایا نے ان لوگوں کو مرتب کر کے عین التمر پر حملہ کر دیا اور اس کے عامل کو گرفتار کر کے عین التمر کو لوٹ لیا مال غنیمت جو کچھ ہاتھ آیا اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد اتفاقاً ایک دوسرے عامل سے ملاقات ہو گئی جو بہت سا مال و اسباب تین خچروں پر لادے ہوئے لئے جا رہا تھا ابوالسرایا نے اس کو بھی لوٹ کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

اس عرصہ میں ہرثمہ کا لشکر آ پہنچا جس کو اس نے اس کی سرکوبی پر مامور کیا تھا ابوالسرایا اس لشکر کو شکست دے کر بیابان میں گھس گیا۔ بعدازاں اس کے بقیہ ہمراہی بھی اس سے آ ملے جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ دقوقہ کی طرف قدم بڑھائے ابوضرغانہ نے سات سو سواریوں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر قصر میں جا چھپا ابوالسرایا نے ان کا بھی مال و اسباب لے کر انبار کا قصد کر دیا۔ انبار میں ابراہیم شروی (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) مامور تھا ابوالسرایا نے اس کو بھی قتل کر کے انبار کو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر کے چل کھڑا ہوا کچھ دور جا کر پھر انبار کی جانب واپس آیا۔

ابن طباطبا کا ظہور: بعدازاں بہ قصد رقہ خروج کیا۔ طوق بن مالک تغلبی کی طرف ہو کر گزرا اس نے قیس کے خلاف اس کی امداد کی چار مہینے تک ٹھہرا رہا ربیعہ کی جانبداری کی وجہ سے قیس سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ قیس نے طوق کی اطاعت قبول کر لی اور ابوالسرایا رقہ کی جانب چلا گیا وہاں پر محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن مثنیٰ بن حسین بن علی سے ملاقات ہو گئی۔ اس کا باپ ابراہیم طباطبا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ابوالسرایا نے ابنِ طباطبا کی بیعت کر لی۔ ابنِ طباطبا نے ابوالسرایا کو دریا کے راستے کوفہ روانہ کیا اور خود خشکی کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ ایک معین اور مقررہ وقت پر ابوالسرایا اور ابنِ طباطبا کوفہ میں داخل ہوئے ابنِ طباطبا نے اہلِ کوفہ سے آل محمدؐ کی حمایت کرنے کی بیعت لے لی اور ابوالسرایا نے قصر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کا رخ کیا اور اس کا مال و اسباب اور جواہرات لوٹ لئے یہ واقعہ پندرہویں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمادی الثانی ۱۹۹ھ کا ہے۔

ابنِ طباطبا کا انتقال: بعض کا یہ بیان ہے ابوالسرایا ہرثمہ کے منتخب آدمیوں میں سے تھا' مگر تنخواہ بند کر دینے کی وجہ سے ناراض ہو کر کوفہ چلا گیا اور ابنِ طباطبا کی بیعت کر لی اور جب کوفہ پر متصرف ہو گیا تو اطراف و جوانب کے رہنے والوں نے جوق در جوق حاضر ہو کر بیعت کی ان دنوں کوفہ کی گورنری پر حسن بن سہل کی جانب سے سلیمان بن منصور تھا حسن بن سہل نے یہ خبر پا کر زہیر بن مسیّب ضبی کو بسرافسری دس ہزار سواریوں کے کوفہ روانہ کیا ابنِ طباطبا اور ابوالسرایا نے کوفہ سے نکل کر قریہ شاہی میں مقابلہ کیا اور بکمالِ مردانگی سے لڑ کر زہیر کے لشکر کو پسپا کر دیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اگلے دن صبح کو محمد بن طباطبا کو مردہ پایا۔ ابوالسرایا نے بجائے اس کے ایک نوعمر علوی محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین کو برائے نام جانشین بنایا اور خود کل کاموں کا انصرام و انتظام کرنے لگا۔ زہیر خاتمہ جنگ کے بعد قصر ابنِ ہبیرہ میں واپس آیا اور وہیں ٹھہر گیا۔ حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد مروروذی کو بسرافسری چار ہزار فوج کے زہیر کی کمک کو روانہ کیا ابوالسرائے نے اس کو بھی نصف رجب ۱۹۹ھ میں شکست دے دی اور اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے۔ باقی جو رہے وہ قید کر دیئے گئے۔

ابوالسرایا کی فتوحات: اس واقعہ کے بعد ابوالسرایا نے کوفہ میں اپنے نام کا سکہ بنوایا اور متعدد فوجوں اور عمال کو بصرہ اور واسط کی جانب روانہ کیا۔ بصرہ کی گورنری عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد جعفری کو مکہ کی حسین بن حسن بن علی بن زید العابدین معروف بہ افطس کو (انہیں کو موسم کو امیر مقرر کیا تھا) یمن کی ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو فارس کی اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو اور اہواز کی زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو مرحمت چنانچہ عباس نے بصرہ پہنچ کر عباس بن محمد بن داؤد بن حسن مثیٰ کو مدائن کی طرف نکال باہر کیا ابوالسرایا نے اس کو یہ حکم دیا کہ بغداد پر جانب شرقی سے حملہ کر دو۔ عباس نے ایسا ہی کیا واسط میں حسن بن سہل کی جانب سے عبداللہ بن سعد حریشی تھا۔ اس نے ابوالسرایا کے سپہ سالاروں کی آمد سن کر واسط چھوڑ دیا حسن بن سہل نے اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر ہرثمہ سے جنگ ابوالسرایا پر جانے کی درخواست کی اور اس سے پہلے ہرثمہ حسن سے ناراض ہو کر خراسان چلا گیا تھا مگر بعد اصرار بسیار واپس آیا اور ایک لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔

ابوالسرایا کی پسپائی: اسی زمانہ میں حسن نے مدائن اور واسط کی حفاظت کی غرض سے علی بن ابی سعید کو مدائن کی جانب روانہ کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ ابوالسرایا کو اس کی خبر لگ گئی اس وقت یہ قصر ابنِ ہبیرہ میں تھا۔ جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے مدائن بھیج دیا جس نے ماہ رمضان میں مدائن پر قبضہ حاصل کر لیا اور خود قصر ابنِ ہبیرہ سے کوچ کر کے نہر صرصر پر آ ٹھہرا ہرثمہ بھی اپنا لشکر لئے ہوئے اس کے مقابلہ پر اترا اور علی بن ابی سعید نے شوال میں مدائن پہنچ کر ابوالسرایا کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا۔ ابوالسرایا نے اس واقعہ کو سن کر نہر صرصر سے قصر ابنِ ہبیرہ کی جانب مراجعت کی۔ ہرثمہ نے اس کی روانگی کے بعد ہی کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں ابوالسرایا کے ہمراہیوں کا گروہ مل گیا۔ ہرثمہ نے ان کو گھیر کر مار ڈالا اسکے بعد نہایت تیزی سے ابوالسرایا کو جا گھیرا۔ ہرثمہ اور ابوالسرایا سے متعدد لڑائیاں ہوئی ایک گروہ کثیر ابوالسرایا کے ہمراہیوں کا قتل کر ڈالا گیا۔ بالآخر جان بچا کر کوفہ کی جانب بھاگا۔ طالبین بنوعباس اور ان کے ہواخواہوں کے مکانات پر ٹوٹ پڑے جو کچھ پایا لوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا۔ مکانات ویران ومسمار کر کے ان لوگوں کو نکال دیا اور جو امانتیں ان کی اور لوگوں کے پاس تھیں ان کو جبراً لے لیا۔

مکہ پر قبضہ: مکہ کی گورنری پر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی تھا۔ جس وقت اس کو حسین افطس کی آمد کی خبر معلوم ہوئی ہواخواہان بنوعباس کو جمع کیا اتفاق سے ان دنوں مسرور الکبیر وہاں موجود تھا وہ ایک سو سواروں کے ساتھ حج کرنے گیا تھا۔ مسرور الکبیر نے بقصد جنگ تیاری کر دی اور داؤد کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی' داؤد نے جواب دیا ''میں حرم شریف میں قتل وخون پسند نہیں کرتا اگر وہ لوگ ایک راستہ سے مکہ میں داخل ہوں گے تو میں دوسرے راستے سے نکل جاؤں گا''۔ مسرور الکبیر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور داؤد نے مکہ سے عراق کی طرف کوچ کر دیا اس کے بعد ہی مسرور الکبیر بھی عراق کی جانب روانہ ہو گیا' اس وقت حسین افطس اس خوف سے مکہ میں جانے سے لڑائی ہو گی شرف میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ جب اس کو یہ خبر لگی کہ بنوعباس سے مکہ معظّمہ خالی ہو گیا ہے تو دس آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے مکہ معظّمہ میں داخل ہوا طواف کیا مابین صفا ومروہ سعی کی عرفہ میں ایک شب قیام کیا غرض جملہ مناسک حج ادا کئے۔

کوفہ کا محاصرہ: ہرثمہ اطراف کوفہ میں ٹھہرا ہوا کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس نے اسی اثناء میں منصور بن مہدی کو بلا بھیجا اور رؤسا کوفہ سے خط وکتابت کی اور علی بن سعید مدائن سے واسط کی طرف آیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے بصرہ کا رُخ کیا۔ انہیں واقعات پر ۱۹۹ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور ۲۰۰ھ کا سکہ تمام عالم میں چلنے لگتا ہے۔ ہرثمہ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ حصار کی شدت جب بڑھتی ہوئی نظر آئی تو ابوالسرایا آٹھ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مع محمد بن جعفر بن محمد کے کوفہ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ہرثمہ نے پندرہویں محرم ۲۰۰ھ کو کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ غسان کو (جو خراسان کی فوج میں باڈی گارڈ افسر تھا) کوفہ کی امارت دی اور ایک روز قیام کر کے لوٹ کھڑا ہوا۔

ابوالسرایا کا خاتمہ: ابوالسرایا نے کوفہ سے نکل کر قادسیہ کا قصد کیا اور پھر قادسیہ سے سوس کی جانب روانہ ہوا۔ مقام خورستان میں ایک قافلہ مل گیا جو اہواز سے بہت سا مال واسباب لئے جا رہا تھا۔ ابوالسرایا نے اس کو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا ان دنوں حسن بن علی ماموِنی اہواز کا گورنر تھا۔ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی۔ حسن بن علی نے ابوالسرایا کو شکست دے دی۔ ابوالسرایا کے ہمراہی متفرق ومنتشر ہو کر بھاگ گئے۔ حسین بن علی مع محمد اور اپنے غلام ابوالشوک کے ابوالسرایا کی قیام گاہ مقام راس عین (مضافات جلولاء) کی طرف آیا اور چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حماد کندغوش نے نہایت مردانگی سے ابوالسرایا کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر حسن بن سہل کے پاس مقام نہروان میں لا کر حاضر کیا۔ حسن بن سہل نے ابوالسرایا کو قتل کر کے اس کا سر مع محمد بن محمد کے خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور لاش کو بغداد کے پل پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد علی بن سعید بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور اس کو زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کے قبضہ سے نکال لیا اس کو زید النار کے نام سے بھی موسوم کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس نے عباسیوں اور ہواخواہانِ دولتِ عباسیہ کے مکانات بصرہ میں بکثرت جلوا دیئے تھے۔ زید نے علی بن سعید سے امان کی درخواست کی۔ علی بن سعید نے امان دے دی۔ مگر ساتھ ہی اس کے بخوف وخطر آئندہ نظر بند کر لیا۔

حجاز ویمن: اس خداداد کامیابی کے بعد علی بن سعید نے مکہ معظّمہ' مدینہ منورہ اور یمن کی طرف علویین سے جنگ کرنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے فوجیں روانہ کیں۔ مکہ معظمہ میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر تھا۔ جب اس کو ابوالسرایا کے قتل کئے جانے کی خبر پہنچی تو اس نے مکہ معظمہ پر کسی کو اپنی طرف سے مقرر کر کے یمن کی جانب کوچ کر دیا۔ یمن کی گورنری پر اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ خلیفہ مامون کی جانب سے مامور تھا۔ اس پر ابراہیم کا خوف اس قدر طاری ہوا کہ وہ یمن چھوڑ کر مکہ کی جانب بھاگ نکلا۔ پھر کیا تھا ابراہیم نے یمن پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ چونکہ اس نے یمن میں قتل وخونریزی حد سے زیادہ کی تھی اس وجہ سے یہ جزار کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد ابراہیم جزار نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو مکہ کی جانب سے لوگوں کو حج کرانے کی غرض سے روانہ کیا۔ مگر اس عقیلی کے مکہ معظمہ پہنچنے سے پیشتر ابوالحسن معتصم مع ایک جماعت سپہ سالاروں کے جس میں حمدویہ بن علی بن ماہان بھی تھا پہنچ گیا تھا اور حمدویہ کو حسن بن سہل نے یمن کی سند گورنری بھی دی تھی۔ عقیلی نے یہ خیال کر کے مجھ میں ان لوگوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے بستان ابن عامر میں قیام کر دیا۔

اتفاق سے ایک قافلہ مکہ معظمہ سے آ رہا تھا اسی قافلہ میں خانہ کعبہ کا غلاف بھی تھا۔ عقیلی نے قافلہ پر شب خون مار کر اہلِ قافلہ کے تمام مال واسباب تجارت اور نیز خانہ کعبہ کے غلاف کو لوٹ لیا۔ اہلِ قافلہ بحال پریشان کمال بے سروسامانی سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ معتصم نے جلودی کو ایک سو منتخب آدمیوں کے ساتھ عقیلی کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ جلودی راتوں رات عقیلی کے سر پر پہنچ گیا اور صبح ہوتے ہی نقارۂ جنگ بجوا دیا۔ لڑائی ہوئی عقیلی میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ بہت سے ہمراہی اس کے گرفتار کر لئے گئے جس قدر مال واسباب تجارت ان لوگوں نے قافلہ کا لوٹ لیا تھا سب کا سب اور نیز خانہ کعبہ کا غلاف مل گیا۔ معتصم نے قیدیوں کو دس دس درے لگوا کر رہا کر دیا اور حجاج کے ساتھ بہ اطمینان تمام مناسک حج ادا کئے۔

محمد جعفر کی بیعت: محمد بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن زین العابدین ملقب بہ دیباچہ عالم، زاہد اور نیک سیرت تھے۔ اپنے باپ جعفر الصادق سے حدیث کی روایت کرتے تھے اور لوگ آپ سے علم وادب سیکھنے کے لئے آتے تھے۔ چنانچہ جب حسین افطس نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اتار کر دوسرا غلاف چڑھایا جس کو ابوالسرایا نے کوفہ سے روانہ کیا تھا اور بنو عباس کی امانتوں کے پیچھے پڑ گئے تھے اور لوگوں کے مال واسباب کو جبراً چھیننے لگے، تب اکثر اہلِ مکہ جان ومال کے خوف سے مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس کے ہمراہیوں نے حرم شریف کی جالیوں کو توڑ ڈالا خود افطس نے بھی کعبہ شریف کے ستونوں پر جس قدر سونا چڑھا ہوا تھا اس کو اتار لیا اور جس قدر نقد وجنس خانہ کعبہ کے خزانہ میں تھا نکال کر اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے اہلِ مکہ کے دلوں پر بہت برا اثر پڑا۔ اسی اثناء میں ابوالسرایا کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ اہلِ مکہ آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں۔ اس وقت حسین افطس کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا اور گھبرایا ہوا محمد بن جعفر الصادق کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی ''یہ موقع مناسب ہے لوگوں کو قلوب آپ کی طرف مائل ہیں۔ آیئے میں آپ کی بیعت کئے لیتا ہوں کوئی شخص آپ کی مخالفت نہ کرے گا''۔ محمد بن جعفر الصادق نے اس درخواست کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر یہ اور ان کا لڑکا علی برابر اسی امر پر اصرار کرتا رہا۔ بالآخر محمد بن جعفر الصادق ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گئے اور طوعاً وکرہاً بیعت خلافت لینے پر آمادہ ہوئے۔ لوگوں نے ان کی خلافت کی بیعت کی اور امیر المومنین کے لقب سے پکارنے لگے۔

ابنِ افطس کی بداعمالیاں: کچھ عرصہ بعد آپ کے لڑکے علی اور ابنِ افطس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور طرح طرح کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بداعمالیاں کرنے لگے۔ زنا‘ اغلام اور سر بازار عورتوں کو بے عزت کرنا شروع کر دیا۔ حسین عورتوں کو اپنی عصمت بچانا دشوار ہو گیا۔ جہاں کوئی خوبصورت عورت یا لونڈا نظر آ جاتا یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے اور اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کی غرض سے جبراً پکڑ لے جاتے تھے۔ لوگوں نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر ایک جلسہ کیا اور محمد بن جعفر الصادق کے معزول کرنے اور قاضی مکہ کے لڑکے[1] کو واپس لینے پر متفق ہو گئے۔ قاضی مکہ کا لڑکا محمد بن جعفر الصادق کے بیٹے علی کے مکان میں مقید تھا۔ چنانچہ جب اہلِ مکہ نے محمد بن جعفر الصادق کے مکان کو شور و غل مچائے ہوئے جا کر گھیر لیا تو آپ ان لوگوں سے امان حاصل کر کے اپنے بیٹے کے مکان پر گئے اور اس لڑکے کو اپنے بیٹے سے لے کر ان لوگوں کے حوالہ کر دیا۔

عباسیوں کی فتح: اس واقعہ کے چند دنوں بعد اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ایک لشکر لئے ہوئے یمن سے آ پہنچا۔ طالبیوں نے جمع ہو کر مکہ معظمہ کے ارد گرد خندقیں کھودیں۔ اطراف و جوانب کے بدویوں کو یکجا کر کے مقابلہ پر آئے۔ اسحاق نے بھی صف آرائی کی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر جنگ سے دست کش ہو کر عراق کی جانب کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں اس لشکر سے ملاقات ہو گئی جس کو ہرثمہ نے جلودی اور رجاء بن جمیل کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا تھا (یہ حسین بن سہل کا چچازاد بھائی تھا) چنانچہ اسحاق ان لوگوں کے ہمراہ پھر مکہ معظمہ واپس آیا۔ طالبیوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ چونکہ عباسیوں کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا طالبیوں کو شکست ہوئی۔ محمد بن جعفر الصادق نے امان کی درخواست پیش کی امان دے دی گئی۔ عباسیوں نے مکہ معظمہ پر کامیابی سے قبضہ کر لیا اور محمد بن جعفر الصادق مکہ معظمہ سے جحفہ کی جانب اور پھر جحفہ سے بلادِ جہینہ چلے گئے۔ بلاد جہینہ میں پہنچ کر اطمینان کے ساتھ پھر لشکر مرتب کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ جب خاطر خواہ لشکر جمع و مرتب ہو گیا تو ہارون بن مسیّب والیٔ مدینہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر الامر محمد بن جعفر الصادق کو شکستِ فاش ہوئی شکست کھا کر اپنی قیام گاہ پر واپس آئے انہیں واقعات میں ایک آنکھ جاتی رہی۔ ایک گروہ کثیر ان کے ہمراہیوں کا کام آ گیا۔

محمد بن جعفر الصادق کی دست برداری: اگلے سال موسم حج میں جلودی اور رجاء بن جمیل سے امان حاصل کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور ان امور و افعال کی جو اس سے پیشتر آپ سے سرزد ہوئے تھے یہ معذرت کی کہ ’’چونکہ مجھے یہ خبر ملی تھی کہ مامون کا انتقال ہو گیا ہے اور اس وقت تمام عالم میں فتنہ و فساد پھیلا ہوا ہے اس وجہ سے میں نے لوگوں سے بیعت لے لی تھی اور اس بیعت کا ایفا کر رہا تھا۔ بعد ازاں اب مجھے یہ خبر پہنچی کہ مامون زندہ ہے۔ لہٰذا میں خود کو معزول کر کے تم لوگوں کو اپنی بیعت سے سبکدوش کرتا ہوں‘‘۔ اس قدر معذرت کر کے منبر سے اُتر آئے اور بعد ادائے حج ۲۰۱ھ میں عراق چلے گئے۔ حسن بن سہل نے خلیفہ مامون کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ اس یہ زمانہ سے خلیفہ مامون کی خدمت میں رہے۔ تا آنکہ جب خلیفہ مامون عراق کو روانہ ہوا تو انہوں نے اثناء راہ مقام جرجان میں پہنچ کر وفات پائی۔

ہرثمہ کی روانگی: جس وقت ہرثمہ مہم ابوالسرایا سے فارغ واپس ہوا اس وقت حسن بن سہل مدائن میں تھا اس سے بغیر ملے ہوئے براہ عقرقوبا نہروان کی جانب بہ قصد خراسان روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں خلیفہ مامون کا فرمان مشعر بایں مضمون صادر ہوا

[1] لڑکے کا نام اسحاق اور قاضی مکہ کا نام محمد تھا۔ اسحاق ایک نوعمر حسین لڑکا تھا۔ ایک روز بازار مکہ میں جا رہا تھا۔ اتفاق سے علی بن محمد بن جعفر الصادق کی نظر پڑ گئی۔ دیکھتے ہی رال ٹپک پڑی۔ جھٹ پٹ اپنے دو چار ہم خیالوں کو بلا کر اسحاق کو پکڑ لیا اور اپنا منہ کالا کرنے کو اپنے مکان میں پابدست دگرے دست بدست دگرے اٹھا لے گیا۔ نعوذ باللہ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ''تم بجائے خراسان آنے کے شام وحجاز کی طرف واپس جاؤ'' مگر ہرثمہ اس پر ملتفت نہ ہوا۔ خلیفہ مامون سے ملنے کے شوق میں اور نیز اس خیال سے کہ میرے آباؤ اجداد ہمیشہ دولت عباسیہ کے ہوا خواہ تھے اور میں بھی اب اور اس سے پیشتر برابر بہی خواہ دولت عباسیہ رہا ہوں خراسان جانے کا ارادہ ترک نہ کیا اور فضل بن سہل کے ان حالات سے خلیفہ کو مطلع کرنے کی غرض سے کہ وہ خلافت پناہی سے ملکی حالات چھپاتا ہے اور لوگوں کو ہر طرح سے مجبور اور ان پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتا ہے۔ خراسان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہرثمہ کے خلاف شکایت: اتفاق یہ کہ ہرثمہ کے ان خیالات سے فضل بن سہل مطلع ہو گیا۔ موقع پا کر خلیفہ مامون سے کہہ دیا کہ ابوالسرایا کا فتنہ درحقیقت اسی کا اُٹھایا ہوا تھا۔ اس کی جسارت اور عدولِ حکمی کی کوئی انتہا نہیں رہ گئی خلافت پناہی کے قانون کی تعمیل اس نے مطلق نہیں کی۔ جان پناہ نے تو شام وحجاز کی طرف واپس جانے کا حکم صادر فرمایا تھا مگر ہرثمہ خراسان چلا آ رہا ہے۔ اس معاملہ میں اگر چشم پوشی کی جائے گی تو اوروں کو عدول حکمی اور خلاف ورزی کی جرأت پیدا ہوگی۔ خلیفہ مامون کے خیالات ان فقروں سے تبدیل ہو گئے اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہوئے ہرثمہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تا آنکہ ہرثمہ مرو میں وارد ہوا اور اس خیال سے کہ خلیفہ مامون سے اس کے آنے کی خبر مخفی نہ رہے نقارہ بجانے کا حکم دے دیا۔

ہرثمہ کا قتل: خلیفہ مامون کے کانوں تک طبلوں کی آواز پہنچی تو دریافت کیا ''کون آتا ہے؟'' گزارش کی گئی ''ہرثمہ آ پہنچا وہی گرجتا اور تڑپتا ہے''۔ خلیفہ مامون نے اسی وقت ہرثمہ کو بلا بھیجا اور معترضانہ استفسار کیا ''تو نے کوفہ کے علویوں اور ابوالسرایا کو مقرر کر کے کیوں تباہ وہلاک کیا۔ اگر تو بدنیتی کو دخل نہ دیتا تو ان لوگوں کو زندہ گرفتار کر سکتا تھا''۔ ہرثمہ معذرت کرنے لگا۔ خلیفہ مامون نے اس کی ایک بھی نہ سنی۔ پیٹ پر ایک لات رسید کی۔ ناک توڑ ڈالی اور کشاں کشاں جیل بھیج دیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک شخص کو اس کے قتل پر مامور کر دیا۔ جس نے اس کو جیل کی تکلیف سے ابدی نجات دے دی۔

بغداد میں شورش: جب ہرثمہ کی یہ خبر عراق میں مشہور ہوئی تو حسن بن سہل نے علی بن ہشام والی بغداد کو اپنی طرف سے لکھ بھیجا کہ جند حربیہ کو ایک حبہ نہ دو حیلہ حوالہ سے ٹالتے رہو۔ حسن نے یہ حکم اس وجہ سے دیا تھا کہ انہوں نے قبل روانگی ہرثمہ اس کے معزول کرنے اور اس کے عمال کے نکال دینے کا قصد کر لیا تھا۔ چنانچہ اس کے مقرر کئے ہوئے عامل کو بغداد سے نکال کر اسحاق بن ہادی خلیفہ مامون کے نائب کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ حسن بن سہل ان کی ان زیادتیوں کو برداشت کرتا اور بہانے کر کے ٹالتا جاتا تھا۔ تا آنکہ اس نے اپنی عاملانہ تدابیر سے ان لوگوں میں اختلاف ڈال دیا اور اسی کے اشارہ سے علی بن ہشام اور محمد بن ابی خالد ایک جانب سے اور زہیر بن مسیب دوسری طرف سے رات کے وقت بغداد میں گھس آئے۔ تین روز تک جند حربیہ سے جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر وظائف اور روزینہ دیئے پر مصالحت ہوگئی۔ ابھی لشکریوں کے وظائف اور روزینے تقسیم نہ ہونے پائے تھے کہ زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق معہ ابوالسرایا کے بھائی کے جس کو علی بن سعید نے بصرہ میں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ قید خانہ سے بھاگ گیا اور اطراف انبار میں خروج[1] کر دیا اور اراکین

---

[1] یہ واقعہ ذی قعدہ ۲۰۰ھ کا ہے۔ (کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت عباسیہ نے زید بن موسیٰ کی گرفتاری پر فوجیں متعین کر دیں جنہوں نے نہایت کم مدت میں اس کو گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لا کر حاضر کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہرثمہ کی خبر پہنچی۔

محمد بن ابی خالد: اسی اثناء میں محمد بن ابی خالد نے علی بن ہشام سے مخالفت کا اعلان کر دیا کیونکہ علی بن ہشام اکثر بلکہ ہمیشہ محمد بن ابی خالد کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے محمد بن ابی خالد اس سے بگڑ کر جند حربیہ سے جا ملا اور لڑائی شروع کر دی۔ علی بن ہشام شکست کھا کر صرصر کی جانب بھاگ گیا اور بعض کا خیال ہے کہ علی بن ہشام نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ پر حد جاری کی تھی اس وجہ سے حربیہ کو اشتعال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے جمع ہو کر اس کو نکال دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع حسن بن سہل کو مدائن میں ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو وہ شروع ۲۰۱ھ میں مدائن سے واسط کی جانب بھاگ گیا۔ فضل بن ربیع جو زمانہ خلیفہ امین سے خلیفہ مامون کی مخالفت کی وجہ سے روپوش تھا بدستور روپوش رہا۔ اس عرصہ میں عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد رقہ سے طاہر کے پاس سے آ پہنچا۔ اس نے اور اس کے باپ نے مشورہ کر کے جنگِ حسن پر کمر ہمت باندھ لی اور لشکر مرتب کر کے واسط کے ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ اثناء راہ میں حسن کے ہمراہیوں میں سے جو مقابلہ پر آتا اس کو نیچا دکھاتے گئے۔ زہیر بن میسّب کو جو حسن کی جانب سے خوخی (اطراف سواد) کا عامل تھا اور سپہ سالاران بغداد سے خط و کتابت کیا کرتا تھا۔ محمد بن ابی خالد نے جا کر گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کر اپنے بیٹے جعفر کے پاس بغداد میں قید کر دیا۔ بعد ازاں واسط کی طرف بڑھا اور اپنے لڑکے ہارون کو نیل کی جانب روانہ کیا حسن کا نائب یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف بھاگ آیا اور کوفہ سے واسط چلا گیا۔

فضل بن ربیع کو امان: ہارون نے میدان خالی پا کر نیل پر قبضہ کر کے اپنے باپ کی جانب مراجعت کر دی۔ محمد و ہارون نے واسط کا قصد کیا۔ حسن بن سہل نے اس خبر سے مطلع ہو کر واسط سے کوچ کر دیا مگر فضل بن ربیع جو ایک زمانہ دراز سے واسط میں روپوش تھا ٹھہرا رہا محمد و ہارون کے داخل ہونے کے بعد محمد سے امان کا خواستگار ہوا۔ محمد نے نہایت خوشی سے فضل کو امان دے کر بغداد کی جانب روانہ کر دیا اور خود بقیہ لشکر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے حسن بن سہل کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ حسن کے عساکر اور سپہ سالاروں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ متعدد لڑائیوں کے بعد محمد اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے حسن نے تعاقب کر لیا۔ محمد نے جرجرایا میں پہنچ کر قیام کیا اور اپنے لڑکے ہارون کو غرمایا کی جانب بھیج دیا۔

عیسیٰ بن محمد کی تقرری: چونکہ محمد ان لڑائیوں میں زخمی ہو گیا تھا۔ بہتری کی صورت نظر نہ آئی تو ابو زنبیل (محمد کا دوسرا لڑکا) محمد کو بغداد اٹھا لایا۔ بغداد پہنچ کر محمد نے دم توڑ دیا۔ شب کے وقت خفیہ طور سے اپنے ہی مکان میں دفن کر دیا گیا۔ اسی شب میں ابو زنبیل نے زہیر بن میسّب کو قتل کر ڈالا۔ خزیمہ بن خازم نے بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور عیسیٰ بن محمد کے پاس یہ حکم بھیج دیا کہ تم بجائے اپنے باپ کے جنگ حسن کے کمانڈر انچیف مقرر کئے گئے۔ حسن بن سہل کو محمد کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے لشکر کو ہارون کی جانب نیل کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس لشکر نے نیل پر پہنچ کر ہارون کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور نیل پر قبضہ کر لیا۔ ہارون نیل سے مدائن بھاگ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بن سہل کی پسپائی: اس واقعہ کے بعد اہلِ بغداد نے ایک جلسہ کر کے منصور بن مہدی کو مسندِ خلافت پر بٹھانے کا قصد کیا۔ منصور بن مہدی نے اس سے انکار کر دیا۔ تب ان لوگوں نے حسن بن سہل سے خائف ہو کر اس کو خلیفہ مامون کا نائب بغداد و عراق مقرر کیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اہلِ بغداد نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد سے حسن سے جنگ کرنے پر موافقت اور سازش کر لی تو حسن یہ خیال کر کے کہ مجھ میں اہلِ بغداد کی مقاومت و مخالفت کرنے کی طاقت نہیں ہے عیسیٰ بن محمد کو چاپلوسی کی باتیں کرنے لگا رشتہ داری و قرابت کا وعدہ کیا۔ علاوہ ازیں ایک لاکھ دینار اور اس کو مع اس کے خاندان اور اہلِ بغداد کے امان دینے اور صوبجات کی گورنریوں پر متعین کرنے کا اقرار کیا۔ عیسیٰ نے ادھر ان سب امور کو منظور کر کے خلیفہ مامون کا دستخطی فرمان طلب کیا اور ادھر اہلِ بغداد کو لکھ بھیجا کہ ”تم لوگ نہ گھبرانا میں خراج کی کمی کی وجہ سے لڑ رہا ہوں۔ تم لوگ کسی شخص کو بنو ہاشم میں سے اپنا سردار بنا لو“۔

منصور بن مہدی: چنانچہ اہلِ بغداد نے منصور بن مہدی کو اپنا والی مقرر کر لیا اس کے بعد عیسیٰ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو تعداد میں ایک لاکھ پچیس ہزار نکلا۔ منصور بن مہدی نے حسان بن عباد بن ابی الفرج کو اطرافِ کوفہ کی طرف مامور کیا۔ اس نے حمید طوسی سے جو حسن بن سہل کی طرف سے کوفہ پر مامور تھا لڑائی کی۔ حمید نے اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ رجب ۲۰۱ھ کا ہے اور کامیابی کے بعد نیل میں پڑاؤ ڈال دیا۔ منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے محمد بن یقطین کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ حمید کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام کوثی میں حمید سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ حمید نے اس کو بھی نیچا دکھایا اور اس کے قیام کیا۔

رضا کار: جس وقت بغداد میں اوباش مزاجوں کی کثرت ہوگئی اور چاروں طرف سے بدمعاشوں نے ظلم و ستم کے ہاتھ لوگوں پر بڑھانے شروع کر دیئے اور دن دہاڑے دکانداروں اور مسافروں کو لوٹنے لگے۔ اعلانیہ اور فخریہ طور پر گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے اور حکومت اندرونی جھگڑوں اور اعیانِ دولت کی کمزوری کی وجہ سے ان کے انسداد سے معذور ہوگئی تو اوباش مزاجوں اور بدمعاشوں نے اطراف و جوانب کے قصبات اور دیہات پر ہاتھ بڑھائے جو سامنے آیا مار ڈالا۔ جو پایا لوٹ لیا۔ رعایا ان کے ظلم سے پریشان ہو ہو کر حکام کے پاس آتی مگر یہ ان کی چارہ جوئی نہ کر سکتے تھے۔ وہ اس وقت مصلحین قوم و ملت اس کی مدافعت کے خیال سے ایک دوسرے سے ملنے لگے اور آپس میں ان منکرات کے قلع و قمع کے تذکرے کرنے لگے اور یہ خیال کر کے ہر حلقہ اور محلہ میں بہ نسبت اوباشوں اور وارفتہ مزاجوں کے نیکوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اصلاحِ قوم و ملک اور منکرات شرعیہ کی مدافعت کرنے کا قصد کر لیا۔

سب سے پہلے خالد مدایوش نامی ایک شخص نے جو بغداد کے ممتاز باشندوں میں سے تھا اپنے ہمسایہ اور محلہ والوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی۔[1] اس طرح کہ شاہی جبروت و سطوت سے کسی قسم کا تعارض نہ ہونے پائے۔ اہلِ محلہ نے آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ اس کے محلہ میں جس قدر اوباش مزاج اور جرائم پیشہ لوگ تھے سب کو گرفتار کر کے قید کر کے حکامِ وقت کو اس سے مطلع کیا۔ اس کے بعد دوسرے محلوں کی طرف توجہ کیا۔ اس کی دیکھا دیکھی جند حربیہ سے سہل بن سلامہ انصاری نے بھی جو اہلِ خراسان میں سے تھا اور اس کی کنیت ابو حاتم تھا۔ لوگوں کو امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور عمل

---

1. ۴ رمضان ۲۰۱ھ میں اس نے اپنے دعاوی کا اظہار کیا تھا اور اس سے دو روز پیشتر خالد مدایوش نے لوگوں کو ترغیب دی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کی ترغیب دی، مزید برآں اپنے گلے میں قرآن کریم کو لٹکا کر خواص وعوام وارکینِ دولت سے ملا اور ان لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ سب نے بطیب خاطر اس کی اس امر پر اور نیز اس پر کہ جو شخص اس کا مخالف ہوگا اس سے ہم لڑیں گے بیعت کر لی۔

رفتہ رفتہ منصور بن مہدی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد تک ان دونوں کی خبریں پہنچ گئیں۔ منصور اور عیسیٰ کو اس خبر سے برہمی وناراضگی پیدا ہوئی اس وجہ سے کہ ان کے اکثر رفقاء انہیں جرائم پیشہ اور آبرو یافتہ لوگوں سے ملے جلے رہتے تھے مگر چونکہ موقع مناسب نہ تھا خاموش رہے۔ جب کچھ عرصہ بعد حسن بن سہل سے اپنے اور تمام اہلِ بغداد کے لئے امان حاصل کر کے مصالحت کر لی تب اطمینان کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئے اور خلیفہ مامون کے فرمان عالی شان کا انتظار کرنے لگے۔ اہلِ بغداد کو اس مصالحت سے بے حد مسرت ہوئی اور ان لوگوں کی رضامندی سے خالد مدریوش اور سہل کی مہمات میں بہت آسانی ہوگئی۔

علی رضا کی ولی عہدی: جس وقت اہلِ بغداد کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مامون[1] نے علی بن موسیٰ کاظم کی ولی عہدی کی بیعت لی ہے اور الرضا من آل محمد کا اُن کو لقب مرحمت فرما کر لشکریوں کو سیاہ وردی پہننے کی ممانعت کر کے سبز وردی پہنائی ہے اور تمام ممالک میں ایک گشتی فرمان مشعر مضمون بالا روانہ کیا ہے اور حسن بن سہل نے بغداد سے مراجعت کر کے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو رمضان ۲۰۱ھ میں اس امر سے مطلع کر کے تحریر کیا کہ تم اپنے کل لشکریوں سے جو تمہارے پاس ہیں اور نیز بنو ہاشم سے علی رضا کی ولی عہدی اور بجائے سیاہ کپڑوں کے سبز جامہ کے استعمال کی بیعت لے لو۔ اس وقت بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کی اور بعض نے صاف صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز اس امر پر راضی نہ ہوں گے کہ بنو عباس سے حکومت وخلافت کا اقتدار نکل کر آلِ علی میں چلا جائے۔

ابراہیم بن مہدی کی بیعت: اس مخالفت وبرہمی کے بانی مبانی منصور وابراہیم پسران مہدی تھے اور جو کچھ ان دونوں میں خامی تھی۔ اس کو مطلب بن عبداللہ بن مالک، سندی، نصر وسیف اور صالح صاحب مصلی نے مزید پختہ کر دیا اور مصلحتاً جمعہ[2] کے دن خلیفہ مامون کی معزولی اور ابراہیم بن مہدی کی خلافت اور ابراہیم کے بعد اسحاق بن ہادی کے مالک تخت وخلافت ہونے کا اعلان کرنے کو منع کر دیا۔ مگر چند ہی دنوں بعد محرم ۲۰۲ھ میں نام بردگان اور کل اہلِ بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت کر کے مبارک کے لقب سے ملقب کیا۔ ابراہیم نے مسند خلافت پر قدم رکھتے ہی لشکریوں کو بطورِ انعام چھ چھ ماہ کی تنخواہیں دینے کا وعدہ کیا اور نہایت اطمینان سے کوفہ وسواد پر قبضہ حاصل کر کے آگے بڑھا اور مدائن پہنچ کر لشکر کی آراستگی

---

[1] خلیفہ مامون نے ۲۰۱ھ میں علی بن موسیٰ رضا بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو جلسۂ عام میں اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۳۴

[2] ۲۵ ذی الحجہ ۲۰۱ھ کو ان وجوہات سے جس کا ذکر مؤرخ علامہ ابنِ خلدون نے کیا ہے۔ اہلِ بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی اور ایک شخص کو یہ سکھا رکھا کہ کل جمعہ کے دن مجمع عام میں کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ مامون کے لئے دعا کی جائے اور بعد اس کے ابراہیم کے حق میں جو خلیفہ مامون وارث تختِ خلافت ہوگا اور دوسرے شخص کو یہ تعلیم کر دیا کہ تم یہ کہنا کہ ہم مامون کی خلافت سے راضی نہیں ہیں۔ ہم کو معزول کر کے ابراہیم کی خلافت کی بیعت کرتے ہیں اور اس کے بعد اسحاق بن موسیٰ بن ہادی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے۔ (تاریخ کامل ابنِ اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مصروف ہوا اور بغداد کی جانب غربی پر عباس بن موسیٰ ہادی کو اور جانب شرقی پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو متعین کیا۔

قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ: ان دنوں قصر ابنِ ہبیرہ میں حسن بن سہل کی طرف سے حمید بن عبدالحمید نامی ایک شخص رہتا تھا۔ اس کے ہمراہ سپہ سالاروں میں سعید بن ساجور' ابوابط غسان بن ابی الفرج اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی وغیرہ تھے۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں کی حمید سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی۔ ان لوگوں نے حمید کی عداوت کے پیش نظر ابراہیم بن مہدی سے سازش کر لی اور یہ اقرار کر لیا کہ ہم لوگ حمید کو قصر ابنِ ہبیرہ سے باہر قدم نہ رکھنے دیں گے۔ تم آ کر کیمپ پر قبضہ کر لو۔ بلکہ اسکو احتیاط کے طور پر مار ڈالیں گے۔ حسن بن سہل کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ فوراً دربار خلافت میں حمید کو طلب کر لیا اور ان لوگوں کو قصر ابنِ ہبیرہ ہی میں رہنے دیا۔ چنانچہ ابراہیم نے ان لوگوں کے لکھنے کے مطابق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو قصر ابنِ ہبیرہ[1] پر قبضہ کر لیا۔ حمید کی لشکر گاہ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا اور ابنِ حمید اپنے باپ کے حرنوں کو لے کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔

کوفہ میں شورش: اس واقعہ کے بعد پھر حسن بن سہل نے کوفہ کی جانب توجہ کی۔ عباس بن موسیٰ کاظم کو اس صوبہ کی سند گورنری مرحمت کر کے یہ ہدایت کی کہ منبر پر کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ خلیفہ مامون کے بعد میرا بھائی علی بن موسیٰ کاظم مسند خلافت کا وارث ہوگا۔ تم لوگ علم بغاوت بلند نہ کرو۔ مگر غالی شیعوں نے اس امر کو بھی منظور نہ کیا اور یہ کہہ کر کہ ''ہم کو مامون سے کچھ سروکار نہیں ہے ہم تو تمہارے بھائی علی بن موسیٰ کاظم کے ساتھی ہیں''۔ گھر بیٹھے رہے۔ ابراہیم بن مہدی نے عباس سے جنگ کرنے کے لئے اپنے سپہ سالاروں میں سے سعید اور ابوالبسط کو مامور کیا۔ عباس نے اپنے چچازاد بھائی علی بن محمد بن جعفر عرف دیباچہ کو مقابلہ پر بھیجا۔ لڑائی ہوئی علی بن محمد کو شکست ہوئی۔ سعید اور ابوالبسط نے بڑھ کر حیرہ میں قیام کر دیا۔ بعد ازاں اہلِ کوفہ پر حملہ کرنے کو نکلے۔ اہلِ کوفہ اور ہوا خواہان دولت عباسیہ بھی مستعد ہو کر میدان جنگ میں آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہلِ کوفہ امان حاصل کر کے عباس کو مکان سے باہر لے آئے۔ لڑائی کا زور وشور فرو ہو گیا۔ فتح مند گروہ جوش کامیابی میں فرحاں وشاداں کوفہ میں داخل ہونے لگے۔ عباس کے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں کو یہ امر شاق گزرا پھر دوبارہ بھڑ پڑے۔ تلواریں نیام سے نکل آئیں۔ کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا۔ سعید کے ہمراہیوں نے عباس کے ساتھیوں کو لڑ کر پسپا کر دیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکانات میں آگ لگا دی وہ جل کر خاک وسیاہ ہو گیا۔

اہلِ کوفہ کو امان: اس اثناء میں سعید تک حیرہ میں یہ خبر پہنچ گئی کہ عباس نے بدعہدی کی اور حاصل کی ہوئی امان کی پرواہ نہ کی' سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ جھٹ پٹ سوار ہو کوفہ آیا اور جس جس کو پایا قتل کرنا شروع کر دیا۔ روسا کوفہ گھبرائے ہوئے سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے معذرت کی اور قسمیں کھا کر یہ ظاہر کیا کہ فعل تو بازاریوں کا تھا۔ عباس کا اس فتنہ وفساد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ تو اپنے عہد واقرار پر قائم ہے۔ سعید نے یہ سن کر لشکریوں کو قتل وغارت سے روک دیا۔ اگلے دن سعید اور ابوالبسط نے بازار کوفہ میں امان کی عام منادی کرا دی۔ کسی شخص سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا اور اپنی طرف سے فضل بن محمد بن صباح کندی کو والی مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے غسان بن ابی الفرج کو سند گورنری دی۔ پھر اس نے ابوالسرایا کے بھائی کو مار ڈالا تو اس کو سند گورنری دی۔ پھر اس کو معزول کر کے ہول برادر زادہ سعید سپہ سالار کو متعین کیا۔ اس کے بعد

1 یہ واقعہ دس ربیع الآخر ۲۰۲ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل ابنِ اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمید بن عبدالحمید لشکر آراستہ کر کے ان لوگوں سے لڑنے کے لئے کوفہ کی طرف آیا۔
ہول پر حمید کا ایسا خوف غالب ہوا کہ کوفہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ابراہیم بن مہدی کے حکم سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد حسن کا محاصرہ کرنے کے لئے نیل کے راستے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ حسن نے ان دنوں شہر واسط میں ٹھہر کر قلعہ بندی کر لی تھی مگر عیسیٰ کی آمد سن کر باہر نکل کر لڑنے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اپنے ہمراہیوں میں سے چند آزمودہ و تجربہ کار سپہ سالاروں کو عیسیٰ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ جنہوں نے کمال مردانگی سے عیسیٰ کو شکست فاش دے کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عیسیٰ اپنا سامنہ لے کر بغداد لوٹ آیا اور شہر واسط کی خجالت دور کرنے کے خیال سے سہل بن سلامہ مطوع سے بھڑ گیا اور اس کے ہمراہیوں سے سازش کر کے اس پر فتح یابی حاصل کر لی۔

سہل بن سلامہ: سہل بن سلامہ اپنے مکان کے کسی گوشہ میں چھپ گیا۔ چند راتوں کے بعد گرفتار ہو کر اسحاق کے روبرو پیش کیا گیا۔ باہم گفتگو ہونے لگی۔ اسحاق نے کہا ''اچھا تم مجمع عام میں کہہ دو کہ میں تم لوگوں کو راہِ باطل کی طرف بلاتا تھا میں تم کو رہا کر دوں گا''۔ سہل بن سلامہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اسحاق یہ سمجھ کر کہ سہل نے میری بات منظور کر لی ہے سہل کو مجمع عام میں لایا۔ سہل نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا'' بھائیو! میں تم کو کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا اور اسی امر کی اب بھی ہدایت کرتا ہوں''۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی اسحاق کے ہمراہی سہل بن سلامہ پر ٹوٹ پڑے خوب جی کھول کر مارا اور قید کر دیا اور دو چار روز کے بعد پابہ زنجیر ابراہیم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ابراہیم نے بھی اس کو پٹوا کر جیل میں بھجوا دیا اور پھر اس خیال سے کہ مبادا لوگوں میں اشتعال پیدا ہو یہ ظاہر کر دیا کہ سہل بن سلامہ جیل میں مر گیا۔ مگر درحقیقت اس کو رہا کر دیا اور وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ تاآنکہ ابراہیم کا دور دورہ تمام ہو گیا۔
۲۰۳ھ میں حمید بن عبدالحمید نے بہ قصد جنگ ابراہیم بن مہدی بغداد کا قصد کیا۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد ابراہیم بن مہدی کی جانب سے سپہ سالار جنگ تھا۔ حمید نے اس سے سازش کر لی اور انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کیا۔ جس کی وجہ سے عیسیٰ نے حمید کی مدافعت نہ کی اور مقابلہ میں پہلوتہی کرتا تھا۔ ادھر ہارون بن محمد نے (یہ عیسیٰ کا بھائی تھا) ابراہیم بن مہدی کو اس کی اطلاع کر دی۔ ابراہیم کو یہ خبر سن کر سخت برہمی پیدا ہوئی۔ ادھر عیسیٰ نے اپنی فوج میں یہ منادی کرا دی کہ حمید کی ہم سے مصالحت ہو گئی ہے۔ اس پر ابراہیم نے عیسیٰ کو طلب کر کے سخت وسست کلمات کہے۔ عیسیٰ نے اس سے انکار کیا' معذرت کی ابراہیم نے اس کی ایک بھی نہ سنی اور پٹوا کر اس اور اس کے چند اور سپہ سالاروں کو قید کر دیا مگر اس کا نائب عباس نامی اس موقع پر بچ کر بھاگ گیا۔

بغداد پر قبضہ: اس واقعہ سے لوگوں کے خیالات تبدیل ہو گئے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور عیسیٰ کی گرفتاری سے ناراضگی ظاہر کرنے لگے۔ بالآخر سب نے عباس کے پاس جمع ہو کر ابراہیم بن مہدی کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ پھر کیا تھا طوفانِ بے تمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابراہیم کے گورنر کو جسر اور کرخ سے نکال دیا عباس نے حمید کو لکھ بھیجا کہ تحریر ہذا دیکھتے ہی تم چلے آؤ میں بغداد تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ حمید یہ خبر پا کر صرصر میں آ اترا۔ عباس اور سپہ سالارانِ بغداد اس سے ملنے کو آئے اور اس شرط پر ابراہیم کو معزول کرنے کا اقرار کیا ہر سپاہی کو پچاس پچاس درہم دیئے جائیں۔ ابراہیم کو اس کی خبر لگی تو اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو جیل سے نکلوا کر حمید سے جنگ کرنے کی درخواست کی۔ ان لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انکار کر دیا۔ جمعہ کے روز حمید بغداد میں داخل ہوا نماز ادا کی۔ خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس سے فارغ ہو کر حسب اقرار انعام دینے میں مصروف ہوا۔ حمید کے ہمراہیوں میں سے کوئی بولا ''ان لوگوں کے انعام میں سے دس دس درہم وضع کر لینا چاہیے۔ کیونکہ انہوں نے علی بن ہشام کے مقابلہ پر پہلو تہی کی تھی''۔ لشکریوں کو اس سے برافروختگی ہوئی۔ حمید نے کہا ''تم لوگ نہ گھبراؤ میں تم کو دس دس اور زیادہ دوں گا''۔

ابراہیم بن مہدی کی شکست: ابراہیم نے اس داد و دہش کو سن کر عیسیٰ اور اس کے بھائیوں سے جنگِ حمید کی پھر درخواست کی اور نہ کرنے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ عیسیٰ اور اس کے بھائیوں نے جان کے خوف سے منظور و قبول کر لیا۔ فوجیں آراستہ کر کے میدانِ جنگ میں آئے تھوڑی دیر تک بے دلی سے لڑتے رہے۔ بعد ازاں اپنے آپ کو حمید کے آدمیوں کے حوالہ کر دیا۔ لشکر شکست کھا کر ابراہیم کے پاس واپس آیا اور حمید نے جا کر وسطِ شہر میں اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ ابراہیم کے اکثر ہمراہی بھاگ کر مدائن پہنچے اور اس پر قابض ہو گئے اور بقیہ حمید سے لڑتے رہے۔

ابراہیم کی روپوشی: فضل بن ربیع ابراہیم کے ساتھ تھا۔ اس واقعہ کے بعد حمید سے آملا اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے حمید کو لکھ بھیجا کہ اس سمت کو میرے حوالہ کر دوں۔ میں ابراہیم کو اس طرف سے نہ نکلنے دوں گا۔ سعید بن ساحور اور ابوالبط وغیرہ سپہ سالاران لشکر نے بھی علی بن ہشام کو اسی مضمون کا خط تحریر کیا۔ جب ابراہیم کو ان لوگوں کی اس سازش کا حال معلوم ہوا تب ان کی دِل جوئی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ رات آ گئی اور نصف ذی الحجہ ۲۰۳ھ کو اپنی تمناؤں کا خون کر کے روپوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے حمید و علی بن ہشام ابراہیم کے مکان پر آئے۔ ایک ایک گوشہ کو ڈھونڈا مگر اسے نہ پایا۔ یہ واقعہ ابراہیم کی بیعت کے دو برس بعد کا ہے۔ علی بن ہشام نے بغداد کی شرقی جانب اور حمید نے غربی بغداد میں قیام کیا اور سہل بن سلامہ جیسا کہ اس سے پیشتر لوگوں کو ترغیب دیتا تھا دینے لگا۔ حمید نے اس کو اپنے تقرب کا اعزاز دیا اور جائزے و انعامات مرحمت فرمائے۔

المامون کی بے خبری: آئے دن عراق میں حسن بن سہل کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہونے لگا اور لوگوں کی نفرت یوماً فیوماً اس وجہ سے اور بڑھنے لگی اور یہ اور اس کا بھائی خلیفہ مامون کے مزاج میں بے حد دخیل ہو گیا تھا جس کام کو یہ دونوں چاہتے بلا اجازت خلیفہ کر گزرتے تھے اور جس امر کو چھپانا چاہتے تھے خلیفہ کے کان تک اس کی آواز نہ پہنچتی تھی۔ اراکین دولت میں کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ اشارۃً و کنایۃً اس کا تذکرہ لب تک لا سکتا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس پیرایہ سے اقتدار خلافت کو بنو عباسؓ سے آلِ علیؓ میں منتقل کرنے کا قصد کیا۔ اس سے عوام و خواص میں سخت برافروختگی پیدا ہو گئی اور فضل بن سہل ان واقعات کو خلیفہ مامون سے ظاہر نہ کرتا تھا اور اس کے اخفاء میں حد درجہ کی احتیاط کرتا تھا اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ مامون کے خیالات میرے اور میرے بھائی کی طرف سے متبدل و متغیر ہو جائیں اور جب ہرثمہ دربارِ خلافت میں حاضر ہونے اور یہ واقعات عرض کرنے آیا تو فضل بن سہل نے اس سے مطلع ہو کر اور اس امر کا یقین کر کے کہ خلیفہ مامون اس کے کہنے کو سچ سمجھے گا خلیفہ کے کان بھر دیئے اور اس درجہ مشتعل کر دیا کہ خلیفہ نے ہرثمہ کی ایک بھی نہ سنی اور قتل ہی کر کے دم لیا۔ ان وجوہات و اسباب سے ہوا خواہان دولت اور اہلِ بغداد کی نفرت ترقی پذیر ہو گئی اور آئے دن فتنہ و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فساد بر پا ہونے لگے۔ سپہ سالاران و سردارانِ لشکر اپنی اپنی فوجوں میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ فضل بن سہل کا وہ رعب وداب تھا کہ کسی کو مجال نہ تھی کہ ان واقعات کو خلیفہ مامون کے کانوں تک پہنچا سکتا۔

علی رضا کا انکشاف: چند لوگ اپنی جان پر کھیل کر علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ آپ ان واقعات کو خلافت پناہی کے گوش گزار کر دیجئے۔ آپ ان لوگوں کے کہنے کے مطابق دربارِ خلافت میں تشریف لے گئے اور ان فتنہ وفسادات سے جو آئے دن عراق میں ہو رہے تھے اور فضل بن سہل ان کو چھپا رہا تھا اور نیز اس امر سے کہ اہلِ بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی ہے خلیفہ مامون کو آگاہ کر دیا۔ خلیفہ مامون بولا ''اس کی خلافت کی بیعت نہیں کی گئی بلکہ اہلِ بغداد نے اس کو اپنا امیر بنا لیا ہے جو ان کے امورِ دینی اور دنیاوی کو انجام دیتا رہے گا''۔ آپ نے جواب دیا ''آپ سے جس نے یہ بیان کیا ہے غلط اور سراسر جھوٹ ہے۔ اس وقت تک ابراہیم اور فضل ابنِ سہل میں جنگ ہو رہی ہے اور خواص وعوام آپ سے اس وجہ سے کشیدہ و متنفر ہو رہے ہے کہ فضل وحسن اور میں آپ کے ہر کام میں پیش پیش ہو رہے ہیں اور آپ نے میری ولی عہدی کی بیعت بھی لے لی ہے''۔ خلیفہ مامون کہا ''آپ کے علاوہ ان امور سے اور کوئی شخص بھی آگاہ ہے''۔ جواب دیا ''یحیٰی بن معاذ۔ عبدالعزیز بن عمران اور ان کے علاوہ اور سردارانِ لشکر''۔

خلیفہ مامون نے اسی وقت اُن لوگوں کو طلب کر کے ان واقعات کے متعلق دریافت کیا۔ ان لوگوں نے فضل بن سہل کے خوف سے لاعلمی ظاہر کی مگر جب خلیفہ مامون نے اصرار کے ساتھ پھر دریافت کیا اور ان لوگوں کے جان اور مال کی امان دی اور حفاظت کی ذمہ داری لی تب انہوں نے ویسے ہی واقعات اور حالات بیان کئے جیسے کہ علی رضا نے کہے تھے اور یہ بھی گوش گزار کیا کہ ''اہلِ عراق آپ کو بوجہ ولی عہدی علی رضا رفض سے متہم کرتے ہیں اور فضل بن سہل نے طاہر بن حسین جیسے کارگزار شخص کو جس کی جاں نثاری اور ہوا خواہی سے امیر المؤمنین بھی واقف ہیں۔ رقہ میں بھیج دیا ہے۔ جہاں پر اس کے قوائے حکمرانی کمزور اور ضعیف ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ممالک محروسہ میں چاروں طرف بغاوت وفساد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے گا تو تھوڑے ہی دنوں بعد یہ مرض لاعلاج ہو جائے گا اور نتیجتاً زمامِ خلافت ہاتھ سے نکل جائے گی''۔ خلیفہ مامون کو اِن ارکینِ سلطنت کے کہنے سے یقین ہو گیا فوراً خراسان پر غسان بن عباد کو (جو فضل بن سہل کا چچا زاد بھائی تھا) اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر دیا۔ فضل بن سہل کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان ارکین سلطنت کو جنھوں نے یہ واقعات خلیفہ مامون کے گوش گزار کئے تھے ستانا شروع کر دیا مگر کچھ حاصل نہ تھا۔

فضل بن سہل کا قتل: جوں ہی خلیفہ مامون مقام سرخس میں وارد ہوا۔ چار شخصوں نے حمام میں فضل بن سہل پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور بھاگ گئے۔ خلیفہ مامون نے اعلان کر دیا کہ جو شخص فضل بن سہل کے قاتلوں کو گرفتار کر کے لائے گا اسکو (دس ہزار دینار) انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ عباس بن ہیثم بن دینوری نے قاتلوں کو حاضر کیا۔ بوقت پیشی قاتلوں نے مقدمہ میں یہ بیان کیا کہ آپ ہی نے تو ہم کو اس کے قتل پر مامور فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ملزموں کے بیانات مختلف ہو گئے تھے۔ بعض نے تو یہ بیان کیا کہ ہم کو فضل بن سہل کے برادر زادہ نے اس کے قتل پر مقرر کیا تھا اور کسی نے کہا ''عبدالعزیز بن عمران سپہ

---

۱ یہ واقعہ ۲۳ صفر ۲۰۲ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالار اور علی وموسیٰ وغیرہ نے''۔ خلیفہ مامون نے ان لوگوں کو طلب کر کے دریافت کیا ان لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی خلیفہ مامون ان کے انکار پر ملتفت نہ ہوا سب کے قتل کا حکم دیا اور ان کے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھیج کر عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد ہی خلیفہ مامون تک یہ خبر پہنچی کہ حسن بن سہل کو مالیخولیا ہو گیا ہے اور اس کا دماغ بے کار ہو گیا ہے۔ خلیفہ مامون نے اپنے خادم دینار کو حسن بن سہل کے پاس بھیج دیا اور تمام لشکر کا انتظام اس کے سپرد کر دیا۔ اس وقت ابراہیم بن مہدی اور عیسیٰ مدائن میں تھے۔ ابوالبط اور سعید نیل میں اور ان لوگوں کے مابین لڑائی برابر ہو رہی تھی اور مطلب بن عبداللہ بن مالک حیلہ کر کے مدائن سے بغداد واپس آیا تھا۔ وہ درپردہ لوگوں کو سمجھاتا بجھاتا رہا کہ تم لوگ مامون کی خلافت تسلیم کر لو۔ ابراہیم بن مہدی کو معزول کر دو' خلیفہ مامون کے بعد تخت خلافت کا منصور بن مہدی وارث ہو گا' اس کے کہنے سننے سے خزیمہ بن خازم وغیرہ سپہ سالاران لشکر نے مطلب بن عبداللہ سے سازش کر لی۔ تب مطلب نے علی بن ہشام اور حمید کو بغداد کی جانب بڑھنے کے لئے لکھ بھیجا۔ حمید نے آگے بڑھ کر نہر صرصر پر پڑاؤ کر دیا اور علی نے نہروان پر۔ ابراہیم بن مہدی نے خبر پا کر نصف صفر ۲۰۲ھ کو مدائن سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ زندرود میں پہنچ کر منصور خزیمہ اور مطلب کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں نے حیلہ حوالہ کر کے ٹال دیا۔ ابراہیم نے ان لوگوں کی گرفتاری پر عیسیٰ کو مامور کیا۔ منصور وخزیمہ تو گرفتار کر لئے گئے اور مطلب کے خدام نے مطلب کو گرفتار نہ ہونے دیا۔ ابراہیم نے جھلا کر مطلب کے مکان کو لوٹنے کا حکم دے دیا۔ مگر پھر بھی مطلب بر نہ آیا۔ حمید علی بن ہشام مدائن کو اس کے مددگاروں سے خالی پا کر مدائن پہنچے اور قبضہ کر لیا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

علی رضا کا عقد: ۲۰۲ھ میں سفر مدائن کے دوران اور اثناء راہ میں خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی[1] کا عقد علی رضا سے کر دیا تھا اور ان کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ کاظم کو امیر الحجاج مقرر کر کے حج کرنے کو بھیجا تھا اور یمن کی سند گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ ان دنوں یمن پر حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان متصرف ومتولی تھا۔

علی رضا کا انتقال: جس وقت خلیفہ طوس میں پہنچا ولی عہد خلافت علی رضا کا انتقال[2] آخیر صفر ۲۰۳ھ میں انگور کھا لینے سے ہو گیا۔ خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو اس قیامت خیز سانحہ سے مطلع کیا اور نیز اہل بغداد اور اپنے گروہ والوں سے علی رضا کی ولی عہدی کی معذرت کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ آپ نے وفات پائی۔ اب تم لوگ بدستور سابق ہمارے دائرہ اطاعت میں آ جاؤ۔

مامون کا دارالخلافت میں ورود: اس کے بعد خلیفہ مامون طوس سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا۔ تقریباً ایک ماہ مقیم رہا اور زمانہ قیام میں رجاء بن ابی الضحاک کو جرجان اور ماوراء النہر کی سپہ سالاری عطا کی۔ پھر ۲۰۴ھ میں معزول کر دیا اور

[1] خلیفہ مامون نے اپنی ایک لڑکی ام حبیب کا عقد علی رضا سے اور دوسری بیٹی کا ام الفضل کا عقد محمد بن رضا سے کیا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴

[2] بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے علی رضا کو انگوروں میں زہر ملا کر کھلا دیا تھا جس سے ان کی موت وقوع میں آئی اور یہ روایت میرے نزدیک دور دراز عقل وخلاف قیاس ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسان بن عباد کو بوجہ قرابت فضل بن سہل کے خراسان، جرجان، طبرستان، سجستان، کرمان اور دہار یری کی گورنری مرحمت فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے طاہر کو مقرر کیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ الغرض جرجان سے روانہ ہو کر نہروان میں وارد ہوا۔ اس کے اعزہ واقارب، ہواخواہان دولت سپہ سالاران لشکر اور رؤسا وعمائدین ملنے کو آئے چونکہ طاہر کو اس سے پیشتر نہروان میں ملنے کو لکھ بھیجا تھا۔ لہٰذا وہ بھی رقہ سے نہروان چلا آیا تھا۔ آٹھ روز قیام کرنے کے بعد بغداد کی طرف کوچ کیا۔

درباری لباس میں تبدیلی پندرہ صفر ۲۰۴ھ میں بغداد پہنچ کر رصافہ میں قیام کیا۔ پھر رصافہ سے نکل کر اپنے شاہی محل میں جو کنارہ دجلہ پر تھا آ اترا اور سپہ سالاران لشکر گاہ میں ٹھہرے رہے فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ بغاوت کی آگ اس کے آتے ہی سرد ہو گئی۔ مگر ہواخواہان دولت عباسیہ سبز لباس کے پہننے کے بارے میں برابر معترض رہے تا آنکہ خلیفہ مامون نے ایک موقع خاص پر طاہر سے خوش ہو کر فرمایا ''طاہر جو تیری تمنا ہو اس کو ظاہر کر میں اس کو ضرور پوری کروں گا''۔ طاہر نے عرض کیا ''دربار خلافت میں سیاہ کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیجئے''۔ خلیفہ مامون نے اسی وقت یہ درخواست منظور کر لی اور ایک دربار عام میں اس کو اور کل سپہ سالاران لشکر اور اعیان سلطنت کو سیاہ رنگ کی خلعتیں مرحمت فرمائیں[1]۔ اس سے اہلِ بغداد اور کل ارا کینِ دولت کو بے حد مسرت ہوئی اور بدستور قدیم سب نے اطاعت وفرمانبرداری قبول کر لی۔

فتنۂ موصل ان واقعات سے پیشتر ۲۰۰ھ میں بنو سامہ اور بنو ثعلبہ کے مابین مقام موصل میں چل گئی۔ بنو ثعلبہ نے محمد بن حسن ہمدانی برادر علی بن حسن ہمدانی والی شہر کے دامانِ عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ علی بن حسن ہمدانی نے اپنے بھائی کے پناہ دینے کے لحاظ سے بنو ثعلبہ کو شہر سے نکل کر لشکر آرائی کا حکم دیا۔ بنو سامہ نے یہ خبر پا کر ایک ہزار پیادوں کی جمعیت کے ساتھ بنو ثعلبہ کا تعاقب کیا اور مقام عوجاء میں پہنچ کر بنو ثعلبہ کا محاصرہ کر لیا علی ومحمد پسران حسن ہمدانی کو یہ خبر لگی تو انہوں نے بنو ثعلبہ کی کمک پر ایک فوج بھیج دی لڑائی ہوئی ایک گروہ کثیر بنو سامہ کا اور کچھ آدمی بنو ثعلبہ کے اس واقعہ میں کام آ گئے اور بعض بنو اسامہ گرفتار کر لئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن عمر بن خطاب ثعلبی علی بن حسن بن ہمدانی کے پاس گیا اور آئندہ جنگ خونریزی نہ ہونے کی ذمہ داری لی۔ علی نے شاہی فوج کو واپس بلا لیا اور فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔

پھر ۲۰۲ھ میں علی بن حسن ہمدانی نے ازد پر جو اس وقت موصل میں تھے ظلم وستم کرنا شروع کر دیا اس وجہ سے کہ انہوں نے علی بن حسن کے اس راز کو افشا کر دیا تھا کہ اس نے اپنی قوم کو عمان پر جا کر متصرف ہونے کی ہدایت کی تھی۔ ازد اس ظلم وتعدی سے پریشان ہو کر اپنے سردار قوم سید بن انس کے پاس جا کر جمع ہوئے اور اس کے ناقابلِ برداشت ظلم کی شکایت کی۔ سید بن انس نے تسلی وتشفی دے کر مسلح ہونے کا حکم دیا اور نہایت مردانگی سے علی بن حسن سے جا بھڑا۔ علی بن حسن نے شکست کھا کر مہدی بن علوان خارجی کے پاس جا کر پناہ لی اور اس کی بیعت کر کے اس کو شہر میں لایا اور اس کے ساتھ نماز ادا کی پھر اس کی پشت گری وامداد سے لڑنے کو نکلا۔ ازد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے۔ کمالِ شدت وتیزی سے لڑائی جاری رہی بالآخر ازد نے علی بن حسن اور اس کے کل ہمراہیوں کو شہر سے نکال باہر کیا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر سے باہر آئے۔

اس واقعہ میں علی اور اس کا بھائی احمد اور ایک گروہ اس کے خاندان کا مارا گیا۔ محمد بن حسن بھاگ کر بغداد پہنچا۔ ازد

[1] یہ واقعہ ۲۳ صفر ۲۰۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد صفحہ ۱۴۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سید بن انس نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور جب خلیفہ مامون وارد بغداد ہوا تو سید بن انس ایک وفد کے ساتھ دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ محمد بن حسن بن صالح ہمدانی نے اس کی اور اس کی قوم ازد کی شکایت کی اور اپنے بھائیوں اور اہلِ بیت کے مارے جانے کا استغاثہ پیش کیا۔ خلیفہ مامون نے جواب لینے کی غرض سے سید بن انس کی طرف رُخ کیا اس نے دست بستہ عرض کیا ''ہاں اے امیر المؤمنین! میں نے اور میری قوم نے ایسا ہی کیا ہے کیونکہ ان لوگوں نے آپ کے ممالک محروسہ میں خارجی کو بلا لیا تھا اور آپ کے منبر پر اس کو کھڑا کیا تھا اور آپ کی خلافت کی توہین کی تھی''۔ خلیفہ مامون نے یہ سن کر ان کی خونریزی کو معاف کر دیا اور اس کو موصل کی سند گورنری عطا فرمائی۔

طاہر بن حسین کی گورنری: خلیفہ مامون نے عراق میں پہنچنے کے بعد طاہر بن حسین کو جزیرہ بغداد شرقی و غربی اور سواد کی حکومت عطا کی۔ کچھ عرصہ بعد ایک روز طاہر بن حسین مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے بیٹھنے کی اجازت دی اور رو پڑا طاہر نے دست بستہ گزارش کیا ''اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے' آپ کے رونے کا سبب مجھے نہیں معلوم ہوا''۔ خلیفہ مامون نے جواب دیا ''میں ایک ایسی وجہ سے روتا ہوں کہ جس کا ذکر کرنا ذلت ہے اور چھپانا باعث رنج و ملال ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی شخص دکھ تکلیف سے خالی نہیں ہے''۔ طاہر کو جو کچھ عرض معروض کرنا تھا عرض و معروض کر کے واپس آیا۔ اس وقت حسین خادم بھی حاضر تھا۔ طاہر نے اپنے مکان پر پہنچ کر حسین کے سیکرٹری محمد بن ہارون سے سازش کی اور ایک لاکھ درہم اس کو اور اتنے ہی حسین خادم کو نذر کرنے کا وعدہ کیا۔ اس معاوضہ میں کہ خلیفہ سے رونے کا سبب دریافت کر دے۔

اگلے دن خلوتِ خاص میں حسین خادم نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا ''امیر المؤمنین! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کل بہ وقت حاضری طاہر دشمنانِ خلافت کی آنکھیں کیوں پُر آب ہو گئیں تھیں؟'' خلیفہ مامون نے کہا ''تجھے یہ خیال کیونکر پیدا ہوا''۔ عرض کیا ''شب بھر اسی فکر و اندیشہ سے مجھے نیند نہیں آئی''۔ ارشاد کیا ''اس وقت میرے دِل میں کچھ ایسے ہی خیالات آ گئے تھے جس سے میرے آنسو ٹپک پڑے۔ دیکھ خبردار اگر سہواً بھی تیری زبان پر وہ آ گئے تو تیری خیر نہ ہو گی''۔ حسین خادم نے دست بوسی کر کے عرض کیا ''کیا مجال! بھلا میں نے کبھی حضور کے راز کو افشا کیا ہے''۔ خلیفہ مامون نے کہا ''اس وقت اپنے بھائی محمد امین کا خیال آ گیا تھا کہ کل اس کو اسی طاہر نے کیا کیا تذلیل و تحقیر کی تھی اور یہی طاہر آج میرے روبرو کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتا جو شانِ خلافت کے خلاف ہو' مجھے عبرت ہوئی اور میں رو پڑا''۔ حسین نے طاہر سے یہ واقعہ بیان کیا۔ طاہر نے احمد بن ابی خالد سے کہا کہ ''اب میری خیر نہیں ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو مجھے خلیفہ کی آنکھوں سے دور پھینک دو!''

احمد بن ابی خالد کی ضمانت: احمد بن ابی خالد اسی وقت خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ مامون نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھ کر بے وقت حاضر ہونے کا سبب دریافت کیا۔ عرض کیا ''تمام رات میری اسی تشویش میں گزر گئی کہ خراسان کا تختہ تباہ ہوا چاہتا ہے۔ کیونکہ امیر المؤمنین نے غسان بن عباد کو والی مقرر کیا ہے اور وہ اس قابلیت کا حامل نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اتراک' علم بغاوت پھر بلند کریں اور ولایت خراسان معرض زوال میں پڑ جائے''۔ خلیفہ مامون نے کہا ''تمہاری یہ تشویش بجا ہے اچھا بتلاؤ کہ خراسان کے والی ہونے کی قابلیت کس میں ہے؟'' عرض کیا ''طاہر بن حسین میں'' ارشاد ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اس پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ وہ بہت جلد بغاوت پر کمربستہ ہو جاتا ہے‘‘۔ عرض کیا ’’میں اس کا ضامن ہوں وہ ہرگز سرتابی نہ کرے گا‘‘۔ خلیفہ مامون نے طاہر کو طلب کر کے مدینۃ السلام (بغداد سے) اقصائے مشرقیہ تک حلوان سے خراسان تک کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ طاہر اسی روز بغداد سے نکل کر ایک میدان میں لشکر اور سامان سفر مرتب کرنے میں مصروف ہوا۔ تقریباً ایک ماہ ٹھہرا رہا اور آخری ذی قعدہ ۲۰۵ھ میں بغداد سے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت خلیفہ مامون نے دس لاکھ درہم جو والی خراسان کی تنخواہ تھی مرحمت فرمائی اور بجائے اس کے جزیرہ میں اس کے لڑکے عبداللہ کو متعین فرمایا۔ جو سر رشتہ پولیس میں اپنے باپ کا نائب تھا۔ مگر طاہر نے اس کو اپنے چچازاد بھائی اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے پاس نصر بن شبث سے جنگ کرنے کے لئے رقہ بھیج دیا تھا۔

بعض نے طاہر کے گورنر خراسان ہونے کا سبب یہ بھی بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن مقصوعی نے نیشاپور میں ایک عظیم الشان فوج خروریوں سے جنگ کرنے کے لئے بغیر اجازت والی خراسان غسان بن عباد مجتمع کی تھی لیکن اس خیال سے کہ یہ کام مبادا خلیفہ مامون کی مرضی کے خلاف ہو رُک رہے اور حسن بن سہل سے ان کو ایک خصومت سی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ مامون نے اہلِ خراسان کا بدلا رنگ دیکھ کر طاہر کو سند گورنری مرحمت فرمائی۔ چنانچہ طاہر خراسان گیا اور ۲۰۹ھ ہجری تک ٹھہرا رہا بعد ازاں خلافت سنیہ کی مخالفت کی ہوا دماغ میں آئی۔ چنانچہ ایک روز خطبہ دینے کو کھڑا ہوا تو خلیفہ کے لئے دعا نہ کی۔ منبر سے نیچے اتر آیا۔ پرچہ نویس نے خلیفہ مامون کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

طاہر بن حسین کی وفات: خلیفہ مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلب کر کے فرمایا ’’چونکہ تم ہی اس کے ضامن ہوئے تھے اب جاؤ اور اس کو میرے پاس لاؤ‘‘۔ ہنوز احمد بن ابی خالد کی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ اس کے اگلے دن طاہر کی موت کی خبر آ گئی۔ خلیفہ مامون نے یہ خبر سن کر ارشاد کیا ((الحمد للہ الذی قدمه و اخرنا)) اور بجائے اس کے اُس کے بیٹے طلحہ کو مامور فرمایا اور احمد بن ابی خالد کو اس کے پاس اُس کے کاموں کے انتظام و انصرام کی غرض روانہ کیا چنانچہ احمد بن ابی خالد نے ماوراء النہر کی جانب عبور کیا۔ اشروسنہ کو فتح کر کے کاؤس بن خالد اور اس کے بیٹے فضل کو قید کر لیا اور دونوں کو مقید کر کے دربارِ خلافت میں بھیج دیا۔ طلحہ نے تیس لاکھ درہم نقد اور تقریباً ایک لاکھ کا اسباب احمد بن ابی خالد کی نذر کیا اور اس کے سیکرٹری کو پانچ لاکھ درہم دیئے۔ اس کے بعد حسین بن حسین بن مصعب نے کرمان میں علم بغاوت بلند کیا۔ احمد بن ابی خالد اس کی سرکوبی کے لئے گیا اور اس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کی خدمت میں پیش کیا۔ خلیفہ مامون نے اس کی خطا معاف کر دی۔

عبداللہ بن طاہر کی گورنری: ۲۰۶ھ میں یحییٰ بن معاذ عامل جزیرہ کے مرنے کی خبر آئی اور یہ کہ اس نے بوقت وفات اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو مامور فرمایا اور رقہ و مصر کے مابین قیام کر کے نصر بن شبث سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور بوقت روانگی عبداللہ بن طاہر بغداد میں سر رشتۂ پولیس پر اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب (عبداللہ بن طاہر کے چچازاد بھائی) کو مقرر کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ۲۰۵ھ میں مامور کیا تھا اور بعض کی روایت ہے کہ ۲۰۷ھ میں۔ بہرکیف طاہر کو یہ خبر لگی تو ایک خط اپنے بیٹے عبداللہ کے نام لکھا جس میں محاسن آداب وسیاست مکارم اخلاق اور آئین ملک داری تحریر کئے تھے جس کو ہم نے مقدمۂ کتاب میں ذکر کیا ہے۔

نصر بن شبث کی بغاوت: الغرض عبداللہ بن طاہر نے رقہ و مصر کے مابین پہنچ کر نصر بن شبث پر محاصرہ ڈالنے کی غرض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا اور ۲۰۹ھ میں مقامِ کیسوم میں خود جا کر اس کو گھیر لیا۔ خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے محمد بن جعفر عامری کو نصر بن شبث کے پاس بہ شرطِ اطاعت امان دینے کا پیام دے کر بھیجا۔ نصر نے اس شرط کو منظور کیا کہ میں حاضر دربار نہ ہوں گا۔ خلیفہ مامون اس شرط کو سن کر تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر مہر سکوت توڑ کر بولا ''اللہ اکبر! نصر کی یہ شان کہ وہ میری صورت دیکھنے کا روادار نہیں ہے''۔

محمد بن جعفر نے دست بوسی کر کے عرض کیا ''اس وجہ سے کہ وہ حاضری سے قاصر ہوتا ہے کہ اس نے بہت بڑی خطا کی ہے''۔ خلیفہ مامون نے جواب دیا ''کیا تو اس کی خطا کو فضل بن ربیع کی خطاؤں سے زیادہ سمجھتا ہے' اس نے تو میرے ان مال واسباب اور آلاتِ حرب کو ضبط کر لیا تھا جس کو خلیفہ رشید نے میرے حق میں وصیت کی تھی اور سپہ سالارانِ لشکر کو اکسا کر میرے بھائی سے جا ملا تھا اور مجھے تن تنہا مرو میں چھوڑ کر دشمنوں کے حوالہ کر کے چلا گیا تھا اور خوب خوب فتنہ و فساد برپا کئے تھے۔ تم نے بھی وہ حالات وواقعات دیکھے اور سُنے ہیں جو اس نے میرے ساتھ کئے اور کیا عیسیٰ بن ابی خالد سے اُس کی لغزش بڑھی ہوئی ہے؟ اس حق ناشناسی نے میرے ہی شہر میں آتش بغاوت مشتعل کی تھی اور میرے دارالحکومت کو زیر وزبر کیا تھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ میری بیعت توڑ کر ابراہیم کی خلافت تسلیم کر لی تھی''۔ محمد بن جعفر نے عرض کیا ''امیر المؤمنین! دولت علیہ پر اُن لوگوں کے حقوق سابقہ تھے۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا اور نصر کا کوئی حق اس دولت علیہ پر نہیں ہے۔ یہ تو بنوامیہ کے لشکر کا آدمی ہے''۔ خلیفہ مامون نے کہا ''جو کچھ ہو میں نصر کی اس شرط کو منظور کروں گا''۔

نصر تک اس مباحثہ کی خبر پہنچی تو اس نے بھی اپنی پیش کردہ شرط پر اصرار کیا۔ عبداللہ بن طاہر نے حصار میں سختی شروع کر دی۔ مجبور ہو کر امان کی درخواست پیش کی۔ عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا۔ چنانچہ ۲۱۰ھ میں نصر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو دربار خلافت میں بھیج دیا اور قلعہ کیسوم پر قبضہ حاصل کر کے پانچ برس کے محاصرہ وجنگ کے بعد اس کو ویران و مسمار کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن طاہر رقہ کی جانب واپس آیا اور ۲۱۱ھ میں بغداد پہنچا۔ عباس بن مامون' معتصم اور اراکین دولت سے ملاقات کی۔

ابن عائشہ کا قتل: ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم امام معروف بہ ابنِ عائشہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے بڑی شد ومد سے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی۔ اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب اور مالک بن شاہین بھی تھا۔ بہ وقت ورود خلیفہ مامون یہ لوگ اطرافِ بغداد میں روپوش ہو گئے تھے۔ چنانچہ جس وقت نصر بن شبث بغداد کے قریب پہنچا جاسوسوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ ابنِ عائشہ وغیرہ معہ اپنے چند ہمراہیوں کے جس دن نصر بغداد میں داخل ہو گا بلوہ کرنے والے ہیں۔ پولیس بغداد نے ان لوگوں کو صفر ۲۱۰ھ میں گرفتار کر لیا اور زدوکوب کر کے ان لوگوں سے ان کے ہمراہیوں کو دریافت کر لیا مگر خلیفہ مامون نے ان لوگوں سے تعرض نہ کیا اور ان لوگوں کو جیل بھیج دیا۔ جیل میں ان لوگوں سے نہایت سختی سے برتاؤ کیا گیا۔ ان لوگوں نے جیل میں نقب زنی کر کے بھاگ جانے کا مشورہ کیا۔ خلیفہ مامون تک یہ خبر پہنچی۔ خود سوار ہو کر جیل میں گیا اور ان لوگوں کو قتل کر کے ابنِ عائشہ کو صلیب دے دی بعد ازاں صلیب سے اتروا کر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری: اسی سنہ میں ابراہیم بن مہدی کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ عورت کا لباس پہنے ہوئے عورتوں میں ملا جلا ہوا جا رہا تھا کسی پولیس افسر کی نظر پڑ گئی چال ڈھال سے تاڑ گیا لپک کر دریافت کیا ''ایسے وقت میں کہاں جا رہی ہو؟'' ابراہیم یہ سن کر سہم گیا فوراً انگوٹھی یاقوت کی ہاتھ سے اُتار کر پیش کر دی' افسر پولیس کا شبہ اس سے قوی ہو گیا۔ گرفتار کر کے کوتوالِ شہر کے پاس لایا۔ کوتوال شہر نے پابہ زنجیر دربارِ خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ مامون نے بنو ہاشم اور ارا کین سلطنت کو دکھلانے کی غرض سے ابراہیم کو اسی صورت و حالت میں دربار میں پیش کیے جانے کا حکم دیا۔ بعد ازاں نگرانی احمد بن ابی خالد قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد جس وقت حسن بن سہل بہ غرضِ مصالحت روانہ ہوا۔ اس وقت خلیفہ مامون نے حسن کی سفارش سے اس کو بھی رہا کر دیا۔ اتفاق سے معتصم اس وقت دربارِ خلافت میں خلیفہ مامون کی خدمت میں تھا یہ خبر معلوم ہوئی تو بلا بھیجا اور جو جو خطائیں اس سے سرزد ہوئی تھیں ایک ایک کر کے اس کو یاد دلائیں۔

ابراہیم نے اپنے کلام منظوم و منثور سے معذرت کی جو فصیح و بلیغ تھا اور وہ کتب تواریخ میں مذکور ہے ہم اس کو نقل کر کے طولِ کلام نہیں کرنا چاہتے۔

بغاوت مصر و اسکندریہ: سری محمد بن حکم صوبہ مصر کا والی تھا ۲۰۵ھ میں جب یہ مر گیا تو اس کا لڑکا عبیداللہ جانشین ہوا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے علم بغاوت بلند کر دیا اور خلافت مآب کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ ان ہی دنوں اندلس سے ایک گروہ اسکندریہ میں آ اترا۔ جس کو خلیفہ حکم بن ہشام نے اطراف قرطبہ سے ممالک مشرقیہ کی جانب جلاوطن کر دیا تھا۔ جب یہ گروہ وارد اسکندریہ ہوا تو اس نے دفعتہً بحالتِ غفلت والیٔ اسکندریہ پر حملہ کر کے نکال دیا اور خود اسکندریہ پر قابض ہو کر ابوحفص عمر بلوطی کو اپنا امیر بنا لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عبداللہ بن طاہر جنگ نصر بن شبث میں مصروف تھا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر مصر کی طرف بڑھا اور قریب مصر پہنچ کر اپنے ایک سپہ سالار کو بڑھنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن سری نے مصر سے نکل کر مقابلہ کیا۔ ہنوز لڑائی کا کوئی آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ عبداللہ بن طاہر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے آ پہنچا اور عبداللہ بن سری کے لشکر پر دوسری جانب سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن سری کو شکست ہوئی۔ مصر میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ بالآخر عبداللہ بن سری نے شدتِ حصار سے تنگ آ کر امان طلب کی۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۲۱۱ھ کا ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن طاہر نے اس گروہ کی سرکوبی کی طرف رُخ کیا جنہوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان لوگوں نے اس کی آمد کی خبر پا کر امان کی درخواست پیش کی۔ عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے منظور کیا کہ اسکندریہ چھوڑ کر بحر روم کے کسی جزیرے میں جو اسکندریہ سے متصل ہو چلے جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس شرط کے مطابق اسکندریہ خالی کر دیا اور یہ جزیرہ اقریطش پر جا کر قبضہ کر لیا اور وہیں مکانات بنا لیے اسی زمانہ سے یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اسی گروہ کے لوگ اس پر متصرف و قابض رہے۔ تا آنکہ (فرانس) نے اس کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

عُمّال: جس وقت ۲۰۴ھ میں خلیفہ مامون وارِدِ بغداد ہوا اور رفتہ رفتہ بغاوت کی مشتعل آگ خاموش ہو گئی۔ اس وقت خلیفہ مامون نے انتظاماً عمال کا ردوبدل شروع کیا۔ کوفہ پر اپنے بھائی ابوعیسیٰ کو۔ بصرہ پر اپنے دوسرے بھائی صالح کو' حرمین پر عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو موصل پر سید بن انس ازدی کو اور بغداد کے سررشتہ پولیس پر طاہر بن حسین کو مامور فرمایا۔ یہ ان دنوں رقہ میں تھا۔ حسن بن سہل نے اُس کو یہاں کا والی مقرر کیا تھا مگر خلیفہ مامون نے اس کو رقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں طلب کر کے بغداد کے سررشتہ پولیس کی افسری مرحمت فرمائی تھی۔ چنانچہ طاہر بن حسین رقہ میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین بنا کر بغداد چلا آیا۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ مامون نے اُس کو خراسان اور کل صوبہ جات شرقیہ کی گورنری عنایت کی اور اس کے بیٹے عبداللہ کو طلب کر کے بجائے اس کے سررشتہ پولیس پر متعین کیا اور یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کی حکومت دی۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو ارمینیہ' آذر بائیجان کی گورنری اور جنگ بابک کا انتظام سپرد کیا۔ اس اثناء میں سری بن محمد بن حکیم والی مصر نے وفات پائی۔ اس کے بیٹے عبداللہ کو جانشین مقرر کیا اور داؤد بن یزید گورنر سندھ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ بشیر بن داؤد مقرر کیا گیا۔ اس شرط پر کہ دس ہزار درہم سالانہ دارالخلافت میں بھیجا کرے۔ اس کے بعد یحییٰ بن معاذ ۲۰۶ھ میں اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنا کر مر گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن طاہر کو جزیرہ کی سندِ گورنری مرحمت فرمائی ساتھ ہی اس کے مصر کو بھی اسی کی گورنری سے ملحق کر کے جنگ نصر شبت پر جانے کا حکم دے دیا۔ عیسیٰ بن یزید جلودی کو ۲۰۵ھ میں مہم زط پر مامور فرمایا۔ بعد ازاں ۲۰۶ھ میں معزول کر کے داؤد بن منجور کو متعین کیا اور مضافاتِ بصرہ' دجلہ' یمامہ اور بحرین کو اس کی گورنری میں شامل کر دیا۔ ۲۰۷ھ میں محمد بن حفص کو طبرستان' ودیان و نہاوند کی گورنری دی گئی۔ اسی سنہ میں سید بن انس نے عرب کے ایک گروہ بنو شیبان نامی پر خلیفہ مامون کے حکم کے مطابق حملہ کیا۔ اس وجہ سے کہ بنو شیبان آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے تھے۔ مقام دسکرہ میں بنو شیبان سے معرکہ آرائی ہوئی اور نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔ ۲۰۹ھ میں علی بن صدقہ معروف بہ زریق کو ارمینیہ اور آذر بائیجان کی گورنری دی گئی اور جنگ بابک کا حکم دیا گیا۔ اس نے اپنی طرف سے احمد بن جنید اسکافی کو مامور کیا جس کو بابک نے قید کر لیا اور ابراہیم بن لیث بن فضل آذر بائیجان کی گورنری پر بھیجا گیا۔ ان دنوں جبال طبرستان میں شہریار بن شروین تھا جس کا ۲۱۰ھ میں انتقال ہوا اور اس کا بیٹا سابور جانشین مقرر کیا گیا۔ مازیار بن قارن نے اس پر فوج کشی کی۔ لڑائی ہوئی سابور گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا اور طبرستان وغیرہ پا مازیار بن قارن کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۱۱ھ میں زریق نے سید بن انس والی موصل پر چڑھائی کی۔ زریق وہ شخص ہے جس نے جبال پر مابین موصل و آذر بائیجان قبضہ کر لیا تھا اور جس کو خلیفہ مامون نے ۲۰۹ھ میں ارمینیہ وغیرہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ چونکہ اس سے اور سید بن انس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں۔ موقع پا کر ایک فوج کثیر مجتمع کر کے بہ قصد جنگ سید بن انس موصل پر چڑھائی کر دی۔ سید بن انس نے چار ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا۔ نہایت شدت سے لڑائی ہوئی۔ اثناء معرکہ میں سید بن انس کام آ گیا۔ خلیفہ مامون کو اس کی خبر وحشت اثر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اوائل ۲۱۳ھ میں محمد بن حمید طوسی کو موصل کی سند گورنری مرحمت فرما کر جنگ زریق و بابک خرمی کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ محمد بن حمید طوسی نے موصل پہنچ کر زریق کو شکست دی۔ موصل پر کمال خوش اسلوبی سے قبضہ کر لیا۔ انہیں[1] ایام میں موسیٰ بن حفص گورنر طبرستان نے وفات پائی خلیفہ مامون نے اس کے بیٹے کو بجائے اس کے مقرر کیا اور حاجب بن صالح کو سندھ کی حکومت عنایت کی۔ بشیر بن داؤد سابق والی سندھ نے اس کو چارج دینے سے انکار کر دیا۔ دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی۔ آخر الامر بشیر بن داؤد شکست کھا کر کرمان بھاگ گیا۔ ۲۱۴ھ کے دور میں محمد بن حمید طوسی بابک خرمی کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کا واقعہ قتل یوں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مہم موصل سے فارغ ہو کر اپنے عظیم الشان لشکر کے ساتھ بابک خرمی پر چڑھائی کی اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے اس کو شکست دیتا ہوا اور مضافاتِ مقبوضہ کا انتظام

---

[1] یہ واقعات ۲۱۱ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۶۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہوا ایک پہاڑ کے دامن تک پہنچا۔ بابک خرمی دامن کوہ میں تھوڑی دیر تک لڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ محمد بن حمید نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا۔ جب تقریباً تین کوس چڑھ گیا تب بابک کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر محمد بن حمید پر دفعتہً حملہ کیا ان لوگوں کے حملہ کرتے ہی بابک بھی ٹوٹ پڑا۔ محمد بن حمید کے ہمراہی گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر محمد بن حمید کے قدم کو جنبش نہ ہوئی اس کے ہمراہ صرف ایک شخص باقی رہ گیا تھا وہ نہایت ثابت قدمی و استقلال سے لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ اتفاق سے بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے محمد بن حمید کو چاروں طرف سے گھیر لیا جو منہزم گروہ کی ایک جماعت کو خاک و خون میں ملا رہا تھا۔ محمد بن حمید زخمی ہو کر گرا اور بات ہی بات میں تڑپ کر دم توڑ دیا۔ خلیفہ مامون کو اس کے قتل سے سخت صدمہ ہوا۔

دیگر بغاوتیں اسی سنہ میں عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی گورنری عنایت فرمائی گئی۔ اس کا بھائی طلحہ بن طاہر اپنے بھائی کی طرف سے خراسان کی حکومت پر متمکن تھا۔ عبداللہ بن طاہر مقامِ دینور میں بقصدِ جنگ بابک لشکر کی درستگی و آراستگی میں مصروف تھا اور خوارج نے میدان خالی دیکھ کر قریہ حمراء مضافات نیشاپور میں بلوہ کر دیا تھا۔ خلیفہ مامون نے یہ خبر پا کر عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی سندِ گورنری مرحمت فرما کر فوراً روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن طاہر دینور سے روانہ ہو کر نیشاپور پہنچا اور اہلِ نیشاپور سے والی نیشاپور کے خصائل و عادات دریافت کئے۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو معزول کر دیا' بلوہ فرو ہو گیا۔ ۲۱۲ھ میں احمد بن عمریٰ معروف بہ احمر العین نے یمن میں برخلاف خلافت سینہ علم بغاوت بلند کیا۔ خلیفہ مامون نے انتظاماً محمد بن عبدالحمید معروف بہ ابوالرازی کو یمن پر مامور فرمایا اور ۲۱۳ھ میں اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ ثغور اور عواصم پر اور اپنے بھائی ابواسحاق معتصم کو شام و مصر پر مقرر کیا۔ عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی جانب روانہ کیا اور ہر ایک کو پانچ پانچ لاکھ درہم بطور انعام مرحمت فرمائے۔

بلادِ مصر میں فساد: ابواسحاق معتصم نے اپنی جانب سے ابنِ عمیرہ باذغیسی کو مصر کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ قیسیہ اور یمانیہ کے ایک گروہ نے ہنگامہ کر کے ۲۱۴ھ میں ابنِ عمیرہ کو مار ڈالا۔ چاروناچار ابواسحاق معتصم خود مصر گیا اور بزور تیغ ان لوگوں کو زیر کیا اور وہیں قیام کر کے بلادِ مصریہ پر اپنی جانب سے عمال مقرر کئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں فتنہ وفساد فرو ہو کر امن وامان قائم ہو گیا۔ ۲۱۳ھ میں چونکہ بشیر بن داؤد نے دارالخلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا۔ اس وجہ سے خلافت پناہی نے غسان بن عباس کو سندھ کی گورنری پر مامور فرمایا۔

ابودلف: ۲۱۴ھ میں خلیفہ مامون نے ابودلف کو دربارِ خلافت میں طلب کیا۔ ابودلف خلیفہ محمد امین کے ہمراہیوں میں سے تھا جو علی بن عیسیٰ بن ماہان کے ہمراہ طاہر بن حسین سے جنگ کرنے کے لئے آیا تھا۔ وہ علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کے بعد ہمدان واپس آیا۔ طاہر بن حسین نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور خلیفہ مامون کی بیعت کرنے کے لئے کہا۔ ابودلف نے جواب دیا کہ میں سردست خلیفہ مامون کی بیعت نہیں کروں گا۔ ساتھ ہی اس کے فریقین میں سے کسی کا ساتھ بھی نہ دوں گا۔ طاہر نے اس کو غنیمت جان کر منظور کر لیا اور ابودلف نے کرخ مضافات ہمدان میں پہنچ کر قیام کیا۔ اس زمانہ سے یہ کرخ ہی میں رہا۔ تا آنکہ خلیفہ مامون نے بقصدِ رے کوچ کیا اور اس کو بلا بھیجا۔ چنانچہ ابودلف باوجودیکہ اس کے ہمراہیوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعزہ واقارب نے منع کیا ترساں وخائف دربارِ خلافت کو روانہ ہوا۔ خلیفہ مامون نے خلافِ توقع اس کی عزت افزائی کی اور کمالِ توقیر سے اپنا مہمان بنایا۔ اسی سنہ میں ابوالرازی والیٔ یمن کو مار ڈالا اور خلیفہ مامون نے علی بن ہشام کو جبل، قم، اصفہان اور آذربائیجان کی گورنری مرحمت فرمائی۔

اہلِ قم کی بغاوت: اسی اثناء میں اہلِ قم میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اس وجہ سے کہ اہلِ قم نے خراج میں ایک لاکھ درہم کم کرنے کی درخواست دی تھی اس اُمید پر کہ خلیفہ مامون نے قیامِ عراق کے زمانہ میں اہلِ عراق کا خراج کم کر دیا تھا۔ مگران کی درخواست منظور نہ ہوئی تب ان لوگوں نے ادائے خراج سے انکار کر دیا۔ خلیفہ مامون نے ان کی سرکوبی پر علی بن ہشام اور عجیف بن عنبسہ کو مامور فرمایا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخران لوگوں نے بلوائیوں کو منتشر کر دیا۔ یحییٰ بن عمران مارا گیا۔ شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کر دی گئیں اور سات لاکھ تاوان جنگ قم والوں سے وصول کیا گیا۔

عبدوس کا قتل: ۲۱۶ھ میں عبدوس فہری ایک شخص نے مصر میں سر اٹھایا اور معتصم کے بعض عمال کو قتل کر ڈالا خلیفہ مامون یہ خبر پا کر دمشق سے مصر آیا اس کے آتے ہی بلوہ فرو ہو گیا۔ لوگوں نے عبدوس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کے روبرو حاضر کیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے گردن زدنی کا حکم صادر کر دیا۔

علی بن ہشام کا قتل: اسی سنہ میں خلیفہ مامون کو علی بن ہشام سے ناراضگی پیدا ہوئی اور یہ ناراضگی اس حد تک بڑھی کہ عجیف اور احمد بن ہشام کو اس کے مال واسباب اور اسلحہ کے ضبط کر لینے پر مامور کیا۔ علی بن ہشام نے یہ خبر پا کر عجیف کو قتل کر کے بابک کے پاس چلے جانے کا قصد کیا۔ مگر اس میں کامیاب نہ ہونے پایا۔ عجیف نے اس کو گرفتار کر کے دربارِ خلافت میں پیش کر دیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اس کا سر شام، عراق، خراسان اور مصر میں نیزہ پر رکھ کر پھرا کر دریا میں ڈال دیا۔ اسی سنہ میں غسان بن عباد سندھ سے مع بشیر بن داؤد کے وارد بغداد ہوا اور خلیفہ مامون نے عمران بن موسیٰ علی کو سندھ کی گورنری مرحمت فرمائی۔

جعفر بن داؤد کی گرفتاری وقتل: جعفر بن داؤد قمی جیل مصر سے قم کی جانب بھاگ گیا اور قم پہنچ کر علم بغاوت بلند کر دیا۔ یہ اس زمانہ سے جیل مصر میں مقید تھا۔ جب کہ خلیفہ مامون نے اس کو حکومت قم سے معزول کیا تھا مگر علی بن عیسیٰ قمی کی حسن تدبیر سے بہت جلد گرفتار ہو کر دارالخلافت میں بھیج دیا گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

بیرونی مہمات: ۲۰۰ھ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو جبکہ وہ سات برس چھ مہینے حکومت کر چکا تھا قتل کر ڈالا اور میخائیل بن جرجیس معزول بادشاہ کو دوبارہ تختِ سلطنت پر بٹھایا۔ نو برس تک اس نے اُن پر حکومت کر کے ۲۱۵ھ میں انتقال کیا۔ اس کے مرنے پر اس کا لڑکا نوفل تخت نشین ہوا۔ ۲۰۱ھ میں عبداللہ بن خرواذبہ والیٔ طبرستان نے بلاز ور اور شیرز بلاد دیلم سے اور جبال طبرستان کو فتح کیا اور شہریار بن شروین جبال طبرستان سے باہر کر دیا گیا اور مازیار بن قارن بقصد حاضر دربارِ خلافت بغداد کی طرف روانہ ہوا اور ابولیلیٰ نے والیٔ دیلم کو گرفتار کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابک خرمی کا ظہور: اسی سنہ میں بابک خرامی جاویدانیہ میں ظاہر ہوا۔ یہ جاویدان بن سہل کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جاویدان کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے۔ جاویدان کے معنی دائم و باقی کے اور خرم کے معنی شادمانی کے ہیں۔ یہ فرقہ معتقدات[1] مجوس کا معتقد تھا۔

ابوبلال کا خروج: ۲۱۴ھ میں ابوبلال صادق شاری نے خروج کیا۔ خلیفہ مامون نے اپنے بیٹے عباس کو معہ ایک گروہ سپہ سالاران کارآزمودہ کے اس کی سرکوبی پر متعین فرمایا لڑائیاں ہوئیں۔ ابوبلال انہیں لڑائیوں میں مارا گیا۔ محرم ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب (طاہر کے چچازاد بھائی) کو اپنا قائم مقام بنا کر لشکر صائفہ کے ساتھ بغرضِ جہاد بلادِ روم میں داخل ہوا۔ ساتھ ہی اس کے اس کو سواد' حلوان اور دجلہ کی گورنری بھی مرحمت فرمائی۔

محمد بن علی رضا کی آمد: جس وقت خلیفہ مامون مقام تکریت میں پہنچا محمد بن علی رضا ملنے کو آئے۔ خلیفہ مامون نے خوشنودیٔ مزاج کی خلعت مرحمت فرمائی اور اپنی بیٹی ام فضل سے (نکاح کے تیرہویں برس) خلوت صحیحہ کرا دی۔ اس کے بعد محمد بن علی رضا معہ اپنے اہلِ وعیال کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہوئے۔

بازنطینی جنگیں: خلیفہ مامون موصل کے راستے منبج گیا اور منبج سے رابق پھر انطاکیہ بعد ازاں مصیصہ و طرسوس ہوتا ہوا بلادِ روم میں داخل ہوا اور قلعہ قرہ کو بہ زور تیغ فتح کر کے اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ یہ قلعہ بہ صلح و امان فتح کیا گیا۔ بہرکیف اس سے پیشتر اسی طرح قلعہ ماجد پر اپنی کامیابی کا پھریرا اڑایا اور انہیں دنوں اشناس کو قلعہ سندس کی جانب اور عجیف و جعفر کو قلعہ سنان کی طرف تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ والیان قلعہ سندس و سنان نے اطاعت قبول کر لی اور اس کا بیٹا عباس شہر ملطیہ میں بقصد جہاد داخل ہوا اور معتصم مصر سے مراجعت کر کے موصل پہنچنے سے پہلے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس میں اس کا بیٹا عباس آ ملا۔ خلیفہ مامون نے بلادِ روم سے واپس ہو کر دمشق کی جانب کوچ کیا۔

فتوحات: پھر رومیوں نے خلیفہ مامون کے مراجعت کرنے کے بعد اپنی قوت کو سنبھالا اور اطراف و جوانب سے فوجیں مرتب و مہیا کر کے طرسوس و مصیصہ پر حملہ کر دیا اہلِ طرسوس و مصیصہ مصالحت کے خیال میں بے خبر بیٹھے ہوئے تھے۔ نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ والیٔ روم نے اس جوش کامیابی میں خلیفہ مامون کی خدمت میں جو خط لکھا تو اس کے سرنامہ پر اپنا نام لکھ دیا۔ خلیفہ مامون اس خط کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ پورا خط بھی نہ پڑھا اور بجائے جواب لکھنے کے خود ہی لوٹ پڑا بلادِ روم میں اس کی مراجعت سے ایک ہل چل سی پڑ گئی۔ متعدد قلعہ جو نہایت مستحکم اور مضبوط بنے ہوئے تھے۔ یہ زور تیغ فتح کرتا ہوا ہر قلعہ پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہلِ قلعہ مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر میں مجبور ہو کر امان کے خواستگار ہوئے اور مصالحت کے ساتھ قلعہ سپرد کر دیا۔ اسی زمانہ میں معتصم نے بھی جو بلادِ روم میں دوسری جانب جنگ کر رہا تھا تیس قلعات فتح کئے از انجملہ ایک مطمورہ ہے تیسری طرف یحییٰ بن اکثم مصروف جدال و قتال تھا اس نے بھی اس جہاد میں بہت بڑا حصہ نیک نامی اور کامیابی کا حاصل کیا ملک روم کے بہت سے شہروں کو

---

[1] اس فرقہ کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ روح قالب عنصری چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب میں چلی جاتی ہے اور ماں' بہن اور بیٹی کے ساتھ نکاح درست ہے۔ اسی اعتبار سے اس مذہب کو دین فرح کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویراں اور ہزاروں گھروں کو بے چراغ کر کے سینکڑوں قیدی پکڑ لایا۔ والی روم نے تنگ آ کر اپنی گستاخی کی معافی مانگی۔ خلیفہ مامون نے اپنی فوج کو مراجعت کا حکم دے دیا۔ واپس ہو کر کیسوم آیا اور دو روز قیام کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ (یہ واقعات ۲۱۶ھ کے ہیں)

رومیوں کی بدعہدی: اس کے بعد ۲۱۷ھ میں رومیوں کی بدعہدی اور نازیبا حرکات سے خلیفہ مامون نے بلاد روم کی طرف بقصد جہاد قدم بڑھائے اور قلعہ لولوہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ تین مہینے دس دن کے محاصرہ کے بعد عجیف کو حصار پر چھوڑ کر واپس آیا۔ نوفل والی روم نے یہ خبر پا کر عجیف کو جا کر گھیر لیا۔ خلیفہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر عجیف کی کمک کو روانہ کیا۔ نوفل یہ سن کر کوچ کر گیا اہلِ قلعہ لولوہ نے امان کی اور نوفل نے مصالحت کی درخواست کی جو منظور نہ کی گئی اور یہ سنہ انہیں لڑائیوں میں تمام ہو گیا۔ خلیفہ مامون ان دنوں سلوین میں تھا۔

طوانہ کی تعمیر: شروع ۲۱۸ھ میں پھر بلاد روم کی جانب جہاد کرتا ہوا لوٹا اور اپنے بیٹے عباس کو تعمیر طوانہ پر مامور کیا چنانچہ عباس نے طوانہ کو ایک مربع میل میں آباد کیا۔ چار کوس کی شہر پناہ بنوائی۔ چاروں سمت ایک ایک دروازہ رکھا اور تکمیل تعمیر کے بعد لوگوں کو مختلف شہروں سے لا کر آباد کیا۔

وفات: ۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون نہر بربروں پر پہنچ کر علیل ہوا۔ یوماً فیوماً مرض بڑھتا گیا۔ اسی حالت میں عراق چلا گیا اور مقام طرسوس میں جان بحق تسلیم کر دی یہ واقعہ اس کی خلافت کے بیسویں برس کا ہے۔

مامون اور مسئلہ خلق قرآن [1] خلیفہ مامون کی کنیت ابوالعباس اور نام عبداللہ تھا۔ پندرہ ربیع الاول ۱۷۰ھ شب جمعہ کو جس رات خلیفہ ہادی کا انتقال اور اس کا باپ ہارون الرشید تخت نشین ہوا بطن مراجل (ام ولد) سے پیدا ہوا۔ عالم طفلی ہی میں کل علوم کی تکمیل کر لی تھی۔ اس نے ہشیم، عباد بن عوام، یوسف بن عطیہ، ابومعاویہ ضریر، اسماعیل بن علیہ اور حجاج اعور سے حدیث کی سماعت کی اور اس سے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم، جعفر بن ابی عثمان طیالسی اور امیر عبداللہ بن طاہر نے روایت کی ہے۔ فقہ و علوم عربیہ اور امام الناس کا بہت بڑا عالم تھا۔ بڑے ہونے پر علوم فلسفہ کی جانب متوجہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں ان علوم میں بھی بہت بڑی درست گاہ حاصل کر لی آخر اسی کم بخت فلسفہ کی بدولت قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا قائل ہو گیا۔ ۲۱۸ھ میں اسحاق بن ابراہیم کو بغداد میں قاضی القضاۃ علماء اور محدثین کے امتحان پر مقرر کیا جو شخص قرآن کریم کے مخلوق ہونے سے انکار کرتے اس کو سزا دی جاتی۔ جیل کی مصیبتیں جھیلتا، دُرّے لگتے۔ شہر بدر کیا جاتا۔ غرض اس کی بے عزتی اور بے توقیری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جاتا، امام احمد بن حنبل اسی کے عہد خلافت میں تھے انہوں نے بھی قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کیا۔ خلیفہ معتصم نے اس قدر دُرّے لگوائے کہ ہوش و حواس جاتے رہے۔ تمام بدن زخموں سے چور چور ہو گیا۔ اس پر بھی تشفی نہ ہوئی تو جیل بھیج دیا۔ اڑتالیس برس کی عمر پائی۔ بیس برس پانچ مہینے تیس یوم خلافت کی باستثناء اس دو برس کے جب کہ مکہ معظمہ میں اس کی بیعت کی گئی تھی اور اس کا بھائی خلیفہ امین بغداد میں محصور تھا۔

خلیفہ مامون اکثر کہا کرتا تھا کہ معاویہ، عمر بن العاص کی وجہ سے، عبدالملک، حجاج کی وجہ سے اور میں بذاتہ مشہور ہوا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت عباسیہ میں ایک فاتح ایک درمیانی ایک خاتم ہوا ہے۔ فاتح تو سفاح خلیفہ اول کہلاتا ہے اور مامون درمیانی خلیفہ تھا۔ اس کے زمانہ میں خلافت عباسیہ کا زمانہ شباب تھا اور خاتم خلافت معتقد ہے۔ خلفاء عباسیہ میں یہ خلیفہ بہت بڑے جاہ و جلال کا تھا۔ جواد، کریم، عالم، علم دوست اور شجاع تھا۔ خاندان برامکہ کو اسی نے اپنے عہد خلافت میں ذلت و رسوائی سے نجات دی اور عزت افزائی کی۔ مگر فضل و جعفر کے نہ ہونے سے ناموری پیدا نہ ہوئی۔

(ملخص از تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۷۶ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۸ و فوت الوفیات جلد اول صفحہ ۲۳۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۹:

ابو اسحٰق محمد معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

معتصم باللہ کی بیعت: مامون کا ولی عہد اس کا بھائی معتصم تھا۔ کنیت اس کی ابو اسحاق تھی اور نام محمد تھا۔ خلیفہ مامون کے مرنے پر معتصم کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ یہ واقعہ پندرہ رجب ۲۱۸ھ کا ہے۔ لشکریوں نے شور وغل مچایا کہ عباس بن مامون کو مسندِ خلافت پر متمکن کیا جائے خلیفہ معتصم نے عباس مامون کو دربارِ خلافت میں طلب کیا۔ عباس نے حاضر ہو کر بطیب خاطر بیعت کر لی۔ شور وغل فرو ہو گیا۔ خلیفہ معتصم نے اسی وقت طوانہ کے مسمار و ویرانہ کرنے کا حکم صادر کیا۔ سامان واسباب جس قدر اٹھا سکے اٹھا لائے۔ باقی کو جلا دیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔

محمد بن قاسم کا خروج: محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن علی زید العابدین بن حسینؓ مدینہ منورہ کی مسجد میں رہا کرتا تھے۔ عابد‘ زاہد اور نیک سیرت تھے۔ خراسان کا ایک شیطان بصورت انسان ان کے پاس آ کر رہنے لگا اس نے یہ خیال مستحکم کر دیا کہ ”آپ مستحق امامت ہیں“ اور جو لوگ خراسان سے حج کرنے کے لئے آتے وہ اس کی تحریک وترغیب سے آپ کی بیعت کر لیتے تھے‘ ایک مدت اسی حالت میں گزری۔ جب خراسان کے معتقدین کی کثرت ہوئی تو محمد بن قاسم معہ اس خراسانی شیطان کے جورجان گئے اور مصلحتاً چند روز دونوں روپوش رہے مگر یہ در پردہ لوگوں کو آپ کی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا اور رؤسا اور امراء کو آپ سے ملاتا رہتا۔ تھوڑے دنوں بعد اس خراسانی شیطان نے محمد بن قاسم کو خروج کرنے کی رائے دی اور لوگوں کو علانیہ رضا من آلِ محمد کی شیعوں کی طرح دعوت دینے لگا۔

محمد بن قاسم کی گرفتاری وفرار: جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں خراسان کے نامی سپہ سالار عبداللہ بن طاہر نے اس طوفان کو روکنے کی طرف توجہ کی۔ اطراف طالقان میں متعدد لڑائیاں ہوئی اور ہر لڑائی میں محمد بن قاسم کو شکست ہی اٹھانا پڑی۔ آخر کار تن تنہا میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگے۔ نسا پہنچے تو کسی نے والیٔ نسا سے آپ کے آنے کی خبر کر دی۔ والیٔ نسا نے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس اور عبداللہ بن طاہر نے پندرہ ربیع الاول ۲۱۹ھ کو ”دارالخلافہ“ میں بغداد خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ معتصم نے مسرور الکبیر خادم کے زیر نگرانی قید کر دیا۔ سال پورا نہ ہونے پایا تھا کہ اسی سنہ کے شب عید الفطر میں جیل سے نکل کر بھاگ گئے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

زط کی شورش: زط ایک گروہ عوام الناس کا تھا‘ جنہوں نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور دن دہاڑے مسافروں اور تجار کو لوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے تھے اور قرب و جوار کے قصبات و دیہات کو ویران کر دیتے تھے۔ محمد بن عثمان ان کا سردار اور اسحاق نامی ایک شخص ان کے کاموں کا منتظم تھا۔ خلیفہ معتصم نے اسی ۲۱۹ھ میں ماہ جمادی الآخر میں عجیف بن عنبسہ کو اس ناہنجار گروہ سے جنگ پر مامور کیا۔ چنانچہ عجیف واسط سے ایک لشکر عظیم الشان مرتب کر کے زط کے مقابلہ پر پہنچا۔ پہلے ہی معرکہ میں تین سو آدمیوں کو قتل اور پانچ سو کو گرفتار کیا اور مقتولوں کے سروں کو دارالخلافت بغداد پہنچا دیا۔ اس کے بعد سات مہینے تک مسلسل زط کے ساتھ معرکہ آرائیوں میں مصروف رہا۔ زط نے مجبور ہو کر ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں امان کی درخواست کی اور سب کے سب جو بغداد میں مع عورتوں اور بچوں کے سترہ ہزار تھے جن میں بارہ ہزار جنگ آور تھے حاضر ہو گئے۔ عجیف ان سب کو اسی ہیئت وصورت سے جس طرح کہ وہ میدان جنگ میں آتے تھے۔ کشتیوں پر سوار کرا کے یوم عاشورہ ۲۲۰ھ میں داخل بغداد ہوا۔ خلیفہ معتصم ان کو دیکھنے ایک کشتی پر سوار ہو کر شامہ کی جانب آیا اور معائنہ کے بعد عین زربہ کی طرف جلاوطن کر دیا' رومیوں نے موقع پا کر ان پر شب خون مارا ایک بھی ان میں سے جانبر نہ ہوا۔

تعمیر سامرا: خلیفہ معتصم نے اپنے عہد خلافت میں مصر کے ایک گروہ کو جمع کر کے مطاربہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور سمرقند' اشروسنہ اور فرغانہ سے ایک گروہ کو منتخب کر کے فراعنہ کا لقب دیا تھا۔ یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر بازار اور عام گزرگاہوں میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے نکلتے تھے۔ اکثر بچے' بوڑھے اور عورتیں ان سے چوٹ کھا جاتی تھیں۔ عام باشندگان بغداد کو اس سے تکلیف ہونے لگی۔ جس وقت ان سے میں کوئی تنہا مل جاتا تو اہل بغداد کو مار دیتے مگر اس پر بھی ان کی تشفی نہ ہوئی۔ واویلا کا شور مچانے لگے۔ وقت بے وقت معتصم کے کانوں تک یہ آواز پہنچنے لگی اس نے رفاہ عام کے طور پر قاطون تعمیر کرنے اور ان لوگوں کو وہاں لے جا کر آباد کرنے کا قصد کر لیا تھا۔ یہ وہ شہر ہے جس کی خلیفہ رشید نے بنا ڈالی تھی لیکن اتفاق سے اس کی تعمیر تکمیل کو نہ پہنچی۔ فصلیں اور شہر پناہ کی دیواریں مسمار و خراب ہو گئیں۔ خلیفہ معتصم نے اپنے بیٹے واثق کو بغداد میں اپنا جانشین بنا کر قاطون آیا اور دوبارہ تعمیر کی بنا ڈالی۔ چنانچہ ۲۲۰ھ میں سلسلہ تعمیر تکمیل کو پہنچا کر سر من رائے کے نام سے موسوم کیا۔ عوام الناس اسے کثرت استعمال سے سامرا کہنے لگے۔ اسی زمانہ سے سامرا ان لوگوں کا دارالحکومت قرار پایا۔

فضل بن مروان کا زوال: یحییٰ جرمقانی خلیفہ معتصم کا زمانہ ولی عہدی میں سیکرٹری تھا۔ اس کے پاس ایک شخص فضل بن مروان بردانی رہتا تھا۔ چونکہ اس کا خط صاف تھا یحییٰ جرمقانی اسی سے خطوط لکھوایا کرتا تھا اور پیشی کا کام لیتا تھا۔ اتفاق سے یحییٰ جرمقانی مر گیا تو معتصم نے فضل بن مروانی کو اپنے سیکرٹری کا عہد عنایت کیا اور اپنے ہمراہ شام اور مصر لے گیا اس کے کچھ عرصہ بعد جب معتصم تخت نشین ہوا تو فضل بن مروان کے اختیارات بہت وسیع ہو گئے۔ ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا۔ قلم دان وزارت کا تو مالک تھا ہی محکمہ دیوان وخزانہ کا بھی افسر ہو گیا۔ شامت آئی تو اس خیال سے کہ میں خلیفہ معتصم کی ناک کا بال ہو گیا ہوں اکثر انعامات و صلے دینے میں خلیفہ معتصم کے حکم کی تعمیل سے گریز کرنے لگا۔ حاضرین دربار نے خلیفہ معتصم کے کان بھرنا شروع کر دیئے۔ وقت بے وقت جب موقع مل جاتا فضل کے حق میں دو چار کلمے برائی کے کہہ گزرتے اور اس امر کو بھی مناسب موقع پر ظاہر کر دینے لگے کہ فضل آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا۔ معتصم کو اس سے ایک خاص خیال پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۲۰ھ میں حساب فہمی کے بعد اس کو مع اس کے اہل وعیال کے حراست میں لے لیا اور بجائے اس کے محمد بن عبدالملک بن الزیات کو مقرر فرمایا۔ پھر تھوڑے دنوں بعد فضل کو جیل سے نکلوا کر موصل کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی گاؤں کی جانب جلاوطن کر دیا۔

بابک خرمی کا استیصال: بابک خرمی کے حالات اور ۲۰۱ھ میں اس کے خروج وظہور کے واقعات اور یہ کہ یہ جاویدان بن سہل کا پیرو ہے۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس نے شہر بذ کو اپنا ملجاء ومسکن بنا رکھا تھا۔ خلیفہ مامون نے اپنے عہدِ خلافت میں جس قدر فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں سب کو اس نے نیچا دکھایا۔ بہت سے سپہ سالارانِ لشکر کو قتل کر ڈالا اور اکثر قلعات کو جو اردبیل اور آذربائیجان کے مابین تھے ویران ومسمار کر دیا۔ جب خلیفہ معتصم تختِ خلافت پر متمکن ہوا تو اس مہم پر ابوسعید محمد بن یوسف کو مامور کیا۔ چنانچہ ابوسعید حسبِ حکم خلیفہ معتصم ان قلعات کو جن کو بابک خرمی نے ویران ومسمار کر دیا تھا از سرِ نو تعمیر کرایا۔ فوج' آلاتِ حرب اور غلہ کی کافی مقدار ذخیرہ کر کے قلعہ کو مضبوط ومستحکم کیا۔ اس اثناء میں بابک خرمی کے کسی دستے نے ان بلاد پر شب خون مارا ابوسعید نے اس کا تعاقب کیا اور نہایت مستعدی سے جو کچھ وہ لوٹ کر لے گیا تھا اس سے چھین لیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اکثر کو گرفتار کر لیا۔ مقتولوں کے سروں اور قیدیوں کو ایک عرضداشت کے ساتھ دربار خلافت میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا۔ (یہ پہلی شکست تھی جو کہ بابک خرمی کے ہمراہیوں کو نصیب ہوئی)۔

بابکی سالار کی گرفتاری: دوسری شکست محمد بن بعیث کے ذریعہ سے ہوئی۔ یہ آذربائیجان کے ایک قلعہ میں جس کو اس نے ابنِ داؤد سے لے لیا تھا اور بابک خرمی کا معین ومددگار تھا اور اس کی فوجوں کے لئے رسد رسانی کا کام دیتا تھا اتفاق سے واقعہ مذکورہ کے بعد بابک خرمی کا ایک سپہ سالار عصمت نامی اس قلعہ کی طرف سے ہو کر گزرا۔ حسبِ عادت قدیمہ محمد بن بعیث نے دعوت کی اور عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ رات کے وقت حالتِ غفلت میں عصمت کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ معتصم نے عصمت سے بابک کے بلاد اور قلعات کے اسرار دریافت کئے۔ عصمت نے رہائی کی اُمید پر عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے عصمت کو قید کر دیا اور افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کی گورنری مرحمت فرما کر جنگِ بابک پر روانہ کر دیا۔

افشین کی سالاری: افشین نے میدانِ کارزار میں پہنچ کر پہلے رسد رسانی کا انتظام کیا اور راستوں کو خطرات سے پاک وصاف کرنے کی غرض سے تھوڑی تھوڑی دور چوکیاں بٹھایاں اور کار آزمودہ تجربہ کار سپہ سالاروں کو پٹرول پر متعین کیا جو شب وروز اردبیل سے اس کے لشکر گاہ تک گشت کیا کرتے اور رسد وغلہ اور کل سامان کو بحفاظت تمام لشکر گاہ تک پہنچایا کرتے اور جب بابک خرمی کا کوئی جاسوس مل جاتا تو افشین اس سے بابک کے اخلاق برتاؤ اور احسانات کے بارے میں دریافت کرتا اور اس سے دو چند ان لوگوں کو مرحمت کر کے رہا کر دیتا۔

بغا الکبیر کی کمک: اس کے بعد خلیفہ معتصم نے بغا الکبیر کو مع کثیر التعداد فوج اور مال واسباب کے افشین کی کمک پر روانہ کیا۔ بابک یہ سن کر بغا الکبیر پر شب خون مارنے کے لئے تیار ہو گیا۔ جاسوسوں نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی۔ افشین نے بغا الکبیر کو لکھ بھیجا کہ تم قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر تک آؤ اور قافلہ کے روانہ ہو جانے کے بعد مع اپنے ہمراہیوں کے پھر اردبیل واپس چلے جاؤ بغا الکبیر نے ایسا ہی کیا۔ بابک یہ خبر پا کر بغا الکبیر کا قافلہ قلعہ نہر کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ شبخون مارنے کے قصد سے اپنے چنے ہوئے ہمراہیوں کے ہمراہ نکل کھڑا ہوا۔ افشین چپکے سے جس دن بغا سے ملنے کا وعدہ تھا نکل کر اردبیل کی طرف چلا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور بحفاظتِ تمام بغا کو مع مال واسباب کے ابوسعید کے مورچہ میں لا کر ٹھہرایا۔

افشین کا حملہ: اس اثناء میں بابک قافلہ تک پہنچ گیا۔ قافلہ کے ہمراہ والی قلعہ نہر بھی تھا۔ بغا الکبیر سے تو مڈ بھیڑ نہ ہوئی والیٔ قلعہ نہر کے سامنے پڑ گیا لڑائی ہونے لگی۔ بابک کے ہمراہیوں نے ان لشکریوں کو جو قافلہ کے ہمراہ تھے تہ تیغ کر کے جو کچھ مال واسباب تھا لوٹ لیا۔ اتفاق یہ کہ اس اثناء راہ میں افشین کے سپہ سالاروں میں سے شہیم نامی ایک سپہ سالار سے دوچار ہو گیا۔ بابک نے اس کو بھی شکست دے دی۔ شہیم ایک قلعہ میں جا کر چھپ رہا بابک نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس عرصہ میں افشین بھی اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا اور دفعتہً بابک کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ بابک کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکر کا زیادہ حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا۔ بابک معدودے چند آدمیوں کے ہمراہ بھاگ کر موقان پہنچا اور اپنے بقیہ لشکر کو موقان میں طلب کر لیا۔

بذ کا معرکہ: دوچار روز قیام کر کے موقان سے روانہ ہو کر مقام بذ میں آ اترا۔ افشین اس کامیابی کے بعد اپنے لشکر گاہ برزند میں آیا۔ لشکریوں کا انعامات اور صلے مرحمت کئے اور بابک کو شکست دینے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ یہ اسی خیال میں تھا کہ بابک نے اپنی حکمتِ عملی سے افشین کے لشکر کا راستہ کاٹ دیا۔ رسد وغلہ کا آنا موقوف ہو گیا۔ افشین کا لشکر رسد کے نہ آنے سے بھوکوں مرنے لگا۔ افشین نے والیٔ صراغہ سے رسد طلب کی۔ لیکن بدقسمتی سے اثناء راہ میں بابک کے لشکریوں نے لوٹ لیا۔ بغا الکبیر یہ خبر پا کر مع اس سامان ومال کے جو اس کے پاس تھا بابک کے ہاتھوں سے بچا کر افشین کے لشکر گاہ میں آیا اور لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد افشین نے اپنے سپہ سالاروں کو بابک کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قلعہ بذ سے چھ میل کے فاصلہ پر پہنچ کر مورچے قائم کئے اور بغا الکبیر نے قریۂ بذ میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو اس معرکہ کی نذر کر کے محمد بن حمید سپہ سالار کے مورچہ میں واپس آ گیا۔ افشین نے اس کے امداد طلب کرنے پر اپنے بھائی فضل اور احمد بن خلیل بن ہشام اور ابوجوشن اور جناح الاعور کو (جو حسن بن سہل کے باڈی گارڈ کا افسر تھا) بغا کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ فلاں روز فلاں وقت بابک کے لشکر پر تم لوگ حملہ کرنا میں بھی اُسی دن اور اُسی وقت مقررہ پر اس سمت سے حملہ آور ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ بغا وغیرہ نے شدت سرما اور بارش کی وجہ سے وقت اور یوم مقررہ پر حملہ نہ کیا اور افشین نے تیاری کر کے حملہ کر دیا۔ بابک کا لشکر جو اس کے مقابلہ پر تھا تاب نہ لا سکا پیچھے ہٹ گیا۔ افشین نے بڑھ کر اس کے مورچہ پر قبضہ کر لیا۔

شبخون: اگلے دن بغا وغیرہ شدت سرما وبارش سے تنگ آ کر کسی رہبر کے رہبری کے ذریعہ سے ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جو افشین کی لشکر گاہ کے قریب تھی۔ یہاں پر بھی ان کو اسی سرما اور بارش سے سابقہ پڑا۔ مزید برآں یہ ہوا کہ برف بھی پڑ گئی۔ ہاتھ پاؤں نے کام دینے سے جواب دے دیا۔ دوروز تک اسی حالت میں مبتلا رہے۔ ادھر بابک نے موقع پا کر افشین کے لشکر پر شبخون مارا اور لڑ کر پیچھے ہٹا دیا۔ ادھر بغا کے رکاب کی فوج نے رسد وغلہ ختم ہونے کی وجہ سے شور وغوغا مچایا۔ بغا نے مجبور ہو کر بقصد قلعہ بذ ونیز افشین کا حال دریافت کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ کچھ دور نکل آنے پر افشین کا حال معلوم ہوا۔ بابک کے خوف سے پھر اسی پہاڑی کی جانب لوٹا اور بوجہ تنگی راہ وکثرت فوج دوسری راہ اختیار کی بابک کے پتر ول نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاقب کیا۔ بغا کے ہمراہیوں نے ان کی جانب مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ نہایت تیزی سے اس تنگ و دشوار گزار راستہ کو طے کر گئے۔ اس اثناء میں رات آ گئی۔ بغا نے مال و اسباب کی حفاظت کے خیال سے دامن کوہ میں پڑاؤ کیا اور چاروں طرف لوگوں کو پہروں پر مقرر کیا۔ سب کے سب تھکے تو تھے ہی سو گئے۔ بابک نے موقع پا کر چھاپہ مارا اور جو کچھ ان کے پاس مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ بغا مع اپنے ہمراہیوں کے خندق اول میں چلا آیا جو اسفل کوہ میں تھا۔

طرہ خان کا قتل: طرہ خان بابک خرمی کا ایک نامور سپہ سالار تھا۔ بابک کی اجازت سے مراغہ کے ایک قریہ میں ایام شا گزار کرنے کو چلا آیا تھا۔ افشین نے اپنے سپہ سالار کو جو مراغہ میں تھا۔ طرہ خان کی گرفتاری کو لکھ بھیجا۔ سپہ سالار مراغہ نے شب کے وقت طرہ خان کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور قتل کر کے اس کا سر افشین کے پاس بھیج دیا۔

جعفر خیاط کی کمک: انہیں واقعات پر ۲۲۱ھ رخصت ہو جاتا ہے اور ۲۲۲ھ کا دور شروع ہوتا ہے۔ خلیفہ معتصم نے جعفر خیاط کو بسر افسری ایک عظیم الشان فوج کے افشین کی کمک پر روانہ کیا اور ایتاخ کی معرفت تیس لاکھ درہم فوج کے مصارف کے لئے بھیجے۔ اس مالی اور فوجی امداد سے افشین کی قوت بڑھ گئی۔ اوائل فصل ربیع میں بقصد جنگ بابک کوچ کر دیا۔ رود کلان پر پہنچ کر خندق کھودی مورچے قائم کئے اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ بابک کا ایک سپہ سالار جس کا نام اذین ہے اسی مورچہ کے مقابلہ پر صف آرائی کر رہا ہے اور اپنے اہل و عیال کو اس نے کسی پہاڑی قلعہ پر بھیج دیا ہے۔

اذین کی پسپائی: افشین نے اپنے سپہ سالار کو معہ ایک دستہ فوج کے اذین کے اہل و عیال کو گرفتار کر لانے کو بھیج دیا۔ چنانچہ اس سپہ سالار نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اذین کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی ان کی روک ٹوک کرنے کے لئے سوار ہو کر نکلا اثناء راہ میں ملاقات ہوگئی۔ فریقین ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ اذین نے کچھ عورتوں کو چھین لیا۔ افشین کے آدمیوں نے سیاہ جھنڈیوں کے ذریعہ سے اس واقعہ سے افشین کو آگاہ کر دیا جو پہلے سے مختلف بلند مقامات پر سیاہ جھنڈیاں لئے ہوئے بیٹھے تھے اور ان کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ اگر کوئی حادثہ یا فریق مخالف کو حملہ آور دیکھو تو انہیں سیاہ جھنڈیوں کے ذریعہ سے اطلاع دینا۔ افشین نے فوراً ایک گروہ کو ان کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ اس گروہ کے آنے سے اذین کے ہوش و حواس جاتے رہے گھبرا کر بھاگا اور افشین کے ہمراہی مع اذین کی بقیہ عورتوں کے واپس آئے۔

افشین کی مشکلات: اس واقعہ کے بعد افشین آہستہ آہستہ قلعہ بذ کی طرف بڑھنے لگا۔ رات کے وقت لوگوں کو پہرہ پر مقرر کرتا اور خود بھی شب کے وقت بابک کے خوف سے پٹرول کے ساتھ گشت کرنے کو نکلتا اگرچہ لشکری شب کی بیداری اور دن کے سفر سے تھک گئے۔ مگر امیر لشکر کے حکم کی تعمیل نہایت خوش دلی سے کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ قلعہ بذ کے روبرو ایسے مقام پر پہنچے جہاں کہ قدرتی طور سے تین پہاڑیوں ایک دوسرے سے متصل واقع تھیں اور ان تین پہاڑیوں کے درمیان میں ایک وسیع میدان تھا۔ افشین نے اپنے لشکر کو اسی میدان میں مع غلہ اور جملہ اسباب ضروری کے ٹھہرایا اور تمام راستوں کو ایک راستہ کے سوا پتھروں سے چن دیا۔ انہیں پہاڑیوں کے قریب بابک کا لشکر بھی پڑا ہوا تھا۔ افشین روزانہ غیس میں نماز صبح ادا کر کے نقارہ بجواتا۔ لشکری اسی نقارہ کی آواز سن کر تیار ہو جاتے۔ افشین جب تک مصروف جدال و قتال رہتا نقارہ بجتا رہتا اور جب جنگ کو روکنا مقصود ہوتا تو نقارہ کا بجانا بند کر دیتا۔ غرض لشکر نقارہ کی آواز پر کام کرتے اور جب اس کا ارادہ آگے بڑھنے کا ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو درۂ کوہ پر ایک لشکر متعین کر جاتا جو اس قدرتی قلعہ کی محافظت کرتا جس کو اس نے اپنی ضرورت کے لئے بنا لیا تھا اور بابک یہ انتظام کرتا کہ جس وقت افشین حملہ آور ہوتا وہ چند آدمیوں کو اسی گھاٹی کے نیچے کمین گاہ میں بٹھا دیتا۔ افشین نے ہر چند اس کی تلاش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔

اکثر اوقات ابوسعید' جعفر خیاط اور احمد بن خلیل بن ہشام تین تین دستوں فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ کرتا تاکہ یکے بعد دیگرے میدانِ کارزار میں جائیں اور خود ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا لڑائی کا منظر دیکھتا رہتا۔ اس مقام سے بابک کا قلعہ اور محل سرائے بھی دکھائی دیتا تھا۔ ہمیشہ بابک ان کے مقدمہ میں معدودے چند آدمیوں کو لے کر آتا اور باقی فوج کمین گاہ میں رہتی۔ ہر وقت اس کے لشکری شراب پیتے' گلچھرے اڑاتے' گاتے اور بانسری بجاتے۔ ظہر تک افشین یہ منظر دیکھتا رہتا' بعد ادائے ظہر اپنی خندق میں واپس آتا اس کے واپس ہوتے ہی یکے بعد دیگرے اس کی فوجیں بھی میدان جنگ سے ترتیب وار واپس آجاتی تھیں۔

جعفر خیاط کا حملہ : بابک کا گروہ اس طویل جنگ سے گھبرا گیا۔ ایک روز حسب دستور افشین کا لشکر واپس ہوا۔ اتفاق سے جعفر پیچھے رہ گیا۔ بابک کا لشکر میدان خالی سمجھ کر بذ سے نکل پڑا' جعفر نے بڑھ کر حملہ کیا اور بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو پکارا۔ افشین کا لشکر لوٹ پڑا۔ لڑائی پھر دوبارہ چھڑ گئی۔ جعفر کے ہمراہیوں میں سے ابودلف کے ساتھ ایک گروہ رضا کار (والنٹیرز) کا تھا ان لوگوں نے بلا حکم افشین بابک پر اس زور شور سے حملہ کیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ کمندیں ڈال کر قلعہ پر چڑھ جائیں گے۔ جعفر نے میدانِ کارزار میں افشین سے پانچ ہزار تیر اندازوں کی امداد طلب کی۔ افشین نے کہلا بھیجا کہ تم امدادی فوج کا انتظار نہ کرو جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ بہ حکمتِ عملی واپس چلے جاؤ۔ جنگ کا نقشہ خطرناک ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں رضا کار حملہ کرتے ہوئے بذ تک پہنچ گئے۔ فریقین کے شور وغل سے میدان گونج رہا تھا۔ بابک کے ان لشکریوں نے جو کمین گاہ میں تھے یہ سمجھ کر کہ قلعہ تک فریق مخالف پہنچ گیا ہے۔ کمین گاہ سے نکل آئے۔ افشین پر اس قلعہ کارزار و کمین گاہ کا حال منکشف ہو گیا لڑائی طویل ہو گئی تھی۔ فریقین لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور آفتاب بھی گوشۂ مغرب میں پہنچ گیا تھا۔ جعفر لڑتے لڑتے آہستہ آہستہ اپنے مورچے کی طرف واپس ہوا۔ مغرب کے وقت تک لڑائی بند ہو گئی اور دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ پر آئے کمریں کھولیں جعفر ہاتھ منہ دھو کر افشین کے پاس گیا۔ افشین نے عدول حکمی اور خلافِ مرضی جنگ کرنے پر ناراضگی ظاہر کی۔ جعفر نے افشین کے امداد نہ بھیجنے پر اظہارِ ملال کیا۔ غرض دونوں نے معقول وجوہات بتائیں تو صفائی ہو گئی۔

افشین اور رضا کاروں میں مصالحت : اس کے بعد رضا کاروں نے خرچ کی کمی و رسد کی شکایت کی۔ افشین نے جواب دیا ''جو شخص اس کی مصارف اور گرسنگی کی تکالیف برداشت کر سکے وہ ہمارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ پر رہے ورنہ اپنا راستہ لے۔ امیر المؤمنین کے لشکر میں بفضلہٖ تعالیٰ جنگ آوروں کی کمی نہیں ہے''۔ رضا کار یہ کہتے ہوئے کہ واپس ہوئے کہ ''ہم تو قلعہ بذ کو بات ہی بات میں فتح کر لیتے مگر امیر لشکر ناحق ہم لوگوں کو ثوابِ جہاد سے محروم کرتا ہے۔ اب بھی اگر ہم کو حملہ کرنے کا حکم دے تو ہم اپنی قوت کا نتیجہ دکھلا دیں افشین کے کان تک یہ باتیں پہنچ گئیں''۔ رضا کاروں کو طلب کر کے تسلی دی۔ جنگ کا حکم دیا اور جس وقت ان لوگوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اُسی وقت خود بھی حملہ کرنے کا وعدہ و اقرار کیا۔ مال'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب، خوراک، پانی اور آلاتِ حرب خاطر خواہ ان لوگوں کو دیا۔ زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اٹھانے کے لئے خچروں پر محملیں رکھوا دیں اور جعفر کو اسی مورچہ کی طرف بڑھنے کا کہا جہاں تک کل بڑھ گیا تھا۔

جعفر و بابک خرمی میں معرکہ: اگلے دن جعفر نے تیر اندازوں، لفاطون اور نامی نامی جنگ آوروں کو منتخب کر کے ایک لشکر مرتب کیا اور رضا کاروں کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے میدانِ جنگ میں آیا۔ بابک کے لشکر نے قلعہ سے تیر باری شروع کر دی۔ جعفر کے رکاب کی فوج خود کو بابک کے حملوں سے بچاتی ہوئی قلعہ بذ کی فصیلوں تک پہنچ گئی اور جعفر کمال مردانگی و استقلال سے دروازہ بذ پر پہنچ کر لڑنے لگا۔ لڑتے لڑتے دوپہر ڈھل گئی۔ افشین نے حسبِ ضرورت ان لوگوں کے لئے کھانا اور پانی روانہ کیا اور قلعہ بذ کی فصیلوں کو توڑنے کی غرض سے مزدوروں کو مع پھاوڑوں اور کدالوں کے جعفر کے پاس بھیجا۔ اس اثناء میں بابک کا لشکر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور رضا کاروں کو اپنے پر زور حملہ سے قلعہ بذ کی فصیل سے پیچھے ہٹا دیا۔ لشکر جنگ نہایت خطرناک تھا کبھی بابک کا لشکر رضا کاروں کو قلعہ کی فصیل سے پسپا کر دیتا تھا اور کسی وقت رضا کار بابک کے لشکر کو قلعہ کے اندر داخل دیتے۔ غرض فریقین اسی حالت میں تھے کہ شام ہوگئی اور رات نے اپنے سیاہ دامان میں آفتاب عالم تاب کو چھپا لیا۔ افشین نے اپنے لشکر کو میدانِ جنگ سے مراجعت کا حکم دیا۔ آخر دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ میں آئے۔ لطف یہ ہے کہ ہر فریق کو اس جنگ کے بعد اپنی کامیابی سے نا اُمیدی ہوگئی اکثر رضا کار اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

آذین کی پسپائی: دو ہفتہ بعد افشین نے پھر جنگ کی تیاری کی۔ لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو جس میں ایک ہزار تیر انداز تھے آدھی رات کے وقت اس پہاڑی کی جانب روانہ کیا جو قلعہ بذ کے قریب تھی اور جس کے دامن میں بابک کا نامی سپہ سالار آذین صف آرائی کرتا تھا اور ان کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت جعفر کو بذ کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھنا، تیر باری کرتے ہوئے بابک کے لشکر پر حملہ کر دینا۔ دوسرے حصہ کو اس ٹیلہ کے نیچے کمین گاہ میں چھپا دیا جس کی چوٹی پر بابک کے آدمی کمین گاہ میں بیٹھے تھے۔ تیسرے حصہ کو محافظت کی غرض سے لشکر گاہ میں چھوڑا اور چوتھے حصہ کو مسلح و مرتب کر کے صبح ہوتے ہی سوار ہو کر اس مورچہ کی طرف آیا جہاں پر حسبِ عادت گزشتہ لڑائیوں میں ٹھہرتا تھا۔ جعفر خیاط چند نامی سپہ سالاروں کے ہمراہ اس پہاڑی کی طرف بڑھا جس کے دامن میں آذین سپہ سالار بابک نے صف آرائی کی تھی۔ آذین نے جعفر کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیر باری شروع کی۔ ادھر سے جعفر کے ہمراہیوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ادھر سے ان تیر اندازوں نے تیروں کا مینہ آذین پر برسانا شروع کر دیا جو نصف شب سے اس پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آذین کے ہمراہی اس دو طرفہ حملہ سے گھبرا گئے اور وادی کی طرف بڑھے تو ٹیلہ کے نیچے سے دوسری کمین گاہ والوں نے خارا شگاف تیروں سے استقبال کیا۔

قلعہ بذ پر قبضہ: بابک نے عنوانِ جنگ بگڑتا ہوا دیکھ کر افشین سے یہ درخواست کی کہ مجھے اس قدر جنگ سے مہلت دیجئے کہ میں اپنے اہل و عیال کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کر لوں۔ بعد ازاں قلعہ بذ کی کنجیاں میں آپ کے حوالہ کر دوں گا ہنوز یہ مرحلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ کسی نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی کہ عساکر اسلامیہ نے قلعہ بذ پر قبضہ کر لیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس کے میناروں پر امیر کی کامیابی کا پھریرا اڑا دیا گیا۔ افشین سجدۂ شکر ادا کر کے قلعہ بذ میں داخل ہوا اور بابک کے محل سراؤں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آگ لگا دی۔ جس قدر اس کے لشکری سامنے آئے قتل کر ڈالے گئے، عورتیں اور بچے قید کر لئے گئے اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کر قریب مغرب اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس کی مراجعت کے بعد بابک نے اپنے اہل و عیال کو دوسرے مقام پر منتقل کر دیا اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکا اٹھا لے گیا۔ اس کے دوسرے دن پھر افشین قلعہ بذ کے ملاحظہ کے لئے آیا۔ پہلے روز کی آتش زدگی سے جو مکانات شاہی بچ گئے تھے ان کو بھی جلوا دیا اور ملوکِ ارمینیہ اور ان کے بطریقوں کو بابک کے بھاگنے کا حال تحریر کر کے اس کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ اس کے بعد کسی جاسوس نے آ کر یہ خبر دی کہ بابک اس وقت وادی میں ہے جس کا ایک کنارہ آذربائیجان سے ملحق ہے اور دوسرا کنارہ ارمینیہ تک پھیلا ہوا ہے۔ افشین نے اسی وقت چند آدمیوں کو اس کی گرفتاری پر متعین کیا مگر گنجان درختوں اور جھاڑیوں نے ان لوگوں کی نظروں سے بابک کو بچا لیا۔

بابک کا فرار: اس اثناء میں خلیفہ معتصم نے بابک کو امان دینے کا حکم بھیج دیا۔ افشین نے اس فرمان کو بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو جو اس کی امان کا مدعی تھا حوالہ کر کے بابک کے پاس بھیجا۔ بابک نے اس امان ہی کو منظور نہ کیا بلکہ طیش میں آ کر دو ایک آدمیوں کو جو افشین کے لشکر کے تھے قتل کر ڈالا اور اس وادی سے معہ اپنے بھائی عبداللہ و معاویہ اور اپنی ماں کے بہ قصد ارمینیہ نکل کھڑا ہوا۔ اتفاق سے محافظین میں سے کسی کی نظر پڑ گئی جو اس کی گرفتاری پر متعین کئے گئے تھے اس نے اپنے سردار ابو السفاح سے جا کر کہہ دیا۔ ابو السفاح نے تعاقب کا حکم دے دیا۔ ایک چشمہ پر جا کر ان لوگوں نے گھیر لیا۔ بابک سوار ہو کر بھاگ گیا مگر اس کی ماں اور اس کا بھائی معاویہ گرفتار ہو کر افشین کے پاس بھیج دیئے گئے۔

بابک کی گرفتاری: اس واقعہ کے بعد بابک جبال ارمینیہ میں جا کر روپوش ہوا۔ جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے زادِ راہ ختم ہو گیا تھا۔ ایک شخص کو اپنے ہمراہیوں میں سے کچھ روپیہ دے کر کھانا خریدنے کو بھیجا۔ کسی افسر پولیس کی اس شخص پر نظر پڑ گئی وہ چال ڈھال سے تاڑ گیا۔ سہل بن سا باط کے پاس کہلا بھیجا کہ ایک شخص اس شکل و صورت کا آیا ہے مجھے اس پر شبہ ہوتا ہے کہ وہ بابک کے ہمراہیوں میں سے ہے سہل بن سا باط یہ سن کر دوڑ آیا اور اس شخص کے ساتھ ساتھ بابک کے پاس گیا۔ بابک کا چہرہ اس کو دیکھتے ہی فق ہو گیا۔ سہل بن سا باط بابک کو چاپلوسی سے دم پٹی دے کر اپنے قلعہ میں لایا اور چپکے سے افشین کو اطلاع کر دی۔ افشین نے دو سپہ سالاروں کو بابک کے گرفتار کر لانے پر مامور کیا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ ابنِ سا باط کی رائے پر چلنا ذرہ بھر اس کی مخالفت نہ کرنا۔ ابنِ سا باط نے ان لوگوں کو قلعہ کی ایک جانب چھپا دیا اور بابک کو شکار کھیلنے کے حیلہ سے میدان کی طرف لے چلا۔ ان دونوں سپہ سالاروں نے موقع پا کر حالتِ غفلت میں بابک کو گرفتار کر لیا۔ افشین کے پاس لائے ان لوگوں کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن سا باط بھی تھا۔ افشین نے بابک کو قید کر دیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں معاویہ بن سہل کو ایک ہزار درہم اور سہل کو ایک لاکھ درہم اور ایک پٹی جواہر نگار مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد افشین کی طلبی پر عیسیٰ بن یوسف بن اسطقانوس والی بلقان نے عبداللہ برادر بابک کو جو ایک مدت سے اس کے پاس پناہ گزین تھا افشین کے پاس بھیج دیا۔ افشین نے بابک کے ساتھ اس کو بھی قید کر دیا اور ایک اطلاعی عرضداشت خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دی۔

افشین کی واپسی: خلیفہ معتصم نے مع ان دونوں کے سامرہ تک ہر منزل پر خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق افشین کی کمال

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت واحترام سے استقبال وخاطر مدارات کی اور ایک قاصد خاص خلیفہ کا مع خلعت فاخرہ اور ایک راس عربی گھوڑے کے افشین سے ملتا تھا جس وقت سامرہ کے قریب پہنچا خلیفہ معتصم کا بیٹا واثق معہ سرداران وارکین سلطنت کے استقبال کی غرض سے سامرہ سے باہر آیا اور کمال توقیر سے قصر مطیرہ میں ٹھہرایا۔ افشین نے اسی قصر میں بابک کو بھی اپنے زیر حراست رکھا۔ خلیفہ معتصم کے حکم سے افشین کے سر پر تاج رکھا گیا قیمتی خلعت پہنائی گئی۔ بیس لاکھ درہم بطور صلے کے مرحمت فرمائے اور دس لاکھ درہم اس کے لشکریوں میں تقسیم کئے گئے۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۲۲۳ھ کا ہے۔

بابک کا قتل: اسی زمانہ میں جبکہ بابک قصر مطیرہ میں مقید تھا احمد بن ابی داؤد بابک کو دیکھنے کے لئے آیا۔ تھوڑی دیر تک بہ نظر غور دیکھتا رہا بعد ازاں چند باتیں کر کے واپس گیا۔ اس کے بعد ایک روز خلیفہ معتصم خود تشریف لایا اور سر سے پاؤں تک دیکھ کر لوٹ گیا۔ اگلے روز خلیفہ معتصم دربارِ عام میں رونق افروز ہوا اور لوگوں کو حسب مراتب دربارِ عام سے قصرِ مطیرہ تک بٹھایا اور بابک کو ہاتھی پر سوار کرا کے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جس وقت بابک دربار شاہی میں پہنچا خلیفہ معتصم نے حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو ذبح کر ڈالو۔ اس حکم کی ان لوگوں نے کمال تیزی سے تعمیل کی جو اس کام پر پہلے سے مامور تھے۔ سر کو خراسان بھیج دیا۔ لاش کو سامرہ میں صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بھائی عبداللہ کو بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا تاکہ اس کے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا جائے۔

افشین اس مہم میں بابک کے محاصرہ کے زمانہ میں علاوہ غلہ اور مصارفِ سفر وقیام کے جس روز میدانِ جنگ میں جاتا تھا دس ہزار یومیہ خرچ کرتا تھا اور جس دن اپنے مورچے میں رہتا تھا پانچ ہزار۔ بابک نے اس بیس برس کی مدت میں ایک لاکھ پچپن ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔ سپہ سالاروں میں سے یحییٰ بن معاذ' عیسیٰ بن محمد' بن ابی خالد' احمد بن جنید' زریق بن علی بن صدقہ' محمد بن حمید طوسی اور ابراہیم بن لیث کو شکست دی۔ تین ہزار تین سو آدمی اس کے ہمراہ قید کئے گئے اور سات ہزار چھ سو نفر مسلمان عورتیں اور ان کے بچے اس کے پنجہ غضب سے چھڑائے گئے۔ یہ لوگ ایک احاطہ میں ٹھہرا دیئے گئے۔ جو شخص ان لوگوں میں کسی کا والی وارث آتا اس سے شہادت لی جاتی اور ثبوت کے بعد ولایت ووراثت حوالہ کر دیا جاتا۔ اس معرکہ میں افشین نے بابک کے اہل وعیال سے سترہ مردوں اور تیس عورتوں کو گرفتار کیا تھا۔

بازنطینیوں سے جنگ: ۲۲۳ھ میں نوفل بن میخائیل والی روم نے بلاد اسلامیہ کی طرف قدم بڑھائے اور غفلت میں اہل زبطرہ پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ اس جرات وجسارت کی یہ وجہ ہوئی کہ بابک خرمی جس وقت اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بدنصیبی اور بدبختی کے میدان میں چاروں طرف سے گھر گیا اس وقت اس نے اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کی جنگی قوت دو لڑائیوں کی طرف منقسم ہو جائے اور عجب نہیں یہی حیلہ میری جان بری کا ہو' نوفل بن میخائیل والی روم کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتصم نے میرے مقابلہ پر اپنا تمام لشکر بھیج دیا ہے امراء وافسران فوج کا کیا ذکر کرے اپنے خیاط جعفر بن دینار اور طباخ ایتاخ کو بھی میری مہم پر روانہ کر دیا ہے۔ یہ موقعہ اچھا ہے تم اس کو غنیمت شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کر دو اب کوئی شخص دارالخلافت میں ایسا نہیں باقی رہا جو تمہارے مقابلہ کا قصد بھی کر سکے۔

نوفل کا شب خون: نوفل اس امر سے مطلع ہو کر جامہ سے باہر ہو گیا ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ بلاد اسلامیہ پر حملہ کر دیا اس لشکر میں وہ لوگ بھی تھے جن کو اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اس سے پیشتر شکست دی تھی اور وہ اپنی جانیں بچا کر بلاد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روم چلے گئے تھے نوفل نے زبطرہ پر پہنچ کر شب خون مارا مردوں میں سے جو مقابلہ پر آیا حالت غفلت میں ان کو گرفتار کر لیا قتل کر ڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ بعد ازاں ملطیہ کی جانب لوٹا اور اہلِ ملطیہ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔

ایک ہاشمی خاتون کی فریاد: رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی بہت شاق گزرا کسی نے حاضرین میں سے واقعات زبطرہ وملطیہ بیان کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ ایک ہاشمیہ عورت کو رومی کشاں کشاں لئے جاتے تھے اور وہ ((وا معتصماہ و امعتصماہ)) کہتی جاتی تھی۔ خلیفہ معتصم اس پُر درد قصہ کو سن کر بے قرار ہو گیا۔ لبیک لبیک کہہ کر مسند خلافت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ قصرِ خلافت میں کوچ کی منادی کرا دی۔ گھوڑے پر سوار ہو کر دار العوام کی جانب آیا امراء لشکر کو جمع کر کے قاضی بغداد عبدالرحمٰن بن اسحاق اور شعبہ بن سہل کو معہ تین سو تین معززین علماء و صلحاء کے طلب کیا اور اپنے تمام مال و اسباب کی ایک فہرست مکمل تیاری کی ایک حصہ اپنے لڑکوں کو اور ایک حصہ خادموں کو دیا اور ایک حصہ وقف بوجہ اللہ کیا۔ دستاویز تقسیم کی تکمیل کرا کے ان لوگوں سے لکھوائی اور لشکر آراستہ و مرتب کرنے کی غرض سے دوسری جمادی الاول ۲۲۳ھ کو غربی دجلہ کی طرف کوچ کر دیا۔ نہایت تھوڑی مدت میں مجاہدین اور شاہی لشکریوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ عجیف بن عنبسہ اور عمر فرغانی کو مع ایک گروہ سپہ سالاران لشکر کے اپنی روانگی سے پیشتر اہلِ زبطرہ کی امداد کو روانہ کیا۔

فتح عموریہ کا قصد: اتفاق سے یہ لوگ زبطرہ میں اس وقت داخل ہوئے جبکہ رومی اس کو ویران و غارت کر کے کوچ کر گئے تھے چار و ناچار خلیفہ کے حکم ثانی کے انتظار میں قیام کر دیا۔ اہلِ زبطرہ رومیوں کے طوفان بے تمیزی فرو ہونے اور عساکرِ اسلامیہ کے آنے کے بعد رفتہ رفتہ زبطرہ میں آ کر آباد ہونے لگے۔ اس اثناء میں عساکرِ اسلامی کو بمقابلہ بابک فتح یابی حاصل ہو گئی۔ خلیفہ معتصم نے اپنے مصاحبین سے دریافت کیا "رومیوں کے نزدیک کون سا شہر عمدہ اور عالی شان ہے"۔ عرض کیا "عموریہ"۔ خلیفہ معتصم نے یہ سنتے ہی تیاری کا حکم صادر فرمایا اور کمال تیزی و عجلت سے اس قدر ساز و سامانِ جنگ اور آلاتِ حرب مہیا کئے کہ اس سے پیشتر کسی جہاد میں نہیں مہیا کئے تھے۔ مقدمۃ الجیش پر اشناس کو اور اس کے بعد محمد بن ابراہیم بن مصعب کو، میمنہ پر ایتاخ کو میسرہ پر جعفر بن دینار خیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو مامور کر کے کوچ کر دیا بلاد روم میں داخل ہو کر مقام سلوقیہ میں پہنچ کر نہر سن پر دریا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ مقام طرطوس سے ایک یوم کی مسافت پر واقع تا۔ نہر سن پر پہنچنے کے دوسرے دن افشین کو سرحد حرث سے سروج کی طرف اور اشناس کو درہ طرطوس کی جانب روانہ کیا اور حملہ کرنے کا دن اور وقت مقرر کر دیا اور اشناس کو یہ ہدایت کر دی کہ صفصاف میں پہنچ کر لشکر ہمایوں کے آنے کا انتظار کرنا۔ اشناس کی روانگی کے بعد وصیف کو روانہ کیا اور جب کہ چھ راتیں ماہ رجب کی باقی رہ گئی تھیں خود بھی کوچ کیا۔

انقرہ کی فتح: اس اثناء میں جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ خبر پہنچی کہ بادشاہ روم اسلامی مقدمۃ الجیش پر شب خون مارنے والا ہے۔ خلیفہ معتصم نے اشناس کو لکھ بھیجا کہ "تم کو جس مقام پر فرمان ہذا ملے اُسی مقام پر تین یوم کے لئے قیام کر دینا۔ اس عرصہ میں آ پہنچوں گا۔ اس کے بعد ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا وارد ہوا کہ تم اپنے لشکر کے سپہ سالاروں میں سے کسی ہوشیار سپہ سالار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ والیٔ روم اور رومی لشکر کے حالات دریافت کرنے پر مامور کر دو"۔ اشناس نے عمر فرغانی کو دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اس حکیم کی تعمیل پر متعین کیا۔ عمر فرغانی نے انقرہ میں نے پہنچ کر اپنے ہمراہیوں کو رومیوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جستجو میں پھیلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت رومیوں کی عمر فرغانی کی خدمت میں حاضر کی گئی جن میں سے بعض لشکر روم کے ملازم تھے اور بعض انقرہ کے قرب وجوار کے رہنے والے تھے ان لوگوں نے بیان کیا کہ والیٔ روم ایک مہینہ سے مقدمۃ الجیش کے انتظار میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ تیسرے دن کا ذکر ہے کہ رومی بادشاہ یہ خبر پا کر کہ عساکر اسلامیہ (یعنی افشین کا لشکر) بلاد ارمینیہ کی جانب سے ممالک محروسہ روم میں داخل ہو گیا ہے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنے لشکر پر مقرر کر کے آرمینیہ کی جانب کوچ کر گیا۔ عمر فرغانی ان لوگوں کو اشناس کے پاس لے آیا اور اشناس نے براہ راست خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتصم نے ایک خط افشین کے نام اس مضمون کا لکھا:

''تم حکم ثانی ملنے تک قیام کرو بادشاہ روم تم پر حملہ کرنے کی غرض سے تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ اور افشین تک اس خط کے پہنچا دینے کا دس ہزار صلہ مقرر کیا۔

رومیوں کی گرفتاری: اتفاق یہ کہ افشین تک یہ خط نہ پہنچ سکا۔ اس وجہ سے کہ اقصائے بلاد روم میں افشین داخل ہو گیا تھا دوسرا فرمان خلیفہ معتصم نے اشناس کے نام حملہ کرنے کی ہدایت کے لئے روانہ کیا۔ اشناس نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی خلیفہ معتصم نے اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے تھا جس وقت انقرہ کو تین منزل باقی رہ گئیں اشناس نے رومیوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے قتل کرنا شروع کر دیا اُن میں سے ایک بوڑھے عیسائی نے دست بستہ عرض کیا ''تم میرے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟ اس وقت تم اور تمہارا لشکر رسد و غلہ کے نہ پہنچنے سے ایک مصیبت میں گرفتار ہے تم مجھے رہا کر دو تو میں تم کو ایک ایسے گروہ کا پتہ بتلا دوں جو کہ انقرہ سے بہ خوف جنگ بھاگ گیا ہے اور اُس کے پاس غلہ کی کافی مقدار ہے''۔ اشناس نے مالک بن کرد کو پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اُس بوڑھے عیسائی کے ہمراہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب یہ بوڑھا عیسائی اہلِ انقرہ کا پتہ صحیح صحیح بتا دے تو رہا کر دینا۔ بوڑھے عیسائی نے بہ اُمید رہائی اہلِ انقرہ کے سر پر لے جا کر مالک بن کرد کو کھڑا کر دیا۔ مالک بن کرد نے حملہ کر کے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا غلہ و اسباب جو کچھ اُن کے پاس تھا لوٹ لیا۔

رومیوں کا بیان: ان لوگوں کے ساتھ وہ مجروحین بھی تھے جو بادشاہ روم کے ہمراہ جنگ افشین میں شریک تھے۔ ان مجروحوں نے پوچھنے پر بیان کیا کہ ہم لوگ بادشاہ روم کی رکاب میں تھے جس وقت یہ خبر پہنچی کہ عساکر اسلامیہ اطراف ارمینیہ نے بلادِ روم میں داخل ہو گیا ہے بادشاہ روم نے اپنے اعزہ میں سے ایک شخص کو اپنے لشکر کا سردار بنا کر ارمینیہ کی طرف کوچ کر دیا۔ ہم لوگ بھی بادشاہ کے رکاب میں تھے۔ اتفاق سے ہم لوگوں نے مسلمانوں کو اس وقت جا کر گھیر لیا جب کہ وہ نماز صبح ادا کرنے میں مشغول تھے ہم لوگوں نے اُن کو لڑ کر پسپا کر دیا' اُن کے جنگ آوروں کو قتل کر ڈالا اور باقی ماندہ کے تعاقب میں ہماری فوج پھیل گئی' ظہر کے وقت وہ لوگ پھر واپس آئے۔ لڑائی ہوئی وہ لوگ ہم پر غالب آئے ہمارے مورچہ کو ہمارے قبضہ سے نکال کر خیموں کو جلا دیا۔ ہمارا بادشاہ ہم سے جدا ہو گیا۔ ہم لوگ میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے اس کیمپ کی طرف آئے جس پر بادشاہ روم نے اپنے ایک عزیز کو مقرر کیا تھا۔

یہاں یہ گل کھلا ہوا تھا کہ کل لشکر اپنے سردار سے بگڑ گیا تھا کیمپ میں چاروں طرف ایک طوفان بے تمیزی برپا تھا اگلے دن ہمارا بادشاہ بھی آ پہنچا اور ہنگامہ فرو ہو گیا بادشاہ نے بالزام بغاوت اپنے نائب کو سزائے قتل دی اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ایک گشتی فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ جس طرف منہزمین جائیں اُن کو مار پیٹ کے فلاں مقام پر مسلمانوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑنے کی غرض سے جمع کروا اور انتظاماً اپنے ایک سردار کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے انقرہ کو بچانے پر مامور کیا یہ سردار انقرہ میں اُس وقت پہنچا جبکہ اہلِ انقرہ مسلمانوں کے خوف سے جلاء وطن ہو گئے تھے بادشاہ روم نے اس سردار کو عموریہ کی طرف چلے جانے کا حکم دے دیا۔ مالک بن کردیہ حالات سُن کر باغ باغ ہو گیا اور مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے اشناس کے پاس آیا اشناس نے اس بوڑھے عیسائی کو رہا کر دیا اور خلیفہ معتصم میں خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر دی۔ اس کے بعد افشین کی عرض داشت سلامتی و عافیت آئی۔

معتصم کی روانگی یہ واقعہ جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ماہ شعبان کی پچیسویں تاریخ کا ہے عرض داشت پہنچنے کے دوسرے دن افشین مقام انقرہ میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا تیسرے دن خلیفہ معتصم نے بقصد جنگ کوچ کیا۔ میمنہ پر افشین میسرہ پر اشناس کو مقرر کیا اور خود بہ نفس نفیس قلب میں رہا۔ ہر لشکر کو دوسرے لشکر سے دو دو کوس کے فاصلہ پر رکھا گیا اور مختلف راستوں سے عموریہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ اس کے یہ بھی ہدایت کر دی گئی کہ مابین انقرہ و عموریہ جس قدر قصبات و دیہاتی ملیں اُن کو ویران و مسمار کر دینا۔

عموریہ کا محاصرہ چنانچہ سب سے پہلے عموریہ پر افشین پہنچا۔ بعد ازاں خلیفہ معتصم بعد ازاں اشناس خلیفہ معتصم نے عموریہ کو غور و تعمق کی نظروں سے دیکھ کر ہر ایک سمت کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا۔

ہنوز لڑائی نہیں شروع ہوئی تھی کہ ایک شخص نے جس کو عیسائیوں نے عیسائی بنا ڈالا تھا۔ خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خفیہ راستہ کا پتہ بتایا جس پر بظاہر پتھر کی دیوار بنی ہوئی تھی اور درحقیقت وہ دیوار خالی تھی۔ خلیفہ معتصم نے اُسی سمت میں اپنا مورچہ قائم کیا۔ منجنیقیں نصب کرائیں دو ہی چار پتھر دیوار پر پڑنے پائے تھے کہ دیوار میں ایک بڑا سا روزن ہو گیا۔

سنگ باری: بطریق باطیس اور والیٔ قلعہ عموریہ نے ایک عرضی بادشاہ روم کی خدمت میں روانہ کی اتفاق سے یہ عرضی مسلمانوں کے ہاتھ پڑ گئی' عرضی میں لکھا ہوا تھا کہ ''چونکہ شہر پناہ کی دیوار شالی گر گئی ہے اور عساکرِ اسلامیہ عنقریب عموریہ میں داخل ہوا چاہتا ہے اس وجہ سے بطریق باطیس اور والیٔ قلعہ آج شب کے وقت نکل کر مسلمانوں کے لشکر سے لڑتے بھڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے''۔ خلیفہ معتصم نے سرداران لشکر کو اس سے مطلع کر کے محافظت کی سخت تاکید کی بعد ازاں دونوں برجوں کی درمیانی دیوار پر اس قدر سنگ باری کی گئی کہ دیوار ٹوٹ کر زمین پر آ رہی شہر پناہ کی دیوار کی بنیاد میں جو خندق تھی اُس کو عساکرِ اسلامیہ نے جانوروں کی کھالوں سے جس میں مٹی بھری ہوئی تھی پاٹ دیا اور بڑے بڑے متعدد دبابے تیار کرا کے ہر میں دس دس آدمیوں کو ٹھہرایا اہلِ عموریہ نے دبابوں پر آتش بازی شروع کی اور اسلامی فوجیں بھی حملہ کرتیں ہوئیں قلعہ کی طرف بڑھیں۔ اہلِ دبابہ بڑی جدوجہد سے خندق عبور کر کے دیوار تک پہنچ گئے۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے تمام رات ایک دوسرے پر آگ اور پتھر برساتے رہے اگلے دن اسلامی لشکر نے منجنیقوں کو آگے بڑھایا اور سیڑھیاں لے کر لڑتا ہوا قلعہ کی طرف بڑھا راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے باوجود خون ریز جنگ ہونے کے مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی۔

بطریق داندوا کی امان طلبی: دوسرے دن پھر اشناس نے لڑائی شروع کی منجنیقوں سے سنگ باری ہونے لگی افشین اور خلیفہ معتصم نے بھی دوسری طرف سے حملہ کیا تمام دن بڑے زور و شور سے جنگ ہوتی رہی نہ تو اہلِ قلعہ عساکرِ اسلامیہ کو پیچھے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہٹا سکے اور نہ عساکر اسلامیہ کا ہاتھ قلعہ تک پہنچ سکا تیسرے دن خلیفہ معتصم کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا ایتاخ نے دوسری جانب سے حملہ کیا افشین قلعہ کی طرف بڑھا رومیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے فصیلوں اور برجوں سے پتھروں اور تیروں کا مینہ برسانے لگے مگر اسلامی لشکر کمالِ جوش مردانگی سے بڑھتا جاتا تھا لڑائی کا بازار گرم تھا اور رات تک لڑائی اسی زور وشور سے جاری رہی جس طرح سے شروع ہوئی تھی۔ اس معرکہ میں اہلِ عموریہ زیادہ کام آئے زخمیوں کی تعداد تندرستوں کے مقابلہ میں دو چند ہوگئی۔ جو بطریق اس سمت کی حفاظت پر مامور تھا اُس نے اور بطریقوں اور سرداروں سے زخمیوں اور مقتولوں کی کثرت کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا ان لوگوں نے انکار کر دیا تب اس نے خلیفہ معتصم سے امان کی درخواست کی خلیفہ معتصم نے امان دے دی۔

عموریہ کی فتح: اگلے دن وہ صبح کو قلعہ کا دروازہ کھول کر خلیفہ معتصم کی خدمت میں چلا آیا اس بطریق کا نام ''دندوا'' تھا اس دوران میں دندوا خلیفہ معتصم سے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا عبدالوہاب بن علی نے مسلمانوں کو اشارہ کر دیا سب کے سب اُسی راستہ سے جو سنگ باری کے صدمہ سے دیوار میں ہوگیا تھا شہر میں گھس پڑے دندوا چکا چوند ہو کر دیکھنے لگا خلیفہ معتصم نے تسلی دے کر کہا ''گھبراؤ نہیں تمہاری خواہش کے مطابق کام کیا جائے گا''۔ دندوا خاموش ہوگیا اور اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہوگئیں رومیوں نے کلیسہ میں جا کر پناہ لی مسلمانوں نے آگ لگا دی۔ باطیس بطریق قلعہ کے ایک برج میں چھپ گیا تا آنکہ خلیفہ معتصم کے امان دینے پر برج سے نکلا جس طرف نظر جاتی تھی ایک ایک مسلمان سپاہی پانچ پانچ دس دس قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکتے ہوئے لاتا تھا۔ تھوڑی دیر میں ایک جم غفیر قیدیوں کا جمع ہوگیا۔ خلیفہ معتصم نے شرفا اور رؤسا کو علیحدہ کر کے بقیہ لوگوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور مالِ غنیمت کو پانچ دن میں جس قدر فروخت ہو سکا فروخت کیا اور باقی ماندہ کو جلا دیا اثناء بیع میں ایک روز بعض لشکریوں نے مالِ غنیمت کو لوٹنا شروع کیا خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی سوار ہو کر لشکریوں کی طرف آیا لشکری خلیفہ معتصم کی صورت دیکھتے ہی لوٹنے سے باز رہے اور اس کے حکم سے چند لمحوں میں عموریہ کے مضبوط و مستحکم قلعہ کو منہدم کر کے جلا دیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خلیفہ معتصم نے قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر کے طرسوس کی جانب کوچ کیا۔

خلیفہ معتصم اس قلعہ کا پچپن دن ۶ رمضان سے آخر شوال تک محاصرہ کئے رہا اس زمانہ سے نوفل رومیوں پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ ۲۲۹ھ میں عہد خلافت خلیفہ واثق میں انتقال کیا اس وقت رومیوں نے بجائے اس کے بیٹے میخائیل کو اس کی ماں ندورہ کی زیر سرپرستی تخت نشین کیا اس نے چھ برس حکومت کی بعد ازاں اس کے لڑکے میخائیل نے اسے کسی مصاحب سے متہم کر کے خانہ نشین کر دیا۔

عباس بن مامون کا انجام: چونکہ خلیفہ معتصم افشین کو عجیف بن عنبسہ پر ہمیشہ تفضیل دیا کرتا تھا اسی وجہ سے جس وقت عجیف کو زبطرہ کی طرف روانہ کیا خرچ کرنے کی آزادی نہ دی جیسے کہ افشین کو خودمختاری اور آزادی دی تھی علاوہ ازیں اکثر اوقات خلیفہ معتصم عجیف کے حرکات و سکنات اور افعال پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا انہیں وجوہات سے عجیف کے خیالات میں تبدیلی واقعہ ہوئی بغاوت اور بدعہدی کی ہوا دماغ میں سمائی عباس بن مامون سے ملاقات کی باتوں باتوں میں نصیحت کرنے لگا۔ ''آپ نے خلیفہ مامون کی وفات پر بڑی غلطی کی ناحق خاموشی اختیار فرمائی خلیفہ معتصم کے بہ نسبت آپ مستحق خلافت ہیں اگر آپ نے ذرا سا اشارہ کرتے ہوئے آئندہ اس غلطی کا ازالہ کا اقرار کیا اور عجیف کی اتفاق رائے سے اپنے رازداروں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک شخص سمرقندی نامی کو جو عبداللہ بن وضاح کا قرابت دار تھا اس امر پر مقرر کیا کہ امراء و رؤسا لشکر کو در پردہ خلیفہ معتصم سے بدظن اور عباس بن مامون کی طرف مائل کیا کرے تھوڑے دنوں میں سپہ سالاران لشکر اور مقربین بارگاہ خلافت کا ایک گروہ عباس بن مامون کی جانب مائل ہوگیا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور باہم یہ عہد و پیمان ہوگیا کہ ہر شخص اپنے ہمراہی سپہ سالار کو خواہ وہ خلیفہ معتصم کے اسٹاف کا ہو یا افشین و اشناس کے ہمراہیوں میں سے ہو قتل کر ڈالے۔

عجیف کا مخالفانہ رویہ: عجیف نے حدود بلادِ روم میں داخل ہوتے وقت عباس بن مامون سے کہا ''یہ موقع اچھا ہے آؤ ہم لوگ اپنے عہد و اقرار کو پورا کر کے بغداد کو واپس جائیں''۔ عباس بن مامون نے انکاری جواب دیا پھر جب عموریہ مفتوح ہوا اُس وقت عجیف نے لوگوں کو مالِ غنیمت لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت خلیفہ معتصم سوار ہو کر تمہاری طرف آئے دفعتہً حملہ کر دینا چنانچہ لوگوں نے عجیف کی پہلی رائے پر عمل کیا مگر اس رائے کی دوسری شق پر عمل درآمد کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ فرغانی کا ایک نوعمر عزیز خلیفہ معتصم کے خواصوں میں تھا۔ اتفاق سے اسی شب کو یہ لڑکا فرغانی کے ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھا ہوا گپیں مار رہا تھا بر سبیل تذکرہ لوگوں کے مالِ غنیمت کے لوٹنے اور خلیفہ معتصم کے سوار ہو کر آنے کا مقصد بیان کرنے لگے فرغانی نے روک کر کہا ''صاحبزادہ تم اکثر اپنے خیمہ میں رہا کرو امیر المومنین کی خدمت میں کم حاضر ہوا کرو اگر کسی وقت شور و غوغا سننا تو دیکھو گھبرا کر نکل نہ آنا کیونکہ تم ابھی صاحبزادہ اور سادہ لوح ہو''۔

سازش کا انکشاف: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتصم نے اپنے سرحدی بلاد کی جانب کوچ کیا اثناء راہ میں اشناس اور عمر فرغانی اور احمد بن خلیل سے ان بن ہوگئی اشناس نے ان دونوں کو سخت و سست کلمات سے مخاطب کیا اور بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر ان دونوں کی شکایتیں جڑ دیں خلیفہ معتصم نے عمر فرغانی اور احمد بن خلیل کو طلب کر کے بغرض تنبیہ اشناس کے حوالہ کر دیا اشناس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا جس وقت خلیفہ معتصم صفصاف میں وارد ہوا اس لڑکے نے جو فرغانی کا عزیز تھا خلیفہ معتصم سے اس شب کا قصہ بیان کیا خلیفہ معتصم نے بغا کو اشناس کے پاس بھیجا کہ فرغانی کو گرفتار کر لاؤ تاکہ اس سے اُس شب کا واقعہ دریافت کیا جائے۔ فرغانی نے بے ہوشی کا بہانہ کر کے واقعہ بیان کرنے سے انکار کیا خلیفہ معتصم نے فرغانی کو ایتاخ کے اور احمد بن خلیل کو پھر اشناس کے حوالے کر دیا احمد بن خلیل نے اشناس سے عباس بن مامون کے حالات اور سپہ سالاروں کی بیعت کرنے اور حرث سمرقندی کے حالات بتلائے۔

عباس بن مامون کا خاتمہ: اشناس نے حرث کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا۔ (حرث اس وقت مقدمۃ الجیش میں تھا) حرث نے کل واقعات از اول تا آخر عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے خلعت و انعام دے کر رہا کر دیا اور اس وقت سپہ سالاران لشکر سے بوجہ کثرت جماعت معترض نہ ہوا البتہ عباس بن مامون کو طلب کر کے نفس واقعہ کو دریافت کیا۔ عباس بن مامون نے تمام حالات عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے افشین کے زیر نگرانی قید کر دیا۔ اس کے بعد پنجے جھاڑ کر سپہ سالاروں کے پیچھے پڑ گیا کسی کو قید کیا۔ کسی کو قتل کیا منجملہ ان لوگوں کے سب سے پہلے مشاء بن سہیل کو سزائے موت دی منبج میں پہنچ کر عباس بن مامون نے کھانا طلب کیا' کھانا دیا گیا۔ مگر پانی سے ملاقات نہ ہونے پائی کھانا کھانے کے بعد ایک بورہ میں بھر کر سی دیا وہ دم گھٹ کر مر گیا۔ نصیبین میں پہنچ کر خلیفہ معتصم نے ایک گڑھا کھدا کر عمر فرغانی کو زندہ دفن کر دیا۔ موصل پہنچا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو عجیف کو اسی طرح مارا جس طرح عباس کی زندگی کا خاتمہ کیا تھا غرض تھوڑے ہی دنوں میں رفتہ رفتہ کل سپہ سالاروں کو جنہوں نے عباس بن مامون کی بیعت کی تھی قتل کر ڈالا اور عباس بن مامون کو عباس لعین کے لقب سے یاد کرنے لگا۔ سامرہ میں داخل ہوتے ہی خلیفہ مامون کی بقیہ اولاد کو گرفتار کرا کے ایک مکان میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔

مازیار کی بغاوت: مازیار بن قارن بن دنداہرمز والی طبرستان اور عبداللہ بن طاہر سے کسی معاملہ میں ان بن ہو گئی۔ مازیار نے کہلا بھیجا کہ میں تم کو خراج نہ دوں گا۔ تمہارے سوا بارگاہ خلافت سے جو کوئی آئے گا اس کو خراج دوں گا۔ عبداللہ بن طاہر نے خراج وصول کرنے میں سختی کی تو مازیار بگڑ گیا فریقین کی کدورتوں سے جنگ وجدال کی صورت اختیار کر لی عبداللہ بن طاہر نے مازیار کی شکایت لکھ لکھ کر خلیفہ معتصم کا مزاج مازیار کی جانب سے برہم کر دیا افشین کو جس وقت مہم بابک میں کامیابی ہوئی اور خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی توقیر بڑھ گئی اس وقت گورنری خراسان کی طمع دامن گیر ہوئی مازیار سے خط وکتابت شروع کر دی اور وقتاً فوقتاً بہ وجہ عداوت عبداللہ بن طاہر بغاوت وسرکشی پر ابھارنے لگا اس بدگمانی کے تحت عبداللہ بن طاہر کو اس سے لڑنے کی جرأت نہ ہو گی۔ خواہ مخواہ بارگاہ خلافت سے مجھے خراسان کی سند گورنری مرحمت ہو گی اور جنگ مازیار پر بھیجا جاؤں گا یہی ذریعہ خراسان پر میرے غالب اور متصرف ہونے کا ہو گا۔ مازیار اس دم پٹی میں آ کر باغی ہو گیا لوگوں سے بہ جبر واکراہ اپنی بیعت لی۔ خراج جو ایک سال میں وصول ہوتا تھا ایک مہینہ کے اندر وصول کر لیا آمل اور ساریہ کے شہر پناہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو ایک پہاڑ کی طرف جلاء وطن کر دیا جو ساریہ و آمل کے مابین واقع اور ہرمز آباد کے نام سے موسوم تھا ان شہروں کی شہر پناہوں کے توڑنے کے بعد مازیار کے نامی سپہ سالار سرخاستان نے طمیس سے دریا تک جو تین میل کے فاصلہ پر تھا اس شہر پناہ کو درست کرایا جس کو شاہان فارس نے ترکوں کی دست برد سے طبرستان کے بچانے کو بنوایا تھا اور اس شہر پناہ کے چاروں طرف عمیق خندق کھدوائی اہل جرجان اس تیاری کو دیکھ کر گھبرا گئے اور جان کے خوف سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر نیشاپور چلے گئے۔

حسن بن حسین کی لشکر کشی: عبداللہ بن طاہر نے جرجان کی حفاظت کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اپنے چچا حسن بن حسین کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اسی خندق پر اپنا مورچہ قائم کرنا جس کو سرخاستان نے کھدوایا ہے۔ دوسرا لشکر بسرافسری حیان بن جبلہ تومس کی جانب بھیجا حیان بن جبلہ نے حسب ہدایت عبداللہ بن طاہر جبال شردین پر صف آرائی کی دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلیفہ معتصم نے دار الخلافت بغداد سے متعدد سپہ سالاروں کو اس شورانگیز طوفان کے فرو کرنے کے لئے روانہ کیا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو براہ راست سرخاستان کی جانب بھیجا اور منصور بن حسن والی نہاوند کو رے کی طرف سے طبرستان میں داخل ہونے کا حکم دیا اور ابوالساج کو دنباوند کی حفاظت پر مامور کیا۔ غرض عساکر شاہی نے چاروں طرف سے سرخاستان کو گھیر لیا۔

سرخاستان کی گرفتاری وقتل: حسن بن حسین اور سرخاستان کے لشکروں میں ایک خندق حد فاصل تھی۔ اکثر اوقات لشکریوں میں ہنسی مذاق ہوا کرتا تھا حسن بن حسین کے لشکری ایک روز اپنے سرداروں سے چھپ کر سرخاستان کے مورچہ میں گھس گئے، حسن بن حسین کو اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ مبادا میرے لشکری کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں سوار ہو کر چلا تا ہوا دوڑا اس کے لشکریوں نے جب یہ دیکھا کہ حسن بن حسین غصہ میں بھرا ہوا دوڑا آتا ہے اپنا پھریرہ سرخاستان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مورچہ پر اڑا دیا سرخاستان اس وقت حمام میں تھا۔ یہ سن کر کہ حسن بن حسین کا لشکر خندق عبور کر کے لشکر گاہ میں گھس آیا ہے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا حسن بن حسین کے لشکریوں نے سرخاستان کی لشکر گاہ پر اطمینان سے قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی شہریار کو گرفتار کر کے حسن بن حسین کے روبرو پیش کر دیا۔ حسن بن حسین نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد پانچ کوس کے فاصلہ پر سرخاستان کو لے جا کر گرفتار کیا اور پابہ زنجیر حسن بن حسین کے پاس لائے حسن بن حسین نے اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔

مازیار کے رفقاء کی گرفتاری: اس واقعہ کے بعد حیان بن جبلہ نے قارن بن شہریار برادرزادہ مازیار کو خط و کتابت کر کے ملا لیا اور اس سے یہ وعدہ کر لیا کہ تم بلا جنگ و خون ریزی شہر ساریہ کو حدود جرجان تک ہمارے حوالے کر دو ہم تم کو اس کے معاوضہ میں وہ بلاد دیں گے جو تمہارے آباؤ اجداد کے ہیں۔ قارن اس پر راضی ہو گیا۔ حیان نے عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا۔ حیان نے قارن کو اس منظوری کی اطلاع دی چونکہ قارن تنہا اس مصالحت کو خلاف مرضی اپنے سپہ سالاروں کے نہ کر سکتا تھا دعوت کے بہانہ سے سب کو اپنے خیمہ میں بلایا انہیں لوگوں میں قارن کا چچا عبداللہ بن قارن بھی تھا جب سب نے اطمینان سے بے خوف و خطر اپنے اپنے ہتھیاروں کو کھول کر رکھ دیا اور کھانے میں مشغول ہو گئے تو قارن نے سب کو گرفتار کر کے حیان کے پاس بھیج دیا حیان نے ان لوگوں کی گرفتاری پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا سوار ہو کر جبال قارن میں گیا اور بلا جنگ و جدال قبضہ کر لیا مازیار کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا جوش بغاوت فرو ہو گیا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کچھ بن نہ پڑتا تھا اس کے بھائی قوہیار نے رائے دی کہ تم اپنے ہمراہیوں کو رہا کر دو اپنے اپنے وطنوں کو چلے جائیں۔ لڑائی تو بگڑ ہی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی جانب سے بھی کوئی حادثہ پیدا ہو جائے مازیار نے اس رائے کے مطابق سب کو اپنے اپنے وطن چلے جانے کا اختیار دے دیا۔ چنانچہ افسر پولیس' افسر مال اور سکریٹری مازیار کے لشکر گاہ سے اپنے اپنے شہر واپس آئے۔

ساریہ پر قبضہ: اہل ساریہ کو ان واقعات کی خبر لگی تو انہوں نے حاکم ساریہ مہرستان بن شہرین پر جو مازیار کی طرف سے مامور تھا حملہ کر دیا مہرستان شہر چھوڑ کر بھاگ گیا لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ ڈالے جس قدر قیدی تھے نکل پڑے اس اثناء میں حیان شہر ساریہ میں پہنچ گیا قوہیار برادر مازیار نے یہ واقعہ سن کر محمد بن موسیٰ بن حفص والی طبرستان کی معرفت جو ایک زمانہ سے اس کے پاس قید تھا حیان کی خدمت یہ پیام بھیجا کہ تم مجھے امان دے دو اور میرے آباؤ اجداد کے مقبوضہ جبال پر میری حکومت تسلیم کر لو میں مازیار کو تمہارے حوالہ کر دوں گا حیان نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ قوہیار کے بعض ہمراہیوں نے قوہیار کو اس سخافت رائے پر کہ وہ بجائے حسن کے حیان سے امان کا خواستگار ہوا نصیحت و ملامت کی قوہیار ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گیا۔ پھر ان لوگوں نے حسن کو یہ پیام دیا کہ یہ خط دیکھتے ہی آپ چلے آیئے ہم قوہیار کے بھائی مازیار کو آپ کے حوالے کر دیں گے چنانچہ حسن بھی لشکر گاہ طمیس سے روانہ ہو کر تین دن کی مسافت طے کر کے یوم مقررہ پر ساریہ کے قریب پہنچ گیا حیان نے حسن کا ایک کوس سے استقبال کیا۔ حسن نے حیان کو جبال شروین سے چلے آنے پر زجر و توبیخ کی اور اسی وقت جبال شروین کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دیا حیان نے جبال شروین کی جانب روانہ ہونے کی غرض سے ساریہ کی طرف مراجعت کی اتفاق سے قضا آ گئی مر گیا۔

عبداللہ بن طاہر نے بجائے اس کے محمد بن حسین بن مصعب کو مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ قارن کے کسی کام میں دست اندازی نہ کرنا۔ الغرض حیان کی واپسی کے بعد حسن خوما بار وسط جبال مازیار میں پہنچا حسب وعدہ قوہیار ملنے کو آیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں فریقوں نے ایک دوسرے سے بہ کمال توثیق عہد و پیمان کیا اور مزید اطمینان کے لئے خلیفہ معتصم کے نامور سپہ سالاروں میں سے محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ایک عہد نامہ حسب قرارداد شرائط باہمی لکھ کر قوہیار کے حوالے کر دیا قوہیار لوٹ کر مازیار کے پاس آیا اور اُس کو یہ اطمینان دلایا کہ میں نے بڑی احتیاط سے آپ کے لئے امان حاصل کر لی ہے۔ اگلے دن حسن معہ اپنی فوج کے سوار ہو کر قوہیار کی جانب روانہ ہوا اور محمد بن ابراہیم کو دوسری راہ سے روانہ کیا حسن اتفاق سے محمد بن ابراہیم قوہیار کے پہنچنے سے پہلے جس مقام پر ملنے کا وعدہ تھا پہنچ گیا بعد ازاں قوہیار اپنے بھائی مازیار کے ہمراہ آیا محمد بن ابراہیم نے مازیار کو گرفتار کر کے دو سپہ سالاروں کے ساتھ خرماباد اور خرماباد سے شہر ساریہ کی جانب لے جانے کا حکم دیا پھر ان لوگوں کی روانگی کے بعد خود سوار ہوا اس اثناء میں حسن آ پہنچا محمد بن ابراہیم نے دریافت کیا ''یہ کہاں کا قصد ہے؟'' حسن نے جواب دیا ''مازیار کا''۔ محمد بن ابراہیم نے کہا ''وہ تو ساریہ پہنچ گیا ہوگا''۔ حسن یہ سن کر ہنس پڑا دوسری جانب نظر اٹھی تو مازیار کے بھائی کو دیکھ کر حکم دیا کہ اس کو بھی گرفتار کر کے ساریہ لے چلو اور خود بھی اسی وقت شہر ساریہ کی جانب مراجعت کر دی۔

مازیار کی گرفتاری: ساریہ پہنچ کر مازیار کو اسی طرح مقید محبوس کیا گیا جس طرح اس نے محمد بن محمد بن موسیٰ بن حفص کو قید کیا تھا انہیں ایام میں عبداللہ بن طاہر کا خط بایں مضمون صادر ہوا کہ مازیار کو اس بھائی اور اہل و عیال کے ساتھ محمد بن ابراہیم کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں روانہ کر دو۔ حسن نے مازیار سے چلتے وقت اس کے مال و اسباب کے متعلق دریافت کیا مازیار نے ساریہ کے چند رؤسا کو نامزد کیا اور یہ بتلایا کہ میرا تمام مال و اسباب ان لوگوں کے پاس ہے۔ حسن نے قوہیار کو مازیار کے مال و اسباب کے فراہم کرنے پر مامور کیا جس وقت قوہیار مازیار کے مال و اسباب کے فراہم کرنے کو جبال کی طرف روانہ ہوا کچھ دور چل کر مازیار کے دیلمی خادموں نے یورش کر کے گھیر لیا اور اپنے آقا کے معاوضہ میں قوہیار کو قتل کر کے دیلم کی طرف بھاگ گئے۔ یہ لوگ تعداد میں تقریباً بارہ سو تھے اثناء راہ میں محمد بن ابراہیم کی فوج سے مڈبھیڑ ہوگئی ان لوگوں نے ان کو گرفتار کر کے شہر ساریہ بھیج دیا۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بے وفائی کی اور اس کو گرفتار کرایا وہ مازیار کا چچازاد بھائی تھا جو جبال طبرستان کا مالک و حکمران تھا اور مازیار طبرستان کے شہروں پر حکومت کر رہا تھا۔ جبال طبرستان تین تھے جبل ونداد ہرمزا' جبل وندا سنجان اور جبل شروین بن سرخاب۔ جس وقت جبال طبرستان میں ایک عام بغاوت پھیل گئی اور مازیار کے چچازاد بھائی کو انتظام و امن قائم کرنے کی غرض سے فوج کی ضرورت ہوئی اس وقت اُس نے اپنے چچازاد بھائی کو بلاد طبرستان سے بلا کر مہتم بالشان مقامات کا والی بنا دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ شک دامن گیر ہوا کہ اس کو ایک گونہ استحکام ہو گیا ہے اس بناء پر اس نے حسن سے خط و کتابت شروع کی اور افشین و مازیار کے نامہ و پیام سے مطلع کر کے اس شرط پر سازش کر لی کہ میرا آباؤ اجداد کے مقبوضات پر میری حکومت تسلیم کر لینا۔ چنانچہ حسن نے بتوسط عبداللہ بن طاہر بارگاہِ خلافت سے ان شرائط کی منظوری حاصل کر لی اور جس روز اور جس وقت کا وعدہ ہوا تھا اُسی دن اور اُسی وقت سوار ہو کر جبال طبرستان کی طرف گیا اور مازیار کے چچازاد بھائی کی اعانت و سازش سے مازیار کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ مازیار نے حسن کے کہنے سے اپنے کو حسن کے لشکریوں کے سپرد کر دیا۔

اور یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مازیار کو شکار کھیلتے ہوئے حسن نے گرفتار کیا اور اس کی گرفتاری کے بعد دوسرے والی جبل سے لڑنے کو گیا اس کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی وہ مقابلہ پر آیا لڑائی ہونے لگی سامنے تو کشت و خون کا بازار گرم ہی ہو رہا تھا۔ پس عقب سے بھی اسلامی فوج نے پہنچ کر حملہ کر دیا گھبرا کر بلاد دیلم کی جانب بھاگ کھڑا ہوا عساکرِ اسلامیہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاقب کیا اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد حسن نے مازیار سے افشین کے خطوط طلب کئے۔ مازیار نے پیش کر دیئے۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو ان خطوط کے ساتھ خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا خلیفہ معتصم نے اس قدر درے لگوائے کہ مر گیا۔ بابک خرمی کے پہلو میں صلیب پر چڑھا دیا (یہ واقعہ ۲۲۴ھ کا ہے)۔

موصل میں بغاوت: ۲۲۸ھ میں سرداران اکراد سے ایک شخص جعفر بن فہر بن حسن نامی نے اطراف موصل میں برخلاف خلافتِ اسلامیہ علم بغاوت بلند کیا اکراد وغیرہ کا ایک گروہ کثیر اس کا مطیع ہو گیا پھر کیا تھا جعفر نے لوٹ مار شروع کر دی خلیفہ معتصم نے اس کی تنبیہ اور ہوش میں لانے کے لئے عبداللہ بن سید بن انس کو متعین فرمایا اور موصل کی سند گورنری مرحمت کی۔ چنانچہ عبداللہ بن سید نے اطراف موصل میں پہنچ کر جعفر سے صف آرائی کی اور کمال مردانگی سے لڑ کر ماتعیس پر قبضہ کر لیا۔ جعفر ماتعیس سے نکل کر کوہ دامن کی چوٹی پر چلا گیا کوہ داسن کے دشوار گزار گھاٹیاں تھیں اس کی بلندی آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ راستہ نہایت تنگ تھا عبداللہ بن سید نے تعاقب کیا اور بہ ہزار دقت وخرابی بسیار اُن دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کر کے جعفر سے جا بھڑا دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے۔ جعفر کے بہت سے ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے لشکر اسلام کے سرداروں میں سے اسحاق بن انس (عبداللہ بن سید کا چچا) شہید ہوا انہیں واقعات پر ۲۲۴ھ کا خاتمہ ہو جاتا ہے مگر ہنگامہ کارزار بدستور گرم رہتا ہے تمام نہیں ہوتا خلیفہ معتصم نے اپنے خادم خاص ایتاخ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موصل کی جانب عبداللہ بن سید کی کمک کو روانہ فرمایا ایتاخ سیدھا جبل داسن پر چڑھ گیا اور پہلے ہی معرکہ میں جعفر کو نیچا دکھا کر عین معرکہ میں قتل کر ڈالا۔ جعفر کے ہمراہی منتشر ہو کر تکریب کی جانب بھاگ گئے باقی جو سامنے پڑ گئے گرفتار کر گئے ان کا خون عام کر دیا گیا۔

افشین حیدر بن کاؤس: افشین اشروسنہ میں پیدا ہوا اور بغداد میں زیر سایہ عاطفت خلیفہ معتصم نشو ونما پائی خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی بڑی عزت وتوقیر تھی جن دنوں یہ بابک خرمی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا جو مال واسباب ان معرکوں میں لشکر اسلام کے ہاتھ آتا وہ سب کا سب اشروسنہ بھیج دیا جاتا تھا عبداللہ بن طاہر نے بارگاہِ خلافت میں اس کی ایک خفیہ رپورٹ بھیج دی خلیفہ معتصم نے جاسوسوں اور مخبروں کے مقرر کرنے کا حکم صادر فرمایا ایک مرتبہ افشین نے بہت سا مال واسباب میدان کارزار سے اشروسنہ روانہ کیا عبداللہ بن طاہر کو خبر ہو گئی سب مال واسباب چھین لیا مال واسباب لانے والوں نے بیان کیا کہ مال افشین کا ہے عبداللہ بن طاہر نے بہ تجاہل عارفانہ ڈانٹ کر کہا اگر یہ مال ہمارے بھائی افشین کا ہوتا تو وہ مجھے ضرور اس سے مطلع کرتے۔ یقیناً تم لوگ چور ہو' وہ لوگ اس کا کچھ جواب نہ دے سکے' عبداللہ بن طاہر نے ان لوگوں کو جیل بھیج دیا مال و اسباب کو لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا اور افشین کو ایک خط اس مضمون کا لکھ بھیجا کہ ''اس قدر مال واسباب فلاں فلاں اشخاص لائے تھے اور وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ مال واسباب آپ کا ہے۔ مجھے ان کے کہنے کا یقین نہیں ہوا میں نے وہ مال واسباب ضبط کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا کیونکہ میں اُس کو ترکوں کے مقابلہ پر بھیجنے والا ہوں اور ان کو چور سمجھ کر میں نے جیل میں ڈال دیا ہے''۔ افشین نے رفع ندامت کی غرض سے تحریر کیا ''بھائی جان! میرا مال اور امیر المومنین کا مال ایک ہے وہ لوگ چور نہیں ہیں آپ اُن کو رہا کر دیجئے' والسلام''۔

عبداللہ نے افشین کے لکھنے پر ان لوگوں کو رہا تو کر دیا مگر دونوں دلوں کی کدورتیں مزید مستحکم ہو گئیں۔

افشین کے زوال کے اسباب: ادھر عبداللہ بن طاہر نے بارگاہِ خلافت میں اس کی بھی اطلاع بھیج دی ادھر افشین اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امید پر کہ خراسان کی گورنری مجھے مل جائے۔ مازیار کو آئے دن بغاوت و مخالفت پر ابھار رہا تھا تا کہ خلیفہ معتصم مجھے سند گورنری خراسان اور جنگ مازیار پر متعین فرمائے مگر افشین کی یہ رائے غلط فہمی پر مبنی تھی۔ مازیار کی مخالفت و بغاوت کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وہ گرفتار ہو کر بغداد بھیج دیا گیا اور جنگ بابک کے خاتمہ پر خلیفہ معتصم نے افشین کو آذربائیجان کا والی مقرر فرمایا افشین نے اپنے اعزہ و اقارب سے منکجور نامی ایک شخص کو آذربائیجان میں اپنا قائم مقام بنایا اتفاق سے آذربائیجان کے کسی قصبہ میں بابک کا بہت سا مال و اسباب منکجور کے ہتھے چڑھ گیا جس کی نہ خلیفہ معتصم کو اطلاع تھی اور نہ افشین کو۔ پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی خبر کر دی منکجور سے کیفیت طلب ہوئی۔ منکجور نے اس واقعہ کی تکذیب کی اور پرچہ نویسوں کے افسر کے قتل کے درپے ہو گیا۔

اہل اردبیل نے منکجور کو اس ارادہ سے روکا۔ منکجور اہل اردبیل سے متصادم ہو گیا رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک اسکی خبر پہنچی۔ خلیفہ معتصم نے افشین کے پاس منکجور کی معزولی کا فرمان بھیج دیا اور ایک سپہ سالار کو بجائے منکجور کے روانہ کیا۔ منکجور اپنی معزولی کی خبر پا کر باغی ہو گیا۔ اردبیل سے نکل کر صف آرائی کی دارو گیر اور قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا شام ہوتے ہی منکجور کو شکست ہوئی وہ بھاگ کر آذربائیجان کے ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوا جس کو بابک نے ویران و خراب کر دیا تھا اور اس کو درست کر کے باطمینان تمام رہنے لگا۔ تقریباً ایک ماہ تک قلعہ بند رہا۔ بعد ازاں اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے اسکو بحالت غفلت گرفتار کر کے اُس سپہ سالار کے پاس لایا جو بجائے اس کے بارگاہ خلافت سے مقرر ہو کر آیا تھا اور وہ سپہ سالار اس کو لئے ہوئے سامرا پہنچا۔ خلیفہ معتصم نے اسکو جیل میں ڈال دیا۔ غرض ان معاملات سے خلیفہ معتصم کے نزدیک افشین مشتبہ اور مشکوک ہو گیا وہ عزت و توقیر جو اس سے پیشتر اس کی آنکھوں میں تھی جاتی رہی یہ واقعات ۲۲۵ھ کے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو سپہ سالار بجائے منکجور کے بھیجا گیا تھا وہ بغا الکبیر تھا اور منکجو ر اسکے پاس امان حاصل کر کے حاضر ہو گیا تھا۔

افشین کی گرفتاری: جس وقت افشین کو خلیفہ معتصم کی سوء مزاجی کا احساس ہوا بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑتا تھا کبھی یہ خیال کرتا کہ ”خفیہ طور سے بھاگ کر ارمینیہ چلا جاؤں اور ارمینیہ سے بلاد خزر کی طرف نکل جاؤں اور وہاں سے اشہروسنہ آ رہوں مگر پھر یہ سوچ کر چونکہ خلیفہ معتصم خود بہ نفس نفیس اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اس ارادہ میں مجھے کامیابی نہ ہوگی“۔ رک جاتا تھا اور کبھی یہ قصد کرتا کہ ایک روز خلیفہ معتصم کی مع کل سرداران وارا کین سلطنت کے دعوت کر دوں، تمام دن وہ لوگ کھانے پینے میں مشغول رہیں گے شام ہوتے ہی سب کے سب تھک کر سو جائیں گے اور میں موقع پا کر سر شام سے نکل جاؤں گا۔ افشین انہیں خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کوئی رائے مستقل نہیں قائم کرنے پایا تھا کہ اس کو اپنے ایک خادم پر غصہ آ گیا جو اس کے ان مجنونانہ خیالات سے واقف تھا۔ خادم یہ سمجھ کر کہ افشین اب چند روزہ مہمان ہے۔ ایتاخ کے پاس گیا ایتاخ نے اس کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خادم نے افشین کے تمام حالات اور خیالات کا خاکہ کھینچ دیا۔ خلیفہ معتصم نے اسی وقت افشین کی حاضری کا حکم صادر فرمایا اور درباری لباس اتروا کر جوسق میں قید کر دیا۔

حسن بن افشین کی گرفتاری: حسن بن افشین ماوراء النہر کے بعض شہروں کا والی تھا خلیفہ معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ کسی حیلہ سے اس کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دو چونکہ حسن بن افشین اکثر نوح بن اسد والئی بخارا کی شکایت کیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن طاہر نے حسن بن افشین کے پاس بخارا کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دیا اور در پردہ نوح کو لکھ بھیجا کہ جس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت حسن بن افشین تمہارے پاس سند حکومت بخارا لے کر پہنچے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دینا' نوح بن اسد نے ایسا ہی کیا اور عبداللہ بن طاہر نے حسن کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتصم نے افشین کے مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا اور کمیشن کے روبرو افشین کے حاضر کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

افشین کے خلاف الزامات: اس کمیشن میں وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک بن الزیات' قاضی احمد بن ابی داؤد' اسحاق بن ابراہیم اور اراکین دولت وسپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت شریک تھی۔ علاوہ ان لوگوں کے مازیار قید خانہ سے طلب کیا گیا۔ موید ومرزبان میں برکش بادشاہ صغد اور صغد کے دو شخص جن کا یہ دعویٰ تھا کہ افشین نے ان کو مارا ہے اور یہ دونوں مسجد کے امام ومؤذن تھے بلائے گئے وزیر السلطنت کے روبرو مقدمہ پیش ہوا۔

وزیر السلطنت: (صغدیوں سے مخاطب ہو کر) کیوں تمہارا کیا دعویٰ ہے؟

دونوں صغدی: (کپڑے اتار کر اور زخم دکھلا کر) ملاحظہ فرمایئے۔ افشین نے ہم لوگوں کو بے جرم وگناہ کوڑوں سے اس قدر پٹوایا کہ ہمارے بدن میں گوشت باقی نہیں رہا۔

محمد بن عبدالملک: (افشین سے) کیوں افشین تم ان کو پہچانتے ہو؟

افشین: ہاں حضور' میں ان کو جانتا ہوں (ایک کی طرف اشارہ کر کے) یہ اشروسنہ کا مؤذن ہے (دوسرے کی طرف اشارہ کر کے) یہ مسجد کا امام ہے۔

محمد بن عبدالملک: تم نے ان لوگوں کو اس قدر کیوں پٹوایا؟

افشین: اس وجہ سے مجھ سے اور بادشاہ صغد سے یہ معاہدہ تھا کہ کسی قوم کے مذہب سے تعرض نہ کیا جائے ہر شخص اپنے مذہب وملت پر چھوڑ دیا جائے چونکہ ان دونوں نے اس معاہدہ کے برخلاف اہل صغد کے بت خانہ میں گھس کر بتوں کو توڑ ڈالا اور بت خانہ کو مسجد بنا لیا لہٰذا میں نے ان کو اس جرم کی سزا دی۔

محمد بن عبدالملک: تم اپنے اس بیان کی تائیدی شہادت پیش کر سکتے ہو؟

افشین نے اس کا جواب کچھ نہ دیا اور ندامت سے سر نیچا کر لیا۔

محمد بن عبدالملک: وہ کتاب کس سبجیکٹ پر ہے جو مطلّا و مذہب تمہارے پاس ہے اور اس میں جواہر بھی لگے ہوئے ہیں میں نے سنا ہے کہ اس میں کلمات کفریہ بھی ہیں۔

افشین: وہ ایک کتاب ہے جو میرے آباؤ اجداد سے مجھ تک وراثتاً پہنچی ہے اس میں عجم کے آداب لکھے ہیں میرے بزرگ باپ نے اس کے آداب سیکھنے کی مجھے وصیت فرمائی تھی میں اس کے آداب سیکھ لیتا ہوں اور کفریات چھوڑ دیتا ہوں۔

محمد بن عبدالملک: اس کتاب کی اس قدر عزت کیوں کرتے ہو؟

افشین: ہاں مجھے اس کتاب پر سے سونا' چاندی اور جواہرات اتار لینے کی ضرورت نہیں پڑی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ان باتوں سے میرے اسلام میں کوئی نقصان نہ پیدا ہوگا' وزیر السلطنت افشین کے اس منطقی جواب کو سن کر نظر تعمق سے دیکھنے لگا اس کے چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل میں اس جواب کی کچھ وقعت نہیں پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد موید کی طرف اشارہ کیا موید نے دست بستہ کھڑے ہو کر افشین کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا یہ ''گردن مروڑے ہوئے جانوروں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا گوشت کھاتا ہے اور مجھ کو بھی ایسے گوشت کے کھانے پر مجبور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت مذبوح جانوروں کے گوشت سے زیادہ لذیذ اور مزے دار ہوتا ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا اعلانیہ کہہ رہا کہ اس کم بخت قوم میں داخل ہو کر مجھے مکروہ اور نامطبوع چیز کا سامنا کرنا پڑا۔ زیتون میں نے کھایا اونٹ خچر پر سوار ہوا مگر بایں ہمہ اس وقت تک میں نے نہ ختنہ کرایا ہے اور نہ ایک بال میں نے اپنے زیر ناف سے جدا کیا ہے؟

افشین: (طیش میں آ کر) کیا یہ مجوسی آپ کے نزدیک ثقہ ہے؟

محمد بن عبدالملک: نہیں۔

افشین: پھر میرے مقابلہ میں اس کی شہادت کیوں قبول کی جاتی ہے۔ (موبد کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں موبد تو نے یہ بیان کیا ہے نا؟ کہ میں تجھ سے اپنے راز بیان کیا کرتا تھا اور جب تو نے میرے راز کو افشا کر دیا تو نہ تو اپنے دین کے اعتبار سے ثقہ رہا اور نہ صادق العہد والاقرار رہا۔ پھر تیری شہادت میرے مقابلہ میں کیوں قبول کی جائے گی۔

محمد بن عبدالملک: بس بس تمہاری طاقت لسانی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ خاموش ہو جاؤ۔ شہادت پیش ہو لینے دو۔ شہادت ختم ہونے کے بعد بحث و مباحثہ کرنا۔ (مرزبان سے مخاطب ہو کر) کیوں مرزبان! افشین کے معاملہ میں تم کیا جانتے ہو؟

مرزبان: کیوں افشین تم کو اہلِ اشروسنہ اپنے خطوط میں کیا لکھتے ہیں؟

افشین: مجھے اس وقت خیال نہیں ہے۔

مرزبان: کیا تم کو وہ اپنی تحریروں میں ایسے القاب سے مخاطب نہیں کرتے جس کے معنی عربی میں الی الله الا له من عبده فلان (بخدمت خدائے خدائیگان از بندہ فلاں) ہے۔

افشین: ہاں اب خیال آیا ہے غالباً یہی لکھتے ہیں۔

محمد بن عبدالملک: پھر تجھ میں اور فرعون میں کیا فرق ہوا؟

افشین: حضور! وہ لوگ ہمیشہ سے میرے آباؤ اجداد کو اور اسلام لانے سے قبل مجھ کو بھی اسی القاب سے اپنی تحریروں میں مخاطب کیا کرتے تھے اگر اسلام لانے کے بعد میں ان کو ایسے القاب کی تحریر سے منع کرتا تو وہ لوگ میری اطاعت سے منحرف اور مجھ سے باغی اور سرکش ہو جاتے۔

محمد بن عبدالملک: (مازیار کی طرف اشارہ کر کے) تم نے اس سے بھی کبھی خط و کتابت کی ہے؟

افشین: میں نے اس سے کبھی کوئی خط و کتابت نہیں کی۔

محمد بن عبدالملک: کیوں مازیار (افشین کی طرف اشارہ کر کے) اس نے تم کو خط لکھا تھا؟

مازیار: (ہاں حضور اس کے بھائی نے میرے بھائی قوہیار کو خط لکھا تھا جس کا مختصر مضمون یہ ہے کہ ''اس دین کا کوئی ناصرو مددگار میرے یا تمہارے اور بابک کے سوا نہیں ہے مگر بدنصیب بابک نے اپنی حماقت کی وجہ سے خود کو ہلاکت میں ڈال دیا' میں چاہتا تھا کہ وہ اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو' شدنی امر اپنی حماقت سے میرے کہنے پر خیال نہ کیا اس حالت میں اگر تم علم بغاوت بلند کر دو تو میں تمہارے مقابلہ پر یہ لوگ میرے سوا کسی دوسرے کو مامور نہ کریں گے اس وقت میرے رکاب میں کار آزمودہ فوجیں اور سپہ سالار ہیں میں تم سے سازش کر لوں گا تو یہ جان رکھو کہ ہمارے مقابلہ پر سوائے عربی یا مغربی اور ترکی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکروں کے اور کوئی نہ آئے گا عربوں کی کیفیت ہے کہ وہ پیٹ کے بندے ہیں۔ کتوں کی طرح ایک لقمہ دے دو اور اطمینان سے ان کے سروں کو پتھروں سے کچلو' مغربی فوجیں ایک تو وہ خود قلیل ہیں جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا ہے۔ دوسرے ان کی گوشمالی کے لئے ہماری فوج کا ایک دستہ کافی ہے۔ باقی رہے ترکی ان کا جوش دودھ کا سا ابال ہے اٹھا اور فرو ہو گیا۔ تھوڑے سے استقلال سے ان کا قلع قمع ہو جائے گا اور دین و مذہب جیسا کہ ملوک عجم کے عہدِ حکومت میں تھا ویسا ہی پھر ہو جائے گا دیکھو اس موقع کو غنیمت جانو ہاتھ سے نہ دو''۔

افشین: (قطع کلام کر کے) مازیار کا تو یہ دعویٰ ہے کہ میرے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا تھا اس میں مجھ پر کیا الزام عائد ہوا بفرض تقدیر اگر میں اس قسم کا خط اس کو لکھتا تو ضرور اپنے کسی معتمد کی معرفت اس کے پاس روانہ کرتا اور یہ امر امیر المؤمنین سے پوشیدہ نہ رہا۔ عبداللہ بن طاہر تو خراسان میں موجود ہی تھا' قاضی احمد بن ابی نے اس کہنے پر افشین کو ایک ڈانٹ پلائی۔ وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک نے غصہ کی تیز نگاہوں سے دیکھ کر اشارہ سے خاموشی کا حکم دیا۔ مگر افشین سے خاموش نہ رہا گیا۔ قاضی احمد بن داؤد سے مخاطب ہو کر بولا'' کیوں حضرت جب آپ عبا و قبا پہن کر گھر سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک جماعت کو بغیر قتل کئے ہوئے نہ گھر میں جاتے ہیں اور نہ عبا و قبا اتارتے ہیں۔ آپ بھی عجیب چیز ہیں''۔

محمد بن عبدالملک: بس بس بہت تیزی اچھی نہیں ہوتی نمک حرام بدتمیز دائرہ تہذیب سے باہر قدم نہ رکھ یہ بتا کہ تیرے ختنے ہوئے ہیں یا نہیں؟

افشین نے انکاری جواب دیا۔ محمد بن عبدالملک نے چیں بہ چیں ہو کر کہا'' کیوں بے دین! تجھ کو کس چیز نے ختنہ کرانے سے روکا یہ تو شعارِ اسلام سے ہے۔

افشین: (دھیمی آواز سے) میں نے جان کے خوف سے ختنہ نہیں کرایا۔

محمد بن عبدالملک: کیا خوب' جواب بہت معقول ہے یہ قد و قامت اور یہ خوف۔ (طنز سے) کیوں افشین لڑائیوں میں تو نیزہ بازی کرتا ہے شمشیر بکف صف اعدا میں گھس جاتا ہے۔ اس وقت تجھے اپنی جان کا خطرہ نہیں پیدا ہوتا؟ تعجب ہے کہ ایک انگل کھال کے کٹانے سے اس قدر خائف ہوا۔

افشین: لڑائی میں ضرورت مجبور کرتی ہے اور میں بہ مجبوری اس کو برداشت کرتا ہوں۔ ختنہ کو اس پر قیاس نہ کیجئے اپنے ہاتھوں سے کوئی اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مارتا۔

افشین کا قتل: محمد بن عبدالملک نے بانتظار صدورِ حکم قاضی احمد بن ابی داؤد کی طرف دیکھا۔ قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا۔ اس پر جرم ثابت ہے۔ محمد بن عبدالملک نے بغا کبیر کو اشارہ کر دیا۔ بغا کبیر افشین کو مارتا ہوا جیل میں لے گیا۔ اس کے بعد محمد بن عبدالملک نے مازیار کو چار سو درے مارنے کا حکم دیا جس کے صدمہ سے مازیار مر گیا۔ کچھ عرصہ بعد افشین نے خلیفہ معتصم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرے پاس آپ اپنے کسی معتمد خاص کو بھیج دیجئے۔ میں کچھ گزارش کیا چاہتا ہوں۔ خلیفہ معتصم نے حمدون بن اسماعیل کو افشین کے پاس بھیج دیا۔ افشین نے ان الزامات کی جو اس کے ذمہ عائد کئے گئے تھے معذرت کی اور معافی کا خواستگار ہوا۔ حمدون بن اسماعیل نے ہنوز خلیفہ معتصم تک یہ پیام نہیں پہنچایا تھا کہ افشین کو ایتاخ کے مکان میں لے جانے کا حکم صادر ہوا۔ خدامِ دولت افشین کو ایتاخ کے مکان میں لے گئے اور خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق قتل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے باب عامہ پر سولی دے دی جب کل آئندہ روندگان دیکھ چکے تو لاشہ کو صلیب سے اتار کر جلا دیا۔ یہ واقعہ شعبان ۲۲۶ھ کا ہے کہا جاتا ہے کہ زمانہ قید میں افشین کا کھانا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا۔

مبرقع کا خروج: مبرقع معروف بہ ابوحرب یمانی فلسطین کا رہنے والا تھا اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں کسی لشکری نے اس کے مکان میں اترنے کا قصد کیا۔ عورتوں نے ممانعت کی لشکری نے ان کو مارا جب مبرقع آیا تو ان عورتوں نے اس لشکری کی شکایت کی مبرقع کو لشکری کے اس فعل ناروا سے اشتعال پیدا ہوا سیدھا لشکری کے پاس گیا اور اس کو قتل کر کے اردن کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اس غرض سے کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ اپنے منہ پر برقع ڈال لیا جو اس سے ملنے آتا اس کو اوامر کے کرنے نواہی سے بچنے کی ہدایت و تعلیم دیتا اور خلیفہ کے عیوب بیان کرتا۔ یہ اپنے اموی ہونے کا بھی مدعی تھا اردن کے اطراف و جوانب سے کاشت کاروں اور زمین داروں کا ایک گروہ متبع و مطیع ہو گیا اور اس کو مغیانی کے لقب سے وہ یاد کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد سرداران یمانیہ کی ایک جماعت بھی اس کے گروہ میں شامل ہو گئی منجملہ ان کے ابن بہیس تھا جو اپنی قوم اور نیز دوسرے قبائل میں عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اور خواص و عوام اس کی اطاعت کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک بڑھ گئی خلیفہ معتصم نے اس کی تنبیہ پر بسرافسری ایک ہزار فوج کے رجار بن ایوب کو متعین کیا رجار بن ایوب نے مبرقع کی کثرت جماعت سے ڈر کر معرکہ آرائی کی مقابلہ پر پڑاؤ کئے پڑا رہا تا آنکہ کاشت کاری و زراعت کا زمانہ آ گیا مبرقع کے ہمراہی جو اکثر و بیشتر زراعت پیشہ تھے۔ کاشت کاری کی غرض سے اپنے اپنے شہروں میں واپس آنے لگے اس اثناء میں خلیفہ معتصم نے وفات پائی اور خلیفہ واثق مسند خلافت پر رونق افروز ہوا اتفاق یہ کہ انہیں دنوں دمشق میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا خلیفہ واثق نے بلوائیوں اور فتنہ انگیزوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور مبرقع سے معرکہ آرائی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ رجار بن ایوب نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور مبرقع کو مع ابن بہیس کے گرفتار کر کے سامرا روانہ کر دیا اس معرکہ میں مبرقع کے ہمراہیوں میں سے تقریباً بیس ہزار آدمی کام آئے یہ واقعہ ۲۲۷ھ کا ہے۔

وفات: خلیفہ معتصم[۱] ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید نے ۱۵ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو آٹھ برس آٹھ مہینے خلافت کر کے اس دار فانی سے انتقال کیا۔

---

۱ بروایت ذہبی خلیفہ معتصم ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد موات کوفہ سے تھی نام ماردہ تھا صولی کہتا ہے کہ یہ نامور خلیفہ ماہ شعبان ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا اور علامہ ابوالحسن علی معروف بہ ابن اثیر صاحب تاریخ کامل تحریر کرتا ہے کہ ۱۷۹ھ میں عالم وجود میں آیا روایت اول کے مطابق سینتالیس برس کی عمر پائی دوسری روایت کی رو سے انچاس مرحلے عمر کے طے کئے اور تیسری روایت کے اعتبار سے اڑتالیس سال بقید حیات رہا۔ خلد قادمیں پیدا اور سامرہ میں مدفون ہوا اس کے بیٹے واثق باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ رنگ سفید سرخی مائل' داڑھی گھنی' متوسط القامت تھا اس کی طبیعت میں شجاعت' ہمت' قوت' خلق حسن اور استقلال کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہ خلیفہ بنو عباس کا آٹھواں تاجدار اور عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا آٹھواں ممبر اور خلیفہ رشید کی اولاد کا آٹھواں شخص تھا آٹھ برس اور آٹھ مہینے حکومت کی آٹھ لڑکے' آٹھ لڑکیاں چھوڑ کر وفات پائی۔ آٹھ فتوحات حاصل کیں آٹھ محل سرائیں بنوائیں' آٹھ دشمنوں بابک' باطش' مازیار' افسین' عجیف' قارن' قائد رافضہ اور رئیس زنادقہ کو تہ تیغ کیا (آٹھ لاکھ) دینار سرخ اسی قدر درہم سفید (آٹھ ہزار) گھوڑے' آٹھ ہزار غلام اور آٹھ ہزار لونڈیاں متروکہ چھوڑا علم معمولی تھا۔ فتح عموریہ میں تیس ہزار عیسائیوں کو قتل اور اسی قدر کو گرفتار کیا۔ خلق قرآن کا یہ بھی قائل تھا اسی مسئلہ میں علما کا اس نے بھی امتحان لیا۔ ملخص انکامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۱۵

فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ تاریخ الخلفاء از سیوطی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۰

ابو جعفر واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

صبح ہوتے ہی اس کا بیٹا واثق باللہ ہارون مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوا اراکین دولت وسرداران لشکر نے بیعت کی اس کی کنیت ابو جعفر تھی۔

دمشق میں شورش: خلیفہ واثق کے تخت نشین ہوتے ہی اہلِ دمشق باغی ہوگئے اپنے امیر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مرج واسط میں بہ قصد مقابلہ لشکر مرتب کیا۔ رجاء بن ایوب ان دنوں رملہ میں مبرقع سے معرکہ آرائی کر رہا تھا مگر خلیفہ واثق کے حکم سے اپنے لشکر کا کچھ حصہ مبرقع کے مقابلہ پر چھوڑ کر بغاوت دمشق کے فرو کرنے کے لئے آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رجاء نے اہلِ دمشق کو شکست دی اور نہایت بے رحمی سے میدان جنگ میں پندرہ سو آدمیوں کو کاٹ ڈالا اس کے ہمراہیوں میں سے تین سو آدمی کام آئے۔ اس خون ریز جنگ کے بعد اہلِ دمشق کے دماغ کی گرمی فرو ہوگئی۔ آتش بغاوت خاموش ہوگئی چاروں طرف امن وامان قائم ہوگیا اور رجاء مبرقع سے ہم نبرد ہونے کے لئے رملہ کی جانب لوٹ آیا اور اس کو بھی شکست دے کر گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

ترک نوازی: ہنگامہ دمشق کے فرو ہونے پر خلیفہ واثق نے اشناس ترکی پر اپنی خاص عنایت مبذول کی اپنی سلطنت اور تمام ممالک محروسہ اسلامیہ کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار کامل دے دیا۔ شب کے وقت مصاحبین اور ہم نشین قصے اور خلفاء ووزراء گزشتہ زمانہ کے واقعات بیان کیا کرتے تھے اتفاق سے ایک مرتبہ برامکہ کا ذکر آ گیا۔ دیر تک ان کی فیاضی، اولوالعزمی اور دولت مندی کا چرچا رہا خلیفہ رشید پر ان کے متولی ہو جانے اور کل امور سلطنت پر قابض ومتصرف ہونے کے حالات بیان ہوتے رہے ان واقعات کے سنتے ہی خلیفہ واثق کے کان کھڑے ہوگئے اگلے دن ایک گشتی فرمان چاروں طرف روانہ کر دیا اور ان سب کو گرفتار کر کے بجر وتعدی مال واسباب لینے لگا۔ احمد بن اسرائیل سے اسی ہزار دینار مار پیٹ کر وصول کئے۔ سلیمان بن ذہب سے (یہ ایتاخ کا سیکرٹری تھا) چار لاکھ حسن بن وہب سے چودہ ہزار ابراہیم بن رباح اور اس کے سیکرٹری سے ایک لاکھ اور ابوانور رسے ایک لاکھ چالیس ہزار۔ ولایت یمن پر خلیفہ معتصم نے بعد معزولی جعفر بن دینار ایتاخ کو مقرر کیا تھا اور پھر اس کو معتوب کر کے قید کر دیا مگر کچھ عرصہ بعد خوش ہو کر رہا کر دیا جب خلیفہ واثق تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی جانب سے ایتاخ کو یمن کی گورنری مرحمت فرمائی۔ رسالہ باڈی گارڈ پر خلیفہ معتصم کے عہد خلافت میں بعد معزولی افشین اسحاق بن یحییٰ بن معاذ مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ واثق نے اس کو بحال رکھا۔ ۲۳۱ھ میں محمد بن صالح بن عباس مدینہ منورہ پر متعین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا اور محمد بن داؤد مکہ معظمہ کی حکومت پر بدستور قائم رکھا گیا۔ ۲۳۰ھ میں عبداللہ بن طاہر والی صوبجات خراسان‘ کرمان‘ طبرستان اور رے کے انتقال کر جانے سے بارگاہ خلافت کے حکم کے مطابق اس کے بیٹے طاہر کو صوبجات مذکورہ کی سند گورنری مرحمت کی گئی۔

حجازی کی شورش: بنو سلیم کا ایک بہت بڑا گروہ اطراف مدینہ منورہ میں رہتا تھا خلافت اور عمال کی تبدیلی سے ان لوگوں کے دل بڑھ گئے‘ جرأت ہوگئی۔ دن دہاڑے مسافروں اور نیز اہل شہر کو لوٹ لینے لگے ایک مرتبہ بنوکنانہ کے ایک شخص پر بحالت غفلت چھاپہ مارا اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا محمد بن صالح والی مدینہ نے ایک دستہ فوج جس میں قریش وانصار کے رضا کار بھی تھے۔ بنوسلیم کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کیا۔ بنوسلیم نے ان کو بے ڈھب شکست دی۔ بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ مال و اسباب کو لوٹ لیا‘ خیموں کو جلا دیا‘ آلات حرب چھین لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین جس قدر قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا۔ آمد و رفت قافلوں کی بند ہوگئی۔ خلیفہ واثق نے اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے پر بغا کبیر کو مامور فرمایا۔ بغا کبیر ماہ شعبان ۲۳۰ھ میں مدینہ منورہ پہنچا بنوسلیم مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں بغا کبیر نے ان کو شکست دے دی اور ان میں سے تقریباً پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اسی قدر کو قید کر لیا۔ باقی ماندگان بنوسلیم نے امان کی درخواست کی خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق امان دے دی گئی۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد ایک ہزار بلوائیوں اور مفسدہ پردازوں کو بغاوت و فتنہ انگیزی کے جرم میں گرفتار کر کے مدینہ منورہ کے جیل میں قید کر دیا یہ واقعہ ۲۳۰ھ کا ہے۔

اس ہنگامہ و بغاوت کو فرو کر کے بغا کبیر نے فریضہ حج ادا کیا اور ذات عرق میں پہنچ کر بنو ہلال کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جیسا کہ بنوسلیم کے ساتھ پیش آیا تھا اور ان میں سے تین سو مفسدہ پردازوں کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ کے جیل میں بھیج دیا اور پھر فوج مرتب کر کے بنومرہ کی جانب چلا گیا۔ ان مفسدہ پرداز قیدیوں نے جیل میں نقب لگائی اور محافظین جیل کو قتل کر کے نکل گئے اہل مدینہ کو خبر ہوئی رات ہی کے وقت جمع ہو کر روک ٹوک کی قیدی بھڑ پڑے صبح تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر اہل مدینہ غالب آئے اور قیدیوں کو قید حیات سے رہائی مل گئی۔ بغا کبیر کو اس خبر کے سننے سے سخت صدمہ ہوا۔

بنومرہ کی طرف بغا کبیر کے جانے کی وجہ یہ تھی کہ فزارہ اور بنومرہ نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا بغا کبیر نے یہ خبر پا کر بنومرہ پر حملہ کر دیا اور اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بنومرہ کے پاس سمجھانے کے لئے روانہ کیا بنومرہ اس کی سطوت اور رعب داب سے خائف ہو کر شام کی طرف بھاگے بغا کبیر کے سپہ سالار نے سرزمین شام تک تعاقب کیا اور بغا کبیر چالیس روز تک فدک میں ٹھہرا رہا بعد ازاں مع ان لوگوں کے جن کو بنومرہ اور فزارہ سے گرفتار کر لیا تھا مدینہ منورہ واپس آیا بطون غفار‘ فزارہ‘ شجع اور ثعلبہ کے رؤسا اور سرداروں نے حاضر ہو کر اطاعت و فرماں برداری کی قسمیں کھائیں۔ بغا کبیر کو ان لوگوں کی جانب سے ایک گونہ اطمینان ہوا بنوکلاب کی طرف متوجہ ہوا تین ہزار نفر پیش کیے گئے۔ ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو الزام مفسدہ پردازی مدینہ منورہ کے جیل میں ڈال دیا اور باقی لوگوں کو رہا کر دیا۔

یمامہ کی شورش: پھر ۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق بنونمیر کی سرکوبی کے لئے یمامہ گیا۔ شرفاء بنونمیر کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوگئی دونوں فریق نے ایک دوسرے پر حملہ کیا بغا کبیر نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور چالیس کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اہل یمامہ کا قصد کیا اور اطاعت قبول کر لینے کی شرط پر معافی دینے کا وعدہ کیا مگر ان لوگوں نے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رعایت منظور نہ کی اور جبال سندھ کی طرف روانہ ہو گئے۔ بغا کبیر نے یمامہ کا ایک چکر لگا کر اپنی فوج کو مختلف و متعدد حصوں میں تقسیم کیا اور لشکر کے ہر حصے کو بجائے خود ایک مستقل فوج قرار دے کر اطراف یمامہ میں پھیل جانے کا حکم دیا اس سے چاروں طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے کشت و خون اور مقتولوں کی لاشوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا اضاخ کے قریب پھر اہل یمامہ سے بغا کبیر نے ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا اتفاق سے اس معرکہ میں ان کے مقدمۃ الجیش اور میرہ کو شکست ہوئی قتل و غارت کا قیامت خیز ہنگامہ اس کی لشکر گاہ میں برپا ہو گیا۔ شام تک اہل یمامہ غارت گری میں مصروف رہے۔ رات ہوتے ہی کامیابی کے باوجود بھاگ کھڑے ہوئے۔

یمامہ کی فتح: بغا کبیر نے ان کا تعاقب کیا مگر اطاعت قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ تھوڑی دور چل کر اپنے رکاب کی فوج سے ایک دستہ کو اہل یمامہ کے پاس سمجھانے کو بھیجا۔ اہل یمامہ نے اس کی کمی فوج کا احساس کر کے صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ بغا کبیر شکست کھا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس اثناء میں بغا کبیر کے لشکر کا وہ دستہ اہل یمامہ کے پیچھے سے آ گیا جو یمامہ کے اطراف و جوانب میں شب خون مارنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ اہل یمامہ اس فوج کے دستہ کو اپنی پشت پر سے آتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے قتل و خون ریزی سے خود بخود رک گئے۔ فوج سواران اہل یمامہ اپنے پیادوں کی پلٹنوں کو بغا کبیر کی فوج کے حوالے کر کے بھاگ گئی۔ بغا کبیر کی فوج نے اہل یمامہ کے پیادوں کی پلٹنوں کو بات ہی بات میں خیار و کدو کی طرح کاٹ کر رکھ دیا ان میں سے ایک بھی جان بر نہ ہوا مقتولوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ جنگ کے خاتمہ کے بعد بغا کبیر ایک روز میدان کارزار میں ٹھہرا رہا اگلے دن مظفر و منصور یمامہ میں داخل ہوا امراء یمامہ نے امان کی درخواست کی بغا کبیر نے ان لوگوں کو بہ حکمت عملی قید کر کے بصرہ جیل میں بھیج دیا اس کے بعد درجن اشروسنی بسرافسری سات سو فوج کے بغا کبیر کی کمک پر آیا۔ بغا کبیر نے اس تازہ دم فوج کو سواران اہل یمامہ کے تعاقب پر بھیج دیا۔ تبالہ مضافات یمن تک اس نے ان کا تعاقب کیا۔ بغا کبیر نے مع ان قیدیوں کے جو ان معرکوں میں گرفتار کئے گئے اور جن کی تعداد بائیس سو تھی بغداد کی جانب مراجعت کی اور محمد بن صالح والی مدینہ کو معہ ان لوگوں کے جو اس کے زیر حراست قید تھے۔ بغداد میں ملنے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ محمد بن صالح حسب تحریر بغا کبیر مع قیدیان مدینہ بغداد میں آیا اور ان قیدیوں کو بغا کبیر کے حوالہ کر دیا۔

واقعہ قتل احمد بن نصر: احمد بن نصر بن مالک بن ہیثم خزاعی کا دادا مالک بن ہیثم خزاعی خلافت عباسیہ کے نقباء میں سے تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں احمد بن نصر کا شمار محدثین میں تھا۔ اس کی نشست و برخاست اصحاب حدیث کی صحبت میں اکثر رہا کرتی تھی ان میں سے ایک گروہ نے جس میں ابن حصین، ابن دورقی اور ابوزہیر وغیرہ تھے۔ احمد بن نصرہ کو چھیڑ دیا آدمی سادہ لوح تھا خلیفہ واثق پر خلق قرآن کے قائل ہونے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرنے لگا رفتہ رفتہ طعن و تشنیع نے سب و شتم کی صورت اختیار کر لی۔ خنزیر و کافر کہنے لگا۔ عوام الناس میں اس کی شہرت ہو گئی اس کے ہمراہیوں میں سے دو اشخاص ابوہارون شداخ اور طالب نے لوگوں کو اس کی بیعت کی ترغیب دی ایک خلق نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس کی بیعت کر لی ابوہارون اور طالب نے ایک لشکر مرتب کر کے لشکریوں کو انعامات اور جائزے مرحمت کئے اور شب پنجشنبہ ۳ شعبان ۲۳۱ھ کو بغرض اظہار دعوت خروج کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے احمد بن نصر کی بیعت

www.KitaboSunnat.com

کی تھی بنوافترس کا ایک شخص قبل وعدہ آ پہنچا وہ حالتِ نشہ میں تھا نقارہ بجا دیا اسحاق بن ابراہیم افسر پولیس اس وقت موجود نہ تھا اس کا قائم مقام اور بھائی محمد بن ابراہیم نقارے کی آواز سن کر گھبرا گیا۔ ایک آدمی کو دریافت حال کی غرض سے روانہ کیا کوئی شخص نظر نہ آیا اتفاق سے ایک اعود (بھینگا) شخص عیسیٰ نامی حمام میں مل گیا' اس نے بنواشرس احمد بن نصر' ابوہارون اور طالب کا پتہ بتلا دیا۔ اس کے بعد احمد بن نصر کا ایک خادم گرفتار کیا گیا۔ اس نے عیسیٰ اعور کے بیان کی تائید کی محمد بن ابراہیم نے اسی وقت ایک دستہ فوج احمد بن نصر وغیرہ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا سب کے سب گرفتار ہو کر آئے محمد بن ابراہیم نے ان لوگوں کو سامرا بھیج دیا۔

خلیفہ واثق کے روبرو دربارِ عام میں پیش کئے گئے اس جلسہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد بھی تھا۔ خلیفہ واثق نے احمد بن نصر سے بغاوت اور خروج کی وجہ دریافت نہ کی خلق قرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا احمد بن نصر نے عرض کیا ''وہ کلام الٰہی ہے''۔ پھر خلیفہ واثق نے اللہ تعالیٰ کی رویت کا مسئلہ دریافت کیا احمد بن نصر نے کہا ''اللہ تعالیٰ کی رویت اخبار صحیحہ سے ثابت ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حدیث شریف کی مخالفت نہ کیجئے''۔ خلیفہ واثق نے علماء کی طرف دیکھ کر احمد بن نصر کی بابت دریافت کیا' عبدالرحمٰن بن اسحاق قاضی جانب غربی بغداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا ''امیر المومنین کو اس شخص کا خون مباح ہے''۔ قاضی احمد بن ابی داؤد بولا'' یہ شخص کافر ہو گیا اس کو توبہ کی ہدایت کی جائے''۔ خلیفہ واثق نے صصمہ (یہ عمر بن معدیکرب زبیدی کی تلوار تھی) منگوائی اور نیام سے کھینچ کر احمد بن نصر کی طرف چلا احمد بن نصر نے گردن جھکائی خلیفہ واثق نے ایک تلوار کندھے پر ماری دوسری سر پر رسید کی پھر پیٹ پر اسی تلوار سے ناف سے سینہ تک چاک کر دیا۔ اس کے بعد سیا الدمشقی نے بڑھ کر سر اتار کر بغداد بھیج دیا جو جسر بغداد پر آویزاں کر دیا گیا اور لاش کو درِ بغداد پر صلیب پر چڑھا دیا۔

مختلف واقعات: ۲۳۱ھ کے خاتمہ دور پر خلیفہ واثق نے سعید بن مسلم بن قتیبہ کو ثغور اور عواصم کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور یہ ہدایت کی کہ عیسائی قیدیوں کو بعوض مسلمان قیدیوں کے والیٔ روم کو دے کر مصالحت کر لو مگر ساتھ ہی اس کے مسلمان قیدیوں سے قرآن کی مخلوق ہونے اور رویت اللہ کا مسئلہ دریافت کرتے جانا جو شخص خلق قرآن کا قائل ہو اور رویت اللہ کا منکر ہو اس کا معاوضہ دے کر عیسائیوں کی قید سے چھڑا لینا اور ایک دینار علاوہ زادِ سفر کے بطور انعام مرحمت کرنا اور جو شخص خلق قرآن کا منکر اور رویت اللہ کا قائل ہو نہ اس کے معاوضہ میں کسی عیسائی قیدی کو رہا کرنا اور نہ اس کی رہائی کی فکر کرنا چنانچہ رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لئے ہوئے نہر لامس پر آئے جو طرسوس سے ایک منزل پر تھی۔ مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو۔ مسلمان قیدی جن کو عیسائیوں کے پنجۂ غضب سے نجات دلائی گئی تعداد میں چار ہزار چونسٹھ مرد' آٹھ سو لڑکے اور عورتیں اور ایک سو اہلِ ذمہ تھے۔

احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کر ایام سرما کے آتے ہی ایک لشکر مرتب کر کے سرحدی بلاد پر جہاد کر دیا اثناءِ راہ میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہو گئی۔ بطریق نے موسم سرما میں سفر و جہاد کرنے سے بوجہ صعوبت راہ منع کیا احمد بن سعید نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور کثرت بارش سے بے حد نقصان کا سامنا کرنا پڑا تقریباً دو سو آدمی برف و بارش کی نذر ہو گئے' اسی قدر کفار نے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ کثیر بدندون میں ڈوب کر مر گیا۔ مجبوراً بے نیل و مرام واپس آیا۔ خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس ناعاقبت اندیشی پر نصیحت و فضیحت کی اور معزول کر کے بجائے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لئے ہوئے نہر لامس پر آئے جو طرسوس سے ایک منزل پر تھی۔ مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو۔ مسلمان قیدی جن کو عیسائیوں کے پنجۂ غضب سے نجات دلائی گئی تعداد میں چار ہزار چونسٹھ مرد' آٹھ سولڑ کے اور عورتیں اور ایک سو اہلِ ذمہ تھے۔

احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کر ایام سرما کے آتے ہی ایک لشکر مرتب کر کے سرحدی بلاد پر جہاد کر دیا اثناء راہ میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہوگئی۔ بطریق نے موسم سرما میں سفر و جہاد کرنے سے بوجہ صعوبت راہ منع کیا احمد بن سعید نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور کثرت بارش سے بے حد نقصان کا سامنا کرنا پڑا تقریباً دو سو آدمی برف و بارش کی نذر ہو گئے' اسی قدر کفار نے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ کثیر بدندون میں ڈوب کر مر گیا۔ مجبوراً بے نیل و مرام واپس آیا۔ خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس ناعاقبت اندیشی پر نصیحت و فضیحت کی اور معزول کر کے بجائے اس کے نصر بن حمزہ خزاعی کو متعین فرمایا۔

وفات: خلیفہ واثق[1] باللہ ابو جعفر ہارون بن معتصم نے پانچ برس نو مہینے خلافت کر کے بعارضہ استسقاء جبکہ چھ راتیں ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کی باقی رہ گئیں تھیں وفات پائی۔ علاج کی غرض سے موت سے ایک دن پہلے گرم تنور میں بٹھایا گیا اس سے مرض میں خفت محسوس ہوگئی۔ دوسرے دن تنور زیادہ گرم کیا گیا اور گزشتہ یوم کی نسبت زیادہ دیر تک تنور میں بیٹھا رہا بخار آ گیا۔ تنور سے نکال کر محفہ[2] میں سوار کرایا چند لمحوں کے بعد اتارنے کی غرض سے پردہ اٹھایا تو مردہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ قاضی ابن ابی داؤد نے خلیفہ واثق کی موت کے بعد اس کے بدن کو مس کیا تھا جس پر سب سے پہلے اُس کو اِس کی موت کا احساس ہوا۔

---

[1] خلیفہ واثق کی ماں کا نام قراطیس تھا ام ولد (کنیزک) تھی مکہ کی راہ میں بیسویں شعبان ۱۹۶ھ کو پیدا ہوا چھتیس برس چار مہینے کی عمر پائی احمد بن ابی داؤد اور بروایت بعض اس کے بھائی خلیفہ متوکل نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور مکہ کی راہ مقام ہارونی میں دفن کیا گیا۔ یہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح خلق قرآن کا قائل اور رؤیت باری کا منکر تھا۔ مذہباً اعتزال کی جانب مائل کیا بلکہ معتزلہ تھا ۲۳۱ھ میں اس نے بھی ائمہ اور مؤذنین سے مسئلہ خلق قرآن اور رویت باری کا امتحان لیا جس نے خلق قرآن سے انکار کیا اور رؤیت باری کا اقرار کیا اس کو سزا دی۔ صولی کہتا ہے کہ خلیفہ واثق ادب و فضل کی وجہ سے مامون اصغر کہلاتا تھا خود شاعر فون شاعری اور غنا سے واقف تھا۔ خود اچھا بجاتا تھا۔ فضل یزیدی کا بیان ہے کہ خلفاء بنو عباس میں سے اس سے زیادہ کوئی راوی شعر کا نہ تھا کسی نے کہا: ''کیا مامون اعظم سے زیادہ یہ کثیر الروایت ہے''۔ فضل یزیدی نے جواب دیا ہاں مامون نے علم عرب میں نجوم' طب' منطق اور فلاسفہ خلط ملط کر دیا تھا اور خلیفہ واثق علمِ عرب میں کسی چیز کو نہیں لاتا تھا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۴

[2] محفہ کمبسر میم و فتح دار و تشدید فا رمثل ہودج کے عورتوں کو سوار کرانے کی ایک سواری ہے زمانہ قدیم میں اس پر قبہ نہیں بنایا تھا جیسا کہ ہودج پر قبہ بنایا جاتا ہے۔ اقرب الموارد جلد اول صفحہ ۲۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۱

جعفر المتوکل علی اللہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ

تخت نشینی: خلیفہ واثق باللہ کے مرنے پر قاضی احمد بن ابی داؤد' ایتاخ' وصیف' عمر بن فرج اور ابنِ الزیات وغیرہ قصرِ خلافت میں جمع ہوئے اور محمد بن واثق باللہ کو جو ایک نوعمر لڑکا تھا تختِ خلافت پر بٹھانے کی غرض سے سیاہ زرہ پہنائی' اتفاق سے بوجہ نوعمری چھوٹا نکلا وصیف نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا'' کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو جو ایسے کم عمر صاحبزادے کو مسند خلافت پر متمکن کرنا چاہتے ہو؟'' حاضرین یہ سُن کر چونکنے ہو گئے مستحقین خلافت کے متعلق آراء قائم کرنے لگے بالآخر سب نے باتفاق جعفر بن معتصم کو طلب کیا۔ احمد بن ابی داؤد نے لباس فاخرہ پہنایا' عمامہ باندھا' دست بوسہ کر کے کہا'' السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ'' اور المتوکل علی اللہ کا لقب دیا۔

خلیفہ متوکل نے بیعت لینے کے بعد خلیفہ واثق کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کا حکم دیا بعد ازاں شاہی لشکر کو آٹھ مہینے کی تنخواہ مرحمت فرمائی' بلاد فارس پر ابراہیم بن محمد بن مصعب کو متعین کیا' غالم بن محمد طوسی کو حکومت موصل پر بحال رکھا' ابنِ عباس محمد بن صول کو دیوان نفقات سے معزول کیا اور اپنے بیٹے منتصر کو حرمین' یمن اور طائف کی حکومت عنایت کی۔

خلیفہ واثق نے اپنے عہدِ خلافت میں محمد بن عبدالملک ابنِ الزیات کو قلمدان وزارت سپرد کر کے امورِ سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دے دیا تھا اور محمد بن عبدالملک اپنی ذاتی قابلیت سے تمام ارا کینِ دولت پر حاوی ہو رہا تھا متوکل اور نیز خاندانِ خلافت کے کسی ممبر کا کچھ پاس ولحاظ نہ کرتا تھا ایک مرتبہ خلیفہ واثق اپنے بھائی متوکل پر ناراض ہوا متوکل ابنِ الزیات کے پاس گیا' حالات بیان کئے اور خلیفہ واثق کو راضی کرنے کی التجا کی ابنِ الزیات نے نہ تو خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا' نہ خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور نہ متوکل کی باتیں توجہ سے سنیں بلکہ نہایت بے رخی سے کہا'' آپ تشریف لے جائیے اگر آپ کے حالات اور اطوار درست ہو جائیں گے تو امیر المومنین بلا کسی سفارش کے آپ سے خوش ہو جائیں گے میری سفارش کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔ متوکل یہ رُوکھا جواب پا کر مغموم ورنجیدہ اٹھ کر قاضی احمد بن ابی داؤد کی خدمت میں گیا قاضی احمد بن ابی داؤد' متوکل کی صورت دیکھتے ہی سروقد تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا' نہایت اخلاق سے پیش آیا' عزت و احترام سے صدر مقام پر بٹھایا اور آنے کا شکریہ ادا کیا۔ متوکل نے کہا'' میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ بھائی جان مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں بہت اچھا ہوتا اگر آپ ان کو راضی کر دیتے''۔ قاضی احمد نے بہ کمال مسرت اس امر کے انجام دینے کا اقرار کیا اور اسی روز سے وقتاً فوقتاً خلیفہ واثق باللہ سے جب موقع مل جاتا تھا تو متوکل کی سفارش کر دیتا تھا۔ یہاں تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ خلیفہ واثق باللہ کا دل متوکل کی طرف سے صاف ہو گیا۔

ابن الزیات کا خاتمہ: ابنِ الزیات نے بوقت ملاقات متوکل سے جو بے رخی اور بداخلاقی کا برتاؤ کیا تھا اس کا کیا ذکر طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ واثق باللہ کی خدمت میں ایک رپورٹ اس مضمون کی بھیج دی کہ ''جعفر میرے پاس مخنثوں کے لباس میں آیا تھا اور مجھ سے امیر المومنین کو راضی کرنے کی التجا کی تھی'' خلیفہ واثق اس رپورٹ کو سُن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت ابنِ الزیات کے پاس حکم بھیج دیا کہ ''جعفر کو بال پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے میرے پاس حاضر لاؤ'' ابنِ الزیات نے اس حکم کی پوری تعمیل تو نہ کی۔ مگر متوکل کو بلا بھیجا۔ متوکل اس خیال سے کہ امیر المومنین شاید مجھ سے راضی ہو گئے ہیں۔ دل ہی دل میں ہنستا ہوا دربارِ خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ واثق نے ایک حجام کو اشارہ کیا۔ حجام نے لپک کر متوکل کے بال پکڑ لئے اور دو چار جھٹکے دے کر کاٹ ڈالے۔ متوکل کو ابنِ الزیات کے اس فعل سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی مگر اس وقت کیا کر سکتا تھا۔ خاموش رہا جس وقت مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ ایک مہینہ کے بعد ایتاخ کو حکم دیا کہ ابنِ الزیات کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دو اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ میں ابنِ الزیات کے مال و اسباب کو ضبط کر لینے کے لئے بھیج دو یہ واقعہ ماہ صفر ۲۳۳ھ کا ہے۔ ایتاخ نے اس فرمان کے مطابق جہاں جہاں ابنِ الزیات کا مال و اسباب تھا ضبط کرا کے دارالخلافت میں منگوا لیا اور خلیفہ متوکل کے اشارہ سے ابنِ الزیات کو روز بروز طرح طرح کی تکالیف دینے لگا اور جب ان صدمات اور مصائب سے بھی ابنِ الزیات کا کام تمام نہ ہوا تو ایک تنور میں جس میں چاروں طرف لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور جو اس قدر تنگ تھا کہ آدمی پورے طور سے نہیں بیٹھ سکتا تھا اور نہ آسانی سے کھڑا ہو سکتا تھا بند کر دیا چند روز زندہ رہ کر نصف ربیع الاول ۲۳۲ھ میں جاں بحق تسلیم ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابنِ الزیات کی گرفتاری کے بعد متوکل نے اس قدر پٹوایا تھا کہ وہ مر گیا ابنِ الزیات کی زبان سے اس وقت سوائے تشہد اور ذکر اللہ کے ایک بار بھی کلمہ اُف نہیں نکلا۔

عمر بن فرج کا ادبار: عمر بن فرج رجی نے بھی متوکل کے ساتھ خلیفہ واثق سے ناراضگی کے زمانہ میں ابنِ الزیات کا سا برتاؤ کیا تھا جس کی پاداش میں خلیفہ متوکل نے تخت نشینی کے بعد ماہ رمضان میں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اور مال و اسباب ضبط کر لیا تھا مگر پھر گیارہ لاکھ زر جرمانہ وصول کر کے رہا کر دیا۔

ایتاخ کی گستاخی: ایتاخ اسلام ابرص کا خادم اور اس کا باورچی تھا چونکہ قد و قامت کا بلند' ہاتھ پاؤں کا سڈول اور شجاع تھا خلیفہ معتصم کی نظروں میں سما گیا ۱۹۹ھ میں خرید لیا۔ آدمی دانشمند' مزاج شناس تھا خلیفہ معتصم اور واثق کے عہد خلافت میں اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی۔ چاروں طرف اسی کا دور دورہ ہو گیا۔ بڑے بڑے صوبجات کا انتظام اسی کے سپرد ہوا سامرا میں بہ لحاظ دولت اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کا بھی ہم پلہ تھا اراکین دولت کی بربادی اور تباہی اس کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی اسی کے مکان میں اور اسی کی نگرانی میں وہ لوگ مثل اولاد مامون' ابنِ الزیات' صالح' عجیف' عمر بن فرج اور ابنِ جنید وغیرہ قید کئے جاتے تھے۔ سفارت' حجابت اور محکمہ جنگ کا یہی مالک تھا ترکی' شامی اور خراسانی پلٹنیں اسی کے ماتحت تھیں غرض جس قدر اہم اور ذمہ داری کے کام تھے وہ سب اسی کے سپرد تھے۔

ایک روز شب کے وقت خلیفہ متوکل کے ساتھ بیٹھا ہوا پی رہا تھا۔ دونوں نشہ میں چور تھے لڑنے لگے خلیفہ متوکل نے کچھ سختی ایتاخ نے نیام سے تلوار کھینچ لی خواصوں نے دوڑ کر ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا۔ صبح ہوتے ہی ایتاخ دربارِ خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہو کر قدموں میں گر پڑا شب کی گستاخی کی معذرت کی بظاہر بات آئی گئی ہوگئی مگر خلیفہ متوکل کے دل میں گرہ پڑ گئی اور ایتاخ کو اس کا احساس ہو گیا۔

ایتاخ کا سفر حجاز: اس اثناء میں زمانۂ حج آ گیا۔ ایتاخ نے حج کی اجازت چاہی متوکل نے اجازت دے دی ساتھ ہی اس کے ایک خلعت گراں بہا عنایت فرمائی۔ ایک دستہ فوج ہمراہ کر دیا ان شہروں کی اس کو سند امارت عطا کی جو سفرِ حجاز میں اس کی راہ میں پڑتے تھے۔ چنانچہ ایتاخ بہ قصد حج ماہ ذیقعد ۲۳۳ھ یا ۲۳۴ھ میں رخصت ہو کر روانہ ہو گیا اس کی روانگی کے بعد خلیفہ متوکل نے حجابت پر اپنے خادم وصیف کو مامور کیا اور جب ایتاخ نے سفر حج سے مراجعت کی تو خلیفہ متوکل نے ایتاخ کے پاس ہدایا اور تحائف روانہ کئے اور بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ ایتاخ کو کسی حیلہ سے بغداد میں لے جا کر قید کر دو جوں ہی ایتاخ بغداد کے قریب پہنچا اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا ''امیر المؤمنین نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ آپ پہلے بغداد تشریف لائیے' سرداران بنو ہاشم وارا کین سلطنت سے ملاقات کیجئے اور خزیمہ بن خازم کے مکان میں سب کو جمع کر کے حسبِ مراتب انعامات اور صلے مرحمت کیجئے''۔

ایتاخ کا خاتمہ: ایتاخ اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بغداد میں داخل ہوا' اسحاق بن ابراہیم دروازہ پر استقبال کے لئے کھڑا تھا جس وقت ایتاخ مکان کے اندر چلا گیا۔ اسحاق نے اس کے ہمراہیوں کو اندر جانے سے روک دیا اور دروازہ پر پہرہ بٹھا دیا۔ اس کے بعد اس کے دونوں لڑکوں منصور و مظفر اور دونوں سیکرٹریوں سلمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد کو بھی گرفتار کر لیا ایتاخ کو یہ خبر لگی تو اسحاق بن ابراہیم کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ ''میرے دونوں لڑکوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے اگر خطاوار ہوں تو میں ہوں''۔ اسحاق نے ایتاخ کی یہ درخواست منظور کر لی۔ ایتاخ اس زمانہ سے برابر قید ہی میں رہا تا آنکہ مر گیا بعض کا بیان ہے کہ ایتاخ کا پانی بند کر دیا تھا اس وجہ سے مر گیا اور اس کے دونوں لڑکے جیل ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ متوکل کے بعد منتصر مسند خلافت پر رونق افروز ہوا اور اس نے ان دونوں کو رہا کیا۔

محمد بن بعیث پر عتاب: محمد بن بعیث بن جلیس آذربائیجان کے مشہور و مضبوط ترین قلعہ مرند میں پناہ گزیں تھا زمانہ خلیفہ متوکل میں بہ حکمت عملی قلعہ مرند سے نکال کر سامرا میں قید کیا گیا مگر کچھ عرصہ بعد جیل سے بھاگ کر پھر مرند میں جا کر اپنی جان بچائی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن بعیث جیل میں مقید نہ تھا بلکہ اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے زیر نگرانی قید تھا اور بغا الشرابی کی سفارش سے بہ ضمانت محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی رہا کیا گیا۔ رہائی کے کچھ عرصہ بعد سامرا میں ادھر اُدھر پھرتا رہا تا آنکہ خلیفہ متوکل علیل ہوا محمد بن بعیث بھاگ کر مرند چلا گیا اور اس کو غلہ اور سامان جنگ سے خاطر خواہ مضبوط کیا اس اثناء میں قبیلہ ربیعہ وغیرہ کے فتنہ پردازوں اور باغیوں کا ایک گروہ جو تعداد میں بائیس سو کے قریب تھا۔ مرند میں جمع ہو گیا ان دنوں آذربائیجان کا والی محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھا محمد بن بعیث کی کثرت جماعت سے ڈر کر دم بخود رہا کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔ خلیفہ متوکل نے اس کو معزول کر کے حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو متعین فرمایا چنانچہ حمدویہ ایک مدت تک محمد بن بعیث کا مرند میں محاصرہ کئے رہا۔

محمد بن بعیث کا خاتمہ: خلیفہ متوکل نے امدادی فوجیں بھیجیں مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر بغا الشرابی کو دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ مرند کی فوج کی کمک پر مامور کیا۔ بغا الشرابی نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر قلعہ مرند کے اردگرد ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکر لگایا اور دل ہی دل میں رائے قائم کی کہ حکمت عملی اور دھوکے کے بغیر یہ قلعہ بزورِ جنگ فتح نہیں ہو سکتا شام ہو گئی تھی محمد بن بعیث کے ہمراہی قلعہ میں اور محاصرہ اپنے مورچہ میں واپس آئے اگلے دن بغا الشرابی نے جنگ کے چھڑنے سے پہلے عیسیٰ بن شیخ بن شلیل کو محمد بن بعیث کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ''میں تم کو اور تمہارے کل سرداروں کو امان دیتا ہوں۔ تم لوگ خلیفہ متوکل کے حکم سے قلعہ کا دروازہ کھول دو''۔ محمد بن بعیث کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ کثیر قلعہ کا دروازہ کھول کر بغا الشرابی کے پاس چلا آیا محمد بن بعیث کے مکانات کو لوٹ لیا اس کی عورتیں اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں۔ اس کے بعد وہ خود بھی معہ اپنے بھائیوں صقر و خالد اور بیٹوں جلیس' صفر اور بعیث کے اثناء راہ سے گرفتار ہو آیا بغا الشرابی ان قیدیوں کو لئے ہوئے بغداد کی طرف روانہ ہوا بغداد کے قریب پہنچ کر لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے محمد بن بعیث کو معہ اس کے ہمراہیوں کے اونٹوں پر سوار کرایا۔ خلیفہ متوکل نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن بعیث بغداد میں پہنچ کر ایک ماہ بعد ۲۳۵ھ میں مر گیا۔ خلیفہ متوکل نے اس کے لڑکوں کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے ساتھ شاکریہ میں بھرتی کر دیا۔

ولی عہدی کی بیعت: ۲۳۵ھ میں خلیفہ متوکل نے اپنے تینوں بیٹوں محمد' طلحہ اور ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ بعض مؤرخین نے بجائے طلحہ کے زبیر کا نام لکھا ہے۔ بیعت لینے کے وقت یہ قرار دیا کہ پہلے میرے بعد محمد تاج و تخت کا مالک ہو گا اور اس کو المنتصر کا لقب دے کر افریقیہ' مغرب' قنسرین' ثغور' شامیہ' جزریہ' دیار مضر' دیار ربیعہ' ہیت' موصل' عانہ' خابور' کور دجلہ' سواد' بحرین' حضر موت' حرمین' سندھ' مکران' قندابیل' کور اہواز' بحر کوفہ' بحر بصرہ' اور سامرا کے مستغلات کو جاگیر میں دیا اور بعد المنتصر کے اپنے دوسرے بیٹے طلحہ کو مسند خلافت کا وارث ٹھہرایا اور اس کو المعتز کا لقب مرحمت فرما کر صوبجات خراسان' طبرستان' رے' ارمینیہ' آذربائیجان اور صوبجات فارس کو عنایت کیا اور کچھ عرصہ بعد ۲۴۰ھ میں اپنے کل ممالک محروسہ کے خزائن اور دار الضرب کو اس کی جاگیر میں اضافہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ المعتز کا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے۔ ان دونوں وارثانِ تاج و تخت کے بعد ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی اور اس کو حمص' دمشق' فلسطین اور صوبجات شامیہ عنایت کیے۔

اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے لشکریوں کو تبدیلی وضع ولباس کا حکم دیا چنانچہ لشکریوں نے کمبلوں کے جبے پہنے بجائے پیٹی کے کمر ڈوریوں سے باندھی اور خدام کے لباس میں جھالریں ٹکوائیں۔ پیٹی باندھنے کی ممانعت کی اور ذمیوں کی عبادت گاہوں کو جو جدید تعمیر ہوئی تھیں منہدم کر دینے کا گشتی فرمان جاری فرمایا اور اس امر کی ممانعت کی کہ ممالک محروسہ میں کوئی شخص کسی حاکم کی دہائی نہ دے اور ذمی اپنے جلسوں میں صلیب نہ نکالیں اور ان کے دروازوں پر علامت کی غرض سے شیاطین کی صورتیں لکڑی کی بنا دی جائیں۔

محمد بن ابراہیم کی موت: محمد بن ابراہیم بن حسن بن مصعب برادر زادہ طاہر بلاد فارس کا والی تھا اور اس کا بھائی اسحاق بن ابراہیم بغداد کا افسر پولیس تھا عہدِ خلافت مامون اعظم' معتصم' واثق اور متوکل میں تھا اور اس کا بھتیجا محمد بن اسحاق سامرہ میں دار الخلافہ کے دروازہ پر اس کی نیابت کرتا تھا۔ ۲۳۵ھ میں اسحاق بن ابراہیم کی وفات پر خلیفہ متوکل نے اس کو (یعنی محمد بن اسحاق کو) محکمہ پولیس پر متعین کیا اور تمام صوبجات جو امین کے باپ کے تھے اسے مرحمت فرمائے اور معتز نے اپنی جانب سے یمامہ' بحرین اور سر کی نیابت عطا کی محمد بن اسحاق نے تمام قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات جو اس کے باپ کے تھے خلیفہ متوکل اور اس کی اولاد کی خدمت میں بھیج دیئے محمد بن ابراہیم تک یہ خبر پہنچی۔ خلیفہ متوکل اور نیز اپنے بھتیجے سے سخت ناراض ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن اسحاق نے خلیفہ متوکل سے جڑ دیا خلیفہ متوکل نے محمد بن اسحاق کو فارس کی سند گورنری عنایت فرما کر بجائے محمد بن ابراہیم کے فارس بھیج دیا محمد بن اسحاق نے فارس میں پہنچ کر اپنے چچا محمد بن ابراہیم کو معزول کر کے اپنے چچازاد بھائی حسین بن اسماعیل بن مصعب کو مامور کیا اور ساتھ ہی اس کے محمد بن ابراہیم کے قتل کا بھی اشارہ کر دیا حسین بن اسماعیل نے اس کے قتل کی یہ تدبیر نکالی کہ پانی بند کر دیا جس کی وجہ سے محمد بن ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔

آرمینیہ کی بغاوت صوبہ آرمینیہ کی گورنری پر یوسف بن محمد مامور تھا بطریق بقراط بن اسواط جو بطریقیوں کا سردار تھا۔ امان کا خواستگار ہو کر دارالامارت میں حاضر ہوا یوسف بن محمد نے اس کو معہ اس کے بیٹے کے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں بھیج دیا۔ یوسف کے اس فعل سے آرمینیہ کے بطریقیوں کو سخت اشتعال پیدا ہوا بقراط بن اسواط کے چچازاد بھائی اور اس کے داماد موسیٰ بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور باتفاق رائے سب کے یوسف بن محمد کو مار ڈالنے کی قسمیں کھائیں چنانچہ رمضان ۲۳۷ھ مقام میں یوسف بن محمد کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یوسف بن محمد یہ خبر پا کر اہلِ آرمینیہ سے جنگ کرنے کو نکلا اہلِ آرمینیہ نے پہلے ہی معرکہ میں یوسف بن محمد کو شکست دے کر اس کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا بارگاہِ خلافت سے حسب حکم خلیفہ متوکل بغا کبیر اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ ہوا موصل اور جزیرہ ہوتا ہوا ارزن پر جا اترا اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر کے موسیٰ بن زرارہ اور اس کے بھائیوں کو قید کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

تفلیس کا محاصرہ اس معرکہ میں موسیٰ بن زرارہ کے ہمراہیوں میں سے تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے اور ایک گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد بغا کبیر نے شہر دبیل میں جا کر پڑاؤ کیا ایک مہینہ تک ٹھہرا رہا پھر شہر دبیل سے روانہ ہوا تفلیس پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور زیرک ترکی کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور مقدمۃ الجیش کے تفلیس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اسحاق بن اسماعیل بن اسحاق نے (یہ بنوامیہ کا خادم تھا) تفلیس سے نکل کر زیرک کا مقابلہ کیا قتل وخوں ریزی کا بازار گرم ہو گیا شہر تفلیس کے مقامات اور نیز دارالامارت لکڑی کی بنی ہوئی تھی بغا کبیر کے حکم سے نفاطیق نے شہر پر آتش باری شروع کر دی قصر امارت میں آگ لگ گئی وہ جل گیا' علاوہ اس کے ہزارہا مکانات جل کر خاک وسیاہ اور پچاس ہزار آدمی اس آتش زنی کی نذر ہو گئے۔ باقی جو رہے وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ترکی اور مغربی پلٹنوں نے اسحاق بن اسماعیل کو گھیر کر گرفتار کر لیا بغا کبیر نے اسی وقت اسحاق کو قتل کر ڈالا۔

بغا کبیر کی مزید فتوحات اسحاق کے اہل وعیال معہ اپنے مال واسباب کے شہر صغد بیل چلے گئے جو شہر تفلیس کے برابر ہر کومن کے شرقی جانب تھا جس کو نوشیروان نے آباد کیا تھا اور اسحاق نے انہیں ضرورتوں کو پیش نظر کر کے پہلے ہی رسد وغلہ جمع کر کے اس کو مضبوط کر رکھا تھا مگر ان اجل رسیدوں نے اس قلعہ نے بھی بغا کبیر کے پنجہ ظلم سے نہ بچایا۔ اس کے بعد بغا کبیر نے ایک لشکر دوسرے قلعہ کی جانب جو مابین بردعہ اور تفلیس کے واقع تھا روانہ کیا۔ اہلِ قلعہ نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر بغا کبیر کے لشکریوں نے بزور تیغ فتح کر لیا اور اس کے بطریق کو گرفتار کر لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر قلعہ کیس پر حملہ کیا جو بلقان کی سرزمین میں تھا اور جس کا والی عیسیٰ بن یوسف تھا عیسیٰ بن یوسف نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن بغا کبیر کے لشکریوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بغا کبیر نے اس کو معہ چند بطریقوں کے بغداد کی طرف روانہ کر دیا یہ واقعہ ۲۳۸ھ کا ہے۔

قضاۃ پر عتاب ۲۳۷ھ میں خلیفہ متوکل کو قاضی احمد بن ابی داؤد سے ناراضگی پیدا ہوئی اور یہ کشیدگی وناراضگی اس حد تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھی کہ خلیفہ متوکل نے قاضی احمد کا کل مال و اسباب اور جا گیریں ضبط کر کے اس کے لڑکوں کو قید کر دیا۔ قاضی احمد کے لڑکوں میں سے ابوالولید نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار کی مالیت کے جواہرات پیش کئے۔ اس پر بھی خلیفہ متوکل کا غیظ و غضب فرو نہ ہوا تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار اور پیش کئے امراء و روساشہر نے شہادت دی کہ ابوالولید نے اپنا مال و اسباب فروخت کر کے یہ رقم حاضر کی ہے۔ قاضی احمد ان دنوں عارضہ فالج میں مبتلا تھا۔ خلیفہ متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو طلب کر کے قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا اور ابوالولید بن ابی داؤد کو صیغۂ فوج داری کے اختیارات دیئے۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے ابوالربیع محمد بن یعقوب کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے اس صیغہ کے بھی اختیارات قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو دے دیئے پھر ۲۴۰ھ میں یحییٰ بن اکثم بھی خلافت پناہی کا مورد عتاب ہو کر معزول کیا گیا۔ پچھتر ہزار دینار اور چار ہزار جریب زمین جو بصرہ میں قاضی یحییٰ بن اکثم کی مملوکہ تھی ضبط کر لی گئی۔ بجائے اس کے جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی مامور ہوا۔

اسی سنہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے ابوالولید کے مرنے کے بیس دن بعد وفات پائی مذہباً معتزلی تھا اس نے بشر مریسی سے اس مذہب کی تعلیم پائی تھی اور بشر مریسی نے جہم بن صفوان سے اور جہم بن صفوان نے جعد ابن ادہم[1] معلم مروان سے ان خیالات اور عقائد کو حاصل کیا۔

حمص کی بغاوت: چونکہ ابوالمغیث موسیٰ رافعی والی حمص نے بعض روساحمص کو بلا کسی جرم کو خطا کے قتل کر ڈالا تھا۔ اس وجہ سے ۲۳۷ھ میں اہلِ حمص نے جمع ہو کر بلوہ کر دیا اور اس کو دارالامارت سے نکال کر اس کے ہمراہیوں میں سے چند آدمیوں کو قتل کر ڈالا خلیفہ متوکل نے بجائے اس کے محمد بن عبدو یہ انباری کو متعین فرمایا اس نے بھی اہلِ حمص کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور سختی سے پیش آیا اہلِ حمص اس سے بھی منحرف اور باغی ہو گئے۔ دارالخلافتہ سے دمشق اور رملہ کی فوجیں اسی ہنگامہ کے فرو کرنے پر متعین کی گئیں۔ چنانچہ اہلِ حمص پر ان کو فتح یابی حاصل ہوئی ایک گروہ کثیر بلوائیوں کا اس معرکہ میں کام آ گیا۔ عیسائی شہر بدر کر دیئے گئے کنائس (گرجے) گرا دیئے گئے اور ان میں سے جو جامع مسجد کے قرب و اتصال میں تھے جامع مسجد میں شامل کر لئے گئے۔

بجاۃ کی بدعہدی: جن دنوں اسلامی فتوحات کا سیلاب مصر کی دیواروں تک پہنچ گیا تھا اسی زمانے سے اہلِ مصر اور بجاۃ کے مابین مصالحت ہو گئی تھی اسی عہد نامہ کے لحاظ سے بجاۃ کے بلاد میں جس قدر سونے کی کانیں تھیں وہ ان کا خمس والی مصر کو دیا کرتا تھا مگر عہدِ خلافت متوکل میں خمس کا دینا بند کر دیا اور ان مسلمانوں کو جو معاون میں کام کرتے تھے اپنی سفاہت اور بزدلی سے قتل کر ڈالا پرچہ نویسوں کے افسروں نے دربارِ خلافت میں اس کی خبر کر دی خلیفہ متوکل نے ارا کینِ سلطنت سے بجاۃ پر جہاد کرنے کے متعلق مشورہ کیا ارا کینِ سلطنت نے عرض کیا ''وہ اقوام بادیہ نشین ہیں ان کے پاس اونٹ اور بکریوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے ان کے شہروں تک پہنچنا آسان نہیں ہے کیونکہ ان کے شہروں اور بلادِ اسلامیہ کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہے اور راستہ نہایت دشوار گزار ہے۔ ایسی حالت میں رسد و غلہ کا انتظام کافی ہونا چاہئے ورنہ اسلامی لشکر بلا جدال و قتال واقعہ

[1] اور جعد بن ادہم نے ابان بن سمعان سے اور ابان سمعان نے طالوت سے اور طالوت نے لبید بن اعلم یہودی سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا مذہب معتزلہ کی تعلیم پائی تھی لبید خلق توریت مقدس کا قائل تھا سب کے پہلے طالوت نے ہی اس مضمون پر کتاب تصنیف کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا''۔ خلیفہ متوکل یہ سن کر ہمت ہار گیا اس سے بجاۃ کا حوصلہ بڑھ گیا اور اہلِ صعید کو بجاۃ کی شرارت اور آئے دن کے فساد سے خوف پیدا ہوا بارگاہِ خلافت میں ایک درخواست بھیج دی۔

محمد بن عبداللہ قمی کا تقرر: خلیفہ متوکل نے محمد بن عبداللہ قمی کو اسوان' قفط' اقصر' اسفا اور ارمنت کی سند گورنری مرحمت فرما کر بجاۃ سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا اور عتبہ بن اسحاق ضبی والی مصر کے نام محمد بن عبداللہ قمی کی مالی اور فوجی امداد کرنے کا فرمان بھیج دیا چنانچہ محمد بن عبداللہ قمی بیس ہزار فوج کے ساتھ جس میں شاہی پلٹنیں اور رضا کار کی فوج بھی شامل تھی۔ بلاد بجاۃ کی طرف خشکی کی راہ سے روانہ ہوا اور براہ قلزم متعدد کشتیاں آٹا' ستو' کھجوروں اور روغن زیتون سے بار کرا کے بلاد بجاۃ کی جانب روانہ کر دیں رفتہ رفتہ محمد بن عبداللہ قمی ان کے قلعوں تک پہنچ گیا۔ بادشاہ بجاۃ علی بابا نامی محمد بن عبداللہ قمی سے دو چند لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت دھیمی رفتار سے لڑائی شروع کی اس اُمید پر کہ تھوڑے دنوں میں ان کا رسد و غلہ ختم ہو جائے گا اُس وقت ہم ان کو بغیر جدال و قتال کے گرفتار کر لیں گے اس اثناء میں وہ کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں جن کو اس نے اپنی روانگی کے وقت مصر سے براہ قلزم روانہ کیا تھا تو محمد بن عبداللہ قمی نے اپنے لشکریوں کو حسبِ ضرورت اور خاطر خواہ اشیاء خوردنی تقسیم کر دیں۔

علی بابا کی اطاعت: علی بابا اس انتظام اور دور اندیشی کو دیکھ کر دنگ ہو گیا۔ اگلے دن خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی چونکہ اس کے اونٹوں میں وحشت زیادہ تھی ہر چیز کو دیکھ کر بدک اٹھتے تھے خلاف توقع کامیابی نہ ہوئی۔ دوسرے دن محمد بن عبداللہ قمی نے گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھوا کر حملہ کرنے کا حکم دیا علی بابا کی فوج کے اونٹ گھنٹیوں کی آواز سُن کر بدک کر بھاگے شتر سواروں نے ہر چند سنبھالا نہ سنبھلے۔ مجبور ہو کر علی بابا بھی میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا محمد بن عبداللہ قمی نے تعاقب اور قتل و غارت کا حکم دے دیا ہزار ہا آدمی مارے گئے اور قید کیے گئے تا آنکہ علی بابا نے امان و مصالحت کی درخواست کی محمد بن عبداللہ قمی نے یہ شرط کی کہ تم بقایا اور حال خراج ادا کرو ہم تم کو تمہارا ملک جس کو ہم فتح کر چکے ہیں واپس دے دیں گے۔ علی بابا نے بطیبِ خاطر ان شرائط کو منظور کر لیا اور بعد تحریر و تکمیل عہد نامہ محمد بن عبداللہ قمی کے ہمراہ بہ قصد حاضری دربارِ خلافت کو روانہ ہوا اور بجائے اپنے لڑکے (فیعس) کو مقرر کر گیا۔ خلیفہ متوکل نے علی بابا کو کمال احترام و عزت سے ٹھہرایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا' اس کے اونٹوں کو دیبا اور قیمتی قیمتی کپڑوں کی جھولیں ڈالیں اور بہ نظر عزت افزائی مصر سے مکہ تک کی راہ کی حکومت عنایت کی اور اس کے بلاد پر سعد ایتاخی خادم کو بطور ریزیڈنٹ کے مقرر فرمایا سعد نے اپنی طرف سے محمد قمی کو مامور کیا چنانچہ محمد قمی اس کے ساتھ واپس آیا اور چاروں طرف بلاد بجاۃ میں امن و امان قائم ہو گیا۔

بیرونی مہمات: ۲۳۸ھ میں رومیوں کا ایک بیڑہ جس میں سو کشتیاں تھیں۔ ساحل دمیاط پر پہنچا۔ اتفاق یہ کہ اس وقت سرحدی فوج کو عنبسہ بن اسحاق ضبی والی مصر نے کسی ضرورت سے مصر طلب کر لیا تھا معدودے چند سپاہی ساحل دمیاط پر موجود تھے۔ رومیوں نے موقع مناسب پا کر خاطر خواہ دمیاط کو لوٹا۔ جامع مسجد کو جلایا اور کشتیوں کو مال و اسباب اور قیدیوں سے بھر کر تنیس کی طرف کوچ کر دیا تنیس میں پہنچ کر رومیوں نے یہی برتاؤ کیے اور کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

رومیوں کی بدعہدی: اسی سنہ میں علی بن یحییٰ ارمنی افسر صوائف نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۲۴۱ھ میں ندورہ ملکہ روم نے مسلمان قیدیوں کو جبر و تعدی سے عیسائی بنایا جس نے کچھ بھی چوں و چرا کیا اس کو قتل کیا ایک گروہ کثیر نے عیسائیت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کر لی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر خود ہی مفاہمت کی خواستگار ہوئی خلیفہ متوکل نے سیف خادم کو بہ ہمراہی قاضی بغداد جعفر بن عبدالواحد مفادات کی غرض سے روانہ کیا اور بغداد میں عہدہ قضاء پر ابن ابی الشوارب کو مامور فرمایا چنانچہ نہر لامس پر رومیوں اور مسلمانوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر ایک دوسرے کی قید سے رہا کرایا بعد اس کے پھر رومیوں نے بدعہدی کی عین زلط پر شب خون مارا جس قدر وہاں زلط تھے سب کو مع عورتوں اور لڑکوں کے گرفتار کر لیا اور صائفہ نے علی بن یحییٰ ارمنی کی واپسی کے سمیساط کی جانب قدم بڑھائے آمد تک قتل و غارت کرتے ہوئے چلے گئے۔ سینکڑوں مسلمانوں کو مار ڈالا ہزار ہا مکانات لوٹ لئے۔ سرحدی اور جزریہ بلاد کو تاخت و تاراج کر دیا اور تقریباً دس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔ قرشاس عمر بن عبدالاقطع اور ایک گروہ مجاہدین نے تعاقب کیا مگر بے نیل و مرام واپس آئے۔

بغا کبیر کا بلاد روم پر حملہ: اس کے بعد اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے علی بن یحییٰ کو صائفہ کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اور ۲۴۴ھ میں بغداد سے دمشق چلا آیا۔ اس کے ساتھ کل اراکین دولت بھی دمشق میں آ گئے۔ شاہی دفاتر اور کل محکمہ جات جن کو خلافت پناہی سے تعلق تھا بغداد سے دمشق میں منتقل ہو آئے دو مہینے تک مقیم رہا۔ اس کے بعد اتفاق سے دمشق میں وبا پھوٹ گئی۔ اس وجہ سے پھر بغداد لوٹ گیا۔ روانگی سے پہلے بغا کبیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر جنگ و خوں ریزی کا بازار گرم کر دیا۔ روم کے بڑے بڑے گردن کش اور سورما پہلوان لوگوں میں کام آ گئے۔ سینکڑوں دیہات قصبات اور شہر ویران کر دیئے گئے۔ جب ہر سمت سے الامان الامان کی پکار ہوئی تو بغا کبیر نے بلادِ اسلامیہ کی طرف مراجعت کی۔

بطریق کی اسیری: پھر ۲۴۵ھ میں رومیوں نے سمیساط پر حملہ کیا جو کچھ پایا لوٹ لیا اور صائفہ نے بسر افسری علی بن یحییٰ ارمنی کو کرہ پر جہاد کیا۔ اہلِ کوکرہ اپنے بطریق سے بگڑ گئے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کے خدام کے حوالے کر دیا۔ بادشاہ روم نے ایک ہزار مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے بطریق کو چھڑایا۔ ۲۴۶ھ میں عمر بن عبیداللہ اقلع نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر چڑھائی کی چار ہزار رومی نو یسان ہاتھ آئیں' قرشاس پانچ ہزار راس گرفتار کر لایا' فضل بن قارن ایک بیڑہ جنگی جہازات کو لے کر جس میں بیس کشتیاں تھیں قلعہ انطاکیہ پر چڑھ گیا اور اس کو بہ زور تیغ فتح کر کے ملبکا جور پر جا اترا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزار ہا عیسائی گرفتار کر لئے گئے اور علی بن یحییٰ نے پانچ ہزار عیسائی' دس ہزار راس جانور گرفتار کئے اسی سنہ میں اسی کے ہاتھ عیسائی اور مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ فریقین نے دو ہزار تین سو قیدی رہا کرائے۔

عمال کی تفصیل: ۲۳۲ھ میں خلیفہ متوکل نے بلاد فارس پر محمد بن ابراہیم بن مصعب کو مقرر کیا تھا ان دنوں موصل کی حکومت پر غانم بن حمید طوسی فائز تھا۔ اس کے اوائل زمانہ خلافت میں محمد بن عبداللہ بن الزیات قلمدان وزارت کا مالک تھا اور دیوان الخراج محکمہ مال یا بورڈ آف ریوینیو کا یحییٰ بن خاقان خراسانی (ازاد کا غلام) افسر اعلیٰ تھا۔ اسی زمانہ میں فضل بن مروان معزول کیا گیا اور بجائے اس کے دیوانِ نفقات پر ابراہیم بن محمد بن حتول مامور ہوا۔ ۲۳۲ھ میں محمد بن عیسیٰ کو معزول کر کے حرمین' یمن' طائف کی گورنری اپنے بیٹے منتصر کو عنایت کی اور جب ایتاخ حج کو چلا گیا تو حجابت پر وصیف خادم کو مامور کیا۔ ۲۳۵ھ میں اپنے بیٹوں کی ولی عہدی کی بیعت لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم کو بغداد کی پولیس پر مامور کیا۔ اس کی (یعنی اسحاق بن ابراہیم کی) اور حسن بن سہل کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات ایک ہی سنہ میں واقع ہوئی۔

۲۳۶ھ میں عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان عہدہ سیکرٹری سے اور بعدازاں وزارت سے سرفراز کیا گیا اور صوبہ آرمینیہ وآذربائیجان کے صیغہ جنگ وخراج پر یوسف بن ابی سعید محمد بن یوسف سرورذی کو اس کے باپ کی وفات کے بعد مقرر کیا چنانچہ اس نے ارمینیہ وآذربائیجان میں پہنچ کر بطارقہ کے ساتھ کج ادائی کے برتاؤ کیے اہلِ ارمینیہ وآذربائیجان نے بغاوت کر دی اور اس کو مار ڈالا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ان لوگوں کی سرکوبی پر خلیفہ متوکل نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بغا کبیر کو مامور کیا چنانچہ اس نے اُن لوگوں سے یوسف کے خون کا معاوضہ لیا اور معاون سواد پر عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم کو مامور کیا۔

قاضی ابی داؤد کی معزولی: ۲۳۹ھ قاضی احمد بن ابی داؤد عہدہ قضاء سے معزول کیا گیا اور بجائے اس کے یحییٰ بن اکثم قاضی القضاۃ کے عہدِ جلیلہ پر سرفراز ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر خراسان سے دارالخلافت بغداد میں آیا خلیفہ متوکل نے پولیس بغداد کی افسری اور جزیرہ وعمال سواد کی حکومت عنایت کی۔

علی بن عیسیٰ: ان دنوں مکہ معظمہ کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن جعفر بن منصور تھا یہی امیر الحجاج تھا اس نے لوگوں کے ساتھ اس سال حج ادا کیا۔ بعدازاں سال آئندہ میں بجائے اس کے عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ مامور کیا گیا اس زمانہ میں جعفر بن دینار مکہ معظمہ اور کل بلاد حجاز کے راستوں کی محافظت پر متعین ہوا۔

موسیٰ بن ابراہیم: حمص میں ابوالمغیث موسیٰ بن ابراہیم رافقی مامور تھا۔ اسی ۲۳۶ھ میں اہلِ حمص نے اس سے سرکشی کی تب بجائے اس کے محمد بن عبدویہ کو حمص کی گورنری عطا کی گئی اور اسی سنہ میں یحییٰ بن اکثم عہدہ قضاء سے معزول کیا گیا اور بجائے اس کے جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ ۲۴۲ھ میں مکہ معظمہ کی گورنری عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام کو مرحمت ہوئی دیوان نفقات پر ابراہیم بن عباس صولی کی وفات کے بعد حسن بن مخلد جراح مامور ہوا اس سے پیشتر حسن اسی محکمہ میں ابراہیم کی نیابت میں تھا۔

جعفریہ کی تعمیر: ۲۴۵ھ میں خلیفہ متوکل نے ایک جدید شہر جو جعفریہ کے نام سے موسوم ہوا تعمیر کرایا سپہ سالارانِ لشکر اور ارکینِ دولت کو اس میں آباد کیا دو لاکھ دینار اس کی تعمیر میں صرف ہوئے وسط شہر میں ایک بہت بڑا محل بنام نہادلولوہ بنوایا جس کی بلندی تمام شاہی محل سراؤں سے زیادہ تھی۔ اس محل میں صاف وشفاف پانی کی ایک نہر بھی جاری کی گئی جو پہاڑ سے کاٹ کرلائی گئی اس شہر کے متعدد نام تھے کوئی متوکلیہ کہتا تھا کوئی جعفریہ اور کوئی ماخورہ۔

نجاح بن سلمہ کا انجام: اسی سنہ میں جعفر بن دینار کے مرنے پر مکہ معظمہ اور حجاز کے راستہ پر ابوالساج اور دیوان ضیاع وتوقیع پر نجاح بن سلمہ مامور ہوا۔ نجاح بن سلمہ بڑے رعب وداب کا آدمی تھا ارکینِ سلطنت اور وزراء اس کا پاس کرتے تھے۔ خلیفہ متوکل بھی اس کی عزت کرتا تھا حسن بن مخلد اس کے دیوان ضیاع میں تھا اور موسیٰ بن عقبہ دیوان الخراج کا افسر تھا نجاح بن سلمہ نے ان دونوں کی خلیفہ متوکل سے چغلی کر دی اور یہ جڑ دیا کہ یہ دونوں چالیس ہزار غبن کر گئے ہیں۔

خلیفہ متوکل یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا۔ نجاح کو حسن وموسیٰ کو سزا دینے کی اجازت دے دی حسن وموسیٰ کو اس کی خبر لگی تو وہ گھبرائے ہوئے عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت کی خدمت میں گئے اور ان حالات سے مطلع کیا۔ وزیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلطنت نے نجاح سے ان لوگوں کی سفارش کی اور جب وہ کچھ نقد و جنس لے کر خطا معاف کرنے پر آمادہ ہوا تو ان لوگوں سے معذرت کا خط لکھوا کر نجاح کے پاس بھیج دیا۔ نجاح نے بے سوچے سمجھے خط کی پشت پر یہ لکھ کر واپس کر دیا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار علاوہ فروش و سامان آرائش اور اسباب کے حاضر کرو تو میں تمہاری تقصیر سے درگزر کروں وزیر السلطنت نے اس دستاویز کو جس سے نجاح کے کاموں کی قلعی کھلتی تھی خلیفہ متوکل کی خدمت میں پیش کر دیا خلیفہ متوکل نے اسی وقت نجاح کو بلوا کر اس قدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اس کے لڑکوں اور وکلاء سے جو مختلف بلاد میں پھیلے ہوئے تھے بطور جرمانہ کے مالِ کثیر وصول کر لیا۔

متوکل اور منتصر میں کشیدگی: اگرچہ خلیفہ متوکل نے ارکینِ سلطنت سے اپنے بیٹے منتصر کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ مگر اس وجہ سے کہ منتصر کی طرف سے اس کے دماغ میں یہ خیالات قائم ہو گئے تھے کہ یہ جلد باز' ناعاقبت اندیش ہے خود کردہ پشیمان اور نادم تھا۔ خلیفہ متوکل اسی وجہ سے کہ منتصر میں عجلت کا مادہ زیادہ تھا منتصر کو مستعجل کے لقب سے اکثر یاد کرتا تھا اور منتصر کو متوکل سے اس وجہ سے کشیدگی پیدا ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے اسلاف کا مذہب (اعتزال اور تشیع) چھوڑ دیا تھا بسا اوقات مجلس میں اس کے مصاحبین علی بن ابی طالبؓ پر چوٹ کرتے تھے اور متوکل بیٹھا ہوا ہنستا رہتا منتصر کو یہ حرکات ناگوار گزرتی تھیں' مصاحبین کو موقع و محل دیکھ کر دھمکی دے دیتا تھا اور کبھی کبھی جب ضبط نہ کر سکتا تو خلیفہ متوکل سے یہ کہہ دیتا تھا ''یہ بات اچھی نہیں ہے علی ہم لوگوں کے بزرگ' سردار اور بنو ہاشم کے شیخ ہیں اگر آپ کے نزدیک وہ (اعیاذ اً باللہ) برے ہیں تو آپ جو چاہیے کہہ لیجئے مگر ان کمینوں اور ذلیلوں کو روک دیجئے''۔

منتصر کی تذلیل: خلیفہ متوکل اس کے کہنے پر منتصر کی تحقیر و تذلیل کرتا' گالیاں دیتا' معزولی و قتل کی دھمکی دیتا اور اکثر وزیر السلطنت عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو حکم دے دیتا کہ اس کو گردنی دے کر نکال دو۔ کبھی کبھی اپنے بیٹے منتصر کو نماز و خطبہ پر مامور کرتا اور گاہے معزول کر دیتا۔ یہی وجوہات تھیں جن سے لوگوں کو اس سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہوئی انہیں دنوں متوکل نے بغا وصیف کبیر' وصیف صغیر' اور دواجن کو بھی اپنی تلون مزاجی سے بددل کر دیا اور ان لوگوں نے موالی (آزاد غلاموں) کو خلافت پناہی کی مخالفت پر ابھار دیا۔ اسی زمانہ میں بغا کبیر بحکم خلیفہ متوکل سمیساط کی طرف بہ انتظار صوائف کوچ کر گیا اور بجائے اس کے اس کا بیٹا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کی خالہ کا لڑکا تھا محل سرائے شاہی کی حفاظت پر مامور ہوا اور سراپردۂ خلافت پر بغا شرابی صغیر متعین کیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ متوکل نے وصیف سے ناراض ہو کر مال و اسباب اور جاگیر جو اصفہان اور جبل وغیرہ میں تھی ضبط کر کے فتح بن خاقان کو دے دی وصیف کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی منتصر سے جا ملا تھوڑی دیر تک دونوں اپنے اپنے دل کا غبار نکالتے رہے۔ بالآخر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ متوکل کی زندگی کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔

متوکل کے قتل کی سازش: چنانچہ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے خدام کی ایک جماعت کو مامور کیا اور اپنے لڑکے صالح اور اشمد' عبد اللہ اور نصر کو ان کے ہمراہ کر دیا جس رات کو خلیفہ متوکل کو قتل کرنے کا عہد و پیمان ہوا تھا اس رات کو یہ سب محل سرائے شاہی میں خفیہ طور سے داخل ہوئے حسب عادت منتصر بھی حاضر ہوا۔ چند لمحے بیٹھ کر بدستور قدیم اپنے خادم زرافہ کو لئے ہوئے واپس آیا منتصر کی واپسی کے بعد بغا شرابی نے دیگر مصاحبین اور حاضرین کو مراجعت کا اشارہ کیا۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایک دو دو کر کے رخصت ہو گئے خلیفہ متوکل اور فتح بن خاقان معہ چار مخصوص مصاحبین کے باقی رہ گئے تمام دروازے بند تھے صرف باب دجلہ کھلا ہوا تھا اسی راستہ سے وہ لوگ دبے پاؤں اس کمرہ میں آئے جس میں خلیفہ متوکل رونق افروز تھا مگر خلیفہ متوکل اور اس کے مصاحبوں کو جو اس وقت موجود تھے ان لوگوں کے آنے کا احساس ہو گیا سر اٹھا کر دریافت کیا''۔

''بغا شرابی یہ کیا معاملہ کیا ہے؟''۔

عرض کیا''خداوند عالم آج انہیں لوگوں کے پہرہ کی باری ہے''۔خلیفہ متوکل یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

متوکل کا قتل: ان لوگوں نے یہ خیال کر کے خلیفہ متوکل ہمارے بے وقت آنے پر معترض ہوا ہے صبح ہوتے ہی ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ مارنے اور مر جانے کی قسمیں کھائیں اور سب کے سب شمشیر بکف خلیفہ متوکل پر ٹوٹ پڑے۔ فتح بن خاقان بچانے کے قصد سے خلیفہ متوکل پر جا پڑا ان لوگوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور خون آلود تلواریں لئے ہوئے منتصر کے پاس آئے اس وقت منتصر زرار کے مکان میں سو رہا تھا ان لوگوں کے شور و غوغا سے جاگ کر باہر آیا ان لوگوں نے آداب خلافت کے مطابق منتصر کو سلام کیا نہ زرار نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد خلیفہ منتصر سوار ہو کر محل سرائے شاہی میں داخل ہوا حاضرین نے بیعت کی اور یوسف کو لکھ بھیجا کہ میں نے فتح کو اس جرم میں کہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ قتل کر ڈالا۔ وصیف اس خبر سے مطلع ہو کر حاضر ہوا اور بیعت کی۔

منتصر باللہ کی بیعت: اسی وقت خلیفہ منتصر نے اپنے دونوں بھائیوں معتز اور مؤید کو بھی طلب کر کے اپنی خلافت کی ان سے بیعت لے لی رفتہ رفتہ یہ خبر عبیداللہ بن یحییٰ تک پہنچی وہ رات ہی کو سوار ہو کر معتز کے مکان پر آیا مگر ملاقات نہ ہوئی بات بات ہی میں اس کے پاس دس ہزار آدمی جمع ہو گئے جس میں نزدی' ارمنی اور عجمی تھے ان لوگوں نے متفق ہو کر عرض کیا''آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم منتصر کا مع اس کے ہمراہیوں کے خاتمہ کر دیں عبیداللہ بن یحییٰ نے ان لوگوں کو اس فعل سے روکا اور خود بھی اپنے خیالات پریشان اور منتشر کو جمع کر کے جو قصد اس کا رہا ہو باز آیا۔ صبح ہوئی تو خلیفہ منتصر نے خلیفہ متوکل اور فتح کے دفن کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ واقعہ ۴ شوال ۲۴۷ھ کا ہے۔

لشکریوں میں شورش: خلیفہ متوکل[1] کے مارے جانے کی خبر مشہور ہونے پر لشکریوں میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی اور اوباش ان کے پیچھے شور و غوغا مچاتے ہوئے محل سرائے شاہی کے دروازہ پر پہنچے۔ ارکین سلطنت میں سے ایک شخص باہر آیا اور ان لوگوں کی گفتگو سن کر واپس گیا بعد ازاں خلیفہ منتصر بہ نفس نفیس محل سرائے شاہی سے برآمد ہوا اس کے گرد و پیش فوج جان نثاران کا ایک دستہ تھا ان لوگوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا۔ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد ان میں سے چھ آدمی کام آ گئے۔

1 خلیفہ متوکل علی اللہ جعفر ابوالفضل بن معتصم بن رشید کی ماں ام ولد (کنیزک) تھی شجاع نام تھا۔ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوا ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ میں بعد خلیفہ واثق باللہ مسند خلافت پر متمکن ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کئے۔ چودہ برس دس مہینے تین دن خلافت کی۔ اس کا میلان طرح اہل سنت و جماعت کی طرف تھا ۲۳۴ھ میں اس نے تمام ممالک محروسہ میں اعلان کر دیا محدثین کو گراں بہا خلعتیں مرحمت فرمائیں اور احادیث صفات و رویت کی روایت کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے جامع رصافہ میں اور ان کے بھائی عثمان نے جامع منصور میں بیٹھ کر حدیثوں کی روایت بیان کی جس کی سماعت تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے کی۔ تاریخ جلد ۷ صفحہ ۳۸ تاریخ الخلفاء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۲

زوال بنو عباس

اخبار خلفاء عباسیہ جنہوں نے عہدِ خلافت منتصر سے زمانہ حکومت مستکفی تک خلافت وحکمرانی کی جبکہ آتشِ فتنہ ہر طرف بھڑک رہی تھی اور ارکینِ سلطنت ممالک محروسہ کو دبائے جاتے تھے اور بوجہ خود سری وخود مختاری گورنران صوبجات قوائے دولت مضحل اور کمزور ہو رہے تھے

عبدالرحمٰن بن معاویہ کی اندلس میں حکومت: جس وقت بنو عباس کرسی خلافت پر رونق افروز ہوئے تمام ممالک اسلامیہ میں ان کا سکہ چل گیا جیسا کہ اس سے پہلے بنو امیہ کی حکومت کا چراغ جل رہا تھا اسی زمانہ میں جب کہ بنو امیہ کا بچہ بچہ اس جرم میں کہ وہ خاندانِ خلافت کا آئندہ ایک رکن ہوگا قتل ہو رہا تھا۔ ہاشم بن عبدالملک کی اولاد سے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام نامی ایک شخص اس عام خون ریزی سے بہ کمال بے کسی و بے سروسامانی اپنی جان بچا کر بھاگا۔ دریا کو عبور کر کے اندلس پہنچا چونکہ حکمرانی کی بو دماغ سے نہ گئی تھی۔ اندلس کو عبدالرحمٰن بن یوسف فہری کے قبضہ سے نکال کر خود حکمرانی کرنے لگا۔ ایک برس تک خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ اندلس کی مساجد میں پڑھایا گیا اس کے بعد جب عبدالرحمٰن بن معاویہ کے خاندان مشرق سے اندلس آ گئے تو ان لوگوں نے سفاح کے نام کا خطبہ پڑھنے پر غیرت دلائی اور نصیحت کی' عبدالرحمٰن بن معاویہ کے دل میں اپنی اور اپنی قومی تباہی کی چوٹ موجود ہی تھی۔ سفاح کی دعوت پر اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا جس سے اندلس کو دولتِ اسلامیہ سے جس کے مالک بنو عباس ہو گئے تھے۔

مغرب اقصیٰ میں ادریس بن عبداللہ کی حکومت: پھر جب عہد خلافت خلیفہ ہادی ۱۹۲ھ میں علی بن حسن بن علی کا واقعہ پیش آیا اور ان کے سرگروہ حسین بن علی بن حسن مثنی معہ ایک گروہ کے جوان کے خاندان میں سے تھے قتل کر ڈالے گئے۔ تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے' از انجملہ ادریس بن عبداللہ بن حسن مغرب اقصیٰ کی جانب چلے گئے اور بربریوں میں اسی زمانہ سے اپنی دعوت کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اس طرح سے مغرب بھی بنو عباس کے دائرہ حکومت سے باہر ہو گیا اور وہاں ان کی حکومت مستقل قائم ہو گئی۔

افریقیہ میں عبیداللہ المہدی کی خلافت: کچھ عرصہ بعد جس وقت خلیفہ متوکل مارا گیا اس وقت سے خلافت عباسیہ اور ضعیف ہو گئی چاروں طرف سے گورنران صوبجات اسلامیہ کی خودمختاری کی صدائیں آنے لگیں حکمرانی کی مشین کے پرزے ایک دوسرے سے جدا ہو کر بجائے خود ایک مشین کے قائم ہو گئے۔ بغداد میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ علویہ نے بلاد اسلامیہ میں نکل کر اپنی دعوت کا نقارہ بجا دیا۔ چنانچہ ابو عبداللہ شیعی نے ۲۸۶ھ میں افریقیہ پہنچ کر طامہ میں عبیداللہ المہدی بن محمد بن جعفر محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق کی خلافت کی دعوت دی اور ان لوگوں سے عبیداللہ المہدی کی خلافت کی بیعت لے لی اور افریقیہ کو بنو اغلب کے قبضہ سے نکال کر اس پر اور مغرب اقصیٰ مصر اور شام پر متصرف ہو گئے پس ان کل صوبجات نے خلفاء بنو عباسیہ کے قبضہ اقتدار سے نکل کر ایک جدید دولت کی صورت اختیار کر لی جو دو سو ستر برس تک قائم رہی جیسا کہ ان کے حالات اور اخبار میں بیان کیا جائے گا۔

طبرستان میں بنو حسین کی امارت: پھر کچھ عرصہ بعد ۲۵۰ھ میں خلافت مستعین میں علویہ سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط معروف بہ داعی نے طبرستان میں خروج کیا اور دیلم میں گئے وہ لوگ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور انہوں نے طبرستان اور اطراف طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد اسی مقام پر ایک اور دعوت و حکومت کا بنیادی پتھر ۳۰۱ھ میں بنو حسین سے اطروش کے ہاتھ سے رکھا گیا۔ پھر بنو علی سے عمر داعی طالقان کی حکومت زمانہ مقتدر میں قائم ہوئی جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

بلاد یمن میں زیدیہ حکومت: اس اطروش کا نام حسن بن حسین بن علی بن عمر تھا۔ پھر ان پر دیلم غالب آئے جس سے ایک دوسری دولت کی بنا پڑی۔ یمن میں رئیس یعنی ابن طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ کا ظہور ہوا انہوں نے دعوت زیدیہ کا آغاز کیا۔ صعدہ' صنعاء اور بلاد یمن پر متصرف ہو گئے اور یہاں پر ان کی ایک علیحدہ حکومت قائم ہوئی جو ایک عرصہ تک قائم رہی۔

یحییٰ بن حسین کا خروج: سب سے پہلے ان میں سے جن کا ظہور ہوا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم تھے جنہوں نے ۲۹۰ھ میں خروج کیا بعد ازاں زمانہ فتنہ میں دعاۃ علویہ سے صاحب زنج اس دعویٰ سے کہ وہ احمد بن عیسیٰ بن زید شہید ہے ۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں ظاہر ہوا لوگوں نے اس کے نسب میں طعن و جرح کی تو اس نے اپنے کو یحییٰ بن زید شہید بر جان کی طرف منسوب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے خود کو طاہر بن حسین بن علی کی جانب منسوب کیا تھا مگر محققین کے نزدیک یہ علی بن عبدالرحیم بن عبدالقیس ہے۔ چنانچہ اس کو اور اس کی اولاد کی ایک دولت اطراف بصرہ میں زمانہ فتنہ سے قائم ہوئی جس کا انقراض و خاتمہ خلیفہ معتضد کے ہاتھوں ہوا۔

بحرین و عمان میں قرمط کا ظہور: پھر اطراف بحرین اور عمان میں قرمط کا ظہور ہوا یہ کوفہ ہے ۲۷۹ھ عہد خلافت معتضد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وارد بحرین ہوا اور اپنے کو بنو اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف جھوٹے دعوے سے منسوب کیا۔ حسن جمالی اور زکرویہ قاشانی اس کے ہمراہیوں اور مشیروں میں سے تھا ان لوگوں نے اس کے بعد بھی اس دعوت کو قائم رکھا اور عبداللہ مہدی کی خلافت امارت کی دعوت دیتے رہے چنانچہ بصرہ اور کوفہ پر متصرف ہو گئے بعد ازاں اس سے منقطع ہو کر بحرین اور عمان کی طرف چلے گئے اور وہاں پر ایک علیحدہ سلطنت قائم کر لی جس کا انقراض و خاتمہ قبائل عرب کے بنو سلیم اور بنو عقیل کے ہاتھوں آخری چوتھی صدی میں ہوا۔

مصر و شام: انہیں واقعات کے اثناء میں بنو سامان نے اطراف ماوراء النہر میں خودسری کا آخری ۲۲۰ھ میں اعلان کیا مگر دعوت خلافت کو بدستور قائم رکھا بایں ہمہ خلفاء کے احکام کی تعمیل نہ کرتے تھے ان کی حکومت آخری چوتھی صدی ہجری تک قائم رہی۔ اس کے بعد ایک دوسری حکومت ان کے موالی (آزاد غلاموں) کی مخزنہ میں چھٹی صدی تک ان سے ملحق و متصل رہی اور ابتدائے ۲۵۰ھ زمانہ فتنہ سے اغالبہ قیروان وافریقیہ کی ایک دوسری سلطنت مصر و شام میں خودمختاری و خودسری کی وجہ سے آخری تیسری صدی ہجری تک قائم رہی پھر ان کے بعد ہی ایک جداگانہ حکومت ان کے موالی بنو طغج کی قائم ہوئی جس کا قیام ۳۶۰ھ تک رہا ان واقعات کے اثناء میں دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی مضمحل و کمزور ہوتے گئے اور ان کی حکومت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے قبضہ سے سواد و جزیرہ بھی نکل گیا صرف بغداد ان کے قبضہ و تصرف میں رہا۔

دولت دیلم: بعد ازاں ایک دوسری حکومت دیلم کی قائم ہوئی جس نے تمام صوبجات ممالک اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا قصد کیا اور اس پر بھی قابض ہو گئے ۳۳۰ھ عہد خلافت مستکفی سے خلیفہ برائے نام مسند خلافت پر متمکن رہا درحقیقت دوسروں کے قبضہ اقتدار میں زمام خلافت رہی یہ دولت تمام سلطنتوں سے جو بحالت کمزوری دولت عباسیہ قائم ہوئی تھیں باعتبار اقتدار اور وسعت ملکی کے بڑی اور شان دار تھی۔ پھر ان کے ہاتھوں سے ملک و حکومت کو سلجوقیہ نے غز سے جو ترک کی ایک شاخ ہے لے لیا۔ چنانچہ ۴۴۰ھ سے لے کر آخری چھٹی صدی ہجری تک یہ حکومت قائم رہی ان کی حکومت و سلطنت بھی دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں شمار کی جاتی ہے پھر اس سے چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی بنا پڑی جو اس وقت تک قائم ہیں۔

خلیفہ مستعصم کا قتل: اس کمزوری کی حالت میں خلفاء بنو عباس مابین دجلہ فرات صوبجات سواد اور بعض صوبہ فارس میں اپنا قدم استقلال کے ساتھ جمائے رہے تا آنکہ تاتاریوں نے چین کی جانب سے سر اٹھایا اور دولت سلجوقیہ پر ٹوٹ پڑے اس وقت تک وہ لوگ مذہب مجوسی کے پابند تھے بعد ازاں بغداد پر چڑھ آئے خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور خلافت اسلامیہ کے شیرازہ حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔ اس واقعہ کے بعد تاتاری دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان کی بہت بڑی دولت ہوئی بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اس سے نکلیں جو اس وقت تک اطراف و جوانب میں باقی ہیں جیسا کہ ہم ان کو ان کے موقع پر بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۳

مستنصر باللہ

معتز و موید کی معزولی: خلیفہ منتصر نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بیعت خلافت لینے کے بعد دیوانِ مظالم پر ابو عمر اور احمد بن سعید کو دمشق پر عیسیٰ بن محمد نوشری کو مامور فرمایا قلمدان وزارت احمد بن خصیب کے سپرد تھا ممالک محروسہ میں کسی قسم کی بدنظمی نہیں واقع ہوئی چونکہ وصیف بغا اور احمد بن خصیب کو خلیفہ متوکل کے قتل کی وجہ سے معتز اور موید کی سطوت سے آئندہ خطرہ کا اندیشہ تھا خلیفہ منتصر کو تخت نشینی کے چالیسویں روز ان دونوں کو معزول کرنے پر آمادہ کر دیا خلیفہ منتصر نے ان دونوں کے پاس معزولی کا پیام کہلا بھیجا موید نے منظور کر لیا اور معتز نے انکار کر دیا وصیف وغیرہ کی بن آئی طرح طرح کی اس پر سختی کی اور قتل کی بھی دھمکی دی۔ موید یہ رنگ دیکھ کر معتز سے تنہائی میں ملازمی اور ملاطفت سے اونچ نیچ سمجھائی۔ یہاں تک کہ معتز بھی اس کی رائے سے متفق ہو گیا اور خود کو معزول کر دیا۔

معزولی کا محضر: اس کے بعد دونوں نے اپنے قلم خاص سے اپنی معزولی کا محضر لکھ کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ منتصر نے کمال احترام سے اپنے پاس بٹھا لیا اور اطاعت شعاری کا نتیجہ دیکھ کر معذرت کرنے لگا کہ میں نے امراء دولت کے کہنے سننے سے تم لوگوں کو معزول کرنے کا اس وجہ سے قصد کیا تھا کہ مبادا یہ لوگ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچا ئیں اب چونکہ تم لوگوں نے اپنی معزولی اپنے قلم خاص سے لکھی ہے وہ اندیشہ جاتا رہا۔ ان دونوں نے دست بوسی کی شکر یہ ادا کیا قضاۃ سرداران بنو ہاشم سپہ سالاران لشکر ارکین دولت اور روساشہر نے اس محضر پر اپنی اپنی گواہی لکھی۔ خلیفہ منتصر نے اس مضمون کا ایک گشتی فرمان اپنے تمام ممالک محروسہ اور نیز بغداد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔

وصیف کی روانگی: احمد بن خصیب کو جب ان دونوں ولی عہدوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور ان کی معزولی میں ان کو پوری پوری کامیابی ہو گئی تو وصیف کے درپے ہو گیا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ کی نظروں سے دور پھینک دینا چاہئے کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت سے ان بن ہو رہی تھی۔ خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کے اشارہ سے وصیف کو بلا بھیجا۔ تھوڑی دیر کے بعد وصیف نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلیفہ منتصر نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا ''وصیف! ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رومی گمراہوں نے سرحدی ممالک میں داخل ہو کر بدنظمی پھیلا دی ہے۔ اس حالت میں ان کی سرکوبی کے لئے تم کو یا مجھ کو لشکر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ ضرور جانا چاہئے''۔ وصیف نے عرض کیا ''خادم کے ہوتے ہوئے امیر المؤمنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کو وصیف کی روانگی کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا لشکریوں کو حسب حالات آلاتِ جنگ اور رسد وغلہ مرحمت فرما کر روانہ کیا اور وصیف کو یہ ہدایت کی کہ لشکرِ اسلام سے حدود ملطیہ میں جا ملنا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مزاحم بن خاقان (فتح کا بھائی) اور رسد رسانی لشکر اور مالِ غنیمت کے فراہم وتقسیم کرنے پر ابوالولید قیروانی تا صدور حکم ثانی مقرر کیا گیا۔

وفات: پھر خلیفہ منتصر[1] نے اپنی تخت نشینی کے چھٹے مہینے پانچویں ربیع الاول ۲۴۸ھ میں بعارضہ ذبحہ وفات پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی طبیب نے مجمہ زہر آلودہ لگا دیا تھا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

مستعین باللہ کی خلافت: خلیفہ منتصر کے مرنے پر ارکینِ سلطنت اور خدام خلافت محل سرائے شاہی میں جمع ہوئے جس میں بغا صغیر، بغا کبیر اور اتامش وغیرہ تھے خلیفہ بنانے کی بابت رائے زنی کرنے لگے سپہ سالاران ترک اور سرداران مغاربہ اور افروشیہ نے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ جس کو بغا کبیر اور بغا صغیر اتامش خلیفہ مقرر کریں گے اسی کو ہم لوگ بھی اپنا سردار اور امیر تسلیم کر لیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ مشورہ کی غرض سے ایک علیحدہ کمرہ میں گئے اس کمیٹی میں احمد بن خصیب وزیر السلطنت بھی تھا یہ لوگ باتفاق رائے اس خیال سے کہ مبادا آئندہ کسی قسم کا صدمہ نہ اٹھانا پڑے خلیفہ متوکل کی اولاد سے اعراض کر کے اولادِ خلیفہ معتصم کی طرف نظر انتخاب سے دیکھنے لگے بالآخر احمد بن محمد بن معتصم کو طلب کر کے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت اور مستعین باللہ کا خطاب دیا احمد بن خصیب کو بطور قائم مقامی عہدہ کتابت (یعنی سیکرٹری شپ) اور اتامش کو عارضی طور پر عہدہ وزارت دیا گیا (یہ واقعہ[2] ۶ ربیع الثانی ۲۴۸ھ شب دوشنبہ کا ہے)۔

محمد بن عبداللہ کی مخالفت: اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مستعین خلافت کی شان سے دارالعوام میں آیا ابراہیم بن اسحاق شمشیر برہنہ لئے ہوئے آگے آگے تھا عساکرِ اسلامیہ اور خدامِ دولت دورویہ صف بستہ کھڑے ہوئے تھے سردارانِ عباسیہ اور طالبیہ علی حسب مراتب موجود تھے یکایک شور وغل کی آواز آنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد لشکریوں کی ایک جماعت نے دارالعوام کے دروازہ پر پہنچ کر ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ہمراہی ہیں اور معتز کو مسند خلافت پر بٹھانے کے خواہاں ہیں ان لوگوں کے ساتھ بازاریوں اور تماشائیوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ دو اجن کے ہمراہیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے' نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اس اثناء میں سفید پھریرے والے اور شاکریہ آ پہنچے دوسری جانب سے مغاربہ اور اشروشیہ نے حملہ کر دیا اور معرکہ کارزار گرم ہو گیا زرہیں اور آلات جنگ خزائن شاہی اور دارالعوام سے لوٹ لئے گئے۔ بغا صغیر نے پہنچ کر ان غوغائیوں اور بلوائیوں کو ہٹایا اور ان میں سے چند

---

[1] خلیفہ منتصر باللہ محمد بن متوکل بن معتصم بن رشید بن مہدی بن منصور کی ماں ام ولد رومیہ حبشیہ نامی تھی ۲۲۳ھ مقام سامرہ میں پیدا ہوا چھ مہینے خلافت کی پچیس برس چھ مہینے کی عمر پائی۔ سامرہ میں انتقال ہوا احمد بن محمد معتصم نے نماز جنازہ پڑھائی ملیح صورت' گندم رنگ اور بارعب وداب تھا علویوں کے ساتھ خاص رعایتیں کرتا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۴
تاریخ الخلفاء از سیوطی فویت الوفیات جلد ۲ صفحہ ۱۸۴

[2] ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۴۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو قتل کر ڈالا اسی ہنگامہ کے اثناء میں قیدیوں نے جیل کا دروازہ توڑ ڈالا قیدی نکل آئے اس دوران میں ترکوں نے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں کو انعامات اور جائزے ملنے لگے۔ اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بیعت کا پیام بھیجا۔ اس نے اور سب نے جو بغداد میں تھے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔

عمال کا تقرر: تکمیل بیعت کے بعد یہ خبر لگی کہ طاہر بن عبداللہ بن طاہر والی خراسان کا خراسان میں اور اس کے چچا حسین بن طاہر کا مرو میں انتقال ہو گیا۔ خلیفہ مستعین نے ۲۴۸ھ میں محمد بن طاہر کو بجائے طاہر بن عبداللہ کے مرو پر اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان پر مامور کیا اور اس کے چچا طلحہ کو نیشاپور کی' اس کے بیٹے منصور بن طلحہ کو مرو' سرخس اور خوارزم کی' اس کے چچا حسین بن عبداللہ کو صوبجات ہرات کی۔ اس کے چچا سلیمان بن عبداللہ کو طبرستان کی اور اس کے برادر عم زاد عباس کو جرجان اور طالقان کی حکومت عنایت فرمائی۔ بغا کبیر کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ کو اس کے تمام صوبجات پر متعین کیا۔

عبداللہ بن یحییٰ کی جلا وطنی: ترکی سپہ سالاروں میں سے ابو جور کو بسر افسری ایک لشکر کے عمود ثعلبی کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ اسی ۲۴۸ھ میں عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے ادائے حج کی اجازت چاہی' خلیفہ مستعین نے اجازت دے دی مگر اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ایک شخص کو اپنے سرداروں میں سے عبداللہ بن یحییٰ کو جلاء وطن کر دینے پر مامور کیا چنانچہ اس نے اس کو حج سے روک کر رقہ کی طرف جلاء وطن کر دیا انہیں دنوں ترکوں نے معتز اور موید کے قتل کا قصد کیا۔ احمد بن خصیب نے ان لوگوں کو اس فعل ناروا سے منع کیا۔ خلیفہ مستعین نے ان دونوں شہزادوں کو جوسق میں نظر بند کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن خصیب مورد عتاب خلافت پناہی ہوا خدام دولت نے اس کا اور اس کے لڑکوں کا مال و اسباب ضبط کر کے قریطش کی جانب جلاء وطن کر دیا۔

اتامش کا تقرر: اتامش کو عہدہ وزارت پر مستقل کیا۔ مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی بغا شرابی کو حلوان' ماسبذان اور ہر جانقذق پر' شاہک خادم کو محل سرائے شاہی' فوج جان نثاران اور خاص خاص کاموں پر اور اتاش کو بقیہ ارکین سلطنت پر مامور کر دیا۔ علی بن یحییٰ ارمنی کو ثغور شامہ سے صوبجات ارمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر تبدیل کر دیا۔ صوبہ حمص پر کندر نامی ایک شخص تھا۔ اہل حمص نے بلوہ کر کے اس کو نکال باہر کیا۔ دربار خلافت سے فضل بن قارن برادر مازیار مامور ہوا اس نے اہل حمص کا خون مباح کر دیا اور ان کے سرداروں کو سامرہ میں گرفتار کر لایا۔ وصیف کو جو ثغر شامی میں تھا صایفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم بھیجا گیا۔ چنانچہ وصیف نے اس حکم کے مطابق بلاد روم میں داخل ہو کر قلعہ فروریہ کو فتح کر لیا۔

عمر بن عبداللہ کی شہادت: پھر ۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو گیا اور مطامیر کو فتح کر کے واپس آیا۔ عمر بن عبداللہ اقطع نے بلاد روم پر جہاد کرنے کی دربار خلافت سے اجازت حاصل کی مجاہدین اہل لمضیہ کی ایک جماعت کے ساتھ بلاد روم پر فوج کشی کی' بادشاہ روم پچاس ہزار فوج سے خرج استغف میں مقابلہ پر آیا۔ عساکر اسلامیہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ عمر بن عبداللہ مع دو ہزار مسلمانوں کے شہید ہو گئے۔

علی بن یحییٰ کی شہادت: اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے ثغور جزیرہ پر چڑھائی کر دی علی بن یحییٰ کو جس وقت کہ وہ ارمینیہ سے میافارقین کو جا رہا تھا یہ خبر لگی جوش حمیت قومی سے لوٹ پڑا ایک عظیم خونریزی کے بعد مع چار سو آدمیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شہید ہو گیا۔

بغداد و سامرا میں شورش: جس وقت ان دونوں نامی سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر بغداد تک پہنچی اہلِ بغداد کی آنکھوں سے خون ٹپک پڑا اس وجہ سے کہ یہ دونوں شہید جہاد کے سخت حریص' اسلام اور اسلامیوں کے دلی دوست تھے ملک وقوم کو ان کی ذات سے بڑی تقویت تھی ترکوں پر غفلت اور لاپرواہی کا الزام لگایا خلیفہ متوکل کے مارے جانے اور امور سلطنت پر ترکوں کے متصرف و غالب ہو جانے کا تذکرہ کرتے ہی سب جوشِ انتقام سے تھرا گئے۔ عوام الناس نے جمع ہو کر جہاد جہاد کا شور برپا کر دیا فوج شاکر یہ اس منادی کو سن کر ان لوگوں سے جاملی۔ دربارِ خلافت سے اپنی تنخواہیں طلب کیں اور جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ بغداد کا پل توڑ ڈالا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے کاتبوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔

امراء بغداد نے بہت سا مال و اسباب مجاہدین کو دیا جبال' فارس اور اہواز سے مجاہدین کا گروہ دل بادل کی طرح امنڈ آیا۔ مرتب و مسلح ہو کر جہاد کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مستعین اور ارکینِ دولت نے دم تک نہ مارا۔ اس کے بعد عوام الناس نے سامرہ میں آتش فساد روشن کر دی جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ خدامِ دولت کی ایک جماعت اس طوفان کی روک تھام کو آئی عوام الناس ان پر ٹوٹ پڑے خدام دولت کو شکست ہوئی۔ بغا' وصیف اور اتامش سوار ہو کر ترکوں کی فوج لے کر آ پہنچے ایک گروہ کثیر عوام الناس کا مارا گیا اور ان کے مکانات لوٹ لئے گئے پھر فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

اتامش کا قتل: خلیفہ مستعین نے مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اتامش اور اس کی ماں اور شاہک خادم کو اس قدر آزادی دی کہ یہ لوگ بلا استفسار بیت المال اور خزانہ شاہی سے جس قدر چاہتے لے لیتے جو چاہتے کر گزرتے جو ہدایا اور تحائف اطراف و جوانب سے آتے بے تکلف تصرف کر ڈالتے اور جوان لوگوں کی دست برد سے بچتا اس کو اتامش عباس بن مستعین کے صرف کے بہانہ سے لے لیتا کیونکہ یہ اس کی نگرانی میں پرورش پا رہا تھا اس سے بغا اور وصیف کو ناراضگی پیدا ہوئی اتراک اور فراعنہ کا حال پتلا ہو گیا' بغا اور وصیف کو اس امر کا احساس ہو گیا اور انہوں نے ان لوگوں سے سازش کر کے ابھار دیا چنانچہ ان میں سے اہلِ شہر اور محل سرائے شاہی کے محافظین اٹھ کھڑے ہوئے جوسق کا قصد کیا جہاں پر اتامش نے خلیفہ مستعین کے پاس پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا خلیفہ مستعین نے پناہ نہ دی دو روز تک محاصرہ میں رہا تیسرے روز بلوائیوں نے جوسق کا دروازہ توڑ ڈالا ہلڑ مچا کر گھس پڑے اس کو اور اس کے کاتب شجاع بن قاسم کو قتل کر کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مستعین نے اس کے بجائے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن علی کو عہدۂ وزارت سے ممتاز کیا وصیف کو اہواز کی اور بغا صغیر کو فلسطین کی سند حکومت عطا کی کچھ عرصہ بعد بغا صغیر اور وزیر السلطنت ابو صالح سے ان بن ہو گئی ابو صالح بخوف بغا صغیر بغداد بھاگ گیا' تب مستعین نے قلمدانِ وزارت محمد بن فضل جرجانی کے سپرد کر دیا اور دیوان رسائل پر سعید بن حمید کو مامور فرمایا۔

ابوالحسین کا ظہور: یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسن بن زید شہید کوفہ میں رہتے تھے کنیت ابوالحسین تھی ان کی ماں عبداللہ بن جعفر کی نسل میں سے تھیں یہ بنو طالب کے مشاہیر بزرگوں میں سے تھے غربت اور کس مپرسی کی وجہ سے افلاس اور تنگ دستی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے گھیر لیا تھا نان شبینہ کو محتاج ہو رہے تھے انہیں دنوں عمر بن فرج کوفہ میں عہدِ حکومت متوکل میں بنو طالب کا سردار مقرر ہو کر خراسان لے آیا ابو الحسین اس سے ملنے کو گئے۔ اپنی مقروضی' افلاس' تہی دستی اور کثرتِ عیال کا حال بیان کر کے ہمدردی اور صلہ رحم کے خواستگار ہوئے عمر بن فرج نے سخت درشت الفاظ سے مخاطب کر کے قید کر دیا جب لوگوں نے ضمانت کی تو رہا کیا گیا۔

ابو الحسین قید سے رہا ہو کر بغداد پہنچے پھر بغداد سے سامرا آئے وصیف سے ملاقات کی اپنی بے کسی اور محتاجی کو بیان کر کے کچھ وظیفہ مقرر کئے جانے کی بابت عرض و معروض کی۔ وصیف بھی بدمزاجی سے پیش آیا۔ سخت و نا ملائم الفاظ کہہ کر نکلوا دیا۔ مجبوراً بحال پریشان کوفہ واپس آئے ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے ایوب بن حسین بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن علی والی کوفہ تھا۔ ابو الحسین نے کوفہ میں پہنچ کر بادیہ نشینانِ عرب اور اہلِ کوفہ کو بہ قصد خروج جمع کیا اور آلِ محمد کی حمایت اور ان سے راضی ہونے کی دعوت دی۔ سب نے بطیب خاطر اس دعوت کو منظور قبول کیا جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ عمالِ شاہی کو شہر سے نکال باہر کیا۔ شاہی دفاتر کو جلا دیا بیت المال کے دروازے توڑ ڈالے دو ہزار دینار سرخ اور ستر ہزار درہم لوٹ لئے۔

ابو الحسین کی فتوحات: چنانچہ پولیس نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا محمد بن عبداللہ نے عبداللہ بن محمود فرجی گورنر سواد کو لکھ بھیجا کہ ایوب بن حسین کے ساتھ جنگ یحییٰ بن عمر پر چلے جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن محمود اور ایوب نے ابو الحسین سے صف آرائی کی ابو الحسین نے پہلے معرکہ میں ہی ان کو شکست دے دی جو کچھ ان کے ساتھ تھا لوٹ کر جیواد کوفہ کی جانب قدم بڑھائے زیدیہ اور اطراف و جوانب کے رہنے والوں کا ایک گروہ ساتھ ہو گیا سر دیمن واسط پہنچتے پہنچتے تک عظیم الشان لشکر جمع ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ نے گھبرا کر حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو اس بڑھتے ہوئے طوفان کی روک تھام پر مامور کیا اس حکم کے مطابق حسین بن اسماعیل اپنا لشکر مرتب کر کے ابو الحسین کی طرف روانہ ہوا اور ابو الحسین نے کوفہ کی طرف مراجعت کی عبدالرحمٰن بن خطاب معروف بوجہ التغلس سے مڈبھیڑ ہو گئی ابو الحسین اس کو شکست دے کر کوفہ چلا گیا اور عبدالرحمٰن بن خطاب نے میدان جنگ سے بھاگ کر محل شاہی میں دم لیا۔

ابو الحسین کا قتل: اہلِ بغداد اور کوفہ کے عوام و خواص نے زیدیہ کی امداد پر کمریں باندھ لیں ابو الحسین کے پاس جوق در جوق آ کر جمع ہونے لگے اس اثناء میں حسین بن اسماعیل کوفہ کے قریب آ پہنچا عبدالرحمٰن بن خطاب بھی یہ خبر پا کر اس سے آملا ابو الحسین نے کوفہ سے نکل کر صف آرائی کی تمام رات ترتیب لشکر میں مصروف رہا صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ حسین بن اسماعیل کے ہمراہیوں نے سنبھل کر ایسا پُر زور حملہ کیا کہ ابو الحسین کے رکاب کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ ہنگامہ دار و گیر قتل برپا ہو گیا۔ سینکڑوں آدمی کام آ گئے۔ ایک گروہ کثیر ابو الحسین کے متبعین کا گرفتار کر لیا گیا از انجملہ ہیصم عجلی تھا بالآخر یحییٰ بن عمر (یعنی ابو الحسین) کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا سر اتار کر نامہ بشارت فتح کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس کو خلیفہ مستعین کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعین نے ایک صندق میں بند کرا کے سلاخ خانہ میں رکھوا دیا اور قیدیوں کو جیل میں ڈال دیا (یہ واقعہ پندرہویں رجب ۲۵۰ھ کا ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبرستان میں حکومت علویہ کا قیام: جس وقت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو یحییٰ بن عمر پر فتح یابی حاصل ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ خلیفہ مستعین نے اس حسن خدمت کے صلہ میں طبرستان میں جاگیریں مرحمت فرمائیں ازانجملہ ایک جاگیر حدود دیلم کے قریب اوسالوس نامی تھی۔ اس جاگیر کے متعلق ایک قطعہ زمین تھی جس میں کثرت سبزہ زار اور چراگاہیں تھیں جس سے قرب وجوار والے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے اس کا چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر (محمد بن عبداللہ بن طاہر جاگیردار کا بھائی عامل طبرستان تھا) محمد بن اوس بلخی نامی ایک شخص سلیمان عامل طبرستان کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ سلیمان دم تک نہ مارتا اس نے اپنی اولاد کو طبرستان کے شہروں میں مختلف عہدوں پر مقرر کر دیا رعایا کو ان لوگوں کی عادات رذیلہ خصائل خسیسہ سے شکایتیں پیدا ہوئیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ محمد بن اوس بلاد دیلم میں داخل ہو کر ایک گروہ کو گرفتار کر لایا۔ حالانکہ اہل دیلم اور طبرستان والوں سے مصالحت تھی اس سے ان لوگوں کو بھی برہمی پیدا ہوئی منحرف ہو گئے۔

اہل طبرستان کی مزاحمت: اس اثناء میں محمد بن عبداللہ کا نائب ان جاگیرات پر قبضہ کرنے کو وارد طبرستان ہوا اور اس قطعہ زمین پر قابض ومتصرف ہونے کا قصد کیا جس سے وہاں کے رہنے والے مستفید ہوتے تھے محمد وجعفر پسران رستم نے مزاحمت کی اور ان لوگوں کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جو اس بلاد میں ان کے مطیع وفرمان بردار تھے۔ محمد بن عبداللہ کا نائب ان لوگوں سے خائف ہو کر سلیمان عامل طبرستان کے پاس چلا آیا۔ رستم نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیلم کے پاس بھیجا کہ سلیمان والی طبرستان کا مقابلہ پر ہماری مدد کرو' اس کے بعد طبرستان میں علویوں سے محمد بن ابراہیم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ امارت کا دعویٰ کیجئے۔ ہم آپ کے احکام اور اوامر کی تعمیل کریں گے۔ محمد بن ابراہیم نے اس سے خود تو انکار کر دیا مگر یہ ہدایت کر دی کہ تم رے میں جا کر حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرو وہ ہم لوگوں کے سردار اور مقتدا ہیں۔

حسن بن زید کی بیعت: رستم نے اپنے ایک خاص آدمی کو معہ محمد بن ابراہیم کے خط کے حسن بن زید کی خدمت میں روانہ کیا۔ حسن بن زید اس درخواست اور محمد بن ابراہیم کے خط کو دیکھ کر پھولے نہ سمائے رے سے طبرستان آ پہنچے اس عرصہ میں اہل کلار وسالوس دریان اور دیلم کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ پسران رستم ان کے سردار وپیشوا تھے ان سب لوگوں نے بالاتفاق حسن بن زید کی امارت کی بیعت کی اور سلیمان ومحمد بن اوس کے عمال کو طبرستان سے نکال باہر کیا۔ سلیمان ومحمد بن اوس کے عمال کے نکال دینے کے بعد جبال طبرستان والے بھی اس گروہ میں آ ملے اور ایک خاصا لشکر مرتب ہو گیا۔

آمد پر چڑھائی: حسن نے میدان خالی دیکھ کر آمد پر چڑھائی کر دی۔ محمد بن اوس ساریہ سے آمد کے بچانے کو آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ساریہ میں سلیمان سے جا ملا۔ حسن نے آمد پر قبضہ حاصل کر کے ساریہ کا رخ کیا۔ سلیمان نے اپنا لشکر مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا غلطی یہ ہوئی کہ شہر کی حفاظت کا کچھ انتظام نہ کیا اور اس کا احساس حسن بن زید کے سپہ سالاروں کو ہو گیا۔ چنانچہ جس وقت شہر کے باہر ایک میدان میں صف آرائی ہوئی اور دونوں حریف باہم متصادم ہو گئے۔ حسن بن زید کے دو ایک سپہ سالار میدان جنگ کا راستہ کاٹ کر شہر میں گھس گئے سلیمان یہ خبر پا کر حواس باختہ بھاگ کھڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ حسن بن زید نے کامیابی کے ساتھ ساریہ پر قبضہ کرلیا اور سلیمان کے اہل وعیال کو ایک کشتی پر سوار کرا کے سلیمان کے پاس جرجان بھیج دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے ارادتاً شکست اٹھائی تھی اس وجہ سے کہ کل بنی طاہر کا میلان تشیع کی جانب تھا۔

رے پر قبضہ: ساریہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد حسن بن زید نے اپنے چچازاد بھائی قاسم بن علی بن اسماعیل یا بہ روایت بعض مؤرخین محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن علی بن زین العابدین کو بسرافسری ایک فوج کے رے کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے رے پر بھی قبضہ کرلیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربارِ خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مستعین نے ایک لشکر ہمدان کی جانب حسن بن زید کے قبضہ وتصرف سے بچانے کو روانہ کیا۔

محمد بن جعفر کی گرفتاری: محمد بن جعفر (حسن بن زید کا سپہ سالار) رے پر قابض ہونے کے بعد اہلِ رے سے بدسلوکی کرنے لگا۔ اہلِ رے کو کشیدگی پیدا ہوئی۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے ایک سپہ سالار محمد بن میکال برادر شاہ بن میکال کو بسرگروہی ایک فوج رے کی جانب روانہ کیا۔ محمد بن میکال نے پہنچتے ہی رے پر قبضہ کر کے محمد بن جعفر کو گرفتار کرلیا۔ حسن بن زید نے واجن نامی ایک سپہ سالار کو مامور کیا ابنِ میکال مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی ابن میکال کو شکست ہوئی اثناء دار وگیر میں مارا گیا اور رے پر دوبارہ حسن بن زید کا قبضہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد سلیمان بن طاہر نے جرجان سے طبرستان کی جانب مراجعت کی اور اس کو حسن بن زید کے قبضہ سے نکال لیا۔ حسن بن زید طبرستان کو خیرآباد کہہ کر دیلم چلے گئے اور سلیمان نے ساریہ وآمد کی طرف کوچ کر دیا اور اس کے ہمراہ قارن بن شہرزاد کے لڑکے بھی تھے۔ سلیمان نے ان کی خطا معاف کر دی اور اپنے ہمراہیوں کو انہیں تکلیف دینے سے روک دیا۔

موسیٰ بن بغا کبیر کی آمد: اس واقعہ کے بعد موسیٰ بن بغا کبیر بسرافسری ایک لشکر جرار واردِ رے ہوا اور اس کو ابولف کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد ایک لشکر صوبجات طبرستان کیطرف روانہ کیا حسن بن زید سے لڑائی ہوئی آخرالامر حسن بن زید صوبجات طبرستان سے بھاگ کر دیلم چلے گئے۔ موسیٰ بن بغا کبیر نے صوبجات طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا اور حسن بن زید کے مکان اور فوجی کیمپ کو ویران کر کے رے کی طرف لوٹ آیا۔

باغر کے وکیل کی گرفتاری: باغر ترکی ترکوں میں ایک نامور سپہ سالار اور بغا صغیر کے مصاحبوں میں تھا خلیفہ متوکل کے قتل کیے جانے کے بعد اس کا وظیفہ بڑھا دیا گیا کئی گاؤں سواد کوفہ میں بطور جاگیر مرحمت کیے گئے۔ ایک شخص نے اہلِ باروسما سے ان دیہاتوں کو دو ہزار دینار پر ٹھیکہ لے لیا اتفاق وقت سے ابن ماریہ نامی ایک شخص باغر کے وکیل سے الجھ گیا اور اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد باغر کا وکیل رہا ہو کر سامرا آ پہنچا۔ دلیل بن یعقوب نصرانی سے ملا جس کے قبضہ میں ان دنوں زمام حکومت تھی اور یہ ابنِ ماریہ کا دوست تھا اس نے باغر کے وکیل کی کچھ سماعت نہ کی۔ باغر کا وکیل باغر کے پاس گیا تمام واقعات بیان کیے۔ باغر کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اسی وقت بغا صغیر کے پاس گیا دلیل نصرانی کی شکایت سخت وسست الفاظ سے اس کو یاد دلایا۔ بغا صغیر نے تشفی وتسلی آمیز کلمات میں کہا ''گھبراؤ نہیں' میں بہت جلد اس نصرانی سے بدلہ لوں گا چونکہ امورِ خلافت اس کے ہاتھ میں ہیں عجلت اچھی نہیں ہے میں ذرا اس کے کاموں کا انتظام کرلوں تو تم جو اس کے ساتھ چاہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا''۔ باغر کا جوش اس فقرہ کے سنتے ہی قدرے فرو ہو گیا۔ لوٹ آیا بغا صغیر نے دلیل نصرانی کو ان تمام واقعات سے مطلع کر دیا اور نیز یہ کہلا بھیجا کہ باغر کے تیور اچھے نظر نہیں آتے۔ ذرا ہوشیار رہنا اور باغر سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے دلیل کو معزول کر دیا ہے مگر پھر بھی باغر کا غصہ کم نہ ہوا دربارِ خلافت کی آمد و رفت بند کر دی۔

باغر کے خلاف شکایات: ایک روز بغا صغیر حسبِ عادت قدیمہ اپنا منصبی فرض ادا کرنے کو خلیفہ مستعین کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ مستعین نے وصیف سے ایتاخ کے اعمال اور باغر کی کیفیت دریافت کیا وصیف نے عرض کیا ''امیر المومنین اس معاملہ کو مجھ سے زیادہ اچھا جانتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک باغر اچھا آدمی نہیں ہے''۔ خلیفہ مستعین یہ سن کر بغا صغیر کی طرف رائے طلب کرنے کی غرض سے متوجہ ہوا اس نے صاف انکار کر دیا۔ باغر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے ان ہمراہیوں کو جمع کیا جنہوں نے خلیفہ متوکل کے قتل کا اس سے عہد پیمان کیا تھا اور ان لوگوں سے دوبارہ خلیفہ مستعین اور وصیف کو مار ڈالنے اور خلیفہ معتصم یا واثق کی اولاد کو مسندِ خلافت پر بٹھانے کا اقرار لیا۔ اس شرط سے کہ زمام حکومت اس کارروائی کے بعد انہیں کے ہاتھ میں ہوگی۔

سازش کا انکشاف: رفتہ رفتہ یہ خبر خلیفہ مستعین کے کانوں تک پہنچ گئی۔ بغا صغیر اور وصیف کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد دونوں حاضر ہوئے خلیفہ مستعین نے ان سے یہ واقعات بیان کئے۔ بغا اور وصیف نے قسم کھا کر اس سے اپنی لاعلمی ظاہر کی خلیفہ مستعین نے باتفاق رائے بغا اور وصیف باغر کو مع ان دو ترکوں کے جو اس کے ہم راز تھے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل حکم کے صادر ہوتے ہی نہایت مستعدی سے کی گئی۔

باغر کا قتل: ترکوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ آگ بگولہ ہو گئے اور مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے شاہی اصطبل کو لوٹ لیا خاصے کے گھوڑوں پر سوار ہو کر محل سرائے شاہی کی طرف آئے اور اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وصیف نے ترکوں کی یہ حالت دیکھ کر باغر کے قتل پر ایک سردار کو متعین کیا تھوڑی دیر بعد باغر کا سر بغا اور وصیف کے روبرو آ گیا۔

ترکوں میں ہیجان: باغر کے قتل ہونے پر جیسا کہ بغا اور وصیف کا خیال تھا ترکوں کا جوش فرو نہ ہوا بلکہ اور استقلال کے ساتھ ترقی پذیر ہوا سامرا میں جس طرف نظر اٹھتی تھی بلوائیوں کا جھنڈ انظر آتا تھا ہر کوچہ بازار میں ترکوں نے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا۔ مجبوراً بغا' وصیف' شاہک خادم' احمد بن صالح شیرزاد اور خلیفہ مستعین سامرا سے نکل کر بغداد چلے آئے اور محرم ۲۵۱ھ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ ان لوگوں کے چلے آنے کے بعد بقیہ سپہ سالاران لشکر' کتاب' عمال اور کل بنو ہاشم باستثناء جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ سامرا سے بغداد میں آ گئے۔

سامرا سے ان لوگوں کی روانگی کے بعد ترکوں کو خود کردہ پشیمانی ہوئی۔ چھ سرداران لشکر سوار ہو کر خلیفہ مستعین اور اس کے ہمراہیوں کو واپس لانے کی غرض سے روانہ ہوئے مگر ان لوگوں نے ان کے عرض و معروض کرنے پر خیال نہ کیا نا اُمید ہو کر واپس آئے اور معتز کو خلیفہ بنانے کے متعلق غور و فکر کرنے لگے۔

مستعین کا بغداد میں قیام: جس وقت خلیفہ مستعین نے دارالخلافت بغداد میں بظاہر مستقل سکونت اختیار کر لی ترکوں کو اس سے ایک گونہ تشویش پیدا ہوئی چند سردارانِ لشکر عذر خواہی کے لئے بغداد میں خلیفہ مستعین کے پاس آئے اپنے کئے پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشیمانی ظاہر کی اور مراجعت کے لئے منت و خوشامد کے ساتھ اصرار کرنے لگے خلیفہ مستعین اپنے احسانات اور ان کی بے وفائیوں اور بدعہدیوں کا اظہار کر کے بات بات پر جھڑک دیتا تھا بالآخر خلیفہ مستعین نے تنگ آ کر صریح الفاظ میں اپنی خوشنودی مزاج ظاہر کر دی، ترکوں میں سے کسی نے کہا ''اچھا اگر امیر المومنین ہم سے راضی ہو گئے ہیں تو بسم اللہ اٹھو اور ہمارے ساتھ سوار ہو کر سامرا کا راستہ لو''۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس بے باکانہ اور غیر مہذب گفتگو کرنے پر ریمارک کیا خلیفہ مستعین نے سن کر ارشاد کیا ''یہ لوگ جاہل ہیں عجمی ہیں۔ ان کو آداب شاہی کی خبر نہیں ہے''۔ محمد بن عبداللہ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ خلیفہ مستعین نے ترکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ''فی الحال تم لوگ واپس سامرا جاؤ تمہارا وظیفہ بحال رہے گا اور عنقریب میں بھی آؤں گا'' چنانچہ ترکوں نے مراجعت کی۔

معتز کی بیعت: خلیفہ مستعین کے نہ آنے اور محمد بن عبداللہ کے اعتراض کرنے سے کشیدہ خاطر ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ معتز کو جیل سے باہر نکالا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی ملازمین کو دو دو ماہ کی تنخواہیں تقسیم کیں۔ بیعت عامہ کے وقت ابواحمد بن الرشید بھی بلائے گئے تھے۔ انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر کے معتز سے مخاطب ہو کر تعریضاً کہا ''تم نے تو اپنے آپ کو معزول کر دیا تھا؟'' معتز نے جواب دیا ''ہاں! مگر یہ اکراہ و جبر''۔ ابواحمد بولے ''مجھے اس کی کیا خبر میں تو اُس کی (یعنی مستعین کی) بیعت کر چکا ہوں اب میں تمہارے ہاتھ پر کس طرح بیعت کروں''۔ معتز نے قائل ہو کر چھوڑ دیا۔

تکمیل بیعت کے بعد محکمہ پولیس پر ابراہیم دیرج کو مامور کیا گیا کتابت دواوین اور بیت المال کا انتظام بھی اس کے سپرد ہوا۔ سپہ سالاروں میں سے جنہوں نے معتز کی بیعت کی تھی عتاب بن عتاب بغداد بھاگ کر چلا گیا۔

بغداد کی قلعہ بندی: محمد بن عبداللہ کو معتز کی بیعت کی خبر لگی تو اس نے انتظامی نقطہ نظر سے سلیمان بن عمران والی موصل کو لکھ بھیجا سامرا کا رسد وغلہ بند کر دو اس اثناء مالک بن طوق مع اپنے اہل وعیال اور لشکر کے آ پہنچا۔ حوبہ بن قیس والی انبار کے نام فراہمی لشکر کا فرمان روانہ کیا۔ بیرونی انتظام کرنے کے بعد بغداد کی قلعہ بندی شروع کر دی شہر پناہ کو درست کر دیا۔ ہر دروازے پر منجنیقیں نصب کرائیں اور کارآزمودہ سپہ سالار مقرر کئے۔ فصیلوں پر نامی گرامی قدر اندازوں اور جنگ آوروں کو مامور کیا اور شہر کے دونوں جانب عمیق خندقیں کھدوائیں۔ اس انتظام و درستی میں تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے۔ وظائف اور روزینے واقف کاروں کو سپرد کر دیئے گئے تاکہ عندالضرورت لوگوں کو دیا کریں۔

مستعین کا ترکوں کو انتباہ: خلیفہ مستعین نے بھی گورنران صوبجات ممالک محروسہ کے نام فرامین جاری کئے کہ خراج وغیرہ تاصدور حکم ثانی بجائے سامرا کے بغداد روانہ کرو۔ ترکوں کے سرداروں کو لکھا کہ اس وقت تک جو کچھ تم نے کیا ہم نے اس سے درگزر کیا اب بھی اپنے باغیانہ خیالات اور ناشائستہ افعال سے باز آؤ اور خلافت پناہی کی اطاعت قبول کرو۔ معتز اور محمد بن عبداللہ میں خط و کتابت شروع ہوئی معتز محمد سے اپنی بیعت کرنے کو کہتا تھا خلیفہ متوکل کی بیعت کی یاددہانی کراتا تھا جو اس سے لی گئی تھی کہ منتصر کے بعد معتز کو مسند خلافت کا مالک سمجھنا اور محمد معتز کو مستعین کی اطاعت قبول کرنے اور باغیانہ خیالات کے باز آنے کی ترغیب دیتا تھا۔ ایک مدت تک دونوں میں خط و کتابت جاری رہی مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔

موسیٰ بن بغا کبیر کی واپسی: موسیٰ بن بغا کبیر ان دنوں بہ قصد جنگ اہل حمص شام گیا ہوا تھا خلیفہ مستعین اور معتز اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خط و کتابت کر رہے تھے اور ہر ایک اس کو اپنی طرف بلاتا تھا آخر الامر موسیٰ بن بغا کبیر معتز کی جانب مائل ہو گیا خلیفہ مستعین کی بیعت خلافت توڑ کر معتز کے پاس چلا گیا۔ عبداللہ بن بغا کبیر سامرا سے بغداد آیا خلیفہ مستعین کی دست بوسی کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں آپ کے قدموں پر جان نثاری کو آیا ہوں کچھ عرصہ بعد جب موسیٰ بن بغا کبیر معتز سے جا ملا تو یہ بھی بغداد سے بھاگ کر سامرا پہنچا اور معتز سے یوں بیان کیا کہ میں مستعین کے حالات دریافت کرنے کے لئے بغداد گیا تھا۔ معتز نے اس معذرت کو قبول کر لیا اور اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا۔ اس کے بعد حسن بن افشین سامرا سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ مستعین نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر اشروسیہ کی سرداری عنایت کی۔

بغداد کی طرف پیش قدمی: جس وقت امراء شہر و ارکین دولت جس کو جس طرف ملنا تھا مل گئے اور ایک سکون کا عالم جانبین پر طاری ہوا اس وقت معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل ملقب بہ موفق کو جنگ بغداد کا لواء عنایت کیا اور ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے بسرافسری نامی سپہ سالار کلباتکین ترکی موفق کی ماتحتی میں دیا۔ چنانچہ موفق پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ جس میں اتراک' فراعنہ اور مغاربہ تھے بغداد کی جانب سیلاب کی طرح بڑھا۔ مابین عکبرا اور بغداد کے جس قدر قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا' بغا صغیر کے ہمراہیوں کی ایک جماعت موفق کے پاس چلی آئی موفق کا لشکر بڑھتے بڑھتے باب شماسیہ[1] تک پہنچا۔ خلیفہ مستعین نے حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن مصعب کو باب شماسیہ پر مامور کیا اور چند نامی نامی سپہ سالاروں کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ ۹ صفر ۲۵۱ھ کو ترکوں کا پٹرول آہستہ آہستہ باب شماسیہ کے قریب پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال اور بیدار طبری کو حسین بن اسماعیل کی کمک پر روانہ کیا اور اگلے دن کہ ماہ صفر ۲۵۱ھ کی دس تاریخ تھی محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ بغا' وصیف اور فقہاء قضاۃ کے سوار ہو کر موفق کے لشکر کے قریب آئے اور یہ کہلا بھیجا کہ "تم لوگ خلیفہ وقت سے بغاوت نہ کرو جس طرح اس کے پیشتر تم لوگ اس کی اطاعت میں تھے اسی طرح اب بھی دائرہ اطاعت میں آ جاؤ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ معتز لہ کو خلیفہ مستعین کے بعد مسند خلافت کا وارث بنائیں گے"۔ موفق کے لشکریوں نے منظور نہ کیا لوٹ آئے۔

معرکہ شماسیہ: دوسرے دن ان سپہ سالاروں کی جو باب شماسیہ پر متعین تھے بغرض صدور حکم جنگ یہ رپورٹ آئی کہ ترکوں کا آج جنگ کرنے کا ارادہ ہے۔ باب شماسیہ سے وہ لوگ بہت قریب آ گئے ہیں۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے پشت رپورٹ پر لکھ بھیجا کہ فی الحال تم لوگ ان پر حملہ نہ کرو جہاں تک ممکن ہو جنگ کو آئندہ دنوں پر ٹالو اگر وہ حملہ کریں تو تم مدافعت کے علاوہ جنگ نہ کرو' اسی روز عبداللہ بن سلیمان نائب بغا صغیر مکہ معظمہ سے تین سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ آ پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے انعام اور جائزے مرحمت کئے اس کے دوسرے دن ترکوں نے باب شماسیہ کی طرف پھر پیش قدمی کی حسین بن اسماعیل معہ اپنے لشکر کے مقابلہ پر آیا لڑائی چھڑ گئی دونوں طرف کے بہت سے آدمی کام آئے سینکڑوں زخمی ہوئے۔ بالآخر حسین بن اسماعیل کے لشکر کو شکست ہوئی ترکوں میں سے ایک گروہ نے نہروان کا رخ کیا۔

خراسان پر قبضہ: محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سے مطلع ہو کر اپنے ایک سپہ سالار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ ترکوں کی

[1] موفق کا لشکر باب شماسیہ پر ساتویں صفر ۲۵۱ھ میں پہنچا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ ترکوں نے اس سپہ سالار کو شکست دے کر خراسان کے راستہ پر قبضہ کر لیا اور بغداد کو خراسان سے بے تعلق کر دیا۔ اس کے بعد معتز نے ایک دوسرا لشکر بغداد کی جانب روانہ کیا جس کی تعداد چار ہزار تھی اس لشکر نے بغداد کی جانب غربی مورچہ قائم کیا۔

شاہ ابن میکال کی فتح: ابن طاہر نے اس کے مقابلہ پر شاہ ابن میکال کو متعین کیا فریقین خم ٹھونک کر میدان میں آئے لڑائی ہوئی شاہ ابن میکال نے معتز کے لشکر کو سخت شکست دی مظفر و منصور میدان جنگ سے واپس ہو کر بغداد آیا ابن طاہر نے اس کو اور ان کل سپہ سالاران کو جو اس معرکہ میں اس کے ہمراہ تھے ہر ایک کو چار چار خلعتیں، طوق اور سونے کے کنگن مرحمت کئے جنگی ضرورتوں کے خیال اور میدان جنگ کے وسیع ہونے کے لحاظ سے باب شماسیہ تک جس قدر مکانات، باغات اور دوکانیں تھیں منہدم کرادیں۔

اہواز کا خراج: اس اثناء میں فارس اور اہواز کا خراج منکجور اور اشروسنی کے ساتھ آ پہنچا ترکوں نے لوٹ لینے کا قصد کیا ابن طاہر کو اس کا خطرہ پہلے ہی سے پیدا ہو گیا تھا ایک جماعت کو اس کی حفاظت پر مامور کر دیا ترکوں کی ایک بھی پیش نہ گئی منکجو رمعہ خراج فارس و اہواز بغداد میں داخل ہو گیا۔

جب ترکوں کو اس غارت گری میں کامیابی نہ ہوئی تو کھسیانے ہوئے اور نہروان کی طرف گئے اور پل کی کشتیوں کو جلا دیا۔

محمد بن خالد کی شکست: اس سے پیشتر خلیفہ مستعین نے محمد بن خالد بن یزید بن مزید کو ثغور جزریہ کا والی مقرر کیا تھا چنانچہ محمد بن خالد لشکر کے انتظار و فراہمی مال و اسباب وہاں ٹھہرا ہوا تھا اتفاقاً ترکوں کی بغاوت اور خلیفہ مستعین کے محصور ہو جانے کی خبر لگ گئی جھٹ پٹ کوچ کر دیا اور براہ رقہ بغداد آ پہنچا ابن طاہر نے اسکو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور ایک عظیم الشان لشکر کا افسر اعلیٰ بنا کر ترکوں سے جنگ کرنے کیلئے روانہ کیا ترکوں نے اسکو بھی شکست دے دی۔ بھاگ کر سواد چلا گیا اور وہیں مقیم رہا۔ ابن طاہر کو اس واقعہ کی خبر ہوئی بے ساختہ بول بیٹھا۔ لا یفلح احد من العرب الا ان یکون معد بنی ینصره الله به

ترکوں کی لوٹ مار: ان واقعات سے ترکوں کی جرأت بڑھ گئی کمال تیزی سے شہر کی طرف بڑھے نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی۔ لڑتے لڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے گرد و نواح کے بازاروں کو لوٹ لیا۔ اس روزانہ جنگ وخوں ریزی سے اہل بغداد پر تو عرصۂ جہاں تنگ تو ہو ہی رہا تھا۔ ناگاہ ثغور سے یہ خبر وحشت اثر پہنچی کہ بلکا جور لوگوں سے معتز کی بیعت خلافت لے رہا ہے ارکین سلطنت یہ سن کر گھبرا اٹھے ابن طاہر بولا ''وہ ایسا نہیں ہے۔ غالباً اس کو خلیفہ مستعین کے مرنے کا گمان پیدا ہو گیا ہے''۔ ابن طاہر کا یہ خیال درحقیقت نہایت صحیح تھا چنانچہ جس وقت بلکا جور کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مستعین صحیح و سلامت مسند خلافت پر رونق افروز ہے اسی وقت معتز کی فسخ بیعت کر کے خلیفہ مستعین کی تجدید بیعت کی اور ایک اطلاعی عرض داشت مشعر اطاعت و فرماں برداری دربار خلافت میں بھیج دی۔

موسیٰ بن بغا کا اختلاف: موسیٰ بن بغا جیسا کہ ہم او پر بیان کر آئے ہیں ترکوں کے ہمراہ تھا۔ لیکن کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مستعین سے ملنے کا قصد کیا ہمراہیوں نے اس رائے سے مخالفت کی مکالمہ سے مباحثہ شروع ہو گیا اور پھر مباحثہ سے جنگ کی نوبت پہنچ گئی۔ چند آدمی کام آ گئے۔ موسیٰ بن بغا مجبور ہو کر اپنے ارادہ سے باز آیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ کے بعد بصرہ سے دس کشتیاں آ گئیں ہر کشتی میں تقریباً پینتالیس پینتالیس آدمی تھے جن میں اکثر نفاظ تھے باب شماسیہ کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر ترکوں نے حملہ کرنے کا قصد کیا ان لوگوں نے ترکوں پر گرم تیل کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیں۔ ترکوں کو نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔

بلادِ اسلامیہ کا تحفظ: محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ترکوں کا جوش جنگ آئے دن ترقی پذیر دیکھ کر اور بلاد اسلامیہ کی حفاظت کا انتظام کرنا پڑا۔ اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک کار آزمودہ سپہ سالار کو مدائن کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا اور تین ہزار سواروں کو اس کی کمک پر متعین کیا۔ حوبہ بن قیس کو انبار بھیجا۔ ڈیڑھ ہزار فوج اس کی امداد پر روانہ کی گئی۔ حوبہ نے انبار میں پہنچ کر فرات کو انبار کی خندق سے نہر کاٹ کر ملا دیا ساری خندق پر آب ہو گئی۔

معرکۂ انبار: معتز کی طرف سے اسحاق انبار پر قبضہ کرنے کو آیا ہوا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابن طاہر کی فوج پہنچ گئی تھی انبار کے باہر دونوں فوجیں لڑ گئیں ایک سخت وخوں ریز جنگ کے بعد ابن طاہر کی امدادی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اسحاق انبار کی جانب بڑھا حوبہ نے ان واقعات کو سن کر بغداد کی طرف مراجعت کر دی۔ ابن طاہر نے حسین[1] بن اسماعیل کو ترکوں کی دست برد سے انبار کے بچانے پر مامور کیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو معہ ایک بہت بڑے لشکر کے اس کی ماتحتی میں دیا ترکوں کے پتر ول سے مقام ومما پر مقابلہ ہو گیا۔ حسین بن اسماعیل کا لشکر زیادہ تھا ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر انبار پہنچے حسین بن اسماعیل نے آگے بڑھ کر قریب انبار قیام کرنے کا قصد کیا۔

آغازِ جنگ: اس اثناء میں اس کے لشکری اسباب وغیرہ اتارنے اور رکھنے میں مشغول تھے ترکوں کی فوج آ پہنچی لڑائی ہونے لگی حسین کے ہمراہیوں نے ترکوں کو سخت شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا اور جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے ترکوں نے اس سے پہلے سے چند دستہ فوج کو کمیں گاہ پر بٹھا دیا جس وقت حسین کی فوج اس کمین گاہ سے آگے بڑھی ترکوں نے کمین گاہ سے نکل کر پیچھے سے حملہ کر دیا اور آگے سے ترکوں نے سنبھل کر حملہ کیا اس اچانک حملہ سے حسین کے ہمراہیوں کے ہوش و حواس جاتے رہے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا فرات میں ڈوب گیا۔ ایک جماعت کو ترکوں نے گرفتار کر لیا۔ کچھ لوگ بھاگ کر اواخر ماہ جمادی الثانی میں یاسریہ پہنچے۔ ابن طاہر نے ان لوگوں کو بغداد میں داخل ہونے سے روک کر انبار کی طرف واپس جانے کا حکم دیا اور ایک دوسری تازہ دم فوج کو مرتب کر کے یاسریہ سے انبار کی طرف کوچ کیا (آٹھ رجب (۲) ۲۵۱ھ یوم شنبہ کو) ایک جاسوس نے آ کر یہ خبر دی کہ ترکوں کا لشکر فرات کے چند پایاب مقامات سے دریا عبور کر کے شہر پر حملہ کرنے والا ہے۔ حسین نے اسی وقت حسین بن علی بن یحییٰ ارمنی کو بسرافسری دو سو قدر اندازوں کے ان پایاب مقامات پر متعین کیا جہاں سے ترکوں کا لشکر عبور کرنے والا تھا۔

حسین بن اسماعیل کی شکست: چنانچہ ترکوں کا لشکر عبور کرنے کو آیا۔ حسین بن اسماعیل نے مزاحمت کی فریقین ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے آخر الامر حسین کو شکست ہوئی ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ترکوں نے اس

---

[1] حسین بن اسماعیل حسب حکم ابن طاہر بغداد سے ۲۳ جمادی الاول ۲۵۱ھ یوم پنج شنبہ کو انبار کی طرف روانہ ہوا۔ دس ہزار فوج اس کے رکاب میں تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۹

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لشکر گاہ اور کل مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ منہزموں کا ایک گروہ اسی شب کو بھاگ کر بغداد پہنچا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت اس کے لشکر سے جدا ہو کر معتز سے مل گئی جس میں علی و محمد پسران خلیفہ واثق بھی تھے یہ واقعہ اوائل رجب ۲۵۱ھ کا ہے۔

اہلِ بغداد اور ترکوں میں جھڑپیں اس واقعہ کے بعد فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جانبین سے ہزار ہا آدمی کام آئے انہیں لڑائیوں کے اثناء میں ایک مرتبہ ترکوں کا لشکر بغداد میں داخل ہو گیا اور پھر اہلِ بغداد نے ان کو مار کر نکال باہر کیا۔ بعد ازاں ترکوں نے مدائن کی طرف کوچ کر دیا۔ ابو الساج والی مدائن سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو الساج ترکوں کی مدافعت نہ کر سکا ترکوں نے مدائن پر قبضہ کر لیا اس اثناء میں وہ ترکی لشکر جو انبار میں تھا سواد بغداد میں غربی جانب سے قتل و غارت کرتا ہوا آ پہنچا صرصر اور قصر ابنِ ہبیرہ تک لوٹتے ہوئے بڑھ آئے ماہ ذیقعدہ ۲۵۱ھ تک سلسلہ محاصرہ برابر قائم رہا۔

ماہ ذیقعدہ کی کسی تاریخ میں بہت بڑی خون ریز لڑائی ہوئی جس کی نظیر پیشتر کی لڑائیوں میں نظر نہیں آتی۔ ایک روز ابنِ طاہر نے ماہ مذکورہ میں طویل محاصرہ سے گھبرا کر اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور سردارانِ لشکر کو جمع کیا۔ دیر تک اپنی پرزور تقریر سے ان کو ابھارتا رہا جب ان لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے اور سرخ سرخ آنکھوں سے جوش انتقام جنگ کا خون ٹپکنے لگا تو ابنِ طاہر نے نصر من اللہ فتح قریب کہہ کر حملہ کا حکم دیا لشکری اس حکم کے صادر ہوتے ہی غراتے ہوئے شیروں کی طرح ڈکارتے ہوئے ترکوں کے لشکر پر جا پڑے ہنگامہ قتل و خون ریزی گرم ہو گیا اس واقعہ میں ترکوں کو شکست ہوئی ایک حصہ کثیر ان کی فوج کا کام آ گیا۔ بغا اور وصیف کی رکاب میں جو ترکی دستہ تھا وہ اپنی قوم کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ کر ترکوں سے جا ملا جس سے ترکوں کو ایک گونہ قوت ہو گئی مرتب ہو کر پھر لوٹ پڑے اہلِ بغداد شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

مصالحت کی کوشش: ماہ ذی حجہ ۲۵۱ھ میں رشید بن کادوس برادر افشین فریقین میں صلح کرانے کی غرض سے ترکوں کے لشکر میں امان حاصل کر کے گیا لوگوں نے ابنِ طاہر پر خلیفہ مستعین کے معزول کرنے کی تہمت لگائی جب رشید ترکوں کے لشکر سے واپس آیا اور اہلِ بغداد کو معتز اور اس کے بھائی ابو احمد کا سلام پہنچایا اہلِ بغداد نے اس کو اور ابنِ طاہر کو گالیاں دیں اور سخت وست کلمات سے مخاطب کیا اور منہدم کر دینے کے قصد سے رشید کے مکان کی طرف لپکے۔ ابنِ طاہر خلیفہ مستعین سے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آیا۔ اس فعل سے جس کو وہ کرنا چاہتے تھے روکا۔ الزامات سے خود کو بری الذمہ ظاہر کیا۔ اہلِ بغداد کے خیالات اس کے سمجھنے سے درست ہو گئے فتنہ فرو ہو گیا اور اپنے اپنے مکانات پر واپس آئے۔

بدظنی کی فضا: پھر ابنِ طاہر اور ابو احمد میں خط و کتابت شروع ہوئی عوام الناس اور لشکریوں کو بدظنی کا موقع مل گیا خیالات فاسدہ جو اس کے طرف سے قبل اس کے پیدا ہو گئے تھے پھر دوبارہ تازہ ہو گئے۔ لشکریوں نے اپنی تنخواہیں اور روزینے طلب کیے ابنِ طاہر نے ان لوگوں کو فتنہ فرو کرنے کا حکم دیا اور دو مہینے کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا لشکریوں نے یک زبان ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا "ہم اس وقت تک اس فعل سے باز نہیں آئیں گے جب تک ہم کو خلیفہ مستعین کی صحیح صحیح رائے معلوم نہ ہو گی کہ وہ کیا چاہتے ہیں ہم کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ مبادا ترکی لشکر بغداد پر متصرف و قابض نہ ہو جائے اور ہمارے ساتھ بھی وہی برتاؤ نہ کرے جیسا کہ اہلِ مدائن اور انبار کے ساتھ کر چکا ہے"۔ ابن طاہر نے یہ تمام واقعات خلیفہ مستعین سے حاضر ہو کر بیان کیے خلیفہ مستعین نے لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے دارالعوام کی چھت پر آیا ایک ہاتھ میں رداءِ خلافت تھی دوسرے میں عصا تھا قسم شرعی کھا کر بیان کیا "تم لوگ کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جو بیان کیا ہے وہ صحیح ہے اور درست ہے"۔ اہلِ بغداد کو خلیفہ مستعین کی قسم کھانے سے اعتبار ہو گیا۔ خیالات فاسدہ دور ہو گئے سب کے سب لوٹ کھڑے ہوئے اور فتنہ و فساد کا ہنگامہ فرو ہو گیا۔

ابنِ طاہر کا قصد مدائن: ابنِ طاہر نے اہلِ بغداد کا آئے دن یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر بغداد سے مدائن چلے جانے کا قصد کیا رؤسا شہر نے حاضر ہو کر معذرت کی کہ یہ فعل بازاریوں کا ہے ہم لوگ اس سے بری ہیں اور اگر ہم ہی قصور وار سمجھے جاتے ہیں تو معاف فرمائیے' ابنِ طاہر نے ان لوگوں کو کمال شائستگی سے نہایت معقول جواب دے کر واپس کیا' انہیں دنوں خلیفہ مستعین مصلحتاً ابنِ طاہر کے مکان سے اٹھ کر رصافہ میں رزق خادم کے مکان پر چلا آیا۔ مگر سپہ سالاران لشکر اور سردارانِ بنی ہاشم کو ابنِ طاہر کے ہمراہ رہنے اور اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے کی ہدایت و تاکید کی۔

ابنِ طاہر کا نعرۂ خیر خواہی: ایک روز ابنِ طاہر بہ قصد جنگ مسلح ہو کر مکان سے باہر آیا سوار ہو کر لشکریوں کی طرف گیا اور سردارانِ لشکر کو جمع کر کے کہنا لگا "واللہ میں خلیفہ مستعین کے سوا اور کسی کا خیر خواہ نہیں ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے اس وقت تک خلافت پناہی کی بہتری اور بہبودی کا خواہاں رہوں گا"۔ لوگوں کے دل اس فقرے کے سننے سے بھر آئے' مرحبا مرحبا جزاک اللہ جزاک اللہ چلا اٹھے۔ ابنِ طاہر ان لوگوں سے رخصت ہو کر خلیفہ مستعین کی طرف چلا۔

مستعین کے خلاف سازش: راہ میں کسی فتنہ پرداز نے یہ پٹی دی کہ "تم کس خیال میں ہو جس کی ہمدردی اور خیر خواہی میں خود کو ہلاک کر رہے ہو اس نے تو بغا اور وصیف کو تمہارے قتل پر مامور کیا تھا۔ مگر ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی"۔ یہ خبر سننے سے ابنِ طاہر کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا۔ اسی تردد و انتشار کی حالت میں اپنے مکان پر واپس آیا اس اثناء میں احمد بن اسرائیل اور حسین بن ابی مخلد آ گئے۔ ان دونوں نے بھی خلیفہ مستعین کی طرف سے اسی قسم کی خبر بد سنائی تب تو ابنِ طاہر کے ہوش اڑ گئے۔ طرح طرح کے خیالات اُس کے دل میں آنے لگے مگر کمالِ استقلال سے ان کو ضبط کیا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا تا آنکہ عید الاضحیٰ کا دن آ گیا۔

صلح نامہ: نمازِ عید الاضحیٰ کے بعد ابنِ طاہر خلیفہ مستعین کی خدمت میں سلام کرنے کو حاضر ہوا اس وقت فقہاء و قضاۃ اور ارکینِ دولت بھی موجود تھے۔ ابنِ طاہر نے عرض کی "امیر المومنین کی اگر مرضی و حکم ہو تو ابو احمد سے مصالحت کر لی جائے اور صلح نامہ بھی لکھ دیا جائے"۔ خلیفہ مستعین نے کہا "بہتر" ابنِ طاہر رخصت ہو کر باب شماسیہ کی جانب آیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر خلیفہ مستعین کی خدمت میں پھر واپس گیا اور یہ عرض کی کہ صلح نامہ مکمل طور پر مرتب ہو گیا ہے اور شرائط صلح یہ ہیں (۱) آپ خود کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت سے معزول کیجئے۔ (۲) پچاس ہزار دینار نقد لشکریوں کو مرحمت کیجئے تیس ہزار کی جاگیر دیجئے۔ (۳) دار الخلافہ چھوڑ کر حجاز میں مابین حرمین قیام فرمایئے (۴) بغا کو گورنری حجاز اور وصیف کو حکومت جبل دی جائے (۵) خراج کا تیسرا حصہ ابنِ طاہر اور لشکر بغداد کو دیا جائے اور باقی دو حصہ موالی اور اتراک کو''۔ خلیفہ مستعین نے اولاً اس زعم فاسد سے کہ وصیف اور بغا میرے ہوا خواہ ہیں ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ لیکن جب یہ راز سربستہ کھل گیا کہ یہ دونوں بھی ابنِ طاہر کے ہم صفیر ہیں راضی ہو گیا۔ علاوہ ازیں جن شرائط کو اس نے پسند کیا لکھا اور فقہا و قضاۃ کو طلب کر کے اس امر کا اُن کو شاہد کیا کہ میں نے اپنے تمام امور کو ابنِ طاہر کے سپرد کر دیا ہے۔ اس کے بعد سپہ سالاران کو بلا بھیجا جب وہ سب حاضر آئے تو یہ بیان کیا'' کہ اس سے میرا مقصود ہے کہ خوں ریزی نہ ہو تم لوگوں کی جانیں ناحق معرض زوال میں نہ پڑیں۔ لہٰذا تم لوگ میری اس تحریر کے ساتھ بہمراہی ابنِ طاہر معتز کے پاس جاؤ اور میرے اقرار کی شہادت دو چنانچہ یہ لوگ مع ابنِ طاہر کے جب کہ محرم ۲۵۲ھ کی چھ راتیں گزر چکی تھیں معتز کے پاس آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۴

مستعین کی خلافت سے دستبرداری ۲۴۸ھ تا ۲۵۵ھ

جس وقت وہ صلح نامہ جس کو ابنِ طاہر نے مرتب کیا تھا سپہ سالارانِ لشکر اور معتز کے دستخطوں کے ساتھ مکمل ہو گیا اہلِ بغداد سے معتز کی خلافت کی بیعت لی گئی جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا خلیفہ مستعین نے بھی بیعت کی اور اپنی معزولی کا اعلان کیا خلیفہ معتز نے اس کو رصافہ سے قصر حسن بن سہل میں لا کر ٹھہرایا اور اس کے ہمراہ اس کے اہلِ وعیال بھی تھے۔ چادر' عصا اور خاتمہ خلافت لے لی مکہ معظمہ جانے کی ممانعت کر دی۔ بصرہ جانے کی درخواست پیش کی یہ بھی نامنظور کی گئی مزید برآں یہ ہوا کہ قصر حسن بن سہل سے کشتی پر سوار کرا کر واسط بھیج دیا۔

امورِ سلطنت میں تبدیلیاں: ان واقعات کے بعد امورِ سلطنت میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں خلیفہ معتز نے احمد بن ابی اسرائیل کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ ابو احمد (خلیفہ معتز کا بھائی) بغداد سے سامرہ واپس آیا۔ آخر محرم ۲۵۲ھ میں ابوالساج دیوداد بن دیودست مراجعت کر کے وارد بغداد ہوا ابنِ طاہر نے معاون حواد کا انتظام اس کے سپرد کیا چنانچہ اس نے اتراک اور مغاربہ کی مدافعت پر اپنے نائب کو مقرر کیا اور خود کوفہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز نے ابنِ طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا' وصیف اور ان لوگوں کے نام جو ان کے ہم آہنگ ہیں دیوان سے خارج کر دیئے جائیں۔

بغا اور وصیف کے خلاف سازش: اس اثناء میں محمد بن ابی عون نامی ایک شخص نے جو ابنِ طاہر کے سپہ سالاروں میں تھا ابو اسحاق کی سازش سے بغا اور وصیف کے قتل کا بیڑہ اٹھا لیا اور بارگاہِ خلافت سے اس حسن خدمت کے صلہ میں یمامہ' بحرین اور بصرہ کی سند گورنری مرحمت کی گئی' اتفاق سے بغا اور وصیف تک یہ خبر پہنچ گئی سوار ہو کر ابنِ طاہر کی خدمت میں آئے' تمام حالات سے مطلع کیا لوگوں کی بدعہدی اور پیمان شکنی کی شکایت کی۔ ابنِ طاہر نے ان کو تسلی دے کر واپس کر دیا۔ اس کے بعد وصیف نے اپنی بہن سعاد کو موید کے پاس بھیجا۔ موید نے اس کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی اس کے کہنے سے خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہوا اور وصیف کی سفارش کر کے خطا معاف کرائی۔

ایسی ہی ابو احمد بن متوکل نے بغا کے ساتھ ہمدردی کی خلیفہ معتز نے عفو تقصیر کر کے ایک فرمان مشعر خوشنودی مزاج ان دونوں کے نام بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر ترکوں نے ادھر خلیفہ معتز سے کہہ سن کر بغا اور وصیف کے نام سامرا میں حاضری کا فرمان بھجوایا اور ادھر ابنِ طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا اور وصیف اگر سامرا آنے کا قصد کریں گے تو ہرگز نہ آنے دینا۔ بغا اور وصیف نے خلافت پناہی کا فرمان پاتے ہی سامرا کی تیاری کر دی۔ ابن طاہر نے روکنا چاہا۔ لیکن وہ نہ رکے بغداد سے روانہ ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامرا پہنچے خلیفہ معتز نے ان دونوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ان کی گورنریوں پر ان کو بحال رکھا اور موسیٰ بن بغا کبیر کے پاس کے وکیل کو واپس کر دیا۔

لشکر بغداد کی سرکشی: ماہ رمضان ۲۵۲ھ میں مابین لشکر بغداد اور ابن طاہر کے ایک فتنہ برپا ہو گیا۔ یہ لوگ اپنے وظائف اور روز ینے طلب کرنے کے لئے ابن طاہر کے پاس آئے تھے ابن طاہر نے جواب دیا ''میں نے بارگاہ خلافت میں تمہارے وظائف اور روز ینے کے متعلق ایک عرض داشت بھیجی تھی خلافت پناہی نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر تم نے لشکر بغداد کو اپنے لئے رکھا ہے تو اس کے مصارف تم برداشت کرو اور اگر ہمارے لئے رکھا ہے تو ہم کو اس کی حاجت نہیں ہے موقوف کر دو''۔ بغداد لشکر یہ سن کر شور وغل مچانے لگا' ابن طاہر نے مجبور ہو کر دو ہزار دینار دیئے۔ ہنگامہ فرو ہو گیا۔ اپنی فرودگاہ پر واپس آیا۔ اس کے بعد پھر دوبارہ لشکر بغداد نے یورش کی اس مرتبہ اس کے ساتھ پھریرے اور طبل بھی تھے۔ سرداران لشکر کے لئے شماسہ پر خیمے نصب کئے اور عام سپاہیوں کے لئے سرکنڈے اور لکڑیوں کے مکانات بنائے۔ محمد بن ابراہیم نے بھی اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا اور صحن مکان کو جنگ آوروں سے پُر کر لیا۔ ان غوغائیوں کا یہ ارادہ ہوا کہ جمعہ کے روز خطیب کو معتز کے حق میں دعا کرنے سے روک دیں۔ خطیب یہ خبر پا کر گھر بیٹھ رہا اور علالت طبیعت کا بہانہ کر دیا۔ لشکر بغداد پل توڑنے کی غرض سے پل کی طرف بڑھا۔ ابن طاہر کی فوج نے مدافعت کے خیال سے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر ابن طاہر کی فوج کو اپنے ارادہ میں کامیابی ہوئی۔

بعد ازاں لشکر بغداد نے جانب شرقی لشکر کی مدد سے ابن طاہر کی فوج کو شکست فاش دی۔ غوغائیوں نے پولیس کیمپ کو لوٹ لیا۔ ابن طاہر نے اس ہنگامہ ہوش ربا کو دیکھ کر ان دو کانوں کے جلا دینے کا حکم دیا جو دروازہ پل پر تھیں ان دکانوں میں آگ کا لگنا تھا کہ لشکر بغداد کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا۔ فریقین میں آگ حائل ہو گئی۔ ابن طاہر کی فوج نے پائمال ہونے سے نجات پائی اور فتح مند گروہ اپنے کیمپ میں واپس آیا۔ ابن طاہر نے پھر اسی وقت سے فراہمی لشکر کی طرف توجہ کی' اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور جنگ آوروں کو جمع کیا۔ کارآزمودہ سپاہیوں سے ایک تازہ دم فوج مرتب کی۔ اس اثناء میں لشکر بغداد سے دو شخص ابن طاہر کے پاس آئے اور لشکر بغداد کا ایک پوشیدہ راستہ بتلا دیا۔ ابن طاہر نے شاہ بن میکال کو چند سپہ سالاروں اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ اُس راستہ کی طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ یہ معرکہ بہت جاں گداز اور روح فرسا تھا۔ لشکر بغداد کا نامی سپہ سالار ابن خلیل اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے دوسرے سردار ابوالقاسم عبدون بن موفق نے ابن طاہر پر حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی یہ بھی انہیں لڑائیوں کے اثناء میں مر گیا۔

موید کی معزولی کا محضر: ماہ رجب ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے اپنے بھائی موید کو ولی عہدی سے معزول کیا اس وجہ سے کہ علاء بن احمد عامل ارمینیہ نے موید کے پاس پانچ ہزار دینار کسی ضرورت کے لئے بھیجے۔ عیسیٰ بن فرخان شاہ کو خبر لگ گئی۔ اثناء راہ سے لے لئے موید نے اتراک اور مغاربہ کو عیسیٰ بن فرخان شاہ کی مخالفت پر ابھار دیا۔ عیسیٰ نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر موید کی شکایت جڑ دی معتز نے موید اور ابواحمد کو اسی وقت گرفتار کرا کے قید کر دیا اسی زمانہ میں موید سے اس کی معزولی کا حکم نامہ لکھوایا۔

موید کا قتل: اس کے بعد خلیفہ معتز تک کسی نے یہ خبر پہنچا دی کہ اتراک موید کو جیل سے نکال لانے کا ارادہ رکھتے ہیں خلیفہ معتز نے موسیٰ بن بغا سے استفسار کیا موسیٰ بن بغا نے لاعلمی ظاہر کی خلیفہ معتز نے اگلے دن موید کو جیل سے باہر لانے کا حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ چنانچہ موید کو باہر نکالا گیا تو مردہ تھا اس کی ماں نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ناک اور منہ بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے دم گھٹ کر مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ برف میں بٹھا دیا گیا تھا اور ایک بہت بڑا ٹکڑا سر پر رکھ دیا تھا اس سبب سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ غرض موید کے مر جانے کے بعد اس کا بھائی ابو احمد پھر جیل میں بیڑیاں کھڑ کھڑانے کے لئے بھیج دیا گیا۔

سابق خلیفہ مستعین کا خاتمہ: خلیفہ معتز نے موید کے قتل کے بعد معزول خلیفہ مستعین کے قتل کا ارادہ کیا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ ''بدنصیب معزول خلیفہ مستعین کو سیما خادم کے حوالہ کر دو''۔ ابن طاہر نے سیما خادم کی معرفت ایک خط حسب مضمون متذکرہ بالا ان دو شخصوں کے نام لکھ بھیجا کہ جو مستعین کی نگرانی پر واسط میں مامور تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بلکہ احمد بن طولون کی معرفت یہ خط روانہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ احمد بن طولون معزول خلیفہ کو واسط سے لے کر قاطول آیا اور سعید بن صالح کے حوالہ کر دیا سعید بن صالح نے اس قدر مارا کہ معزول خلیفہ مستعین[1] مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مستعین کے پاؤں میں پتھر باندھ کر دجلہ میں ڈال دیا۔ بہر کیف مستعین کے مر جانے کے بعد اس کی سواری کا جانور بھی سر پٹک کر مر گیا۔ مستعین کا سر اتار کر بارگاہ خلافت میں بھیج دیا گیا خلیفہ معتز نے حکم دیا کہ سر دفن کر دیا جائے اور اس حسن خدمت کے صلہ میں سعید بن صالح کو پچاس ہزار درہم اور بصرہ کی سند گورنری مرحمت کی جائے۔

مغاربہ اور ترکوں میں جنگ: غرہ ماہ رجب ۲۵۲ھ میں اتراک اور مغاربہ کے درمیان چل گئی اور خوب چلی ترکوں نے موید کے اشارہ سے ایک روز عیسیٰ بن فرخان شاہ کو گرفتار کر کے مارا گھوڑا چھین لیا۔ مغاربہ کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر باہم مشورہ کیا اور موقع پا کر جوسق پر حملہ کر دیا ترکوں کو اس کی خبر نہ تھی مغلوب ہو گئے ان کے گھوڑوں کو لے لیا اور اس پر سوار ہو کر بیت المال کی طرف آئے قبضہ کر لیا۔ ترکوں نے اس شکست کے بعد ان لوگوں کو اپنی جماعت میں ملا کر صف آرائی کی جوان میں سے کرخ اور شاہی مکانات میں تھے بازاری اور شاکریہ مغاربہ سے مل گئے اس سے ترکوں کی قوت گھٹ گئی اور انہیں ہنگامہ کارزار گرم کرنے کی جرأت نہ ہوئی جعفر بن عبدالواحد دونوں فریقوں میں مصالحت کی کوشش کرنے لگا۔ فریقین نے چند روز حیلہ وحوالہ میں رکھا۔ بعد ازاں جس وقت مغاربہ منتشر ہو گئے۔ ترکوں نے پھر مجمع کیا۔ محمد بن ارشد اور نصر بن سعید یہ خبر پا کر محمد بن عون کے مکان میں جا چھپے۔ ترکوں کو یہ خبر لگ گئی شور وغل مچاتے ہوئے محمد بن عون کے مکان پر چڑھ گئے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے اسی مکان میں مار ڈالا۔ خلیفہ معتز نے یہ سن کر محمد بن عون کو اس جرم میں کہ اس نے دونوں کی جان بچانے میں غفلت کی قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر لوگوں کی سعی وسفارش سے قتل تو نہ کیا مگر جلاوطن کر دیا۔

مساور خارجی: موصل کی گورنری پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن اشعث بن ہانی خزاعی تھا اور حدیثہ موصل کی پولیس حسین بن بکیر کی ماتحتی میں تھی مساور بن عبداللہ بن مساور بجلی خارجی بوازیج میں رہتا تھا ایک روز حسین بن بکیر افسر پولیس نے مساور کے حوثرہ نامی لڑکے کو حدیثہ موصل میں گرفتار کر لیا حوثرہ ایک حسین نوعمر لڑکا تھا حوثرہ نے اپنے باپ مساور کو لکھ بھیجا کہ حسین

---

[1] خلیفہ مستعین باللہ ابوالعباس احمد بن معتصم بن رشید برادر خلیفہ متوکل ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) مخارق نامی تھی۔ ملیح صورت سفید رنگ، چہرہ پر چیچک کے داغ تھے زبان میں لثغ یعنی شکستگی تھی حروف راز لام غین اور شین کو ادا نہ کر سکتا تھا تقریباً اکیس برس کی عمر پائی۔ سب کے پہلے اس نے چھوٹی ٹوپیاں اور چوڑی آستینوں کو پہننا شروع کیا اس کی آستینیں تین بالشت چوڑی ہوتی تھیں۔ واللہ اعلم۔ تاریخ الخلفاء از سیوطی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن بکیر افسر پولیس نے مجھے جبراً گرفتار کر لیا ہے۔ دن کو تو قید و تنہائی کی مصیبت جھیلتا ہوں اور شب کے وقت وہ مجھ سے عروس کا کام لیتا ہے۔ مساور کو اس خط کے دیکھنے سے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ قرب و جوار کے لوگوں کو جمع کر کے حدیثہ موصل کا ارادہ کیا۔ حسین بن بکیر یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ مساور نے اپنے بیٹے حوثرہ کو جیل سے نکال لیا۔ رفتہ رفتہ اکراد اور اعراب کے کانوں تک یہ خبر پہنچی ان میں بھی فوری جوش پیدا ہو گیا اور مستعد و آمادہ ہو کر مساور کے پاس آ گئے۔

مساور کی موصل کی جانب پیش قدمی: ان لوگوں کے آ ملنے سے مساور کی جمعیت بڑھ گئی فوجی صورت میں مرتب کر کے موصل کا رخ کیا اور جانب شرقی میں پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا چند دنوں تک عقبہ بن محمد والی موصل سے لڑتا رہا پھر وہاں سے مراجعت کر کے خراسان کے راستہ پر آ ٹھہرا۔ خراسان کی راہ کی محافظت پر بندار اور مظفر بن مشک مامور تھے۔ بندار یہ خبر پا کر تین سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا مساور کے ہمراہ سات سو خوارج تھے لڑائی ہوئی مساور نے بندار کے ہمراہیوں کو شکست دے کر سب کو مار ڈالا از انجملہ بندار بھی تھا۔ صرف پچاس آدمی جاں بر ہوئے مظفر بن مشک بھاگ کر بغداد آ پہنچا۔

اہل جلولہ سے لڑائیاں: خوارج جلولاء کی جانب چلے آئے اہل جلولا اور مساور سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جن میں فریقین کے سینکڑوں آدمی کام آ گئے بعد ازاں بارگاہِ خلافت سے خطرمش مامور کیا گیا ایک عظیم الشان لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مساور نے اس کو بھی شکست دے دی اور اکثر اعمال موصل پر قابض ہو گیا۔

حسن بن ایوب کی شکست: پھر ۲۵۴ھ میں ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی حکومت دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بیٹے حسن کو بطور نائب کے موصل پر متعین کیا۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا جس میں حمدون بن حرث بن لقمان (امراء بنی حمدان کا دادا) اور محمد بن عبداللہ بن سید بن انس بھی تھا حسن نے لشکر مرتب کرنے کے بعد جنگ مساور کو کوچ کر دیا اور نہر زاب کو عبور کر کے مساور کے سر پر جا پہنچا۔ مساور اپنا کیمپ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ حسن نے بڑھ کر وادی ریات میں طبل جنگ بجوا دیا لڑائی کا بازار گرم ہو گیا لشکر موصل کو شکست ہوئی محمد بن سید ازدی مارا گیا حسن بن ایوب مضافات اربل کی جانب بھاگ گیا۔

مساور کا موصل پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد ۲۵۵ھ میں ایک خلیفہ (معتز) کی معزولی اور دوسرے خلیفہ (مہتدی) کی خلافت اور گورنر موصل کی تبدیلی سے خوارج نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عبداللہ بن سلیمان ایک ناتجربہ کار شخص موصل کی گورنری پر مقرر کیا گیا۔ مساور نے موقع پا کر موصل پر چڑھائی کر دی۔ عبداللہ بن سلیمان والی موصل خوف جنگ سے چھپ رہا۔ مساور نے شہر میں پہنچ کر بلا مزاحمت و جنگ قبضہ کر لیا اہل موصل میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اس اثناء میں جمعہ کا دن آ گیا جامع مسجد میں اپنے ہمراہیوں کے نماز ادا کرنے کو گیا خطبہ دیا نماز پڑھی اور بعد ادائے نماز جمعہ حدیثہ موصل کی طرف چلا گیا جو اس کا دار الہجرت تھا۔

مساور اور عبیدہ میں جنگ[1]: ۲۵۶ھ میں خوارج میں سے ایک شخص عبیدہ بن زہیر عمری نامی نے مساور کی مخالفت کا علم

[1] یہ لڑائی موصل کے قریب اطراف مہینہ میں ہوئی تھی مخالفت ۲۵۰ھ میں پیدا ہوئی اور جنگ ماہ جمادی الاول ۲۵۷ھ میں ہوئی۔
(تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۸۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند کیا عبیدہ اور مساور سے توبہ خاطن (گنہگار) کے بابت بہت بڑا مباحثہ ہوا عبیدہ کہتا تھا کہ خاطی کی توبہ قبول ہی نہ کی جائے گی اور مساور اس کے خلاف تھا خوارج کا ایک گروہ عبیدہ کے ساتھ ہو گیا۔ مساور نے حدیثہ موصل سے عبیدہ کی طرف جنگ کے ارادہ سے خروج کیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی عبیدہ مارا گیا اور اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

بلادِ عراق پر قبضہ: تھوڑے دنوں بعد بنی زہیر سے ایک دوسرا شخص طوق نامی مساور کی مخالفت پر اٹھا حسن بن ایوب بن احمد عدوی نے اس کے لئے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کیا طوق نے ۲۵۵ھ یا ۲۵۷ھ میں مساور سے صف آرائی کی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا۔ مساور نے عراق کے اکثر بلاد پر قبضہ کر لیا اور خراج بھیجنا بند کر دیا۔ موسیٰ بن بغا اور بابکیال نے بسرافسری ایک عظیم الشان لشکر کے مساور پر فوج کشی کی سن[1] تک بڑھ آئے۔ ابھی لڑائی نہ چھڑنے پائی تھی کہ یہ خبر پاکر کہ ترکوں نے خلیفہ مہتدی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے اور مسند خلافت سے اس کو تارنے کی کوشش کر رہے ہیں سامرا واپس چلے آئے۔

مفلح کا تقرر: چنانچہ جس وقت خلیفہ معتمد رونق افروزی مسند خلافت ہوا تو اس نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مفلح کو جنگ مساور پر روانہ کیا مساور نے حدیثہ سے نکل کر ان دو پہاڑوں کا ارادہ کیا جو اس کے مقابل میں تھے۔ مفلح یہ خبر پاکر مساور کے لشکر کے پچھلے حصہ پر جا پڑا اور نہایت تیزی سے معرکہ کارزار گرم کر دیا۔ مساور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور مفلح اس کا محاصرہ کئے ہوئے دامن کوہ میں ٹھہر گیا اور ایک مدت تک دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں چونکہ مساور کے ہمراہیوں میں زمانہ جنگ عبیدہ سے اس لڑائی تک زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے موقع پاکر قلعہ کوہ سے اتر آیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف مفلح کا لشکر نظر آیا مفلح نے اپنے حریف سے میدان کو خالی دیکھ کر موصل کا رخ کیا۔ پھر موصل سے روانہ ہو کر دیار ربیعہ پہنچا اور دیار ربیعہ سے سنجار نصیبین ہوتا ہوا خابور پہنچا اور اس کا انتظام کر کے موصل واپس آیا دو ایک روز قیام کر کے حدیثہ کی طرف کوچ کر دیا۔

مفلح کی مراجعت بغداد: جوں ہی مفلح نے موصل کو چھوڑا مساور لوٹ پڑا اور اس کے لشکر کے پچھلے حصہ پر قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرتا ہوا حدیثہ تک پہنچا۔ مفلح کے ہمراہی روزانہ جنگ اور سفر سے تھک گئے تھے اور لڑائی سے جان چرانے لگے تھے مفلح نے چند روز حدیثہ میں قیام کر کے رمضان ۲۵۶ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کر دی اور مساور نے دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا ان واقعات سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ اس کے بعد ۲۵۸ھ میں مسرور بلخی نے حدیثہ پر چڑھائی کی اور سپہ سالاران ترک میں سے جعلان نامی سپہ سالار کو ایک فوج کثیر کے ساتھ حدیثہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر ۲۶۱ھ میں حکمران خراسان سے یحییٰ بن جعفر مساور کی خوں ریز لڑائی کے نذر ہو گیا۔ مسرور نے اس کا تعاقب کیا۔ موفق نے بھی اس تعاقب میں مسرور کا ساتھ دیا مگر ان دونوں نے اس کو نہ پایا۔

وصیف کا قتل: سنہ ۲۵۳ھ عہد خلافت معتز میں ترک، فراعنہ اور اشروسنہ کی فوجیں جمع ہو کر چار چار مہینے کے روزینے کی

---

[1] یہ نام میں نے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰ سے لکھا ہے اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواست گار ہوئیں اور شور وغوغا مچاتی ہوئیں دربارِ خلافت تک پہنچیں۔ بغا' وصیف اور سیما طویل ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے آئے۔ وصیف نے آگے بڑھ کر کہا ''فی الحال خزانہ خالی ہے' چار چار مہینے کی تنخواہیں کہاں سے دی جائیں؟'' لشکریوں نے جواب دیا ''ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں' جہاں سے پاؤ دو''۔ وصیف بولا ''یہ لو یہ مٹی حاضر ہے تنخواہ کے عوض لے جاؤ'' لشکریوں کو اس جواب سے برہمی پیدا ہوئی۔ بغا نے کہا ''ذرا صبر کرو میں امیر المؤمنین سے استفسار کر کے آتا ہوں' تم لوگ اشناس کے مکان میں چلو وہیں یہ معاملہ طے کیا جائے گا''۔ لشکری اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی اشناس کے مکان کی طرف دوڑ پڑے اور وہیں بحث مباحثہ کرنے لگے۔ بغا اور سیما خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر ان لشکریوں کے معاملہ میں عرض ومعروض کرنے لگے اور وصیف انہیں لشکریوں کے پاس رہا۔ لشکریوں نے یورش کر کے اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر نیزہ پر نصب کر دیا۔

بغا کا قتل: وصیف کے مارے جانے کے بعد ہی لشکریوں کا جوش خود بخود فرو ہو گیا۔ خلیفہ معتز نے بغا شرابی کا وہی عہدہ عنایت کیا جو وصیف کا تھا۔ تاج پہنایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا لیکن کچھ عرصہ بعد اس خیال سے کہ بغا شرابی کو امورِ سلطنت میں دخل حاصل ہو گیا ہے۔ مبادا کسی وقت فتنہ بغاوت کا بانی ہو جائے خفیہ طور سے بابکیال کی طرف مائل ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس کو انتظامی امور میں دخل دیتا گیا۔ آخر میں یہ بھی وعدہ کر لیا کہ بعد بغا شرابی میں تم کو اس کی جگہ پر مامور کروں گا۔ ہنوز کوئی امر ظہور پذیر نہ ہوا تھا کہ بغا شرابی نے اپنی بیٹی آمنہ کا عقد صالح بن وصیف سے کر دیا اور اس کی رخصتی کے سامان میں مصروف ہوا اس اثناء میں خلیفہ معتز مع حمدان بن اسرائیل کے سوار ہو کر بابکیال کے پاس کوشک سامرا میں گیا چونکہ اس سے اور بغا سے دلی رنجش تھی یہ خبر پا کر پانچ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ سوار ہوا جس میں اکثر اس کے خدام' لڑکے اور سپہ سالار تھے مگر ان ہمراہیوں کا زیادہ حصہ اس سے منحرف وکشیدہ خاطر تھا۔ سن میں پہنچ کر قیام کر دیا۔ خلیفہ معتز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور جان کے خوف سے مسلح ہونے لگا۔ بغا کے ہمراہیوں نے شدت سرما کی شکایت کی بیماری کا حیلہ کیا۔ بغا نے براہ دریا بغداد کی طرف مراجعت کی۔ رات کے وقت پل پر پہنچا اس غرض سے کہ ملازموں کو میرے عبور کرنے کی اطلاع نہ ہو۔ اتفاق سے ملازموں کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی۔ خلیفہ معتز سے اس کے آنے کی اطلاع کی خلیفہ معتز نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ ملازمین نے اس کا سر اتار کر دربارِ خلافت میں بھیج دیا جو دروازہ سامرا پر نصب کر دیا گیا اور مغاربہ نے اس کی لاش کو جلا دیا۔

بغا کا اس پوشیدہ طور سے آنے کا مقصود یہ تھا کہ صالح بن وصیف کے مکان میں جا کر چھپ رہوں گا اور حالت غفلت میں خلیفہ معتز پر حملہ کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دوں گا۔ لیکن اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا پل کے ملازموں کے ہاتھ مارا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۵:

صفاریہ سلطنت کا قیام ۲۵۱ھ تا ۲۵۵ھ

یعقوب بن لیث اور اس کا بھائی عمرو بجستان میں تانبے پیتل کی دکان رکھے ہوئے تھا انہیں کے زمانہ میں ایک شخص ہوا خواہان اہلِ بیعت سے صالح بن نصر کنعانی نامی اس اطراف میں ظاہر ہوا اور خوارج سے معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا چونکہ اس کے ہمراہی رضا کار کے نام سے موسوم ہوئے اس وجہ سے لوگ اس کو صالح مطوعی کہنے لگے امراء ورؤساشہر اور عوام الناس کا ایک گروہ اس کے معتقدوں میں داخل ہو گیا از انجملہ درہم بن حسن اور یہی بجستان پر قبضہ کر کے طاہر بن عبداللہ والی خرسان کو نکال دیا اتفاق یہ کہ اس کے بعد ہی صالح کی باحوصلہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا درہم بن حسن کے بجائے اس کے رضا کاروں پر حکومت کرنے لگا اس کے زمانہ میں معتقدین کی بہت کثرت ہوئی مگر یہ حد درجہ کا بزدل اور سادہ لوح تھا والی خراسان نے بحیلہ ومکر اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ رضا کاروں نے جمع ہو کر یعقوب بن لیث کو اپنا امیر بنا لیا۔

یعقوب بن لیث کی فتوحات: یعقوب بن لیث ایک شجاع و باتدبیر شخص تھا اس نے شرات سے جنگ چھیڑ دی اور کمال مردانگی سے لڑ کر ان کو زیر کیا ان کے قصبات اور گاؤں کو ویران کر دیا۔ آدمی ہوشیار اور چالاک تھا۔ دربارِ خلافت میں ایک عرضی اس مضمون کی بھیج دی کہ ”میں نے خلافت پناہی کے مخالفین (شرات) کو لڑ کے زیر کر دیا ہے اور میں ہر طرح خلیفۃ المسلمین کے مطیع وفرمان بردار ہوں“۔ ادھر آہستہ آہستہ بحکمت عملی بجستان پر قبضہ کر کے اس کے راستوں کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کا وعظ و پند کرنے لگا۔ اس سے اس کی وجاہت ظاہر میں ترقی ہوئی ارا کینِ دولت بھی اس کی عزت کرنے لگے۔

ہرات پر قبضہ: کچھ عرصہ بعد یعقوب بن لیث نے بجستان سے اطراف خراسان کی جانب کوچ کیا ان دنوں خراسان کی حکومت پر محمد بن عبداللہ بن طاہر تھا اور اس کی جانب سے ہراۃ پر محمد بن اوس انباری' محمد بن اوس یعقوب کی خبر سن کر ایک لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ یعقوب سے لڑائی ہوئی میدان جنگ یعقوب کے ہاتھ رہا۔ محمد بن اوس بھاگ کھڑا ہوا۔ یعقوب نے ہراۃ اور بوشنج پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اس واقعہ سے والی خراسان اور اطراف وجوانب کے امراء کے ہوش وحواس جاتے رہے ان کے دلوں پر اس کی ہیبت اور رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔

کرمان پر قبضہ: اسی زمانہ میں علی بن حسین بن شبل نامی ایک شخص فارس کی گورنری پر فائز تھا باوجودیکہ اس نے خراج

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دربارِ خلافت میں ایک مدت سے نہ بھیجا تھا۔ لیکن سجستان پر یعقوب کے تصرف و قبضہ کو گوارا نہ کر کے کرمان کی گورنری کی درخواست خلیفہ معتز کی خدمت میں بھیج دی۔ چونکہ خلیفہ معتز ان دنوں علی بن حسین اور یعقوب بن لیث کی حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا دونوں کے پاس سند گورنری کرمان بھیج دی تا کہ دونوں لڑ بھڑ کے ختم ہو جائیں اور کم از کم یہ کہ ان دو میں سے ایک ضرور فنا ہو جائے۔ ادھر علی بن حسین نے فارس سے طوق بن غلس کو اپنا نائب مقرر کر کے کرمان بھیج دیا ادھر سجستان سے خلافت پناہی کا فرمان پاتے ہی یعقوب صفار بھی کرمان کی طرف روانہ ہو گیا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے طوق نے کرمان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

یعقوب نے قریب کرمان پہنچ کر قیام کیا پھر دو مہینے تک طوق کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔ جب طوق نے کرمان سے قدم باہر نہ نکالا تو یعقوب نے سجستان کی طرف کوچ کر دیا طوق نے اس کی مراجعت کے بعد بجائے آراستگی لشکر اور تیاری جنگ کے لہو و لعب کی مجلس منعقد کر دی۔ ابھی یعقوب سجستان ہی کے راستہ میں تھا کہ جاسوسوں نے اس کی اطلاع کر دی لوٹ پڑا دو دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کر کے طوق کے سر پر آ پہنچا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ طوق اور اس کے مصاحبین کا نشہ ہرن ہو گیا۔ حواس باختہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یعقوب نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا اور طوق کو پابہ زنجیر جیل میں ڈال دیا۔

<u>شیراز پر قبضہ</u>: علی بن حسین کو اس کی خبر لگی جس وقت کہ یہ شیراز میں تھا سننے کے ساتھ بدن میں آگ سی لگ گئی۔ یہ سمجھ کر کہ اب شیراز کی بھی خیر نہیں ہے۔ یعقوب اس طرف ضرور آئے گا۔ فوراً ایک لشکر مرتب کر کے شیراز کے باہر ایک ایسے مقام پر اتر پڑا جس کے ایک جانب تو سر بہ فلک پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور دوسری طرف نہر تھی۔ راستہ ایسا تنگ تھا کہ دو آدمی ایک ساتھ نہ چل سکتے تھے۔ یعقوب بھی انتظام کرمان سے فارغ ہو کر شیراز کی طرف بڑھا اور علی بن حسین کے مقابلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ دوسرے دن یعقوب نے اپنے رکاب کی فوج کے سواروں کو مرتب کر کے ایک پر جوش خطبہ دیا اور گھوڑے کو مہمیز لگا کر نہر میں ڈال دیا اس کے پیچھے پیچھے فوج کے سواروں نے بھی نیزے آڑے کر کے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے بات ہی بات میں نہر عبور کر کے علی بن حسین سے جا بھڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ بالآخر علی بن حسین کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور علی بن حسین گرفتار کر لیا گیا۔ یعقوب نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر شہر کا رخ کیا اور شیراز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے سجستان کی طرف واپس آیا (یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے)

<u>فارس پر قبضہ</u>: بیان کیا جاتا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد علی بن حسین اور یعقوب سے سخت لڑائی ہوئی جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن حسین کو شکست ہوئی اس کا لشکر تقریباً پندرہ ہزار تھا جس میں موالی (آزاد غلام) اور اکراد تھے۔ علی بن حسین کا لشکر شکست کھا کر غروب آفتاب کے وقت شیراز کی طرف لوٹا شہر پناہ کے دروازہ پر منہزموں کا ایک جمگھٹا تھا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو سب سے پہلے میں شیراز میں داخل ہو جاؤں کچھ لوگ اطراف فارس میں منتشر ہو کر اہواز تک پہنچ گئے۔ اس معرکہ میں علی بن حسین کے ہمراہیوں میں سے پانچ ہزار آدمی کام آئے۔ یعقوب نے فارس پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد علی بن حسین کو طرح طرح کی ایذائیں دیں اور جبر و ظلم سے ایک ہزار تھان، جواہرات، گھوڑے، آلات حرب اور عمدہ عمدہ قیمتی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمتی اسباب جس کی کوئی انتہا نہ تھی وصول کیے۔

یعقوب کا اظہارِ اطاعت: دربارِ خلافت میں اپنی اطاعت وفرماں برداری کی ایک عرض داشت بھیج دی اور اس کے ساتھ ہی نفیس تحائف اور قیمتی قیمتی تحائف بھی بھیجے از انجملہ دس باز سفید' ایک باز ابلق چینی اور سونا نے مشک کے تھے روانگی تحائف اور عرض داشت کے بعد یعقوب نے بجستان کی جانب کوچ کر دیا اس کے ساتھ علی بن حسین اور طوق بھی تھا۔ خلیفہ معتز نے اس کے بعد ہی فارس کو اپنے ممالک محروسہ میں شامل کرنے کی غرض سے اپنے گورنروں کو روانہ کر دیا۔

مصر میں ابنِ طولون کی حکومت کی ابتداء: چونکہ بابکیال منجملہ ان سربرآوردہ ارکینِ دولت کے تھا جو بغا وصیف اور سیما طویل کے ساتھ رہتے تھے جس وقت اندرونی فتنے برپا ہونے لگے اور گورنران صوبجات کی سرتابی اور خودمختاری سے قوائے حکومت مضمحل ہو چلے اس وقت اطراف و جوانب کے عمال نے دست درازی شروع کر دی جو جہاں تھا اس کو اپنا موروثی ملک سمجھ کر دبا بیٹھا انہیں دنوں خلیفہ معتز نے بابکیال کو بجائے ابنِ مدبر کے صوبہ مصر کی گورنری عنایت کی اس وقت بابکیال حفیدہ میں مقیم تھا اس نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو بطور نائب کے مامور کیا۔

طولون ترکی النسل ہے اس کا باپ فرغانہ کی لڑائی میں قید ہو کر آیا تھا۔ اس نے خاندان خلافت میں پرورش پائی اس کے بیٹے احمد نے بھی وہیں پرورش پائی۔ ہوش سنبھالا حکمرانی اور انتظام کے طریقے سیکھے۔

بابکیال کو سند حکومت مصر ملنے کے بعد ایک یہ بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ کس کو نیابت دی جائے اور کس کو حکومت مصر پر میری جانب سے بھیجا جائے۔ مشیروں نے احمد بن طولون کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ بابکیال نے اس کو اپنا نائب بنا کر مصر بھیج دیا۔ اس نے مصر پر بہ استثناء مضافات مصر اور اسکندریہ پر قبضہ حاصل کر لیا پھر جب خلیفہ مہتدی نے بابکیل کو قتل کر کے یارکوج ترکی کو مصر کی گورنری مرحمت فرمائی یارکوج نے احمد بن طولون کو چونکہ اس سے اس کے مراسم قدیمہ تھے۔ اس کے عہدہ پر بحال رکھا بلکہ کل بلاد مصریہ کا اپنی جانب سے نائب مقرر کیا۔ اس سے حکومت مصر پر اس کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور اس کے بعد اس کے بیٹے وراثۃً ملک مصر کے حکمران ہوئے اور خوب زور و شور سے ان کی حکومت و دولت کا سکہ چلا۔

عبیداللہ بن طاہر کی گورنری و معزولی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین عراق و سواد کی گورنری پر تھا' اس کے اعزہ و اقارب محکمہ پولیس وغیرہ کی افسری کر رہے تھے مگر یہ خود بذاتہ بغداد میں مقیم اور خلیفہ مستعین کے ساتھ سرفروشی کر رہا تھا بالآخر مستعین اور معتز سے مصالحت ہوگئی اور خلیفہ معتز نے مستقل طور سے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ۲۵۳ھ میں عہد خلافت خلیفہ معتز میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کا انتقال ہوگیا۔ وفات کے وقت اس نے حکومت و دولت اور مال جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا اپنے بھائی عبیداللہ بن عبداللہ کے سپرد کیا۔ محمد بن عبداللہ کے مرنے پر اس کے بیٹے طاہر اور عبیداللہ میں نمازِ جنازہ پڑھانے کی بابت کشیدگی ہوئی' عوام الناس کا میلان طبع طاہر کی طرف تھا اور سپہ سالارانِ لشکر وصیت کے خیال سے عبیداللہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ دربارِ خلافت سے بوجہ وصیت' خلعت فاخرہ سے عبیداللہ سرفراز فرمایا گیا اور خلعت کے ساتھ پچاس ہزار درہم عنایت کیے گئے۔

سلیمان ابنِ طاہر کی گورنری: اس کے بعد خلیفہ معتز نے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان سے طلب کر کے عراق اور سواد کی حکومت اس کے بھائی محمد بن عبداللہ کو مرحمت کی اور عبیداللہ کو معزول کر دیا۔ عبیداللہ یہ خبر پا کر بیت المال میں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ تھا اُس کو لے کر براہ غزنی دجلہ چلتا پھرتا نظر آیا۔ سلیمان معہ اپنے نامی سپہ سالار محمد اوس بغداد میں داخل ہوا' اس کے ہمراہ خراسان کا ایک عظیم الشان لشکر بھی تھا۔ ان لوگوں نے اہلِ بغداد کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے' کج ادائی سے پیش آئے۔ باشندگان بغداد کو اس سے ناراضگی اور بے دلی پیدا ہوئی۔ باقی رہا بغداد کا لشکر اس کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہ سلیمان بن طاہر نے بیت المال میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو لشکر بغداد اور شاکریہ کی حق تلفی کر کے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ لشکریوں نے متفق ہو کر بلوا کر دیا۔ جیل کے دروازے توڑ ڈالے محمد بن اوس دجلہ عبور کر کے جزیرہ کی طرف بھاگا۔ عوام الناس اور لشکریوں نے تعاقب کیا۔ لڑائی ہوئی آخر الامر محمد بن اوس کو شکست فاش ہوئی۔ لشکر بغداد نے باب شماسیہ سے اس کو نکال باہر کیا اور اس کے مکان سے دولاکھ درہم کے قیمتی اسباب کو لوٹ کر لشکر گاہ کی جانب گئے اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ سلیمان نے مجبور ہو کر بغاوت و ہنگامہ کو فرو کرنے کی غرض سے لشکر خراسان کو خراسان کی جانب واپس کر دیا۔

ابواحمد بن متوکل کی حفاظت: پھر زمانہ معزولی خلیفہ معتز اور خلافت مہتدی میں ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا مہتدی نے آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ میں سلیمان بن عبداللہ کے پاس بغداد میں اپنی خلافت کی بیعت لینے کا پیام بھیجا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں ابواحمد بن متوکل بھی بغداد میں موجود تھا۔ جس کو خلیفہ معتز نے اس شورانگیز طوفان کی روک تھام کو بغداد روانہ کیا تھا۔ سلیمان نے حکمتِ عملی سے اس کو چھپا دیا۔ لشکریوں اور عوام الناس نے اسی وجہ سے بلوہ کر دیا اور جمع ہو کر سلیمان کے مکان پر آئے سلیمان کے ہمراہیوں نے مقابلہ کیا۔ شام تک لڑائی ہوتی رہی اگلے دن جامع مسجد میں خلیفہ معتز کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بلوہ فرو ہو گیا۔ پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ابواحمد کی بیعت کرنے کی عوام الناس کو ترغیب دی اور اس کے دیکھنے کی خواہش کی۔ سلیمان نے ابواحمد کو باہر نکال کر اُن لوگوں کو دکھلایا اور جس چیز کے وہ خواہاں تھے اس کے دینے کا وعدہ کیا بلوائیاں کا مجمع منتشر ہو گیا۔ سلیمان نے ابواحمد کی حفاظت پر چند لوگوں کو متعین کر دیا اس کے بعد اسی ۲۵۵ھ کے شعبان میں مہتدی کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

عبدالعزیز بن ولف کی گورنری: ہم اوپر ابوولف کے حالات عہدِ خلافت خلیفہ مامون میں بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ ابوولف کرخ میں مقیم تھا اور خلیفہ مامون نے اس سے اس تقصیر کو کہ اُس نے اُس کی امداد سے خاموشی اختیار کر لی تھی معاف کر دیا تھا اور اس نے اس کی مرضی کے مطابق اس اطراف میں قیام کیا تھا۔ اس کے مرجانے پر اس کا بیٹا عبدالعزیز جانشین ہوا۔ جن دنوں خلیفہ مستعین اور معتز میں چل رہی تھی اس وقت مصلحتاً اس نے خلیفہ مستعین کی اطاعت قبول کر لی۔ خلیفہ مستعین نے وصیف کو جبل اور اصفہان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ وصیف نے عبدالعزیز کو بلادِ مذکورہ کی نیابت کے لئے لکھا اور خلعت نیابت روانہ کی۔ اس کے بعد خلیفہ مستعین کی خلافت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ خلیفہ معتز مسند خلافت پر رونق افروز ہوا۔

معرکۂ ہمدان: اس نے موسیٰ بن بغا کبیر کو ماہ رجب ۲۵۳ھ میں جبل و اصفہان کے فتح کرنے کا حکم دیا اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح تھا عبدالعزیز بن ابی ولف نے بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ ہمدان کے باہر صف آرائی کی اور ایک نہایت سخت اور خون ریز جنگ کے بعد عبدالعزیز کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی۔ اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے۔

مفلح کا کرخ پر قبضہ: مفلح نے کامیابی کے جوش میں کرخ کا قصد کیا۔ عبدالعزیز اپنی فوج کو از سر نو مرتب کر کے دوبارہ میدان جنگ میں آیا مگر بدقسمتی سے اس مرتبہ بھی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور مفلح نے اپنی فتح مندی کا جھنڈا کرخ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گاڑ دیا اور بدنصیب عبدالعزیز بھاگ کر قلعہ نہاوند پہنچا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ مفلح نے اس کے اہل و عیال اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

ولف بن عبدالعزیز کا قتل: اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔ ولف بن عبدالعزیز اس کا بیٹا جانشین ہوا قاسم بن مہاۃ نامی ایک شخص نے والی اصفہان سے ولف سے معرکہ آرائی کی۔ ولف کو شکست ہوئی قاسم نے اثناءِ دار وگیر میں ولف اور اس کے چند ہمراہیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس سے ولف کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا۔ چند سپاہی قاسم پر ٹوٹ پڑے اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ قاسم کے مارے جانے سے فتح مند لشکر کا بھی حوصلہ پست ہو گیا۔ شکست خوردہ گروہ کی طرح حسرت اور مایوسی کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔

احمد بن عبدالعزیز کا تقرر: ولف کے ہمراہیوں نے متفق ہو کر اس کے بھائی احمد بن عبدالعزیز کو ۲۶۰ھ میں اپنا امیر بنا لیا۔ ۲۶۶ھ میں عمر صفار نے جب کہ خلیفہ معتمد نے اس کو اصفہان کی حکومت عنایت کی اپنی طرف سے احمد کو اصفہان پر مامور کیا۔ ۲۶۹ھ میں کیلغ ترکی اس سے برسر مقابلہ آیا۔ احمد نے اس کو شکست فاش دے کر صیمرہ کی جانب نکال دیا۔ اس سے پیشتر ۲۶۸ھ میں عمر صفار نے احمد کے پاس خراج کا تقاضا بھیجا تھا۔ چنانچہ احمد نے روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ۲۷۶ھ میں خلیفہ موفق نے بقصد احمد اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ احمد خلیفہ موفق کے قیام کے لئے شہر اور اپنا آراستہ مکان چھوڑ کر چلا گیا۔ ۲۸۰ھ میں اس کی وفات ہوئی عمرو بن عبدالعزیز (اس کا بھائی) جانشین ہوا۔ بکیر (اپنے بھائی) کے مشورہ سے کام کرنے لگا۔ خلیفہ معتضد کے حکم سے رافع بن لیث سے برسرِ مقابلہ آیا رافع بن لیث نے ان کو شکست دے دی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ بعد ازاں ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اصفہان نہاوند اور کرخ کی حکومت پر عمرو بن عبدالعزیز کو مامور کیا اور عمرو بن عبدالعزیز اظہارِ اطاعت کے خیال سے دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔

معتز کی معزولی: صالح بن وصیف بن بغا خلیفہ معتز کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ جو چاہتا دعویٰ سے کر گزرتا خلیفہ معتز دم تک نہ مارتا۔ احمد بن اسرائیل اس کا کاتب (سیکرٹری) اور حسن بن مخلد عہدہ وزارت پر تھا۔ کتاب میں ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا جو اور سیکرٹریوں کو نصیب نہ تھا۔ ترکوں نے جمع ہو کر ایوانِ خلافت کو گھیر لیا اپنی تنخواہیں روزینے اور وظائف طلب کرنے لگے۔ صالح نے خلیفہ معتز سے عرض کی ''بیت المال میں اب ایک حبہ بھی باقی نہیں ہے جو کچھ تھا وزراء اور کتاب نے لے لیا''۔ احمد بن اسرائیل نے مخالفت کی۔ صالح نے پھر اس کی تردید کی۔ احمد بن اسرائیل نے سختی سے جواب دیا۔ دونوں میں نوک جھونک سی ہونے لگی۔ صالح بات کرتے کرتے طیش میں آ کر احمد بن اسرائیل پر گر پڑا۔ اس کا گرنا تھا کہ اس کے ہمراہی جو قصرِ خلافت کے دروازہ پر تھے۔ برہنہ شمشیر لئے ہوئے گھس آئے۔ صالح نے حسن، احمد اور ابونوح کی طرف اشارہ کر کے حکم دیا ''ان تینوں کم بختوں کو قید کر لو''۔ سرہنگوں میں سے دو چار شخصوں نے بڑھ کے حسن احمد اور ابونوح کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ معتز نے ان لوگوں کی سفارش کی۔ مگر منظور نہ ہوئی۔ بالآخر بہت سا مال لے کر ان لوگوں کو رہا کیا۔

جب لشکریوں کو اس فعل قبیح کے ارتکاب کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور کل مال جو معاوضہ میں ملا تھا۔ صالح نے ہڑپ کر لیا نہ تو ان کو اس مال سے کچھ ملا اور نہ ان کی تنخواہیں ملیں۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکریوں پر تہمت لگائی جانے لگی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے رشوت اور سازش سے یہ حرکت کی ہے حالانکہ یہ امر ایسا نہ تھا۔ وہ صالح سے برہم ہو گئے۔ جمع ہو کر اپنی تنخواہیں پھر مانگنے لگے اور خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست پیش کی کہ ''کم بخت صالح نے ہم کو بہت بڑی زک دی ہے' آپ ہم کو پچاس ہزار دینار مرحمت فرمایئے ہم اس کا کام تمام کر دیں گے تاکہ ہم کو اور نیز آپ کو آئندہ راحت ملے''۔

بے چارہ خلیفہ معتز کے پاس کیا تھا بیت المال کو امراء اور ارا کینِ سلطنت نے پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا۔ شاہ شطرنج کی طرح نام کا خلیفہ تھا۔ اپنی ماں کی طرف دوڑا گیا۔ تمام حالات عرض کئے۔ پچاس ہزار کی درخواست کی ماں نے انکار کیا۔ لشکری جاہلِ مزاج تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ خبر پا کر کہ امیر المؤمنین کی پیش گاہ سے درخواست نامنظور ہوئی ہے۔ بگڑ گئے اور اس کی معزولی پر متفق ہو کر ہلڑ مچاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔

معزولی کا محضر نامہ: صالح بن وصیف' محمد بن بغا عرف ابونصر اور بابکیال مسلح قصرِ خلافت کے دروازہ پر آئے۔ خلیفہ معتز کو بلا بھیجا خلیفہ معتز نے معذرت کی اور ان میں سے بعض کو حاضری کی اجازت دے دی۔ سب کے سب گھس گئے۔ خلیفہ معتز کے پاؤں پکڑ کر دروازہ تک کھینچتے ہوئے لائے' مارا' گالیاں دیں' صحن مکان میں برہنہ سر دھوپ میں کھڑا کیا اور جو شخص گزرتا تھا طمانچہ مارتا تھا۔ الغرض جب کوئی دقیقہ بے توقیری اور زدوکوب کا باقی نہ رہا۔ اس وقت قاضی ابنِ ابی الشوارب کو اس جلسہ میں بلوایا قاضی ابنِ ابی الشوارب مع چند ارا کینِ دولت کے آئے بیچارے معتز کی معزولی کا محضر لکھا گیا۔ قاضی ابنِ ابی الشوارب اور حاضرین جلسہ نے گواہی لکھی۔ صالح بن وصیف' اس کی ماں' بہن' لڑکوں اور خود اس کی ماں کو گواہ بنایا گیا۔ مگر اس کی ماں قبیحہ بذریعہ سُرنگ جو اس کے مکان میں تھی بھاگ گئی اور غریب معتز[1] کو اس کے دشمنوں کے حوالے کر گئی ان لوگوں نے اس کو ایک تہ خانہ میں بے آب ودانہ بند کیا یا یوں سمجھئے کہ زندہ درگور کر دیا سردارانِ بنی ہاشم اور ارا کینِ دولت نے اس کے مرجانے کی شہادت دی یہ واقعہ آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ کا ہے۔

جس وقت خلیفہ معتز نے ترکوں کے دباؤ سے خود کو معزول کیا اور اس امر کا اقرار کر لیا کہ میں خلافت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا ہوں اور بخوشی ورغبت تمام امورِ خلافت کو مہتدی کے سپرد کرتا ہوں اس وقت تمام ارا کینِ دولت' امراء لشکر روسا شہر اور عوام الناس نے خلیفہ معتز کے چچازاد بھائی محمد بن واثق کو مسندِ خلافت پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر اطاعت و خلافت کی بیعت کی اور[2] مہتدی باللہ کا لقب دیا۔

آپ اوپر ابھی پڑھ آئے ہیں کہ قبیحہ اپنے بیٹے خلیفہ معتز کو دشمنوں کے حوالہ کر کے براہ سرنگ بھاگ گئی۔ خلیفہ معتز کے بعد لوگوں نے اس کو ڈھونڈھا نہ پایا۔ بھاگنے کا یہ سبب تھا کہ جس وقت صالح نے وزراء کے ساتھ بے عنوانی کی' بے توقیری سے پیش آیا' ان کی آبروریزی کی اور ان لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کر کے رہا کیا اس وقت بہ تحریک قبیحہ انہیں وزرا میں سے دو ایک شخص صالح سے بدلہ لینے پر تل گئے۔ اتفاق سے صالح کو اس کی اطلاع ہو گئی صالح نے ترکوں کو جمع کر کے بغاوت پر ابھار دیا قبیحہ یہ سمجھ کر کہ اب میرا راز فاش ہو جائے گا اور میں کسی طرح زندہ نہ بچوں گی چپکے چپکے اپنے محل سرا سے

---

1. خلیفہ معتز باللہ محمد ابوعبداللہ خلیفہ متوکل بن معتصم بن رشید کا بیٹا تھا۔ ۲۳۲ھ مقام سرمن رائے میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) رومیہ قبیحہ نامی تھی۔ چار برس چھ ماہ اور چند یوم خلافت کر کے چوبیس برس کی عمر پائی۔ تاریخ کامل جلد صفحہ ۷ وتاریخ الخلفاء از سیوطی ۲۴۵۔
2. مہتدی کی خلافت کی بیعت یوم چہارشنبہ کو لی گئی جبکہ وہ ماہ رجب ۲۵۵ھ کی ایک رات باقی رہ گئی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سرنگ کھدوائی اور خزائن شاہی میں جو کچھ مال واسباب اور جواہرات تھے اس کو برآمد کر کے بطور امانت کسی کے پاس رکھ دیا۔ چنانچہ جب لوگوں نے خلیفہ معتز کو آ کر گھیر لیا تب قبیحہ بخوف جان' براہِ سرنگ بھاگ گئی۔

اب ظاہر ہونے کا واقعہ سنئے کہ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد صالح کے پاس امان کا پیام بھیجا صالح نے ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں قبیحہ کو بلا بھیجا۔ قبیحہ نقاب ڈال کر حاضر ہوئی پانچ لاکھ دینار کی تھیلی پیش کی۔ صالح نے دم پٹی اور نیز دھمکی دے کر اس خزانہ کا پتہ دریافت کیا جو زمین کے نیچے تھا۔

اس خزانہ میں ایک کروڑ تین لاکھ دینار ایک مکوک[1] زبرجد' اسی قدر بڑے موتی اور ایک کیلجہ یاقوت سرخ تھا جس کی نظیر ملنا مشکل تھی۔ صالح نے ان سب مال واسباب کو برآمد کر کے اپنے قبضہ میں کیا لوگوں نے قبیحہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا کہ ''اس کم بخت نے پچاس ہزار دینار کے لئے اپنے بیٹے کو قتل کرا دیا باوجودیکہ اس کے پاس اس قدر مال تھا''۔ قبیحہ نقصان مایہ اور ہمسایہ کے طعنے نہ برداشت کر سکی تو مکہ معظمہ چلی آئی اور زید بن معتز کو گرفتار کرا کے تکلیفیں دینے لگا بالآخر ان کا مال و اسباب بھی ضبط کر لیا اور مارتے مارتے ان کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد ابونوح کو گرفتار کرایا اور اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا۔ پھر حسن بن مخلد کی گرفتار کرائی۔ یہی برتاؤ اس کے ساتھ بھی کیا گیا۔ حیات مستعار کا کچھ حصہ باقی تھا نہ مرا۔

خلیفہ مہتدی تک ان واقعات کی خبر پہنچی تو وہ ناراض ہوا اور چیں بجبیں ہو کر بولا ''ان لوگوں کی سزا دہی کے لئے قید کی مصیبت کیا کم تھی ناحق قتل کئے گئے''۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

---

[1] مکوک ایک پیمانہ ہے جس میں تین کیلجہ سماتے ہیں اور ایک کیلجہ ۱۸/۷ من کا اور من دو رطل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا اور بحساب مثال نوے مثقال کا ہوتا ہے اور بحساب وزن رائج الوقت ایک رطل ڈیڑھ پاؤ ۴ تولہ کے برابر ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۶

خلیفہ مہتدی ۲۵۵ھ تا ۲۵۶ھ

خلیفہ مہتدی نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ہی لونڈیوں اور مغنیوں کو سامرا سے نکلوا دیا محل سرائے شاہی میں جس قدر درندے تھے ان کے مار ڈالنے اور کتوں کو نکال دینے کا حکم صادر فرمایا۔ عدل وانصاف کرنے کی غرض سے دربار عام کیا۔ حالانکہ ان دنوں چاروں طرف فتنہ وفساد کا ہوش رُبا طوفان اٹھ رہا تھا اور دولتِ عباسیہ اس کے انتظام اور فرو کرنے میں مضطرب تھی خلیفہ مہتدی نے اصلاح وانتظام پر کمر ہمت باندھ لی۔ قلمدانِ وزارت سلیمان بن وہب کے سپرد کیا مگر صالح بن وصیف نے اپنی حکمتِ عملی یا خوش انتظامی سے اس کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا اور رُعب وداب کے ساتھ حکومت وسلطنت کرنے لگا۔

موسیٰ بن بغا عہدِ خلافت معتز ۲۵۳ھ سے اطراف رے اور اصفہان میں غائب تھا اس کے ساتھ مفلح وابوالساج کا غلام بھی تھا۔ قبیحہ اور معتز نے جس وقت خلیفہ معتز کے قوائے حکمرانی کمزور اور اس کے امورِ سلطنت میں اضطراب واختلال واقع ہو رہا تھا قبل اس واقعہ کے کہ خلیفہ معتز کے ہاتھ سے زمام حکومت چھین لی جائے' موسیٰ بن بغا کو یہ حالات لکھ بھیجے تھے۔ قبیحہ کا یہ خط موسیٰ کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ اس نے مفلح کو حسن بن زید علوی کے مقابلہ پر بھیج دیا تھا۔ چنانچہ مفلح نے طبرستان میں حسن بن زید سے معرکہ آرائی کی۔ حسن بن زید کو شکست ہوئی مفلح نے اس کی لشکر گاہ پر قبضہ کر کے اس کے محلات کو جو آمد میں تھے جلوا دیا اور اس کے تعاقب میں دیلم تک چلا گیا موسیٰ بن بغا نے مفلح کی درخواست کے مطابق مراجعت کا حکم دے دیا اس اثناء میں کہ موسیٰ بن بغا مفلح کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ خلیفہ معتز کی معزولی وقتل اور مہتدی کی بیعت وتخت نشینی کا واقعہ پیش آ گیا۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی اور نیز اس امر کی بھی خبر پہنچ گئی کہ صالح نے نمک حرامی کر کے خلیفہ معتز کا مال و اسباب لے لیا اور اس کے وزراء اور امراء کی توہین کی ہے اور امیر المؤمنین کی ماں قبیحہ کا مال واسباب چھین کر نکال دیا ہے۔ موسیٰ بن بغا کے ہمراہیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر موسیٰ بن بغا کے پاس گئے۔ کہہ سن کر سامرا چلنے پر تیار کر لیا۔ اس عرصہ میں مفلح بھی بلاد دیلم سے واپس آ گیا ان دنوں موسیٰ بن بغا رے میں تھا۔ موسیٰ بن بغا نے سامرا کی طرف کوچ کیا۔

موسیٰ بن بغا کی مراجعت: خلیفہ مہتدی نے موسیٰ بن بغا کی آمد کی خبر سن کر رے میں قیام کرنے کا اعلان بھیج دیا اور آئے دن علویوں کی بغاوت اور شورش سے ڈرایا مگر موسیٰ بن بغا نے کچھ سماعت نہ کی اس کے ہمراہی نامہ بروں کے ساتھ جو خلیفہ مہتدی کا خط لائے تھے سختی سے پیش آئے۔ موسیٰ نے دربارِ خلافت میں معذرت لکھ بھیجی۔ نامہ بروں نے اس کی تصدیق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کہ اگر موسیٰ بن بغا بموجب حکم والا رے کی طرف مراجعت کرتا تو اس کے ہمراہی اس کو زندہ نہ چھوڑتے۔ ان لوگوں میں حد درجہ کا اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ خلیفہ مہتدی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور صالح بن وصیف کو موسیٰ کی جانب سے خلیفہ مہتدی کو برہم کرنے کا موقع مل گیا وہ وقت بے وقت جب خلیفہ مہتدی کا مزاج کسی قدر کسی طرف سے برافروختہ پاتا تو موسیٰ کی شکایت کا دفتر کھول دیتا اور بغاوت اور سرکشی کے الزامات اس کے سر تھوپتا۔

مہتدی کی نظر بندی: تا آنکہ ماہ محرم ۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا معہ اپنے ہمراہیوں کے سامرا آ پہنچا۔ صالح بن وصیف یہ سن کر چھپ رہا موسیٰ بن بغا سیدھا دربار خلافت کی طرف چلا گیا اور حاضری کی اجازت طلب کی اس وقت خلیفہ مہتدی دربارِ خاص میں خلافت پر بیٹھا ہوا لوگوں کی داد فریاد سُن رہا تھا چند لمحہ تک سکوت کے عالم میں حاضری کی اجازت دینے کے مسئلہ پر غور کرتا رہا اس کے مصاحبین بھی سکتہ کے عالم میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ صالح بن وصیف کے معہ لشکر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ مہتدی مہر سکوت توڑ کر بولا ''اچھا موسیٰ بن بغا کو حاضری کی اجازت دی جائے''۔ اجازت کا ملنا تھا کہ موسیٰ معہ اپنے مصاحبین کے پہنچ گیا اور خلیفہ مہتدی کو گرفتار کر کے باجورہ کے محل میں نظر بند کر دیا۔ ایوانِ خلافت میں جو کچھ تھا لوٹ لیا۔

تجدید بیعت: مہتدی نے موسیٰ بن بغا سے معذرت کی لطف و عنایت کا خواستگار ہوا موسیٰ بن بغا نے خلیفہ مہتدی سے پہلے اس امر کا عہد و پیمان لیا کہ آئندہ صالح کو کسی قسم کا اختیار امورِ سلطنت میں نہ دیا جائے اور ظاہر و باطن مجھ سے رسم دوستانہ یکساں رکھی جائے۔ بعد ازاں تجدید بیعت کی اور ہر کام میں یہی پیش رہنے لگا۔ اگلے دن صالح کو ایوانِ خلافت میں بلا بھیجا۔ وزراء کے قتل اور خلیفہ معتز کے مال و اسباب چھین لینے کا جواب طلب کیا۔ صالح نے دوسرے دن آنے کا وعدہ کیا جوں ہی رات ہوئی سب ہمراہی ایک ایک دو دو کر کے منتشر ہو گئے۔ معدودے چند کے سوا کوئی باقی نہ رہا چار و ناچار بخوف جان چھپ رہا اور موسیٰ بن بغا کے آدمی اس کو تلاش کرنے لگے۔

صالح بن وصیف کا خط: آخری محرم ۲۵۶ھ میں خلیفہ مہتدی نے ایک خط دکھلایا جس کو سیما شرابی نے اس کی خدمت میں پیش کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ایک اجنبی عورت مجھے یہ خط دے کر غائب ہو گئی ہے۔ ارا کینِ دولت اور سپہ سالارانِ لشکر جمع کیے گئے۔ سلیمان بن وہب نے خط کھولا۔ خط کے مضمون سے یہ ثابت ہوا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ کا یہ خط لکھا ہوا ہے۔ اس خط میں وزراء کے قتل کی وجوہات اور خلیفہ معتز اور اس کی ماں کا مال و اسباب لینے کے واقعات تحریر کیے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ''میں بہ خوف جان اور فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے خیال سے سامرا میں چھپا ہوں'' خط کا مضمون سن کر خلیفہ مہتدی کا دل بھر آیا اراکینِ دولت سے مخاطب ہو کر بولا ''صالح سے اب تو صلح اور اتفاق کر لو تمہارا وہ سردار ہے۔ اگر اس سے کسی قسم کی لغزش ہو گئی ہے تو اس سے درگزر کرو تمہارے ساتھ اس نے کبھی بداندیشی نہیں کی''۔ اس پر ترک یہ کہہ کر کہ ''خلیفہ کا میلان پھر صالح کی طرف ہو گیا ہے اور اس نے اس سے سازش کر لی ہے اور یہ اس کا پتہ جانتا ہے''۔ دربار سے اٹھ کر چلے گئے۔

ترکوں میں اختلاف: اس کے دوسرے دن ایوانِ شاہی کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان پر ترکوں نے جمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مہتدی کو مسندِ خلافت سے اتار دو با یکیال نے اس رائے کی مخالفت کی اور ان لوگوں کو اس امر کی دھمکی دی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تم لوگ ایسے شنیع امر کے مرتکب ہوئے تو یہ یاد رکھنا کہ میں تم لوگوں سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا جاؤں گا۔ اتفاق یہ کہ خلیفہ مہتدی کو اس کی خبر لگ گئی اس وقت مجلس کا رنگ بدل گیا عمدہ نفیس کپڑے پہنے خوشبو لگائی تلوار حمائل کر کے غصہ کی صورت بنا کر مسندِ خلافت پر بیٹھا اور با بکیال وغیرہ کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد با بکیال مع چند ارا کینِ دولت کے حاضر ہوا۔

خلیفہ مہتدی کی سرزنش: خلیفہ مہتدی نے غضب آلودہ نگاہوں سے دیکھ کر غیظ آواز سے ڈانٹ کر کہا ''کیوں نا عاقبت اندیشو! تم میں کل کیا مشورہ ہو رہا تھا مجھے تمہارا تمام حال معلوم ہو گیا ہے۔ میں ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں میں مرنے اور مارنے کو کھیل سمجھتا ہوں ورنہ جب تک یہ تلوار میرے قبضہ میں ہے اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص بھی میرا بال بیکا نہیں کر سکے گا۔ خدا کی قسم مجھے صالح کا پتہ نہیں معلوم ہے تم لوگ خلفاء اسلام کو قتل کر کے بے حد جری ہو گئے ہو۔ کیوں با بکیال اور محمد بن بغا تم دونوں تو صالح کے شریکِ حال تھے جب اس نے مادرِ معتز کے اسباب اور مال کو ضبط کیا تھا کیا تم لوگوں نے اس میں شرکت نہیں کی۔ تنہا اُسی کو ہڑپ کر جانے دیا؟ دیکھو یاد رکھو کہ مجھے ان سب واقعات کی اطلاع ہے؟''

حاضرین نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ عوام میں یہ خبر مشہور ہوتے ہی کہ ترکوں نے امیر المؤمنین کی معزولی پر اتفاق کر لیا تھا اور اس امر کے درپے تھے مگر نا کام رہے۔ مساجد میں جمع ہو کر امیر المؤمنین کے حق میں دعا کرنے میں مصروف ہوئے ارا کینِ سلطنت کی فتنہ پردازی اور خلیفہ وقت سے سپہ سالارانِ لشکر کی بغاوت کرنے پر راستوں میں رقعے لکھ لکھ کر پھینکے اور ان کو اعلانیہ سخت و نا ملائم خطاب سے یاد کرنے لگے۔

کرخ اور شاہی محلات کے خدام کی عرض داشت: اس کے بعد (یوم چہار شنبہ ۴ صفر ۲۵۶ھ) میں ان خدام نے جو کرخ اور شاہی محلات میں تھے خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کی کہ ''امیر المؤمنین اپنے بھائی ابو القاسم عبداللہ کو ہم لوگوں کے پاس روانہ فرمائیں۔ جان نثارانِ خلافت پناہی کچھ عرض و معروض کیا چاہتے ہیں''۔ خلیفہ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور اپنے بھائی ابو القاسم کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیا ان لوگوں نے متفق اللفظ ہو کر کہا ''ہم لوگوں پر موسیٰ' با بکیال اور ان کے ہمراہیوں کے حالات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں' ہم لوگ خلافت پناہی کے جان نثاروں اور تابعداروں میں سے ہیں ادنیٰ سا اشارہ پر ہم سر کٹانے اور کاٹنے پر تیار ہیں ان کم بخت سپہ سالارانِ لشکر اور نمک حرام ارا کینِ دولت نے ہماری تنخواہیں بند کر دی ہیں روزینے دیر میں دیتے ہیں بڑی بڑی جاگیرات کے مالک ہیں ہماری بے کسی اور بے چارگی سے غافل اور بے پرواہ ہیں جو خراج آتا ہے اس کو اپنے تصرف میں لاتے ہیں تحائف پر بھی ہاتھ مارتے ہیں' ابو القاسم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا' ان لوگوں نے اسی مضمون کی ایک عرض داشت لکھی اور ابو القاسم کی معرفت دربارِ خلافت میں بھیج دی۔ خلیفہ مہتدی نے اس عرض داشت کو غور سے پڑھ کر قلم خاص سے تحریر کیا ''تمہاری عرض داشت ملاحظہ سے گزری اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے' میں تمہاری اطاعت اور ہوا خواہی سے بہت خوش ہوا ہوں میں عنقریب تمہارے روزینے اور تنخواہوں کا معقول بندوبست کرتا ہوں۔ جاگیرات اور ممالکِ محروسہ کا بھی انتظام کرنے والا ہوں والسلام''۔

فرمانِ خلافت: ابو القاسم اس فرمان کو لئے ہوئے شاہی محلات اور کرخ کے خدام کے پاس آیا وہ لوگ اس کو پڑھ کر خوش

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے دعائیں دینے لگے اور متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ "آج سے کوئی کام بلا حکم امیر المؤمنین کے نہ کیا جائے اور نہ کوئی خلافت پناہی کے کاموں میں دخیل ہونے پائے اور جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہدِ خلافت کا دستور تھا ویسا ہی پھر جاری ہو کہ ہر دس پر ایک عریف ہر پچاس پر ایک خلیفہ اور ہر سو پر ایک افسر مقرر کیا جائے۔ عورتوں کی جاگیریں یک قلم ضبط کر لی جائیں۔ ہر دوسرے مہینے وظائف اور تنخواہیں تقسیم کی جائیں۔ ہم لوگ اپنی حاجت روائی اور عرض و معروض کرنے کے لئے امیر المؤمنین کے بابِ عالی میں حاضر ہوا کریں جو شخص ذرا بھی چون و چرا کرے فوراً اس کا سر اتار لیا جائے اور اگر امیر المؤمنین کا ایک بھی بال بیکا ہو تو اس کے عوض میں موسیٰ بن بغا' باکیال اور باجور کا کام فوراً تمام کر دیا جائے"۔ جلسہ برخاست ہونے پر اسی مضمون کی عرض داشت ابوالقاسم کی معرفت دربارِ خلافت میں ارسال کی گئی۔

عرض داشت کی منظوری: یہ عرض داشت خلیفہ مہتدی کے پاس اس وقت پہنچی جب کہ وہ دربارِ عام میں انفصال قضایا اور خصومات کی غرض سے رونق افروز تھا فقہاء' قضاۃ' سپہ سالارانِ لشکر اور اراکینِ دولت حسبِ مراتب کھڑے ہوئے تھے لفافہ کھولا گیا اور عرض داشت ان لوگوں کی موجودگی میں پڑھی گئی سب کے چہروں پر ہوائی سی اڑنے لگی۔ کچھ بن نہ پڑا جن جن امور کو ان لوگوں نے پیش کیا تھا از اول تا آخر سب کی منظوری کا جواب لکھا۔ ابوالقاسم نے سپہ سالارانِ لشکر اور اراکینِ دولت کو عذرت و معذرت کرنے کے لئے چند سفیروں کے بھیجنے کی رائے دی۔

کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے مطالبات: چنانچہ سپہ سالارانِ لشکر اور اراکینِ دولت نے اس رائے پر عمل درآمد کیا اور ابوالقاسم معہ فرمانِ خلافت اور ان لوگوں کے سفیروں کے کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے پاس گیا انہوں نے ان کے عذرات کو گوشِ التفات سے سنا۔ فرمانِ خلافت کو سر اور آنکھوں سے لگا کر پڑھا اور ذیل کی پانچ توقیعات کے صدور کی درخواست کی۔

۱) زیادات کی ضبطی فرمائی جائے۔

۲) جاگیرات واپس کر دی جائیں۔

۳) بیرونی خدام خاصہ سے نکال دیئے جائیں۔

۴) طریقہ سیاست و ملک داری جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہدِ خلافت میں تھا ویسا ہی اب اختیار کیا جائے۔

۵) موسیٰ بن بغا اور صالح بن وصیف سے حساب فہمی کی جائے۔ ہر دوسرے مہینے تنخواہ تقسیم ہو عساکرِ اسلامی کی افسری پر امیر المؤمنین کا کوئی بھائی یا عزیز و قریب مقرر فرمایا جائے آزاد غلاموں کے قبضہ سے یہ معزز عہدہ نکال لیا جائے۔

مطالبات کی منظوری: اسی مضمون کا ایک خط سپہ سالارانِ لشکر اور اراکینِ دولت کے نام بھی لکھ کر روانہ کیا خلیفہ مہتدی نے درخواست پڑھ کر توقیعات متذکرہ بالا کے لکھنے اور صادر کئے جانے کا حکم دیا اور سپہ سالارانِ لشکر و اراکینِ دولت نے بھی ان تمام باتوں کو منظور کر لیا جس کے وہ خواست گار تھے۔ علاوہ اس کے موسیٰ بن بغا نے ایک علیحدہ خط مشعر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے اور اس سے حساب سمجھنے کا لکھ بھیجا۔ ان لوگوں نے ان خطوط کو پڑھ کر جواب دینے کا وعدہ کر کے جلسہ برخاست کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالح بن وصیف کو امان: اگلے دن ابوالقاسم سوار ہو کر ان لوگوں کی طرف جواب لینے کی غرض سے روانہ ہوا۔ موسیٰ بن بغا بھی ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلا اثناء راہ میں ایک مقام پر پہنچ کر جس طرف سے ان لوگوں کا راستہ تھا کھڑا ہو گیا۔ ابوالقاسم بھی دوسری طرف سے آ گیا اس عرصہ میں جوق جوق وہ لوگ بھی آ گئے ہر شخص اپنے فہم و ادراک کے مطابق رائے زنی کرنے لگا۔ شوروغل سے کان کے پردے پھٹنے لگے۔ جب وہ لوگ کسی امر پر متفق نہ ہوئے تو ابوالقاسم نے ایوانِ خلافت کی طرف سے مراجعت کی اور اپنے ساتھ موسیٰ بن بغا کو بھی لوٹا لایا تب خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو ابوالقاسم کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک فرمان لکھ کر ان کو مرحمت کیا جس میں نہایت تاکید سے صالح بن وصیف کو امان دی گئی تھی ان لوگوں نے یہ درخواست پیش کی کہ موسیٰ اپنے باپ کا قائم مقام کیا جائے اور صالح کو اس کے باپ کا عہدہ عنایت ہو اور لشکر بدستور سابق اس کے قبضہ میں رہے اور امان دینے پر دربار خلافت میں حاضر ہو۔ اراکین دولت نے بھی اس کی منظوری دے دی۔ مگر پھر وہ لوگ متفق اللفظ نہ ہوئے کرخ' سامرا اور شاہی محلات میں منتشر ہو گئے۔

اس کے دوسرے دن بنووصیف نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا آلاتِ جنگ سے مسلح ہوئے اہلِ شہر کے جانوروں کو لوٹ لیا اور سامرا میں ان کو فوج کی طرح مرتب کر کے ابوالقاسم کے مکان کو جا گھیرا صالح کو لاؤ صالح کو لاؤ چلانے لگے۔ خلیفہ مہتدی نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ ''اگر ان کے پاس صالح ہو تو اس کو حاضر کریں اس شوروغوغا کا کیا فائدہ ہے''۔

موسیٰ بن بغا نے یہ حالت دیکھ کر سپہ سالارانِ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چند لمحہ میں سپہ سالارانِ لشکر مع اپنی رکاب کی فوج کے تیار ہو گئے۔ موسیٰ مع ان لوگوں کے سوار ہو کر بلوائیوں کی طرف چلا اب اس وقت اس کے ہمراہ چار ہزار فوج تھی بلوائیوں نے موسیٰ کو اس تیاری سے آتے ہوئے دیکھ کر دم نہ مارا کمالِ خاموشی کے ساتھ نظر بچا بچا کر چلتے پھرتے نظر آئے اور یہ دن بخیر و خوبی تمام ہو گیا نہ تو کرخیوں نے موسیٰ بن بغا کے خلاف کوئی حرکت کی اور نہ شاہی محلات اور سامرا والوں نے چوں و چرا کیا۔

صالح بن وصیف کا قتل: موسیٰ بن بغا نے صالح کی جستجو میں بے حد کوشش کی شہر میں چاروں طرف منادی کرا دی۔ غوغائیوں میں سے کسی نے اس کو کسی صورت سے گرفتار کر لیا۔ ایوانِ خلافت کی طرف لے کر چلا عوام الناس کا ایک جم غفیر پیچھے پیچھے تھا۔ موسیٰ بن بغا کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر صالح پر تلوار چلائی سیدھا ہاتھ مونڈھے سے اتر گیا بے ہوش ہو کر گرا اور دوسرے نے دوڑ کر سر اتار لیا اور تشہیر کی غرض سے نیزہ پر نصب کر کے شہر میں پھرایا۔

اس ہنگامہ کے فرو ہونے پر موسیٰ بن بغا شرات سے جنگ کرنے کوسَن کی طرف روانہ ہوا۔

عہد منتصر سے ایامِ مہتدی تک کی بیرونی مہمات: ۲۴۸ھ عہد خلافت منتصر میں ایک شخص محمد بن عمر شازلی نے اطرافِ موصل میں دولتِ عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا دربارِ خلافت سے اسحاق بن ثابت فرغانی اس کی سرکوبی پر متعین ہوا چنانچہ اس نے اس کو معہ اس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ اسی سنہ میں وصیف بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو گیا خلیفہ منتصر نے حکم دیا کہ حکم ثانی صادر ہونے تک چار برس ملطیہ میں قیام پذیر رہو اور موسم جہاد میں کفار کو آرام وچین سے نہ بیٹھنے دو یہ ان دنوں بلاد سرحدی شام میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق وصیف نے بلاد روم پر فوج کشی کی اور قلعہ فروریہ کو کامیابی کے ساتھ فتح کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور قلعہ مطامیر پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع نے بلاد روم پر فوج کشی کرنے کی اس سے اجازت طلب کی اس نے اہل ملطیہ سے ایک لشکر مرتب کر کے بلاد روم پر حملہ کرنے کی اجازت دے دی۔ بادشاہ روم سے مرج اسقف میں مڈبھیڑ ہو گئی پچاس ہزار لشکر اس کے ہمراہ تھا اس نے مسلمانوں کو جن کی تعداد دو ہزار تھی گھیر لیا۔ عساکر اسلامیہ نے محاصرہ توڑنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی پھر ایک بہت بڑی لڑائی کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گیا۔ اس واقعہ سے رومیوں کے دل بڑھ گئے اور وہ جوش فتح مندی میں حدود جزریہ کی طرف بڑھے اور حالت غفلت میں پہنچ کر مسلمانوں کو خوب پامال کیا علی بن یحییٰ ارمنی کو اس کی خبر لگی اس وقت یہ ارمینیہ سے میافارقین کی طرف جا رہا تھا اس متوحش خبر کو سن کر لوٹ پڑا اور رومیوں سے دست بدست لڑ کر مع چار سو مسلمانوں کے شہید ہو گیا (یہ واقعہ ۲۴۹ھ کا ہے)

۲۵۳ھ میں عہد خلافت معتز باللہ میں محمد بن معاذ نے اطراف ملطیہ سے جہاد شروع کیا۔ لیکن اتفاق سے شکست کھا کر بھاگا گرفتار کر لیا گیا۔

احمد بن خصیب کی وزارت خلیفہ منتصر نے سرفراز فرمایا اور ابو عمر احمد بن سعید (بنی ہاشم کے آزاد غلام) کو صیغہ فوج داری کی حکومت عنایت کی بعد ازاں (۲۴۹ھ میں) خلیفہ مستعین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا اس اثناء میں طاہر بن عبداللہ والی خراسان کا انتقال ہو گیا۔ دربار خلافت سے بجائے اس کے اس کے بیٹے محمد کو خراسان کی اور محمد بن عبداللہ کو عراق کی گورنری مرحمت فرمائی گئی حرمین، معاون سواد اور سررشتہ پولیس کی افسری بھی اسی کو دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کو بطور نائب طبرستان پر مامور کیا۔ بغا کبیر کی وفات پانے پر اس کا بیٹا موسیٰ مامور ہوا۔ ساتھ ہی اس کے محکمہ خبر رسانی کی افسری بھی اس کو عنایت کی گئی۔ اہل حمص کی سرکشی اور عامل حمص سے بغاوت کرنے پر فضل بن قارن (مازیار کا بھائی) متعین کیا گیا اس نے حمص میں پہنچ کر قتل عام کا حکم دے دیا ایک گروہ کثیر مار ڈالا گیا اور سرداران حمص میں سے سو آدمی گرفتار کر کے سامرا بھیج دیئے گئے۔

اتامش کی وزارت اس کے بعد خلیفہ مستعین نے احمد بن خصیب کو عہدۂ وزارت سے معزول کر کے قلمدان وزارت اتامش کے سپرد کیا مصر و مغرب کی حکومت عنایت کی اور معزول وزیر احمد بن غصیب کو بعد معزولی اور ضبطی مال و اسباب جزیرۂ اقریطش کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ انہیں دنوں بغا شرابی کو حلوان، ماسبدان اور مہر جانقدق کی گورنری مرحمت ہوئی (یہ واقعات ۲۴۸ھ کے ہیں) اس کے بعد اتامش کو لوگوں نے مار ڈالا تب خلیفہ مستعین نے بجائے اس کے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن داؤد کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور فضل بن مروان کو دیوان الخراج (یعنی محکمہ مال) سے معزول کر کے عیسیٰ بن فرخان شاہ کو، وصیف کو اہواز پر، بغا صغیر کو فلسطین پر مامور کیا۔ اس کے بعد بغا صغیر اور ابو صالح میں ان بن ہو گئی ابو صالح بخوف بغا صغیر بھاگ گیا خلیفہ مستعین نے بجائے اس کے عہدہ وزارت پر محمد بن فضل جرجانی کو اور دیوان الرسائل پر سعید بن حمید کو متعین فرمایا۔ جعفر بن عبدالواحد کو عہدۂ قضا سے معزول کر کے جعفر بن محمد بن عثمان برجمی کو مقرر کیا اور معزول قاضی کو بصرہ کی جانب جلاء وطن کر دیا۔ (یہ واقعات ۲۳۹ھ کے ہیں۔)

جعفر بن فضل محتسب والی مکہ ۲۵۰ھ میں دربار خلافت سے جعفر بن فضل بن عیسیٰ بن موسیٰ معروف بہ بشاشات کو مکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حکومت دی گئی۔ اہلِ حمص میں بغاوت پھوٹ نکلی بلوہ کر کے اپنے گورنر فضل بن قارن کو مار ڈالا خلیفہ مستعین نے ان کی سرکوبی اور گوشمالی پر موسیٰ بن بغا کو مامور فرمایا اہلِ حمص بر سرِ مقابلہ پر آئے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہلِ حمص کو شکست ہوئی اور موسیٰ بن بغا نے حمص کو جلا کر خاکِ سیاہ کر دیا اسی سنہ میں شاکر یہ اور لشکریوں نے فارس میں عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم والی فارس پر دفعتہً حملہ کر دیا اور اس کے مکان کو تاخت و تاراج کر کے محمد بن حسن بن قارن کو مار ڈالا۔ عبداللہ بن اسحاق کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ اطراف طبرستان میں علویہ کا ظہور بھی اسی ۲۵۰ھ میں ہوا۔

بغا اور وصیف کی بحالی: ۲۵۱ھ میں خلیفہ معتز نے بغا اور وصیف کو ان کے عہدوں پر بحال کیا اور محکمہ خبر رسانی کی افسری پر موسیٰ بن بغا کبیر کو واپس فرمایا۔ اسی سنہ میں محمد بن طاہر نے ابوالساج کو کوفہ کی حکومت پر مامور کیا چنانچہ یہ عبدالرحمٰن کے پاس گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ میں اعراب سے جنگ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ ابواحمد سے میل جول پیدا کر کے بہ حکمت عملی قید کر کے بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ۲۵۲ھ کا ہے۔ اسی ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے حسین بن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عنایت فرمایا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ابوالساج کو راہ مکہ پر متعین کیا۔ دربارِ خلافت سے عیسیٰ بن شیخ بن سلیل شیبانی (یہ حساس بن مرہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد سے تھا) رملہ کی گورنری پر بھیجا گیا اس نے فلسطین اور دمشق کو معہ اس کے مضافات کے دبا لیا۔ شام کا خراج جو ہمیشہ دارالخلافہ کو روانہ کیا جاتا تھا بند کر دیا۔

باجور بحیثیت والیٔ دمشق و شام: انہیں دنوں ابراہیم بن مدبر مصر کی گورنری پر تھا اس نے سات لاکھ دینار مصر سے دارالخلافت بغداد روانہ کیا اتفاق سے عیسیٰ کو اس کی خبر لگ گئی اثناء راہ میں قافلہ کو روک کر لوٹ لیا دارالخلافت سے جواب طلب کیا گیا تو اس نے یہ الزام لشکریوں کے سر تھوپ دیا خلیفہ معتمد نے اس کو انتظام مملکت کے پیش نظر ارمینیہ کی گورنری پر تبدیل کر دیا اور ماجور کو دمشق کی گورنری عنایت فرمائی جس وقت باجور دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے باجور کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا باجور و منصور میں جنگ ہوئی۔ منصور شکست کھا کر بھاگا اور مارا گیا' اس واقعہ سے عیسیٰ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے مجبوراً بہ تعمیل فرمانِ خلافت پناہی براہ ساحل ارمینیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ اسی سنہ میں وصیف نے عبدالعزیز بن ابی ولف عملی کو صوبجات جبل پر اپنی طرف سے متعین کیا۔

موسیٰ بن بغا کی گورنری: ۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا جبل کی گورنری پر مامور کیا گیا۔ چنانچہ موسیٰ معہ اپنی رکاب کی فوج کے جبل کی طرف روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح موالی ابوالساج تھا۔ عبدالعزیز بن ابی ولف نے صف آرائی کی مگر شکست کھا کر اپنے قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا مفلح نے کرخ پر قبضہ کر کے اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر نے بغداد میں وفات پائی اس کی وصیت کے مطابق اس کا بھائی عبیداللہ مامور ہوا' اس کے بعد خلیفہ معتز نے اس کے دوسرے بھائی سلیمان کو طبرستان سے طلب کر کے بجائے اس کے متعین فرمایا ان دنوں سلیمان بن عمران ازدی موصل کی گورنری پر تھا اس سے اور ازد سے اطراف موصل میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اسی سنہ میں مزاحم بن خاقان کا مصر میں انتقال ہو گیا۔

صغاریہ حکومت کا قیام: یعقوب صغار نے اسی سنہ میں بجستان' فارس اور ہراۃ پر قبضہ حاصل کر کے اپنی دولت و حکومت کی بنا قائم کی اور بابکیال نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو حکومت مصر پر متعین کیا اسی زمانہ میں بنو طولون کی حکومت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی پتھر رکھا گیا بعد ازاں خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں یارجوج کو مصر کی گورنری مرحمت فرمائی۔ اس سے اس کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور مضبوطی ہوگئی اور ۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں مساور خارجی موصل پر قابض ہوگیا تھا اور اسی سنہ میں زنگیوں کے سردار کا ظہور و خروج ہوا اور یہی زمانہ اس کے فتنہ کے آغاز کا ہے۔

زنگیوں کے حالات: اکثر دعاۃ علویہ جنہوں نے عہد خلافت معتصم یا اس کے بعد عراق میں خروج کیا زیدیہ ہیں۔ انہیں کے ائمہ میں سے علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید ہیں جو بصرہ میں رہتے تھے۔ چنانچہ جس وقت اُن لوگوں نے خلفاء وقت سے منازعت شروع کی اور انہوں نے ان کی جستجو کی جانب توجہ فرمائی اور ان کے ابن عم علی بن محمد بن حسین کا مقام فدک میں کام تمام کیا گیا۔

بصرہ پر قبضہ: اسی زمانہ میں ایک شخص نے رے میں خروج کیا اس دعویٰ سے کہ میں علی بن محمد بن عیسیٰ ہوں یہ واقعہ عہد خلافت مہتدی ۲۵۵ھ کا ہے اور جب ابن علی نے بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو عمائدین اور مشہور خاندان والوں نے اس پر جرح وقدح شروع کی اس وقت اس نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے یحییٰ شہید جرجان برادر عیسیٰ مذکور کی طرف خود کو منسوب کر دیا۔

علی بن عبدالرحیم: مسعودی نے اس کو طاہر بن حسین کی جانب منسوب کیا ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ یہ حسین بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن علی کا بیٹا ہے۔ لیکن ابن حزم نے حسین سبط کی نسبت یہ لکھا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب سوائے علی بن حسین کے اور کسی سے نہیں چلا۔ طبری اور حزم وغیرہ محققین کی یہ رائے ہے کہ یہ شخص عبدالقیس کے قبیلہ سے ہے اور اس کا نام علی بن عبدالرحیم ہے اور شہر رے کے کسی گاؤں کا رہنے والا ہے۔ زیدیہ کے متواتر خروج کرنے سے اس کے دل میں خروج کا ایک ولولہ اور جوش پیدا ہوا اور اسی وجہ سے اس نے خود کو اس خاندان سے منسوب کر دیا۔ اس دعویٰ کی اس امر سے پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ یہ خوارج ازارقہ کے عقائد کا پابند تھا اور ان عقائد سے اہل بیت منزلوں دور ہیں۔

معرکہ بحرین: بہرکیف اس کے یہ حالات ہیں کہ یہ خلیفہ منتصر کے حاشیہ نشینوں کے ایک گروہ سے ملا اور ان کی تعریف اور مدح میں قصائد لکھے جس سے اس کا رسوخ ان لوگوں کی مجلسوں میں بڑھ گیا بعد ازاں ۲۴۹ھ میں سامرا سے بحرین چلا آیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں عبداللہ بن محمد بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کی نسل میں سے ہوں اور لوگوں کو اپنی اطاعت وفرماں برداری کی دعوت دی اکثر اہل ہجر وغیرہ نے اس کی اتباع کی اور اسی وجہ سے بادشاہ وقت کے لشکر سے لڑے اور بہت بڑے فتنہ وفساد کے بانی مبانی ہوئے کچھ عرصہ بعد علی ان لوگوں سے جدا ہو کر احسا چلا آیا اور قبیلہ سعد بن تمیم میں بنی شماس کے ہاں قیام پزیر ہوا۔ بحرین سے چند عمائدین بھی اس کے ساتھ چلے آئے تھے از انجملہ یحییٰ بن محمد ازرق بحرانی اور سلیمان بن جامع تھا یہی دونوں اس کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اس سے اور اہل بحرین سے لڑائی ہوئی میدان جنگ اہل بحرین کے ہاتھ رہا اور علی شکست کھا کر بھاگا۔

علی کا بغداد میں قیام: اس شکست سے عرب کا گروہ اس سے جدا ہو گیا مگر علی بن ابان کا ساتھ نہ چھوڑا بصرہ پہنچا اور بنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضیعہ کے پاس مقیم ہوا ان دنوں محمد بن رجاء عامل بصرہ تھا۔ بلالیہ اور سعدیہ میں آتش فتنہ مشتعل ہو رہی تھی اس نے فریقین میں سے ایک کے ملانے کی کوشش کی۔ راز افشا ہو گیا۔ محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری پر چند سپاہیوں کو متعین کر دیا علی یہ خبر پا کر بھاگ گیا اس کا بیٹا' اس کی بیوی اور اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ علی بہزار خرابی بغداد پہنچا ایک برس تک مقیم رہا اور یہیں اس نے خود کو محمد بن احمد بن عیسیٰ کی جانب منسوب کیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ایک گروہ اس کی جانب مائل ہو گیا۔ از انجملہ جعفر بن محمد صوحانی (یہ یزید بن صوحان کی اولاد سے تھا) مسروق اور رفیق تھا (یہ دونوں یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے غلام تھے) علی کے مصاحبین میں داخل ہونے کے بعد مسروق و رفیق کے نام بدل دیئے گئے مسروق کو حمزہ کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابواحمد رکھی اور رفیق کو جعفر کے نام سے نامزد کر کے کنیت ابوالفضل رکھی بعد اس کے رؤسا بلالیہ و سعدیہ نے متفق ہو کر محمد بن رجاء عامل بصرہ کو نکال دیا اور جیل کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

علی کی مراجعت: رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبر بغداد میں علی تک پہنچی ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کی جانب مراجعت کی یحییٰ بن محمد' سلیمان بن جامع' مسروق اور رفیق اس کے ہمراہ تھے بصرہ پہنچ کر قصر قرشی میں اترا اور زنگی غلاموں کو آزاد کرنے کے وعدہ پر بلایا بات ہی بات میں ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ ایک پُر جوش تقریر کے بعد ملک و مال دینے کا وعدہ کیا احسان اور اور حسن سلوک کی قسم کھائی اور حریر کے ایک ٹکڑہ پر ﴿ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ﴾ تا آخر آیت لکھ کر آیت بنایا اور ایک بلند مقام پر نصب کر دیا۔ زنگی غلاموں کے آقاؤں کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ ایک ایک دو دو کر کے علی کے پاس اپنے غلاموں کی بابت کہنے سننے کو آئے علی نے اشارہ کر دیا۔ زنگی غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ شرفا بصرہ یہ رنگ دیکھ کر دم بخود ہو گئے اور علی نے ان لوگوں کو رہا کر دیا جن کو زنگی غلاموں نے قید کر لیا تھا۔

زنگی غلاموں کی آزادی: الغرض یہ ریت کامیابی کی ہوا میں برابر یوں ہی لہرا رہا تھا اور چاروں طرف سے زنگی غلام جوق در جوق اس کے نیچے آ کر غلامی سے خود کو رہا کراتے جاتے تھے اور علی ان لوگوں کو ہر وقت اپنی پُر جوش تقریر سے ابھار رہا تھا اور ملک و مال کو حاصل کرنے کو رغبت دلا رہا تھا۔

دجلہ و قادسیہ پر قبضہ: جس وقت ان لوگوں کا ایک خاصا گروہ جمع ہو گیا اور جبل کو نہر میمون کی طرف عبور کیا اور حیری کو دجلہ سے نکال کر قبضہ کر لیا بعد ازاں ایلہ کی طرف بڑھا ان دنوں ایلہ کا والی ابن ابی عون تھا۔ چار ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی بالآخر ابن عون کو شکست ہوئی۔ علی کے ہمراہیوں نے بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ پھر قادسیہ کا رخ کیا۔ ہمراہیوں نے اس کے اشارہ سے قادسیہ کو بھی تاخت و تاراج کیا۔

اہل بصرہ کی مزاحمت: ان واقعات سے اس کی قوت بڑھ گئی آلات حرب کی بھی ضرورت باقی نہ رہی۔ اہل بصرہ کا ایک گروہ آئندہ خطرہ کا خیال کر کے اس سے لڑنے کے لئے آیا۔ اس نے یحییٰ بن محمد کو بسر افسری پانچ سو لشکر کے مقابلہ پر بھیجا۔ یحییٰ نے پہلے ہی حملہ میں اہل بصرہ کو شکست دے کر ان کے سامان جنگ اور آلات حرب کو چھین لیا۔ اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا گروہ اہل بصرہ کا آیا اور وہ بھی نیچا دیکھ کر واپس آ گیا۔ بعد ازاں بصرہ کے دو نامی سپہ سالار خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آئے اور شومی بخت سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے سینکڑوں آدمی کام آ گئے۔ ان کے ہمراہ رسد و غلہ اور سامان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کی کشتیاں تھیں۔ ہوائے مخالف نے کنارہ پر پہنچا دیا علی کے ہمراہیوں نے جی کھول کر لوٹ لیا اور جن لوگوں کو اس پر پایا ان کو مار ڈالا۔

ابو ہلال ترکی کی شکست: ان واقعات سے زنگی غلاموں کی جرأت بڑھ گئی۔ بات بات پر فتنہ وفساد برپا کرنے لگے اس اثناء میں ان کے شرانگیز طوفان کے فرو کرنے کو دربارِ خلافت سے ابو ہلال ترکی چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ مامور کیا گیا نہر ریان پر صف آرائی ہوئی۔ زنگی غلاموں نے اس کو بھی شکست دے دی اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور سینکڑوں آدمی پامال ہو گئے۔

ابو منصور کی شکست: اس کے بعد ابو منصور (یہ بنو ہاشم کا آزاد غلام تھا) ایک لشکرِ عظیم الشان لے کر زنگیوں کی گوشمالی کو چلا۔ اس لشکر میں رضا کاروں کی بہت بڑی جماعت تھی۔ بلالیہ اور سعدیہ کی فوجیں بھی اس میں شریک تھیں۔ علی نے اس کے مقابلہ پر علی بن ابان کو متعین کیا۔ ابو منصور کے ایک دستہ فوج سے مڈبھیڑ ہوئی علی ابن ابان نے اس کو شکست فاش دی اور ایک گروہ کو گھاٹ پر بھیج دیا جہاں کہ تقریباً ایک ہزار کشتیاں لنگر انداز تھیں۔ اہلِ کشتی زنگیوں کو آتے ہوئے دیکھ کر بھاگ گئے زنگیوں نے بلا مخاصمت ومزاحمت ان کو لوٹ لیا اس واقعہ سے ابو منصور کو طیش آ گیا وہ مسلح ہو کر خود میدانِ جنگ میں آیا۔ زنگیوں نے نخلستان میں پہرہ جمایا ان کے لشکر کے دو ٹکڑے کیے گئے ایک علی ابن ابان کی ماتحتی میں اور دوسرا محمد بن مسلم کی ماتحتی میں جنگ کرنے کو بڑھا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں ابو منصور کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر معرکہ کارزار میں کام آ گیا۔ زنگیوں نے ان کے مال واسباب اور آلاتِ حرب کو لے لیا۔ اطراف وجوانب کے دیہات اور قصبات پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا جس سے زنگیوں کو بہت بڑا تمول ہو گیا مال واسباب سے مالا مال ہو گئے۔ بعد ازاں علی نے بصرہ کا رخ کیا اثناء راہ میں لشکر بصرہ مقابلہ پر آیا اور زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اگلے دن بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہلِ بصرہ جمع ہو میدانِ جنگ میں آئے خشکی اور دریا سے حملہ کیا۔ زنگیوں نے اس معرکہ میں بھی ان کو شکست دی اور بہت بڑی شکست دی ہزارہا آدمی کام آ گئے۔

جعلان ترکی کی پسپائی: اہلِ بصرہ نے ان واقعات سے خلیفہ کو مطلع کیا دربارِ خلافت سے جعلان ترکی اہلِ بصرہ کی کمک پر بھیجا گیا۔ ایلہ پر ابو الاخوص باہلی متعین کیا گیا اور ترکوں کے ایک عظیم الشان لشکر کو اس کے ہمراہ کیا گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ زنگیوں کے سردار نے اپنے ہمراہیوں کو دائیں بائیں قتل وغارت کے لئے پھیلا دیا تھا۔ جعلان نے بصرہ کے قریب پہنچ کر زنگیوں کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اردگرد خندق کھدوائی۔ چھ ماہ تک ٹھہرا اہوازیبی اور بنو ہاشم کو زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجتا رہا ان لڑائیوں سے کوئی نتیجہ فریقین کے نفع ونقصان کا نہ پیدا ہوا۔ ایک روز زنگیوں نے جعلان کے لشکر پر شب خون مارا اور حالتِ غفلت میں پہنچ کر ایک گروہ کثیر کو کاٹ ڈالا۔ مجبور ہو کر جعلان نے مورچہ چھوڑ دیا اور جنگ سے دست کش ہو کر بصرہ واپس آیا۔ زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ لشکر گاہ کو لوٹا کشتیوں کو تاخت وتاراج کیا اور کشتی والوں کو قتل کر ڈالا بے حد مال واسباب ہاتھ آیا اس کے بعد قتل وغارت کرتے ہوئے ایلہ کی طرف گئے اور آخری رجب ۲۵۲ھ میں بہ زورِ تیغ ایلہ میں گھس کر اس کے گورنر ابو الاخوص عبید اللہ بن حمید کو مع ایک گروہ کثیر کے مار ڈالا آگ لگا دی ایلہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔

زنگیوں کا اہواز پر قبضہ: اس واقعہ قیامت خیز کی خبر اہلِ عیاذ ان کو پہنچی تو ان لوگوں نے بہ خوف قتل وغارت امان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی زنگیوں نے ان کو امان دے دی۔ عیاذان اور جو کچھ وہاں مال واسباب' آلات حرب اور لونڈی غلام تھے۔ غرض سب پر اہواز تک قبضہ کر لیا ان دنوں اہواز میں دیوان الخراج (محکمہ مال) کا افسر اعلیٰ ابراہیم ابن مدبر تھا اہل اہواز زنگیوں کے خوف سے بھاگ گئے زنگیوں نے اہواز میں گھس کر خاطر خواہ لوٹا اور ابراہیم بن مدبر کو گرفتار کر لیا۔

زنگیوں کو ہزیمت: اہل بصرہ زنگیوں کے خوف سے شہر چھوڑ کر اطراف و جوانب میں چلے گئے۔ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو ۲۵۷ھ میں زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے سیاہ بخت زنگیوں کو شکست دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔ انہیں سیاہ بختوں کے پنجہ غضب میں ابراہیم ابن مدبر گرفتار تھا۔ یحییٰ بن محمد بحرانی کا مکان اس کے لئے جیل بنایا گیا تھا دو سیاہ دیو اس کی محافظت ونگرانی پر مامور تھے ابن مدبر نے ان سے سازش کر کے ایک سرنگ کھدوائی اور اس کی راہ سے نکل کر اپنے اہل وعیال سے جاملا۔

محمد بن بغا کا قتل: اوائل ۲۵۶ھ میں ان ترکوں نے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے اور جو کرخ اور شاہی مکانات کی محافظت پر مامور تھے تنخواہ اور روزینے مانگنے کا بہانہ کر کے پھر ایک ہنگامہ برپا کیا خلیفہ مہتدی نے اپنے بھائی ابوالقاسم اور کیغلغ ترکی وغیرہ کو جب ترکوں کے پاس بھیجا ابوالقاسم اور کیغلغ کے سمجھانے سے شورش فرو ہوگئی اپنے اپنے مکانات اور قیام گاہ پر واپس آئے کسی نے ابونصر محمد بن بغا تک یہ خبر پہنچا دی کہ خلیفہ مہتدی نے ترکوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ کل مال وخزانہ محمد وموسیٰ پسران بغا کے قبضہ میں ہے۔ محمد بن بغا اپنے بھائی کے پاس سن بھاگ گیا اور اس کا بھائی سن میں مساور خارجی سے لڑ رہا تھا خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو طلبی کے متعدد خطوط لکھے امان دی محمد بن بغا مع اپنے بھائی حنون اور کیغلغ کے واپس آیا خلیفہ مہتدی نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پندرہ ہزار دینار اس کے وکیل سے وصول کر کے اس کو قتل[1] کر ڈالا۔

بابکیال کی گرفتاری: جن دنوں محمد بن بغا قید میں تھا انہیں ایام میں خلیفہ مہتدی نے ایک فرمان بنام موسیٰ بن بغا بابکیال کی معرفت روانہ کیا اس مضمون کا کہ لشکر اسلام کا چارج بابکیال کو دے کر تم دارالخلافۃ میں چلے آؤ اور روانگی کے وقت بابکیال کو یہ ہدایت کر دی کہ لشکر اسلام کا چارج لینے کے بعد مساور خارجی سے جنگ کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور موسیٰ بن بغا اور مفلح کو کسی بہانہ سے موقع پا کر قتل کر ڈالنا۔ بابکیال نے موسیٰ کے پاس پہنچ کر خلیفہ مہتدی کا فرمان پڑھا ہنوز موسیٰ کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بابکیال نے اپنی روانگی اور محمد بن بغا کی گرفتاری وقید اور خلیفہ مہتدی کی خفیہ ہدایت کا حال لفظ بلفظ کہہ دیا موسیٰ اور مفلح کے ہوش یہ سن کر اڑ گئے آپس میں مشورہ کرنے لگے بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ بابکیال دارالخلافت واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے قتل کرنے کی صورتیں اور تدابیر پیدا کرے چنانچہ بابکیال مع یارجوج' اساتکین اور سیما طویل کے نصف رجب سنہ مذکور میں دارالخلافت واپس آیا۔ خلیفہ مہتدی نے بابکیال کو گرفتار کرا کے قید کر دیا بابکیال کے ہمراہیوں اور ترکوں نے جمع ہو کر اسی بناء پر بلوہ کر دیا۔

مہتدی کی ترکوں کے خلاف رائے: خلیفہ مہتدی کے پاس اس وقت صالح بن علی بن یعقوب بن منصور بیٹھا ہوا تھا خلیفہ مہتدی نے صالح سے رائے طلب کی صالح نے ترکوں کے قتل اور پامال کرنے کی رائے دی خلیفہ مہتدی جوش شجاعت میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا ترکوں' فراغنہ اور مغاربہ فوجوں کو تیاری کا حکم دیا اور جنگ کے ارادہ سے مسلح ہو کر نکلا۔ میمنہ میں مسرور

[1] یہ واقعہ تیسری رجب ۲۵۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلخی تھا' یسوہ میں یارکوچ اور خود بدولت اماتکین وغیرہ سپہ سالاران لشکر کے قلب میں تھا۔ رعب وداب دکھانے کی غرض سے بابکیال کے قتل کا حکم صادر کیا عتاب بن عتاب نے اس کا سر اتار کر ترکوں کے روبرو پھینک دیا۔ بجائے مرعوب ہونے کے ترکوں کو اس سے حد درجہ اشتعال پیدا ہوا طرہ اس پر یہ ہوا کہ جس قدر ترکی فوجیں اس کے میمنہ ومیسرہ میں تھیں وہ بابکیال کے قتل سے بگڑ کر بلوائیوں سے جاملیں باقی لشکر وقت مقابلہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

مہتدی کی گرفتاری: تنہا خلیفہ مہتدی کیا کرتا شمشیر بکف لڑتا ہوا بھاگا جاتا تھا اور چیخ چیخ کر پکار رہا تھا یا معشر المسلمین انا امیر المؤمنین قاتلوا من خلیفتکم ''اے گروہ مسلمانان میں امیر المومنین ہوں کہاں بھاگے جاتے ہو اپنے خلیفہ کی طرف سے لڑو''۔ مگر کوئی جواب نہ دیتا تھا جیل پر پہنچا اس خیال سے کہ شاید رہائی پانے کے بعد قیدی میری طرف سے لڑیں' جیل کا دروازہ کھول دیا اور ان کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کاٹ دیں قیدیوں میں سے کسی نے اس کے خیال کی تائید نہ کی۔ رہائی پاتے ہی بھر ہو گئے۔ مجبور ہو کر احمد بن جمیل افسر پولیس کے مکان میں جا چھپا بلوائیوں نے پہنچ کر دروازے توڑ ڈالے نکال لائے ایک خچر پر سوار کرا کر جوسق میں لائے اور احمد بن خاقان کے پاس نظر بند کر دیا۔

مہتدی کا قتل: اس کے بعد بلوائیوں میں خلیفہ مہتدی کے معزول کرنے کا مشورہ ہونے لگا خلیفہ مہتدی نے اس سے انکار کیا بلکہ بجائے معزولی کے مر جانے پر آمادگی ظاہر کی بلوائیوں نے ایک خط جو موسیٰ بن بغا بابکیال اور دیگر سپہ سالاران لشکر کے نام تھا دکھلایا یہ خط خاص اس کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا مضمون خط کا یہ تھا:

''کہ نام بردگان کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کی جائے گی اور نہ کبھی ان لوگوں کو دھوکہ دیا جائے گا۔ نہ ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی چال چلی جائے گی اور نہ ان لوگوں کے قتل کا بہانہ ڈھونڈا جائے گا اور جب کوئی فعل اس قسم کا کیا جائے تو یہ لوگ جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں' میری بیعت کی پابندی ان پر ضروری نہیں ہے''۔ خلیفہ مہتدی یہ خط دیکھ کر خاموش ہو رہا اور ان لوگوں نے غریب خلیفہ مہتدی کے قتل کو مباح تصور کر کے خلیفہ مہتدی[1] کا کام تمام کر دیا۔

زوال مہتدی کی دوسری روایت: روایت متذکرہ بالا کے علاوہ مؤرخین نے خلیفہ مہتدی کے معزول ہونے کی یہ روایت بھی کی ہے کہ کرخ اور مکانات شاہی کے ترکوں نے خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض ومعروض کرنے کی اجازت چاہی۔ خلیفہ مہتدی نے حاضری کی اجازت دے دی محمد بن بغا دربار خلافت سے اٹھ کر محمد یہ کی طرف چلا گیا۔ ترک چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ موجودہ سپہ سالاران لشکر معزول کر دیئے جائیں اور ان سے حساب فہمی کی جائے اور عہدہ ہائے جلیلہ پر خاندان خلافت کے افراد مقرر کئے جائیں۔ خلیفہ مہتدی نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کر لیا تو اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ صبح ہوئی تو یہ لوگ ایفاء وعدہ کے خواستگار ہوئے۔ خلیفہ مہتدی نے معذرت کی کہ فی الحال چند وجوہ کی بنا پر ان وعدوں کا ایفا نہیں ہو سکتا۔ ہاں آہستہ آہستہ تمہاری خواہش کے مطابق تمام کام انجام دیئے جائیں گے ترکوں نے نہ مانا خلیفہ مہتدی نے ارشاد کیا ''اچھا تم لوگ بہ حلف اقرار کرو

---

[1] خلیفہ مہتدی باللہ خلفاء عباسیہ میں نہایت دین دار' منصف مزاج اور لباس ورع وتقویٰ سے آراستہ تھا اس نے لہو ولعب' ناچ رنگ' گانا بجانا اور شراب کی ممانعت کر دی تھی ارا کین سلطنت کو ظلم کرنے سے روکتا تھا گیارہ مہینے پندرہ دن خلافت کی اڑتیس مرحلے عمر کے طے کئے۔

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہمیشہ تم اپنے اس قول پر قائم رہو گے کہ جس سے امیر المؤمنین لڑیں گے اس سے لڑو گے''۔ ترکوں نے قسمیں کھا کر اس امر کا عہد و پیمان کیا۔

اس کے بعد اپنے اور خلیفہ مہتدی کی جانب سے محمد بن بغا کو خط لکھا جس میں اس کو دربارِ خلافت سے چلے جانے پر ملامت کی اور یہ بھی لکھا کہ ہم لوگ اپنا حال عرض کرنے کے لئے آئے تھے مکان خالی پا کر قیام کر دیا۔ محمد بن بغا اس خط کو دیکھ کر واپس آیا۔ ان لوگوں نے محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور مفلح کو طلبی کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ لشکرِ اسلام کا فلاں شخص کو (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) چارج دے دو اور خفیہ طور سے چند لوگوں کو جب کہ وہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کریں ان کو گرفتار کرلانے کی ہدایت کر دی۔ جس وقت یہ خط موسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کے روبرو پڑھا گیا۔ سب نے اس کی تعمیل سے انکار کر کے بالاتفاق سامرا کی جانب کوچ کر دیا' خلیفہ مہتدی نے بقصد جنگ لشکر مرتب کیا' فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے۔ موسیٰ کے ہمراہی اس امر کے خواست گار تھے کہ موسیٰ کو کسی صوبہ کی گورنری دے دی جائے تاکہ موسیٰ اس صوبہ کی طرف واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے مصاحبوں کا یہ منشاء تھا کہ موسیٰ دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر مال و خزانہ کا حساب سمجھائے۔ دونوں فریق کسی امر پر متفق نہ ہوئے یہاں تک کہ موسیٰ کے بہت سے ہمراہی موسیٰ سے علیحدہ ہو گئے مجبوراً موسیٰ اور مفلح نے خراسان کا قصد کیا اور بابکیال معہ ایک گروہ سپہ سالارانِ لشکر کے خلیفہ مہتدی سے آملا۔ خلیفہ مہتدی نے چونکہ پہلے یہ مخالف تھا اسے قتل کر ڈالا۔ ترکوں میں اس سے ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوئی مگر کسی نے چون چرانہ کی بعد ازاں ترکوں کو فراغنہ اور مغاربہ کا ہم پلہ سمجھا جانا ناگوار گزرا مکاناتِ شاہی سے ان لوگوں کو نکال دینے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مہتدی نے ممانعت کی ترکوں کو ایک خاصا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ بابکیال کے معاوضہ خون کے بہانہ سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مہتدی اس طوفان بے تمیزی کو فرو کرنے کے لئے سوار ہوا۔ اس کی رکاب میں چھ ہزار فوج فراغنہ اور مغاربہ کی تھی اور تقریباً ایک ہزار ترک بھی تھے جو صالح بن وصیف کے ہمراہیوں میں سے تھے۔ یہ خبر پا کر ترکوں نے بھی لشکر جمع کیا اور دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آئے۔ خلیفہ مہتدی کو شکست ہوئی اور وہی واقعات پیش آئے جو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۷:

احمد بن متوکل معتمد علی اللہ ۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ

تخت نشینی: شکست مہتدی کے بعد ابوالعباس احمد بن متوکل جو کہ جوسق میں قید تھا حاضر کیا گیا۔ حاضرین نے خلافت کی بیعت کی ترکوں نے موسیٰ بن بغا کو یہ واقعات لکھ بھیجے یہ اس وقت خانقین میں تھا۔ چنانچہ اس نے بھی حاضر ہو کر بیعت کی۔ الغرض تکمیل بیعت اور تخت نشینی کے بعد احمد بن متوکل کو معتمد علی اللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

وزراء کی تبدیلیاں: خلیفہ معتمد نے مسندِ خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو عہدۂ وزارت دیا گیا۔ بیعت کے دوسرے دن نصف رجب ۲۸۶ھ کی صبح کو خلیفہ مہتدی کو مردہ پایا گیا جب کہ اپنی خلافت کا پہلا سال تمام کر رہا تھا۔ ۲۶۲ھ میں عبید اللہ بن یحییٰ میدان میں گھوڑے سے گر کر مر گیا سر میں سخت چوٹ آئی اور سارا دماغ نتھنوں سے بہ گیا خلیفہ معتمد نے قلمدانِ وزارت محمد بن مخلد کے سپرد کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس میں اور موسیٰ بن بغا میں اَن بَن ہو گئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کی ناراضگی کی وجہ سے اس کو معزول کر کے سلیمان بن وہب کو عہدۂ وزارت سے ممتاز فرمایا۔ پھر اس کو بھی معزول کر کے قید کر دیا حسن بن مخلد کو وزارت دی گئی۔ موفق کو سلیمان بن وہب کے قید کر دینے سے برہمی پیدا ہوئی تو اس نے بغداد کی غربی جانب صف آرائی کی' فریقین میں خط و کتابت شروع ہوئی آخر الامر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ابنِ وہب کو رہا کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۲۶۴ھ کا ہے۔

مصر و کوفہ میں علویہ کا ظہور: ۲۵۶ھ میں ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن معروف ابنِ صوفی مصر میں ظاہر ہوا اور آلِ محمدؐ کی حمایت کی لوگوں کو دعوت دینے لگا۔ بلادِ سعید کے چند قصبات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ احمد بن طولون نے ایک لشکر مصر سے روانہ کیا۔ ابنِ صوفی نے اس کو شکست دے کر اس کے سپہ سالار کو قتل کر ڈالا۔ دوسرا لشکر بمقام اخمیم میں صف آرائی ہوئی ابنِ صوفی کو اس معرکہ میں شکست ہوئی بھاگ کر الواحات میں دم لیا اور لشکر کی فراہمی کی کوشش کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک لشکر فراہم ہو گیا مرتب و مصلح ہو کر اشمونین کی جانب کوچ کیا اور ابو عبدالرحمٰن عمری (یعنی عبدالمجید بن عبداللہ بن عمر) سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

ابو عبدالرحمٰن عمری: چونکہ بجاۃ آئے دن بلادِ اسلامیہ پر چڑھائی کرتے تھے اور سرحدی مسلمانوں کو چین سے نہیں رہنے دیتے تھے اس وجہ سے ابو عبدالرحمٰن عمری نے خود کو جنگ بجاۃ اور ان کے ملک پر جہاد کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدردی اور حمیت اسلامی کی وجہ سے ان کی شان وشوکت بڑھ گئی اس اطراف میں اس کے متبعین کثرت سے تھے۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پا کر ایک لشکر ابوعبدالرحمٰن کی طرف روانہ کیا۔ ابوعبدالرحمٰن نے امیر لشکر سے معذرت کی کہ میں نے فتنہ وفساد برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا' بلکہ مسلمانوں کی اذیت اور تکلیف رفع کرنے کے ارادے سے کمر ہمت باندھی ہے ابن طولون میری حالت سے واقف نہیں ہے تم جا کر اُس سے میری حالت بیان کرو اگر وہ تم کو واپس بلا لے تو فبہا! ورنہ تم لوگ معذور سمجھے جاؤ گے۔ امیر لشکر نے اس معذرت پر توجہ نہ کی صف آرائی کر کے بھڑ گیا۔ ابوعبدالرحمٰن نے اس کو شکست دے دی وہ بھاگ کر اسوان پہنچا۔ احمد ابن طولون کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو امیر لشکر سے سخت ناراض ہوا اور ابو عبدالرحمٰن کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا چنانچہ ابوعبدالرحمٰن نے بزور تیغ بجاۃ کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔

معرکہ اشمونین: مقامِ اشمونین میں جہاں کہ آپ ابھی سیر کر رہے تھے علوی اور عمری سپہ سالاروں سے جنگ ہونے والی تھی۔ اپنے اپنے لشکروں کو لئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑا ہوا تھا۔ دونوں حریف جنگ کرنے پر تلے ہوئے تھے مگر تم عمری کی سوانح سننے میں ایک مصروف ہوئے کہ تم کو خبر تک نہ ہوئی عمری نے متعدد لڑائیوں کے بعد علوی دلاور (ابن صوفی) کو شکست دے دی جس سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن صوفی بھاگ کر اسوان پر پہنچا اطراف وجوانب پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا۔ احمد ابن طولون نے مصر سے ایک لشکر جرار روانہ کیا۔ ابن صوفی اس سے مطلع ہو کر عیذاب کی جانب بھاگا اور دریا عبور کر کے مکہ معظمہ پہنچا۔ ہمراہی تتر بتر ہو گئے۔ والی مکہ نے ابن صوفی کو گرفتار کر کے احمد ابن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک جیل میں رہا بعد ازاں رہا کر دیا گیا۔ مدینہ منورہ چلا آیا اور اسی سرزمین پاک میں جان بحق تسلیم کر دی۔

علی بن زید کی بغاوت: اسی ۲۵۶ھ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں دولت عباسیہ کے خلاف علم وامارت بلند کیا اور کوفہ پر قبضہ حاصل کر کے گورنر کوفہ کو نکال دیا خلیفہ معتمد نے شاہ بن میکال کو روانہ کیا علی بن زید نے پہلے ہی معرکہ میں شاہ بن میکال کو شکست دے کر اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا تب خلیفہ معتمد نے کیجور ترکی کو جنگ علی بن زید پر متعین فرمایا علی بن زید یہ خبر پا کر کوفہ سے قادسیہ چلا آیا۔ کیجور نے یکم شوال ۲۵۶ھ میں کوفہ پر قبضہ کر لیا اور علی بن زید بلاد بنی اسد میں مقیم رہا کچھ عرصہ بعد آخر ذیحجہ سنہ مذکور میں کیجور ترکی نے دوبارہ علی بن زید پر چڑھائی کی لڑائی ہوئی۔ علی بن زید کے بہت سے ہمراہی مارے گئے اور قید کر لئے گئے۔ چنانچہ جنگ کے بعد کیجور کوفہ لوٹ آیا۔ پھر کوفہ سے بلا اجازت خلیفہ سرمن رائے چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں ایک لشکر مع چند سپہ سالاروں کے روانہ کیا مقام عکبرا میں ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا جس سے اس کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ زنگیوں کے سردار کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے اس کو ۲۶۰ھ میں قتل کر ڈالا۔

اسی سنہ میں حسین بن زید طالبی نے رے پر قبضہ کر لیا تھا اور موسیٰ بن بغا کو اس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔

زنگیوں کے بقیہ حالات: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب کو زنگیوں کی گوشمالی پر متعین کیا تھا۔ چنانچہ سعید نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان کو میدانِ جنگ سے بھگا دیا۔ پھر دوبارہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی حالت کو درست کر کے اور جمع ہو کر لڑنے کو آئے سعید کو اس معرکہ میں ناکامی ہوئی۔ اس کے اکثر ہمراہی کام آئے لشکر گاہ جلا دیا گیا۔ خائب و خاسر لوٹ کر سامرا آیا خلیفہ معتمد نے جعفر بن منصور خیاط کو متعین فرمایا۔ جعفر نے پہلے کشتیوں کی آمد و رفت بند کر دی' جس سے زنگیوں کی رسد بند ہو گئی۔ بعد ازاں دریا کے راستے زنگیوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا مگر ان سے شکست کھا کر بحرین چلا آیا زنگیوں کے سردار نے اپنے سپہ سالاروں میں سے علی ابنِ ابان کو اربک کا پُل توڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابراہیم بن سیما سے جب کہ وہ فارس سے واپس آ رہا تھا مقابلہ ہو گیا۔ ابراہیم نے علی ابنِ ابان کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ علی ابنِ ابان زخمی ہوا اور بہت سے اس کے ہمراہی مارے گئے۔

علی ابنِ ابان کی فتوحات: اختتام جنگ پر ابراہیم نہر جی کی طرف روانہ ہوا اور اپنے کاتب (سیکرٹری) شاہین بن بسطام کو علی ابنِ ابان کے تعاقب پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تھوڑی دور تعاقب کر کے دوسری راہ سے نہر جی پر آ کر مل جانا۔ علی ابنِ ابان کو اس کی خبر لگ گئی۔ تیار ہو کر حالتِ غفلت میں عصر کے وقت شاہین کے لشکر پر جا پڑا ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ شاہین اور اس کا چچازاد بھائی کام آ گیا۔ جوں ہی علی بن ابان جنگ شاہین سے فارغ ہوا۔ ایک مخبر نے ابراہیم بن سیما کے قریب آ جانے کی خبر کر دی اسی وقت علی ابنِ ابان نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر لیا۔ عشاء کے وقت ڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک سخت اور بڑی خون ریزی کے بعد علی ابنِ ابان نہر جی کی جانب واپس آیا۔

بصرہ پر قبضہ: جس وقت سے منصور بن جعفر دریا میں زنگیوں سے شکست کھا کر واپس آیا تھا زنگیوں کے مقابلہ پر جانے سے جی چراتا تھا۔ کشتیوں کی اصلاح خندق کے کھودنے اور مورچہ کے قائم کرنے پر اکتفا کر رہا تھا اس اثناء میں علی ابنِ ابان کو اس کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بصرہ پر چڑھائی کر دی اور اہلِ شہر کو اپنی روزانہ لڑائیوں اور چھیڑ چھاڑ سے تنگ کرنے لگا۔ گرد و نواح کے بادیہ نشینان عرب کو سمجھا بجھا کر اپنا ہم صفیر بنا لیا ان کا ایک گروہ کثیر اس سے آ ملا اس نے ان لوگوں کو بصرہ کے چاروں طرف پھیلا دیا اور دو روز تک برابر لڑتا رہا۔

بصرہ میں قتلِ عام: بالآخر نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو بزورِ تیغ فتح کر لیا نہایت بے رحمی سے اہلِ بصرہ کو قتل و غارت کر کے واپس آیا۔ اس پر بھی اس کے بے رحم دل کو تسکین نہ ہوئی دوبارہ سہ بارہ قتل و غارت کرتا ہوا بصرہ میں گیا۔ تا آنکہ اہلِ بصرہ نے امان طلب کی علی ابنِ ابان نے امان دے کر ان لوگوں کو دارالامارت کے ایک مکان میں جمع ہونے کا حکم دیا جب وہ جمع ہو گئے تو اس نے اُن سب کو قتل کر ڈالا جامع مسجد اور اکثر محلات بصرہ میں آگ لگا دی۔ آتش زنی کو اس قدر وسعت دی کہ بصرہ میں اس سرے سے اُس سرے تک آگ ہی کے شعلے دکھائی دیتے تھے لوٹ و مار کی کوئی حد نہ تھی۔ اہلِ بصرہ جہاں نظر آتے مار ڈالے جاتے تھے چند دنوں تک یہی حالت قائم رہی۔ بالآخر الامان الامان کی منادی کرا دی۔ چونکہ اہلِ بصرہ اس سے پیشتر ایک بار دھوکہ کھا چکے تھے اس لئے کوئی فرد باہر نہ نکلا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر خبیث (زنگیوں کے سردار) تک پہنچی۔ اس نے علی ابنِ ابان کو معزول کر کے یحییٰ بن محمد بحرانی کو مامور کیا۔

مولد کی زنگیوں کے خلاف لشکر کشی: جس وقت زنگیوں نے بصرہ میں داخل ہو کر اسے ویران و خراب کر دیا۔ خلیفہ معتمد نے محمد معروف بہ مولد کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ مولد روانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر ایلہ پہنچا اور پھر ایلہ سے کوچ کر کے بصرہ میں جا اترا اہلِ بصرہ اس کے پاس آ کر جمع ہوئے زنگیوں کے ظلم و جور کی شکایت کی مولد نے ان کو اور نیز اپنے لشکر کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ زنگی بصرہ سے نکل کر نہر معقل کی طرف چلے آئے۔ خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالار یحییٰ ابنِ محمد کو جنگ مولد پر روانہ کیا دس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ تب خبیث نے ابولیث اصفہانی کو یحییٰ بن محمد کی کمک پر بھیجا اور حالتِ غفلت میں شب خون مارنے کی ہدایت کی۔

مولد کی شکست: چنانچہ ابولیث اور یحییٰ بن محمد نے مولد کے لشکر پر شب خون مارا تمام رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ مغرب کے وقت مولد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ زنگیوں نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یحییٰ نے جامدہ تک منہزم گروہ کا تعاقب کیا۔ اثناء تعاقب میں جس کو پایا گرفتار کر لیا جو کچھ ملا لوٹ لیا۔ قرب و جوار کے قصبات اور دیہات کو تاخت و تاراج کر دیا۔ غرض جہاں تک ان کی قوت تھی اس کو ان لوگوں نے قتل و خون ریزی میں صرف کیا اور خاتمہ جنگ کے بعد نہر معطل کی جانب واپس آئے۔

نہر جی کا معرکہ: جس وقت زنگیوں کو مہم بصرہ سے فراغت حاصل ہوئی علی ابنِ ابان نے نہر جی کا رخ کیا۔ اہواز میں ان دنوں منصور بن جعفر خیاط گورنر تھا۔ خلیفہ معتمد نے اس کو زنگیوں کی لڑائی کے بعد جو بحرین میں ہوئی تھی اہواز کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ منصور نے اہواز میں پہنچ کر نہر جی پر قیام کیا اس عرصہ میں زنگیوں کا نامی سپہ سالار علی ابنِ ابان آ پہنچا۔ اس کے بعد ہی ابولیث اصفہانی براہ دریا اس کی کمک پر آ گیا اور بلا حکم و اجازت علی۔ منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ منصور کے لشکر کو فتح یابی حاصل ہوگئی۔ ابولیث کے ہمراہیوں کا اکثر حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا۔

منصور کا خاتمہ: معدودے چند بھاگ کر خبیث کے پاس پہنچے۔ اس کے بعد علی ابنِ ابان اور منصور سے معرکہ آرائی ہوئی ظہر کے وقت سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر منصور کے لشکر کو شکست ہوئی۔ زنگیوں نے تعاقب کیا۔ منصور نے اس خیال سے کہ میں گرفتار نہ ہو جاؤں نہر میں کود پڑا تیر نہ سکا ڈوب گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ ایک زنگی سپاہی نے جب کہ منصور نہر میں کود پڑا تھا پانی میں کود کر منصور کا کام تمام کر دیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد اس کے بھائی خلف بن جعفر کو بھی مار ڈالا گیا۔ یارجوج نے سپہ سالارانِ ترک میں سے بجائے منصور کے اصطیخور کو متعین کیا۔

موفق کی تقرری: ابو احمد موفق (خلیفہ معتمد علی اللہ کا بھائی) مکہ معظمہ کی گورنری پر تھا۔ جس وقت زنگیوں نے آتش فساد روشن کی خلیفہ معتمد نے مکہ معظمہ سے طلب فرما کر کوفہ، حرمین، راہ مکہ اور یمن کی حکومت عنایت کی۔ کچھ عرصہ بعد بغداد، سواد، واسط، کورِ دجلہ اور بصرہ اور اہواز کی سند گورنری بھی دے دی اور یہ ہدایت کر دی کہ اپنی جانب سے یارجوج بصرہ، کورِ دجلہ یمامہ اور بحرین پر مقرر کر دو چنانچہ یارجوج نے اپنی تقرری کے بعد ان بلاد پر سعید بن صالح کو بطور اپنا نائب مقرر کیا۔ جب صالح کو زنگیوں کے مقابلہ پر شکست ہوئی تو یارجوج نے بصرہ، کورِ دجلہ اور اہواز پر بجائے ان کے منصور کو متعین کیا اور جب منصور انہیں لڑائیوں میں مارا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موفق اور مفلح کی پیش قدمی: جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مصر' قنسرین اور عواصم کی گورنری عنایت فرمائی۔ مفلح کو خلعت فاخرہ دی گئی۔ یہ واقعہ ۲۵۸ھ کا ہے اور ان دونوں کو زنگیوں کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ یہ دونوں نامور روانہ ہوئے۔ خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی کی مشایعت کی۔

علی بن ابان کی فتح: اس وقت علی ابن ابان نہر تیکلی پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا یحییٰ بن محمد بحرانی نہر عباس پر پڑا تھا اور خبیت (زنگیوں کا سردار) معہ اپنے چند ہمراہیوں اور معدودے چند سپاہیوں کے لوٹ کا مال و اسباب لانے کی غرض سے بصرہ تک آ جا رہا تھا۔ چنانچہ جس وقت موفق نے نہر موصل پر پہنچ کر پڑاؤ کیا زنگیوں کا لشکر مرعوب ہو کر اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں کے سردار نے علی ابنِ ابان کو موفق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ مفلح سے مڈبھیڑ ہو گئی جو موفق کے مقدمۃ الجیش پر تھا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ اثناء جنگ میں مفلح کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے اسی وقت وہ تڑپ کر مر گیا۔ اس کا مارا جانا تھا کہ لشکر بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔

معرکہ نہر ابوخصیب: اس واقعہ سے موفق کو فراہمی اور ترتیب لشکر کی ضرورت محسوس ہوئی' مفلح کے مارے جانے سے مجبوراً میدانِ جنگ سے ابلہ کی جانب چلا آیا نہر اسد پر قیام کر کے درستی فوج میں مصروف ہوا۔ اتفاق سے لشکر میں وباء پھوٹ نکلی اور اس کے اکثر ہمراہی بیمار ہو گئے اور بعض مر بھی گئے تو نہر اسد سے کوچ کر کے بادرود چلا آیا' آلاتِ حرب' سامان جنگ و درستی بیڑا جہازات اور ترتیب لشکر میں مشغول ہو گیا۔ جب اس طرف سے ایک گونہ اطمینان اس کو ہو گیا تو خبیت کے لشکر پر جا پڑا یہ لڑائی نہر ابوخصیب پر ہوئی۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک اور خوں ریز تھا۔ اس معرکہ میں زنگیوں کا ایک گروہ کثیر مارڈالا بہت سی عورتیں جن کو ان سیاہ بختوں نے گرفتار کر لیا تھا چھڑالی گئیں۔

اختتامِ جنگ پر ابو احمد اپنے لشکر گاہ بادرود میں واپس آیا۔ بادرود میں آنے کے ساتھ ہی لشکر گاہ میں آگ لگ گئی فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ واسط پہنچ کر آرام و آسائش کی غرض سے اس کے اکثر ہمراہی اس سے جدا ہو گئے۔ اس نے بھی واسط میں محمد بن مولد کو بجائے اپنے چھوڑ کر سامرا کی جانب مراجعت کر دی۔

یحییٰ بن محمد بحرانی کا قتل: جس وقت اصطیخور بعد منصور خیاط گورنر اہواز ہو کر آیا اور جب کہ موفق زنگیوں کی طرف جنگ کے ارادہ سے جا رہا تھا یہ خبر لگی کہ یحییٰ بن محمد زنگیوں کا نامور سپہ سالار نہر عباس کی جانب روانہ ہوا ہے۔ اسی وقت اصطیخور نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے کوچ کر دیا۔ نہر عباس پر یحییٰ بن محمد سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ یحییٰ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو اصطیخور کے مقابلہ پر چھوڑا دوسرے حصہ کے ساتھ نہر عبور کر کے ان کشتیوں پر جا پڑا جو اصطیخور کے ساتھ رسد لے کر آئی تھیں اور ان کو لوٹ لیا۔ شام کے وقت اپنے پٹرول کو دجلہ کی جانب روانہ کیا۔ موفق کے لشکر سے جو نہر اسد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دوچار ہو گیا۔ دو دو ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوا موفق کے مقدمۃ الجیش نے تعاقب کیا۔ شکست خوردہ گروہ نے بھاگ دوڑ کی۔ گھبراہٹ میں جس طرف یحییٰ تھا عبور نہ کیا۔ بلکہ دوسری جانب عبور کر گیا اور فتح مند گروہ جو اس کے تعاقب میں تھا یحییٰ سے آ کر بھڑ گیا۔ اس وقت یحییٰ کے ساتھ معدودے چند آدمی تھے تھوڑی دیر کے بعد شکست کھا کر بھاگے۔ یحییٰ زخمی ہو کر ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشتی میں جا چھپا۔ موفق کے مقدمۃ الجیش نے زنگیوں کے مال غنیمت اور کشتیوں کو لوٹ لیا اور بعض کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ اہل کشتی نے شاہی سطوت سے خوف کھا کر یحییٰ کو ایک گھاٹ پر جا کر اتار دیا گھاٹ کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ یحییٰ بحال پریشان اس گاؤں میں پہنچا زخموں کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی بہ غرض علاج ایک طبیب سے رجوع کیا۔ طبیب کو اس کے رنگ ڈھنگ سے شبہ پیدا ہوا۔ ابو احمد کے ہمراہیوں سے جا کر اس کی خبر کر دی ابو احمد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا۔ پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ بعد ازاں مار ڈالا گیا۔

زنگیوں کا اہواز پر قبضہ: زنگیوں کو اس سانحہ قیامت خیز سے سخت صدمہ ہوا۔ ۲۵۹ھ میں خبیث نے اپنے نامی سپہ سالاروں سے علی ابن ابان اور سلیمان بن موسیٰ شرانی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور اس لشکر کو بھی ان کی فوج میں شامل کر دیا جو یحییٰ بن محمد بحرانی کی رکاب میں تھا۔ مقام وشیان میں اصطیخور سے مقابلہ ہوا زنگیوں نے جی توڑ کر حملہ کیا اصطیخور کو شکست ہوئی۔ بھاگ دوڑ میں اصطیخور مارا گیا۔ ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس واقعہ کی نذر ہو گیا۔ حسن بن ہرثمہ، حسن بن جعفر وغیرہ گرفتار کر لئے گئے اور فتح مند گروہ کامیابی کے ساتھ اہواز میں داخل ہوا ایک مدت تک اطراف وجوانب اہواز میں لوٹ مار کرتا رہا، دن دہاڑے جس کو پایا لوٹ لیا تا آنکہ موسیٰ بن بغا ان کے مقابلہ پر آیا۔

موسیٰ بن بغا کا تقرر: جب زنگیوں نے ۲۷۹ھ میں اہواز پر قبضہ کر لیا اس وقت خلیفہ معتمد نے ان سے جنگ کرنے کے لئے موسیٰ بن بغا کو لواء جنگ عنایت فرما کر متعین کیا۔ موسیٰ بن بغا نے اہواز پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو بصرہ پر اسحاق بن کنداجیق کو اور باورود پر ابراہیم بن سیما کو مقرر کر کے چاروں طرف سے زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

علی بن ابان کو شکست: چنانچہ سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن مفلح نے میدان جنگ میں پہنچ کر علی ابن ابان پر حملہ کیا علی ابن ابان کا لشکر اس مستعدی سے مقابلہ پر آیا کہ عبدالرحمٰن بن مفلح کی رکاب کی فوج کے دانت کھٹے ہو گئے اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی شام تک فتح مند گروہ اپنے فریق منہزم کو قتل وقید کرتا رہا۔ جوں ہی تاریک شب نے اپنے سیاہ دامن پھیلا دیئے لڑائی خود بخود رک گئی دوسرے دن عبدالرحمٰن بن مفلح نے پھر اپنے لشکر کو مرتب وآراستہ کیا اور کمال مستعدی سے صبح ہوتے ہی زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اس شدت کا تھا کہ علی بن ابان کا لشکر بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا علی ابن ابان نے ہر چند اس کو روکنے کی کوشش کی مگر کارگر نہ ہوئی زنگیوں کی ایک تعداد کثیر اس معرکہ میں کام آ گئی اور بہت سے سیاہ بخت قید کر لئے گئے۔ علی ابن ابان خبیث کے پاس لوٹ آیا اور عبدالرحمٰن بن مفلح درستی وتیاری لشکر کے خیال سے قلعہ مہدی میں چلا آیا۔

علی ابن ابان کا قلعہ مہدی پر حملہ: علی بن ابان نے خبیث (اپنے سردار) کے پاس پہنچ کر پھر اپنے لشکر کو مرتب وآراستہ کیا اور خبیث سے اجازت حاصل کر کے قلعہ مہدی پر جہاں کہ عبدالرحمٰن بن مفلح اپنی فوج کی درستی میں مصروف تھا حملہ کر دیا۔ چونکہ عبدالرحمٰن نے نہایت ہوشیاری سے قلعہ بندی کی تھی علی بن ابان کو کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی بے نیل مرام ابراہیم بن سیما کی طرف لوٹ پڑا۔

باورود پر حملہ: ابراہیم بن سیما اس وقت باورود میں تھا پہلے واقعہ میں تو ابراہیم کو شکست ہوئی مگر دوبارہ ابراہیم نے سنبھل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اس سختی کا حملہ کیا کہ علی ابنِ ابان کے لشکریوں پر عرصہ کارزار تنگ ہو گیا۔ میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے علی بن ابان نے عیاض کا راستہ اختیار کیا اثناء راہ میں نئے اور بید کا جنگل تھا اس وجہ سے عیاض تک ہنوز نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہیوں نے آگ لگا دی علی ابنِ ابان اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ جنگل سے نکل کر بھاگا ایک جماعت کثیر گرفتار کر لی گئی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے یہ خبر پا کر علی بن ابان پر حملہ کر دیا۔

عبدالرحمٰن اور علی ابنِ ابان میں جنگ : اس عرصہ میں خبیث کی طرف سے براہ دریا علی بن ابان کی کمک پر آ پہنچی فریقین نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ علی بن ابان نے اپنے ایک حصہ فوج کو عبدالرحمٰن پر پیچھے سے حملہ کرنے کو بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن کو اس کی اطلاع ہو گئی ایک حصہ فوج کو مقابلہ پر چھوڑ کر فوراً دوسرے حصہ کو لے کر لوٹ پڑا علی بن ابان کے ہمراہیوں کو علاوہ دو ایک چھوٹی کشتیوں کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا۔ دوسرے دن عبدالرحمٰن نے علی بن ابان پر حملہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر طاشتمر[1] تھا۔ علی بن ابان نے کمالِ مردانگی سے مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں طاشتمر سے شکست کھا کر بھاگا اور خبیث (زنگیوں کے سردار) کے پاس جا کر دم لیا۔ عبدالرحمٰن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما نے دو مختلف راستوں سے خبیث پر چڑھائی کی بدتوں دونوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی' اسحاق بن کنداجیق والی بصرہ نے زنگیوں کی رسد بند کر دی جس وقت تک خبیث ابراہیم اور عبدالرحمٰن سے مصروف جدال وقتال رہا اس وقت تک اس نے اسحاق سے کچھ تعرض نہ کیا۔ لیکن جوں ہی ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا اپنے ایک دستہ فوج کو بصرہ کی طرف روانہ کیا جو سترہ ماہ تک اہلِ بصرہ سے لڑتا رہا تا آنکہ موسیٰ بن بغا نے زنگیوں کی لڑائی سے مراجعت کی اور بجائے اس کے مسرور بلخی کو اس مہم کی سرداری دی گئی۔

صغار کو بلخ و طخارستان کی سند گورنری : اس سے پیشتر عہدِ خلافت خلیفہ معتز میں یعقوب بن لیث صغار کے فارس پر قابض و متصرف ہو جانے پر علی بن حسین ابنِ نیل کے قبضہ سے نکل جانے کے واقعات لکھے جا چکے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد پھر فارس پر خلفاء عباسیہ کی حکومت کے پھریرے کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگے۔ حرث بن سیما کو اس کی گورنری دی گئی۔ ان دنوں فارس میں ایک شخص عراق عرب کا رہنے والا محمد بن محمد اصل بن ابراہیم تمیمی مقیم تھا اس نے احمد بن لیث سے راہ ورسم پیدا کر کے ان کردوں سے میل وجول پیدا کیا جو ان اطراف میں رہتے تھے اور موقع پا کر حرث بن سیما پر حالتِ غفلت میں حملہ کر دیا۔ حرث بن سیما اس واقعہ میں مارا گیا۔ محمد بن واصل نے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا۔ اس عرصہ میں خلیفہ معتمد کی خلافت کا دور آ گیا۔ اس نے حسن بن فیاض کو والیٔ فارس مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن یعقوب بن لیث نے یہ خبر پا کر ۲۵۷ھ میں فارس کا رخ کیا۔ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی۔ سخت برہم ہوا موفق نے مصلحتاً بہ نظر اطفاء آتش فساد بلخ اور طخارستان کی سند گورنری لکھ کر یعقوب بن لیث کے پاس بھیج دی۔ چنانچہ یعقوب بن لیث نے فارس سے اعراض کر کے بلخ و طخارستان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

کابل پر قبضہ : پھر بلخ سے روانہ ہو کر کابل پہنچا اور رتبیل کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ایک قاصد خلیفہ معتمد کی خدمت میں معہ

---

[1] طاشتمر ایک ترکی سپہ سالار تھا عبدالرحمٰن نے اس کو علی بن ابان کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحائف کے روانہ کیا اور مراجعت کر کے بست میں آ کر اتر پڑا سجستان کی جانب واپس آنے کا قصد تھا مگر بعض سپہ سالاروں کی عجلت سے جھلا کر ایک برس تک ٹھہرا رہا۔ ایک سال کے قیام کے بعد سجستان واپس آیا۔

کردخ' ہرات اور باذغیس پر قبضہ پھر سجستان سے ہرات چلا آیا اور شہر کردخ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے یعقوب بن لیث نے اس پر قبضہ حاصل کر کے بوشنج پر حملہ کر دیا اور حسین بن علی بن طاہر بن حسین کو گرفتار کر لیا محمد بن طاہر بن عبداللہ نے سفارش کی مگر یعقوب بن لیث نے اس کو رہا نہ کیا۔ اس کے بعد ہرات اور باذغیس پر بھی قبضہ حاصل کر کے سجستان کی جانب لوٹا ان دنوں سجستان کی گورنری پر عبداللہ سنجری مامور تھا۔

صغار اور عبداللہ سنجری: ایک زمانہ دراز سے یعقوب بن لیث سے اس کی چل رہی تھی جس وقت یعقوب کی مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی اور اس نے عبداللہ سنجری کو اپنی حکمت عملیوں سے ضعیف و کمزور کر دیا۔ اس وقت عبداللہ سنجری سجستان چھوڑ کر خراسان کی طرف چلا گیا اور محمد بن طاہر والی خراسان کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ یعقوب نے محمد بن طاہر سے اپنے شکست خوردہ حریف (عبداللہ سنجری) کو طلب کیا۔ محمد بن عبداللہ نے عبداللہ سنجری کے دینے سے انکار کیا۔

صغار کا نیشاپور پر قبضہ اس بناء پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کر دی اور نیشاپور کو جا کر گھیر لیا۔ محمد بن طاہر نے ملاقات کی خواہش کی یعقوب نے انکار کر دیا تب محمد بن طاہر نے اپنے اعزا اور خاندان کے معزز ممبروں کو یعقوب سے ملنے کو روانہ کیا چنانچہ یعقوب ان لوگوں سے بہ احترام و عزت ملا مگر اس کے بعد ہی ماہ شوال ۲۵۹ھ میں بزور و جبر نیشاپور میں گھس کر محمد بن طاہر کو مع اس کے خاندان والوں کے گرفتار کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو نیشاپور پر مامور کر کے دربار خلافت میں ایک اطلاعی عرض داشت اس مضمون کی بھیج دی کہ اہل خراسان نے اس وجہ سے کہ محمد ابن طاہر اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی اور پہلوتہی کرتا تھا اور طبرستان میں علویوں کے غالب و متصرف ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا مجھے بلا بھیجا اس وجہ سے میں نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور محمد بن طاہر کو مع اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا ہے۔ خلیفہ معتمد نے یعقوب کی توقع کے خلاف تہدیداً لکھ بھیجا کہ مابدولت و اقبال کو تمہارا یہ فعل سخت ناگوار گزرا ہے بہتر یہ ہے کہ جس قدر بلاد تمہارے قبضہ و تصرف میں ہیں اسی پر اکتفا کرو ورنہ تمہارے ساتھ مخالفانہ برتاؤ کیا جائے گا اور تم دولت عباسیہ کے مخالفین میں شمار کیے جاؤ گے۔ یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

نیشاپور پر قبضہ کی دوسری روایت: بعض نے یعقوب کے نیشاپور پر قابض و متصرف ہونے کا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ محمد بن طاہر والی خراسان کے قوائے حکومت مضمحل اور کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس کے بعض اعزہ و اقارب نے یعقوب بن لیث صغار کو لکھ بھیجا کہ ''موقع مناسب ہے محمد بن طاہر کی قوت مدافعت بالکل سلب ہو گئی ہے نیشاپور پر آ کر قبضہ کر لو''۔ یعقوب نے پہلے اس امر کی تحقیق کی بعد ازاں محمد بن طاہر کو لکھ بھیجا ''چونکہ حسن بن زید علوی طبرستان کو یوماً فیوماً دبائے جاتا ہے اس وجہ سے مجھے دربار خلافت سے اس کی روک تھام کا حکم آیا ہے تم سے کسی قسم کا مجھے سروکار نہیں ہے میں خلافت پناہی کے حکم کی تعمیل کرنے کو موریا کی جانب جانا چاہتا ہوں تم اپنے دل میں کسی طرح کا خطرہ نہ پیدا کرو''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید احتیاط کے خیال سے اپنے دو ایک سپہ سالاروں کو جاسوسی کی غرض سے نیشاپور بھیج دیا تا کہ دم پٹی میں محمد بن طاہر کے خیالات تبدیل کرتے رہیں مقابلہ و جنگ کا انتظام نہ کرنے دیں اس کے بعد خود بھی کوچ کر کے نیشاپور کے قریب پہنچ گیا۔ عمر بن لیث نیشاپور میں داخل ہو کر محمد بن طاہر کو یعقوب بن لیث کے پاس گرفتار کرلایا یعقوب نے اس کو فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے پر سخت وسست کلمات سے مخاطب کیا اور اس کے تمام خاندان کو جو تعداد میں ایک سو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے بجستان کی جانب روانہ کر دیا محمد بن طاہر کے گرفتار ہوتے ہی اس کے توابین کل صوبجات خراسان میں پھیل گئے اور بات ہی بات میں محمد بن طاہر کے عمال کو نکال کر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعات محمد بن طاہر کی حکومت کے گیارہ برس دو مہینے بعد وقوع میں آئے۔

صغار کا ساریہ اور آمل پر قبضہ: الغرض جب یعقوب نے محمد بن طاہر کو گرفتار کرلیا اور خراسان کے تمام صوبجات پر اس کے توابین متعین ومقرر ہو گئے اس وقت اس کے حریف عبداللہ سنجری نے حسن بن زید والی طبرستان کے پاس جا کر پناہ لی۔ یعقوب نے حسن بن زید سے عبداللہ سنجری کے پناہ گزیں ہونے کے متعلق خط و کتابت کی حسن بن زید نے لکھ بھیجا ''میں نے اس کو پناہ دے دی تم کو اگر دعوائے مردانگی ہو تو تیار ہو جاؤ میں عنقریب تمہارے سر پر پہنچا چاہتا ہوں''۔ اس خط کے بعد ہی ۲۶۰ھ میں حسن بن زید یعقوب کے سر پر پہنچ گیا۔ یعقوب نے لشکر مرتب کر کے مقابلہ کیا مقام ساریہ میں صف آرائی کی نوبت آئی دونوں فریق حریف جی توڑ کر لڑنے لگے بالآخر حسن بن زید شکست کھا کر سرزمین دیلم کی جانب بھاگ گیا اور یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمل پر قبضہ کرلیا۔

حسن بن زید کا تعاقب: خاتمہ جنگ اور ساریہ و آمل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد یعقوب نے چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ حسن بن زید کا تعاقب کیا اتفاق سے طبرستان کے پہاڑوں میں جا پہنچا چالیس روز تک مینہ برستا رہا بہ ہزار خرابی و دقت اپنی فوج کی ایک تعداد کثیر کو ضائع کر کے واپس آیا اور ان واقعات کی ایک اطلاعی عرض داشت دربار خلافت میں بھیج دی۔

عبداللہ سنجری کی گرفتاری وقتل: عبداللہ سنجری شکست کے بعد حسن بن زید کے پاس رے کی جانب چلا گیا تھا یعقوب نے یہ خبر پا کر حاکم رے کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا ''بہتر یہ ہے کہ میرے حریف کو میرے حوالے کر دو ورنہ میں تمہارے سر پر پہنچا چاہتا ہوں لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ'' حاکم رے نے عبداللہ سنجری کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا یعقوب نے اس کو قتل کر کے بجستان کی جانب مراجعت کی۔

خراسان پر تسلط: جس وقت حسن بن زید کو طبرستان میں بمقابلہ عبدالرحمٰن بن مفلح شکست ہوئی اور ابن مفلح نے میدان جنگ سے مراجعت کی حسن بن زید نے اسی وقت جرجان پر قبضہ کر لینے کے ارادہ سے جرجان کی جانب کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر والی خراسان نے یہ خبر پا کر ایک لشکر جرجان کی حفاظت کی غرض سے روانہ کیا۔ مگر یہ لشکر اس کو حسن بن زید کے تصرف و غلبہ سے نہ بچا سکا۔ حسن بن زید نے جرجان پر پہنچ کر قبضہ کر ہی لیا اور یہ لشکر دور سے منہ تکتا رہ گیا۔ اس واقعہ سے محمد بن طاہر کی حکومت کو لغزش ہوگئی اکثر صوبجات خراسان میں بدامنی پھیل گئی۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کی کمزوری سے فائدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھانے لگے جن لوگوں کو اس سے کچھ بھی برہمی تھی یا برائے نام پیدا ہوگئی۔ انہوں نے جس طرف سے موقع پایا خروج کر دیا اور محمد بن طاہر ان کی مدافعت نہ کر سکا جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ محمد بن طاہر کے قبضہ سے خراسان نکل گیا اور آل صفار کی کامیابی کے پھریرے ہوا میں اڑنے لگے' جیسا کہ ابھی ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

اذکرتکین کی بداعمالیاں: خلیفہ معتمد نے صوبہ موصل کی گورنری پر سپہ سالارانِ ترک سے اساتکین نامی ایک نامور سپہ سالار کو متعین فرمایا تھا۔ اس نے اپنی جانب سے اپنے لڑکے اذکرتکین کو ماہ جمادی الاول ۲۵۹ھ میں روانہ کیا۔ اذکرتکین نے موصل میں پہنچ کر ادھم مچا دیا' فسق فجور' شراب نوشی' زنا' ظلم اور سفا کی کا دروازہ کھول دیا ایک روز ایک لشکری نے بدمستی کی حالت میں ایک عورت پر اثناء راہ دست درازی کی' عورت چلائی۔ ادریس حمیری نامی ایک بزرگ سیرت نے پہنچ کر اس عورت کی عزت بچائی۔ لشکر نے اذکرتکین سے ادریس کی شکایت جڑ دی اذکرتکین نے ادریس کو گرفتار کرا کے خوب پٹوایا۔

یحییٰ بن سلیمان کا تقرر: اہلِ شہر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے رائے یہ قرار پائی کہ خلیفہ معتمد کو اس کی اطلاع کرنی چاہئے۔ اذکرتکین کو اس مشورہ کی خبر لگ گئی۔ لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا اور بلا استفسار لڑائی شروع کر دی۔ اہلِ شہر بھی جمع ہو کر لڑنے لگے۔ آخر الامر اہلِ شہر نے اذکرتکین کو شہر سے مار کر نکال دیا اور متفق ہو کر یحییٰ بن سلیمان کو حکومت موصل کی کرسی پر بٹھا دیا۔

ہیثم بن عبداللہ کا موصل پر حملہ: اس اثناء میں ۲۶۱ھ کا دور آ گیا۔ اساتکین نے ہیثم بن عبداللہ بن معمر تغلبی عدوی کو صوبہ موصل کی نیابت عطا کی اور اہلِ موصل کی گوشمالی کی تاکید کی چنانچہ ہیثم نے موصل پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ ایک مدت تک اہلِ موصل سے لڑتے رہے۔ طرفین کے ہزار ہا آدمی کام آ گئے۔ ہیثم مجبور ہو کر واپس آیا اساتکین نے بجائے اس کے اسحاق بن ایوب تغلبی (بنو حمدان کے دادا) کو متعین کیا۔ ایک مدت تک اسحاق بھی محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں یحییٰ بن سلیمان علیل ہو گیا۔

اسحاق و یحییٰ میں جنگ: اسحاق نے اس کی علالت کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی محاصرہ میں سختی اور مستعدی سے کام لینے لگا شہر پناہ کی بعض سمت کی دیواریں بھی زمین دوز کر دیں۔ اہلِ شہر نے یحییٰ بن سلیمان کو اسی حالت میں لا کر صف لشکر کے آگے ڈال دیا۔ اہلِ شہر کو اس سے بے حد جوش پیدا ہوا۔ نہایت مردانگی سے حملہ آور ہوئے اسحاق کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی اور اسی جوش سے شروع ہوئی۔ اسحاق اہلِ شہر سے برابر خط و کتابت کر رہا تھا اور ان کو طرح طرح کی امیدیں دلاتا تھا تا آنکہ اہلِ شہر نے اس امر پر مصالحت کر لی کہ اسحاق شہر میں داخل ہو کر ربض میں قیام پذیر ہو چنانچہ اسحاق ایک ہفتہ تک ربض میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد کسی شہری اور اس کے لشکری سے باتوں باتوں (لڑائی) میں چلی جس سے آتش جنگ پھر بھڑک اٹھی۔ اہلِ شہر نے جمع ہو کر اسحاق کو مار کر شہر سے نکال دیا اور یحییٰ بن سلیمان مستقل طور سے موصل پر حکومت کرنے لگا۔

جنگ ابن مفلح و ابن واصل: اس سے پیشتر ہم حرث بن سیما گورنر فارس پر محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی کے حملہ کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ۲۵۶ھ میں فارس پر اس کے متصرف و قابض ہونے کے واقعات بیان کر آئے ہیں' چنانچہ جس وقت خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی فارس کی حکومت بھی عبدالرحمٰن مفلح کو عنایت فرمائی اور جنگ کے ارادہ سے ابنِ واصل کو اہواز کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور طاشتمر کو امدادی فوج کا افسر مقرر کر کے ابنِ مفلح کی کمک پر متعین کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں ابن مفلح اہواز کی جانب سے ابنِ واصل پر حملہ آور ہوا اس کے ہمراہ ابوداؤد دغلوس بھی تھا۔ مقام رام ہرمز میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ابنِ واصل نے پہلے ہی حملہ میں ابنِ مفلح کو شکست دے کر گرفتار کرلیا اور طاشتمر میدان جنگ میں مارا گیا نیز ہزار ہا آدمی مارے اور قید کر لئے گئے۔ ابنِ مفلح کا لشکر گاہ لوٹ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ابنِ واصل سے ابنِ مفلح کی رہائی کے متعلق خط و کتابت شروع کی۔ ابنِ واصل نے ایک خط کا بھی جواب نہ دیا اور بجائے رہا کرنے کے ابنِ مفلح کو خفیہ طور سے مار کر یہ مشہور کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ: اس واقعہ کے بعد ابنِ واصل نے جنگ کے ارادہ سے موسیٰ بن بغا سے واسط کا رُخ کیا۔ رفتہ رفتہ اہواز تک پہنچا ان دنوں اہواز میں ابراہیم بن سیما ایک فوج کثیر لئے ہوئے مقیم تھا۔ اس سے پیشتر موسیٰ بن بغا نے یہ خبر پا کر اور نیز اس وجہ سے کہ فارس میں آئے دن فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے گھبرا کر گورنری سے دربارِ خلافت میں استعفاء پیش کیا جس کو خلافت پناہی نے منظور فرمالیا۔

ابوالساج کی معزولی: جن دنوں ابنِ مفلح اہواز سے فارس کی طرف واپس آ رہا تھا اسی زمانہ میں بجائے اس کے ابوالساج مقرر کیا گیا تھا اور اس کو زنگیوں سے جنگ کی ہدایت کی گئی تھی چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کیا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ علی بن ابان نے اسے شکست دے کر مار ڈالا۔ ابوالساج اس وحشت اثر خبر کو سن کر لشکر گاہ مکرم کی جانب لوٹ آیا۔

علی بن ابان نے اہواز پر قبضہ حاصل کر کے اہواز اور اہلِ اہواز کو جی کھول کر پائمال کیا بازاروں میں آگ لگا دی شاہی مکانات منہدم کرا دیئے۔ اس جاں گداز واقعہ کے بعد ابوالساج گورنری اہواز سے معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے ابراہیم بن سیما متعین ہوا اس زمانہ سے یہ اہواز ہی میں رہا تا آنکہ موسیٰ بن بغا فارس کی گورنری سے استعفاء دے کر واپس آیا۔

فارس پر صغار کا قبضہ: عبدالرحمٰن بن مفلح جنگ ابنِ واصل میں مارا گیا جس کو ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں اور اس واقعہ کی خبر یعقوب بن لیث صغار تک پہنچی۔ حکومت فارس کی طمع دامن گیر ہوگئی فوراً لشکر مرتب کر کے سجستان سے کوچ کر دیا۔ ابنِ واصل کو اس کی خبر لگ گئی۔ ابراہیم بن سیما کی لڑائی چھوڑ کر صغار کی جانب لوٹ پڑا اور صغار کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر اپنے ماموں ابوبلال مرداس کو خط لے کر روانہ کیا۔ صغار نے اس کے جواب میں اپنے قاصد کی معرفت خط بھیجا۔ ابنِ واصل نے قاصد کو گرفتار کر کے دفعتہً حملہ کرنے کی تیاری کر دی۔ اتفاق یہ کہ صغار کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ صغار نے ابوبلال سے مخاطب ہو کر کہا ''دیکھو تمہارے دوست نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی۔ ہمارے قاصد کو گرفتار کر کے حملہ کرنے کی تیاری کر دی ہے۔ مگر ہم کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل و حامی ہے''۔ ابوبلال یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ کچھ جواب نہ بن پڑا صغار نے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے ابنِ واصل کی طرف کوچ کر دیا۔ ابنِ واصل کے ہمراہی روزانہ سفر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھک گئے تھے اور بہت سے کثرت تشنگی سے مر چکے تھے باقی ماندہ جو تھے وہ حواس باختہ بے حس و حرکت پڑے تھے لڑائی اور مقابلہ کی طاقت ان میں کہاں تھی ابنِ واصل اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر بلا جدال و قتال بھاگ کھڑا ہوا صغار نے اس کے لشکر گاہ میں گھس کر جو کچھ پایا معہ اس مال و اسباب کے جو ابنِ مفلح کی شکست سے ابنِ واصل کے ہاتھ آیا تھا لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے صغار کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا اور کل بلاد فارس پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ صوبجات فارس پر اپنی طرف سے عمال مقرر کیے۔

اس مہم سے فارغ ہو کر اہلِ زم پر اس وجہ سے کہ انہوں نے ابن واصل کی حمایت کی تھی صغار نے چڑھائی کر دی اور جوش کامیابی میں اہواز پر قبضہ کر لینے کی بھی طمع دامن گیر ہو گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۸

سامانی حکومت کا قیام ۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

اسد بن سامان خراسانی: بنو سامان کا مورث اسد بن سامان خراسان کے مشہور خاندان کا ایک معزز فرد تھا کبھی یہ اپنے آپ کو اہلِ فارس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور گاہے سامہ بن لوئی بن غالب کی جانب' اسد کے چار بیٹے تھے نوح' احمد' یحییٰ اور الیاس۔ جن دنوں مامون خراسان کی گورنری پر تھا انہیں ایام میں ان لوگوں نے مامون کی خدمت میں شرف حضوری حاصل کی۔ مامون نے ان لوگوں کو عہدہ ہائے جلیلہ سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ جب مامون نے عراق کی جانب مراجعت کی اور خراسان میں اپنی نیابت پر غسان بن عباد کو (یہ فضل بن سہیل کا عزیز تھا) مامور کیا تو اس نے نوح کو سمرقند کی' احمد کو فرغانہ' یحییٰ کو شاش واشروسنہ وغیرہ کی اور الیاس کو ہرات کی حکومت دی۔

طاہر بن حسین: کچھ عرصہ بعد بجائے غسان کے طاہر بن حسین کو خراسان کی حکومت عطا ہوئی اس نے ان لوگوں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ اس کے بعد نوح بن اسد کا انتقال ہو گیا۔ تب طاہر بن حسین نے اس کے صوبہ کو اس کے دو بھائی یحییٰ اور احمد کے صوبجات سے ملحق کر دیا۔ احمد نہایت خوش خلق اور خصائل پسندیدہ سے متصف تھا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد الیاس نے ہرات میں وفات پائی۔

عبداللہ بن طاہر: عبداللہ بن طاہر نے اس کے بیٹے ابو اسحاق محمد بن الیاس کو اس کی جگہ پر مقرر کیا۔ احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے۔ نصر' یعقوب' یحییٰ' اسماعیل' اسحاق' ابو الاشعث' اسد اور ابو غانم حمید' احمد کے انتقال کرنے پر صوبہ سمرقند میں اس کا بڑا بیٹا نصر اس کا قائم مقام بنایا گیا' چنانچہ اس وقت سے تا زمان انقراضِ حکومت بنی طاہر اور اس کے بعد بھی سمرقند کی حکومت اس کے قبضہ میں رہی۔ سمرقند کی سند حکومت اس کو گورنر خراسان کی جانب سے ملتی رہی۔ یہاں تک کہ بنی طاہر کی حکومت درہم برہم ہو گئی۔

یعقوب صفار: دولت صفار کا پھریرہ خراسان میں کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا۔ چنانچہ خلیفہ معتمد نے اپنی جانب سے نصر کو اس صوبہ کی سند گورنری ۲۶۱ھ میں مرحمت فرمائی۔ جب کہ یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو نصر نے اپنی فوجوں کو شط جیحون کی طرف صفار کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کرنے کو روانہ کیا' اتفاق سے اس لشکر کا سردار جنگ صفار کی نذر ہو گیا۔ نصر کا لشکر بخارا لوٹ آیا (احمد بن عمر) والی بخارا جان کے خوف سے شہر چھوڑ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ گیا۔

آل لیث بن نصر: اہلِ بخارا نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو امارت کی کرسی پر بٹھایا پھر کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے احمد بن لیث کو امیر بنایا تھوڑے دنوں بعد اس کو بھی معزول کر کے حسن بن محمد کو شہر کی حکومت سپرد کی پھر جب اس کو بھی معزول کر دیا تو نصر نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی زمام حکومت عنایت کی۔ اس اثناء میں رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا داعی تھا) خراسان کا گورنر ہوا اور صفار اس ملک پر غالب و متصرف ہوئے۔

اسماعیل: اس وقت اسماعیل والیٔ بخارا نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور باہم معاونت و اتحاد کا عہد و پیمان کر کے صوبہ خوارزم کی حکومت حاصل کر لی۔ لوگوں نے اسماعیل و نصر میں کہہ سن کر چخ چلوا دی۔ چنانچہ نصر نے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے رافع ہرثمہ سے مدد طلب کی رافع بن ہرثمہ ایک کثیر التعداد فوج لے کر خود اس کی کمک کو بخارا پہنچا لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی رافع خراسان کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں برہمی پیدا ہوئی جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئی۔ ۲۷۵ھ میں ایک سخت و خوں ریز جنگ کے بعد اسماعیل کو نصر پر فتح نصیب ہوئی جس وقت نصر اسماعیل کے روبرو حاضر ہوا۔ اسماعیل نے دوڑ کر دست بوسی کی اور بدستور کرسی امارت سمرقند پر اس کو جلوہ افروز رکھا۔ خود اس کی نیابت میں بخارا کی امارت کرتا رہا۔ اسماعیل نہایت منکسر مزاج، سخی اور اہلِ علم و دین کا قدردان تھا۔

ولی عہدی کی بیعت: جس وقت موسیٰ بن بغا گورنری ولایت شرقیہ سے مستعفی ہوا خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی احمد موفق کے بھیجنے کا قصد کر لیا تھا چنانچہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے شوال ۲۶۱ھ میں دربارِ عام منعقد کیا امراء وزراء اور ارکینِ سلطنت حسب مدارج حاضر ہوئے۔ خلیفہ معتمد نے ایک مختصر تقریر کے بعد اپنے بیٹے جعفر کو اپنا ولی عہد بنایا اور مفوض الی اللہ کا مبارک لقب مرحمت فرما کر موسیٰ بن بغا کو اس کی نیابت عنایت کی۔ افریقیہ، مصر، شام، جزیرہ، موصل، ارمینیہ، طریق، خراسان اور مہر جانقذق کی سند گورنری عطا فرمائی۔ اس جلسہ میں یہ بھی قرار دیا کہ میرا دوسرا ولی عہد میرا بھائی ابو احمد ہو گا۔ اس کو الناصر الدین اللہ الموفق کا لقب دے کر بلاد شرقیہ، بغداد، کوفہ، طریق مکہ، یمن، کسکر، کور دجلہ، اہواز، فارس، اصفہان، کرخ، دینور، رے، زنجان اور سندھ کی حکومت عنایت کی۔ دونوں ولی عہدوں کے لئے دو لواء سفید و سیاہ بنائے اور یہ شرط کی کہ اگر میں مر جاؤں اور اس وقت تک جعفر بالغ نہ ہو تو پہلے موفق مسندِ خلافت پر متمکن ہو بعد ازاں جعفر۔ اسی شرط کے ساتھ حاضرین سے بیعت لی گئی۔ جعفر کی جانب سے صوبجات مغرب پر موسیٰ بن بغا مامور کیا گیا۔ قلمدان وزارت صاعد بن مخلد کے سپرد ہوا بعد ازاں ۲۷۲ھ میں اس کی بداقبالی کی گھٹا اس کے سر پر چھا گئی معافی کا خواستگار رہا۔ بجائے اس کے اسماعیل بن بابل کو یہ معزز عہدہ عنایت ہوا۔

تقرر ولی عہد کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا موفق نے اپنی جانب سے اہواز، بصرہ اور کور دجلہ پر مسرور بلخی کو مقرر کر کے بطور مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد اپنی روانگی کا عزم کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعقوب صفار سے جواب طلبی: جس وقت یعقوب صفار نے فارس کو ابنِ واصل کے اور خراسان کو ابنِ طاہر کے قبضہ سے نکال کر اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا اور اس کی خبر دربارِ خلافت تک پہنچی تو خلیفہ معتمد نے سر دربار کہہ دیا ''حاشا وکلا میں نے یعقوب صفار کو فارس وخراسان پر قبضہ لینے کی اجازت نہیں دی اور نہ میں نے اس کو ان افعال کے کرنے کی ہدایت کی جس کا وہ مرتکب ہوا ہے۔ مجھ کو اس کے اس فعل سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی ہے''۔ موفق نے گزارش کی ''امیر المؤمنین! ایسے خودسر شخص کی سرکوبی کرنا ضروری ہے۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ پہلے اس سے جواب طلب کیا جائے''۔

خلیفہ معتمد نے اس رائے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھ کر اسماعیل بن اسحاق اور فواج نامی ایک نامور سپہ سالار ترک کو صفار کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ مابدولت واقبال کو تمہاری یہ دست درازی مطبوع خاطر اقدس نہیں ہوئی۔ بہتر یہ ہے کہ تم انہیں بلاد کی حکومت پر اکتفا کرو جو تم کو دربارِ خلافت سے مرحمت ہوئے ہیں اور میں ان لوگوں کو جو تمہارے ہمراہیوں میں سے ہیں اور جن کو میں نے محمد بن طاہر کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا رہا کر کے تمہارے پاس بھیجتا ہوں''۔ اسماعیل تھوڑے دنوں بعد صفار کے پاس سے واپس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ صفار کا قصد موصل کی طرف بڑھنے کا ہے۔ موفق ان واقعات سے مطلع ہو کر زنگیوں کی مہم پر جانے سے رک رہا۔ ہاں اسماعیل کے ساتھ صفار کا حاجب ذرہم نامی بھی حکومت طبرستان' خراسان' جرجان' رے' فارس اور افسری پولیس بغداد کی سند حاصل کرنے کو دربارِ خلافت میں آیا تھا چنانچہ خلیفہ معتمد نے علاوہ صوبجات بجستان اور کرمان کے جو کہ پہلے سے اس کے قبضہ میں تھے۔

یعقوب صفار کی روانگی: ان صوبجات کی سند گورنری بھی عنایت جن کی حکومت کی صفار نے استدعا کی تھی۔ ذرہم مع عمر بن سیما کے صوبجات مذکورہ الصدر کی گورنری کی سند لئے ہوئے صفار کے پاس واپس آیا۔ صفار نے یہ لکھ کر کہ ''میں شکر و احسان کی غرض سے امیر المؤمنین کے دردولت پر حاضر ہوا چاہتا ہوں''۔ اپنے لشکر گاہ مکرم سے کوچ کر دیا ابو الساج والی اہواز چونکہ صفار کے ماتحت تھا یہ خبر پا کر استقبال کی غرض سے شہر سے باہر آیا عزت واحترام سے صفار کو شہر میں لے گیا۔ بڑی دھوم کی دعوت کی۔ صفار ایک دو روز قیام کر کے بغداد کی جانب روان ہوا۔ یہ حالات تو صفار کے تھے۔

جنگ صفار وموفق: اب دربارِ خلافت کا رنگ ڈھنگ ملاحظہ کیجئے کہ جس وقت قاصدوں نے واپس ہو کر صفار کی عرضی پیش کی اہلِ دربار کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ سکتہ کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا۔ کسی نے کہا ''اس کی نیت اچھی نہیں ہے''۔ کوئی بولا ''بڑا نمک حرام ہے''۔ غرض ہر شخص اپنی فہم کے مطابق رائے زنی کر رہا تھا۔ اتنے میں خلافت پناہی اٹھ کھڑے ہوئے اور بغداد سے نکل کر زغفرانیۃ میں پہنچ کر لشکر آرائی کی اور اپنے بھائی موفق کو بہ قصد جنگ صفار کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ رجب ۲۶۲ھ میں صفار کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ موفق کے میمنہ پر موسیٰ بن بغا تھا۔ میسرہ میں مسرور بلخی اور قلبِ لشکر میں خود موفق پہلے صفار کے میمنہ اور موفق کے میسرہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ موفق کا میسرہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن سیما وغیرہ نامی نامی سپہ سالار اس معرکہ میں کام آئے۔ موفق نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر منہزموں کو آواز دی اور ان کو حکمت عملی سے واپس لا کر دوبارہ صفار کے لشکر پر حملہ کیا۔ صفار کی فوج نے بھی جی توڑ کر مقابلہ کیا جنگ وخوں ریزی کی گرم بازاری ہو گئی لاشوں کے انبار لگ گئے۔ آخر وقتِ عصر تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعقوب صفار کی شکست: اس اثناء میں خلیفہ معتمد کی جانب سے محمد بن اوس اور دیرانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے موفق کی کمک پر آ گیا۔ دونوں فوجیں مجموعی قوت سے صفار کے لشکر پر دو طرف سے حملہ آور ہوئیں۔ صفار کی فوج اس نا قابل برداشت حملہ سے گھبرا گئی۔ اکثر ہمراہی اس گھبراہٹ میں مارے گئے۔ خلیفہ کی امدادی فوج دیکھ کر صفار کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا صفار بھی مجبوراً اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹا موفق کی فوج نے تعاقب کیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ تقریباً دس ہزار گھوڑے' خچر اور چوپائے ہاتھ آئے مال و اسباب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ بار برداری کو جانور نہ ملتے تھے۔ محمد بن طاہر والی خراسان بھی پابہ زنجیر اسی لشکر گاہ میں تھا۔ صفار کی شکست سے اس کی قسمت کھل گئی۔ قید کی تکلیف سے رہائی ملی شکریہ ادا کرنے کے لئے موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اس کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر محکمہ پولیس بغداد کی افسری عنایت کی۔

صفار میدانِ جنگ سے شکست کھا کر خوزستان کی طرف روانہ ہوا اور جند سابور میں پہنچ کر قیام کیا۔ زنگیوں کے سردار نے خط و کتابت شروع کی دوبارہ جنگ کرنے پر ابھارنے لگا اور امداد و اعانت کا وعدہ کیا۔ صفار نے جواب میں سورۂ کافرون یعنی ﴿قل یاایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون تا آخر سورہ﴾ لکھ بھیجی۔

ابن واصل کو فارس کی سند گورنری: ان واقعات کے اثناء میں ابنِ واصل نے صفار کو مصروف جنگ دیکھ کر فارس پر قبضہ کر لیا دربارِ خلافت میں اطلاعی عرض داشت روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر فارس کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ صفار نے یہ خبر پا کر ایک لشکر بسر افسری عمر بن السری فارس پر بھیج دیا' جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی ابنِ واصل کو نکال باہر کر کے قبضہ کر لیا انہیں دنوں صفار نے محمد بن عبداللہ بن ہزار مرد کردی کو اہواز کی حکومت پر مامور کیا۔

خلیفہ معتمد و موفق کی مراجعت: مہم صفار کے خاتمہ پر خلیفہ معتمد نے سامرا کی طرف مراجعت کی اور موفق واسط کی جانب لوٹ آیا۔ قصد مصمم صفار کے تعاقب کرنے کا تھا لیکن علالت طبیعت کی وجہ سے بغداد واپس آیا اس کے ساتھ مسرور بلخی بھی تھا بعد موسیٰ بن بغا کے زنگیوں کے مقابلہ پر بھیجا گیا چونکہ ابوالساج نے صفار کی مہمان داری اور مدارت کی تھی اس روسے اس کی جاگیرات اور مال و اسباب ضبط کر کے مسرور بلخی کو مرحمت ہوا اور محمد بن طاہر محکمہ پولیس بغداد کی افسری کرنے لگا۔

زنگیوں کے حالات: اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مسرور بلخی موسیٰ بن بغا کے بعد زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا اس کے بعد موفق کا قصد روانگی تھا۔ لیکن صفار کے واقعات پیش آ جانے کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا۔ صفار کی معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ مسرور بھی خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق دربارِ خلافت کو واپس آیا زنگیوں کے سردار نے عساکر سلطانیہ سے میدان خالی دیکھ کر اپنی فوج کو چاروں طرف قتل و غارت کرنے کو پھیلا دیا۔ چنانچہ سلیمان بن جامع کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطیحہ کی جانب روانہ کیا اور سلیمان بن موسیٰ کو قادسیہ کی طرف شب خون مارنے کے لئے بھیجا اس اثناء میں ابنِ ترکی سپہ سالار زدوایا کے ایک راستہ شاہی لشکر لئے ہوئے زنگیوں کی فوج سے جنگ کرنے کو آ پہنچا۔ سلیمان بن موسیٰ سے مقابلہ ہو گیا تقریباً ایک ماہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر سلیمان بن موسیٰ میدان جنگ سے شکست کھا کر سلیمان بن جامع کی جانب مائل ہوا خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالاروں اغرتمش اور حشیش کو براہ دریا اور خشکی حملہ آور ہونے کا حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا سلیمان نے یہ خبر پا کر اپنے ہمراہیوں کے حصہ کثیر کو جنگل میں چھپا دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک طبلوں کی آواز نہ سننا اس وقت تک حملہ آور نہ ہونا۔ جوں ہی اغرتمش مقابلہ پر آیا زنگیوں کی چھوٹی سی جماعت نے لشکر گاہ سے نکل کر صف آرائی کی اور شاہی لشکر کو اپنے مقابلہ میں مصروف و مشغول کر لیا۔ سلیمان نے اپنی فوج کی ایک دوسری ٹکڑی کو لے کر شاہی لشکر کے پیچھے سے حملہ کیا۔ قریب پہنچ کر طبلوں کو بجوایا نقاروں پر چوب کا پڑنا تھا کہ جنگل سے غول بیابانی کا جھنڈ نکل پڑا اغرتمش کی رکاب کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ حشیش مارا گیا زنگی فوجیں لشکر گاہ تک تعاقب میں بڑھ گئی جو کچھ پایا لوٹ لیا اور چار کشتیاں پکڑ لیں۔ لیکن اغرتمش نے اپنی شکست خوردہ فوج کو پھر جمع کر کے دوبارہ حملہ کیا۔ جو کچھ زنگی شاہی لشکر گاہ سے لوٹ لے گئے تھے ان کو واپس بلا لیا۔

سلیمان مظفر و منصور حشیش کا سر لئے ہوئے خبیث (اپنے سردار) کے پاس واپس آیا خبیث نے حشیش کے سر کو علی بن ابان کے پاس اطراف اہواز میں بھیج دیا۔

محمد بن عبید اللہ اور خبیث میں معاہدہ: دوسری لڑائی زنگیوں کی احمد بن کیتونہ سے ہوئی اور اس میں ان کو بہت بری طرح سے شکست اٹھانی پڑی۔ مسرور بلخی نے اہواز کی جانب احمد بن کیتونہ کو روانہ کیا تھا۔ چنانچہ مقام سوس کے قریب پہنچ کر جند سابور میں قیام کیا اور صفار کی طرف سے محمد بن عبید اللہ ابن ہزار مرو کردی والی اہواز تھا اس نے شاہی سطوت سے خائف ہو کر خبیث سے خط و کتابت کی' یہ طے پایا کہ علی بن ابان کو اہواز کی گورنری دی جائے اور محمد کو اس کی نیابت۔ بروقت مقابلہ ایک دوسرے کا معاون و مددگار رہوگا۔ اس عہد و پیمان کی توثیق کی غرض سے دونوں تشتر میں مجتمع ہوئے۔ احمد نے ان کی سازش سے مطلع ہو کر جند سابور سے سوس کی طرف کوچ کر دیا۔

احمد اور زنگیوں میں جنگ: اس عہد نامہ کا ایک یہ پیمان بھی ہوا تھا کہ اہواز کے منابر پر خبیث کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ لیکن جمعہ کے روز تشتر میں محمد نے معتضد اور صفار کے نام کا خطبہ پڑھ دیا خبیث کا ذکر تک نہ آیا علی بن ابان کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی' فوراً اہواز کی جانب مراجعت کی۔ احمد بن کیتونہ بھی یہ خبر پا کر تشتر سے اہواز کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں دونوں بھڑ گئے۔ احمد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی وہ تشتر میں آ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ علی بن ابان نے تعاقب کیا تشتر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ دونوں حریف جی توڑ کر خوب لڑے۔ فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے آخرالامر علی کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس معرکہ میں کام آ گیا تن تنہا جان بچا کر بھاگا اہواز پہنچا۔ اہواز میں اپنے لشکر پر ایک شخص کو اپنا نائب بنا کر زخموں سے چور چور تھا علاج کرنے کو خبیث کے لشکر گاہ میں چلا آیا اور اپنے بھائی خلیل کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ احمد کی طرف روانہ کیا احمد ان دنوں لشکر گاہ مکرم میں تھا خلیل کی آمد کی خبر پا کر چند دستہ فوج کو کمیں گاہ میں بٹھا دیا اور خود پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے پیچھے ہٹا زنگی فوجیں جوش کامیابی میں بڑھتی گئیں تا آنکہ اس مقام سے گزر گئیں جہاں کہ احمد کی فوج چھپی ہوئی تھی' زنگیوں کا آگے بڑھنا تھا کہ احمد کی فوج نے کمیں گاہ سے نکل کر دفعتاً حملہ کر دیا۔ زنگیوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور ایک بہت بڑی جماعت اس معرکہ میں کام آ گئی منہزموں نے علی بن ابان کے پاس جا کر دم لیا۔ علی بن ابان نے اسی وقت اپنی فوج کے ایک حصہ کو بقیہ منہزموں کے روکنے کو سرقان کی جانب روانہ کیا۔ احمد نے یہ سن کر اپنے لشکر کے چند کارآزمودہ سواروں کو ان کی روک تھام کے لئے بھیج دیا' جن کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنگیوں نے پہلے ہی حملہ میں پامال کر کے صفحہ دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔

ابراہیم کا قتل: اس واقعہ[1] کے بعد ہی صفار نے چند آدمیوں کو ابراہیم کے پیچھے سرخس کی جانب روانہ کیا ان لوگوں نے سرخس میں پہنچ کر ابراہیم کا کام تمام کر دیا۔ ابراہیم کے مارے جانے پر صفار نے ۲۶۱ھ میں سجستان کی جانب مراجعت کی بوقت روانگی نیشاپور پر عزیز بن مصری کو اور ہرات پر اپنے بھائی عمر بن لیث کو متعین کیا اور عمر بن لیث نے ہرات کی نیابت طاہر بن حفص باذغیسی کو مرحمت کی۔

خجستانی: خجستانی میں فتنہ و فساد کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ہر وقت اس کی رگوں میں شرارت اور بدمعاشی کا خون دورہ کر رہا تھا' صفار سے تو کچھ پیش نہ کی گئی بڑے غور و فکر سے ایک یہ بہانہ نکالا کہ اس کے بھائی علی بن لیث کے پاس جا کر ادھر اُدھر کی باتیں کر کے کہنے لگا ''تم نے یہ دیکھا ہے کہ تمہارے دونوں بھائیوں یعقوب صفار اور عمر بن لیث نے خراسان کو باہم تقسیم کر لیا اور تم کو ایک بالشت زمین بھی نہ دی جس سے تم کو بھی کچھ دلچسپی ہوتی۔ مزہ یہ ہے کہ خراسان میں تمہارے قابو کا ایک شخص بھی نہیں جو تمہارے حقوق کی نگہداشت کرے اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے خراسان بھیج دو میں تمہارے کاموں کو نہایت مستعدی سے انجام دوں گا اور تمہارے حقوق کی بخوبی نگہداشت کروں گا''۔ علی بن لیث اس دم پٹی میں آ گیا اپنے بھائی یعقوب صفار سے اس امر کی اجازت طلب کی صفار نے اجازت دے دی۔ غرض کہ اس معقول بہانہ سے صفار کے ساتھ نہ گیا۔

نیشاپور اور بسطام پر قبضہ: جوں ہی صفار نے مع اپنے بھائی اور ہمراہیوں کے کوچ کیا۔ خجستانی آدمیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہوا تھوڑے دنوں میں ایک گروہ جمع کر کے صوبہ نیشاپور کے ایک شہر پر چڑھائی کر دی اور غفلت کی حالت میں حملہ کر کے اس کے عامل کو نکال دیا بعد ازاں قومس کی طرف بڑھا بسطام میں ایک خوں ریز جنگ کے بعد اس پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ یہ واقعات ۲۶۱ھ کے ہیں۔ اس کے بعد اوائل ۲۶۲ھ میں لشکر مرتب کر کے نیشاپور پر حملہ کیا۔ نیشاپور کی گورنری پر عزیز بن سری تھا خجستانی کی آمد کی خبر پا کر بھاگ گیا۔ خجستانی نے نیشاپور پر بھی بلا جدال و قتال اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور بنو طاہر کی حکومت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ تسلط و تصرف کے بعد رافع بن ہرثمہ کو بلا بھیجا' جب یہ آ گیا تو اس کو اپنے

---

[1] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ احمد بن عبداللہ خجستانی جبال ہرات صوبہ باذغیس کا رہنے والا۔ محمد بن طاہر کے ہوا خواہوں سے تھا جس وقت صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت احمد بن عبداللہ خجستانی نے صفار کے دربار میں حاضر ہو کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کیا۔ ابراہیم کے دو بھائی اور تھے ابو حفص یعمر' ابو طلحہ منصور۔ ان میں سے ابراہیم معمر و مسن تھا چونکہ زمانہ جنگ حسن بن زید میں جرجان میں اس نے یعقوب صفار کے ساتھ جاں نثاری کے ساتھ کارنمایاں کئے تھے۔ اس وجہ سے جب یہ نیشاپور میں صفار کی خدمت میں حاضر ہوا تو صفار نے اس کو کمال احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا خجستانی کی آتش حسد اس سے بھڑک اٹھی سادہ لوح ابراہیم کو یہ پٹی دی کہ صفار تمہارے ساتھ عذر کیا چاہتا ہے قرینہ یہ ہے کہ اس نے تم کو خلعت سے سرفراز فرمایا کیونکہ جس کو وہ خلعت دیتا ہے اس کے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ بدسلوکی اور عذر کرتا ہے۔ ابراہیم نے گھبرا کر دریافت کیا ''اچھا بتلایئے اس سے اب نجات کس طرح ملے گی''۔ خجستانی نے جواب دیا ''بہتر یہ ہے کہ ہم اور تم تمہارے بھائی یعمر کے پاس بھاگ چلیں مجھے خود بھی اس سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے''۔ یعمر ان دنوں بلخ میں ابوداؤد ناہجوزی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ ابراہیم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی شب کو وقت اور مقام مقرر کر کے نکل کھڑا ہوا۔ مقام موعود پر ابراہیم پہلے پہنچا۔ تھوڑی دیر تک انتظار کر کے سرخس کی جانب چل کھڑا ہوا۔ خجستانی بعد روانگی ابراہیم۔ دربار صفار میں حاضر ہوا اور یہ فقرہ دیا کہ ''جس کو آپ نے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا وہ تو جاسوس تھا۔ آپ کے حالات دریافت کر کے سرخس چلا گیا''۔ صفار نے اسی وقت چند آدمیوں کو ابراہیم کے تعاقب پر روانہ کیا۔ چنانچہ سرخس میں پہنچ کر ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸'۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی۔

ابوحمص یعمر کی گرفتاری: ابوحفص یعمر سے سرکبی نے جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ یہ تحریک کی کہ آیئے ہم اور آپ متفق ہو کر انہی مخالفوں کو اس ملک سے نکال دیں۔ یعمر نے اس کے قول وفعل پر اعتماد نہ کیا اور بلخ کے محاصرہ سے دست کش ہو کر ہرات کی طرف چلا گیا اور طاہر بن حفص (عمر بن لیث کے نائب) کے ہاتھ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا۔ طاہر بن حفص انہیں واقعات میں یعمر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ خجستانی کو اس کی خبر لگی۔ تیار ہو کر فوراً یعمر پر فوج کشی کر دی جس وقت مقابلہ پر پہنچا بجائے جنگ کے حکمت عملی سے کام لینے لگا۔ یعمر کے سپہ سالار[1] سے جو کہ ابوطلحہ منصور کے ساتھ مانوس ومالوف تھا اس شرط سے سازش کر لی کہ تم یعمر کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کر دو میں ابوطلحہ کو تمہارے سپرد کر دوں گا۔ چنانچہ اس نمک حرام سپہ سالار نے یعمر کو دعوت کے بہانہ اپنے گھر میں بلایا۔ خجستانی نے اسی وقت حملہ کر کے یعمر کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر نیشاپور میں اپنے نائب کے پاس بھیج دیا۔ نائب نے یعمر کو بار حیات سے سبک دوش کر دیا۔

خجستانی عامل کا نیشاپور سے اخراج: یعمر کے ہمراہیوں نے جمع ہو کر ابوطلحہ کو امیر لشکر بنایا ابوطلحہ نے اس نمک حرام سپہ سالار کو جس نے اپنے آقائے نعمت کے ساتھ دغابازی کی تھی۔ قتل کر ڈالا اور سامانِ سفر درست کر کے نیشاپور کی جانب کوچ کر دیا۔ نیشاپور پہنچ کر حسین بن طاہر سے ملاقات ہوئی۔ یہ اصفہان سے اس امید پر آیا تھا کہ چونکہ خجستانی بنو طاہر کی حکومت کا خواہاں ہے اس وجہ سے میرے نام کا خطبہ پڑھے گا۔ لیکن خجستانی کے نائب نے حسین بن طاہر کا نام خطبہ میں نہ پڑھا۔ اگلے جمعہ کو ابوطلحہ نے نماز پڑھائی اور اس نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا دونوں نے جمع ہو کر خجستانی کے عامل کو نیشاپور سے نکال کر قیام کر دیا۔

خجستانی کی مراجعت: خجستانی یہ خبر پا کر ہرات سے نیشاپور پر چڑھ آیا اسکے رکاب میں بارہ ہزار فوج تھی۔ جب نیشاپور کی تین منزلیں باقی رہیں اپنے بھائی عباس کو حملہ کے ارادے سے بڑھنے کا حکم دیا۔ ابوطلحہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا عباس شکست کھا کر بھاگا۔ خجستانی شکست کی خبر سن کر ایسے اضطراب میں ہرات کی جانب لوٹا کہ اسکو اپنے شکست خوردہ بھائی کی بھی خبر نہ رہی۔ ہرات پہنچ کر ہوش وحواس درست ہوئے تو عباس کی فکر ہوئی اعلان کر دیا کہ جو شخص عباس کا پتہ لگا دے گا اسکو اس قدر انعام پا جائے گا۔ کسی نے پتہ لگانے کا اقرار نہ کیا۔ مگر رافع بن ہرثمہ نے عباس کی سراغ رسانی کا بیڑا اٹھالیا۔

رافع بن ہرثمہ کا فریب: ابوطلحہ کی طرف آیا امان کی درخواست کی ابوطلحہ نے امان دے دی۔ رافع نے ابوطلحہ کے پاس جا کر اپنا اعتبار ایسا بڑھایا کہ ابوطلحہ ہر کام میں اس سے مشورہ لینے لگا کچھ عرصہ بعد خفیہ طور سے عباس کے حالات خجستانی کو لکھ بھیجے۔ بعد ازاں ابوطلحہ نے رافع کو معہ دو سپہ سالاروں سے بیہق کی جانب خراج وصول کرنے کو بھیجا۔ رافع نے بیہق پہنچ کر باطمینان تمام خراج وصول کیا اور دونوں سپہ سالاروں کو حالتِ غفلت میں گرفتار کر کے خجستانی کی جانب کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں تھک کر ایک گاؤں کے کنارہ قیام پذیر ہوا اس گاؤں میں پہلے سے علی بن یحییٰ خارجی مقیم تھا۔ ابنِ طاہر اور ابوطلحہ نے رافع کی اس بے عنوانی اور بدعہدی سے مطلع ہو کر اسی وقت حملہ کر دیا رات کے وقت اس گاؤں میں پہنچے۔ جہاں کہ علی بن یحییٰ

[1] اس سپہ سالار کا نام عبداللہ بن ہلال تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارجی مقیم تھا۔ ابوطلحہ نے یہ خیال کر کے یہ رافع ہے چھاپہ مارا رافع موقع پا کر نو دو گیارہ ہو گیا صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ رافع نہیں ہے۔ غلطی سے علی بن یحییٰ پر ہاتھ صاف کیا گیا۔

محاصرہ نیشاپور: رجب ۲۶۲ھ میں ابنِ طاہر نے اسحاق شاری کو بسرافسری ایک عظیم الشان فوج کے جرجان کی جانب حسن بن زید اور دیلم سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ اسحاق نے دیلم کو سختی کے ساتھ پائمال کیا مگر کچھ عرصہ بعد فتح مندی کے غرور میں ابنِ طاہر سے باغی ہو گیا۔ ابنِ طاہر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسحاق کی سرکوبی کو گیا۔ اسحاق نے اثناء راہ میں موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا۔ ابنِ طاہر کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ مجبوراً ابنِ طاہر بھاگ کر نیشاپور آیا۔ اہلِ نیشاپور نے اس کو کمزور تصور کر کے شہر سے نکال باہر کیا۔ ابنِ طاہر نے نیشاپور سے نکل کر ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قیام کیا۔ لشکر کے فراہم کرنے اور ترتیب دینے میں مصروف ہوا جب ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا تو اہلِ نیشاپور سے لڑائی چھیڑ دی اور اثناء جنگ میں اہلِ نیشاپور کی جانب سے ایک خط اسحاق کے نام لکھ بھیجا اس مضمون کا کہ "چونکہ ابنِ طاہر اور ابوطلحہ نے ہم کو گھیر لیا ہے تم یہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ تا کہ ہم تم کو اپنے شہر پر قبضہ دے کر تمہارے ساتھ ہو کر ان دونوں سے مقابلہ کریں"۔ دوسرا خط اسحاق کی طرف سے اہلِ نیشاپور کے نام اس مضمون کا تحریر کیا "میرے پیارہوا خواہو! میں تمہارے لکھنے کے مطابق تمہاری امداد کرنے کو حاضر ہوں ذرا تم مستعدی سے کام لو حدود نیشاپور کی کامل طور سے محافظت کرو عنقریب تمہاری مدد کو پہنچا چاہتا ہوں"۔ اس خط کے روانہ کرنے کے بعد تھوڑے سے لشکر کے ساتھ خود بھی نیشاپور کو روانہ ہو گیا جوں ہی نیشاپور کے قریب پہنچا ابوطلحہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اسحاق گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ تو آیا ہی تھا مع اپنے ہمراہیوں کے مارا گیا۔ ابوطلحہ نے اس کے بعد نہایت شدت سے نیشاپور کا محاصرہ کیا۔

نیشاپور پر خجستانی کا قبضہ: اہلِ نیشاپور نے مجبور ہو کر خجستانی سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو اپنی حمایت کے لئے بلا بھیجا چنانچہ خجستانی ہرات سے متواتر دو شبانہ روز سفر کر کے نیشاپور آ پہنچا۔ رات کا وقت تھا اہلِ نیشاپور نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خجستانی شہر میں داخل ہو کر لشکر کی فراہمی اور محاصرہ کے توڑنے کا انتظام کرنے لگا۔ ابوطلحہ نے یہ سن کر حسن بن زید سے امداد طلب کی حسن بن زید نے پوری مدد دی مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ محاصرہ سے دست کش ہو کر بلخ کی جانب واپس آیا اور ابوداؤد ناہجوزی پر محاصرہ ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۲۶۵ھ کا ہے۔

حسن بن زید سے جنگ: نیشاپور سے حسن بن زید پر چڑھائی کر دی اس وجہ سے کہ اس نے اس کے مقابلہ پر ابوطلحہ کو مدد دی تھی۔ اہلِ جرجان جمع ہو کر حسن بن زید کی کمک پر آئے لیکن خجستانی نے ان کو بھی نیچا دکھا کر چالیس لاکھ درہم تاوان جنگ وصول کئے (یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۶۵ھ کا ہے)

خجستانی اور عمرو بن لیث: انہیں ایام میں یعقوب صفار نے وفات پائی بجائے اس کے عمرو بن لیث حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور خجستانی نے جرجان سے نیشاپور کی جانب مراجعت کی عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر ہرات سے حملہ کر دیا۔ ایک نہایت سخت و خوں ریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست اٹھا کر نقصان کے ساتھ ہرات واپس آنا پڑا اور خجستانی نیشاپور میں ٹھہرا رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ عمرو بن لیث کو سلطان وقت کی طرف سے سرداری کی سند حاصل ہوئی تھی۔ اس وجہ سے فقہاء اور امراء نیشاپور کا میلان طبع اس کی جانب تھا۔ خجستانی کی آنکھوں میں یہ میلان کانٹا سا کھٹکتا تھا موقع پا کر اپنے اطمینان قلب کی غرض سے ایک دوسرے سے لڑا دیا۔ بعدازاں ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوج کشی کی عمرو بن لیث کا ایک مدت تک حصار کئے رہا مگر فتح یابی حاصل نہ ہوئی تو اپنے نائب کو نیشاپور میں چھوڑ کر بجستان چلا آیا۔

عمرو بن لیث کا نیشاپور پر قبضہ: خجستانی کے نائب نے نیشاپور میں خودمختاری حاصل ہوتے ہی ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ اہلِ شہر کے ساتھ ظلم وسفا کی سے پیش آنے لگا۔ اوباش مزاجوں آبرو باختہ اور مفسدہ پردازوں کو اس سے بہت بڑی مدد ملی۔ دن دہاڑے لوگوں کو لوٹنے لگے۔ امراء ورؤساء نیشاپور نے جمع ہو کر خجستانی کے نائب پر حملہ کر دیا ساتھ ہی اس کے عمرو بن لیث سے امداد طلب کی چنانچہ عمرو بن لیث نے ایک لشکر اہلِ نیشاپور کی کمک پر بھیج دیا خجستانی کا نائب گرفتار کر لیا گیا اور عمرو بن لیث کی فتح یابی کے پھریرے کامیابی کی ہوا کے ساتھ شوخیاں کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر خجستانی تک پہنچی' آگ بگولہ ہو گیا۔ لشکر مرتب کر کے نیشاپور آ پہنچا اور بزور تیغ عمرو بن لیث کے لشکر کو نکال کر دوبارہ قبضہ کر کے اختتام ۲۶۷ھ تک ٹھہرا رہا۔ عمرو بن لیث نے خجستانی سے تنگ آ کر ابوطلحہ کو جب کہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابوطلحہ ایک عظیم الشانی فوج لے کر آیا عمرو بن لیث نے بڑی خاطر و مدارات کی' بہت سامال نذر کیا اور خراسان میں اس کو چھوڑ کر بجستان کی طرف کوچ کر دیا۔ خجستانی نے بھی یہ سن کر سرخس کا رخ کیا۔ کیونکہ اس وقت تک سرخس عمرو بن لیث کے قبضہ میں تھا ایک گورنر یہاں موجود تھا۔ ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر مزاحمت کی لڑائی ہوئی۔ ابوطلحہ میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ خلم پہنچا۔ خجستانی نے تعاقب کیا اور خلم میں پہنچ کر دوبارہ شکست دی ابوطلحہ بجستان کی طرف بھاگا اور خجستانی نے طخارستان میں قیام کر دیا۔ اس کے بعد ابوطلحہ نے اپنی منتشر قوت کو پھر جمع کیا اور چاروں طرف سے لشکر فراہم کر کے نیشاپور پر چڑھ آیا۔ خجستانی کے اہلِ وعیال کو گرفتار کر لیا۔ جس وقت خجستانی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اسی وقت طخارستان سے نیشاپور کی جانب روانہ ہو گیا۔

ابوالعباس نوفلی کی شکست وقتل: واقعات متذکرہ بالا سے جب ابنِ طاہر اور اس کے ہوا خواہوں کے دلوں پر یہ امر مرتسم ہو گیا کہ خجستانی کی یہ ساری کوششیں اپنے ذاتی نفع کے لئے ہیں اور اس پردہ میں کہ وہ ابنِ طاہر کی حکومت کا داعی ہے اپنی امارت حاصل کرنے کی فکر میں ہے۔ اس وقت سے خجستانی کی بیخ کنی کا خیال استحکام کے ساتھ دماغ میں جاگزیں ہو گیا۔ اتفاق سے ان دنوں احمد بن محمد بن طاہر صوبہ خوارزم کی گورنری پر فائز تھا اس نے اپنے ایک نامور سپہ سالار ابوالعباس نوفلی کو پانچ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت کے ساتھ خجستانی کے استقبال کی غرض سے نیشاپور کی جانب روانہ کیا۔ خجستانی یہ خبر پا کر شہر سے باہر آیا اور چند لوگوں کو بطور سفیر کے نوفلی کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ "قتل وخوں ریزی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ بے وجہ تم مجھ سے جنگ نہ کرو"۔ نوفلی نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کر پٹوایا اہلِ نیشاپور کو اس سے حد درجہ کا اشتعال پیدا ہوا ہر کہ ومہ جمع ہو کر خجستانی کے پاس آئے اور صف آرائی کی ٹھہرائی۔ نوفلی نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر خجستانی نے نوفلی کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے بعد یہ خبر پا کر کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن طاہر نے مرو میں وہاں کے رہنے والوں سے جبر وظلم سے دو سال کا خراج پیشگی وصول کر لیا ہے براہ ابیورد ایک شبانہ روز میں مسافت طے کر کے مرو میں پہنچ کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر لیا اور بجائے اس کے مرو کی حکومت پر موسیٰ بلخی کو مامور کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد حسین بن طاہر وارد ہوا اور اہلِ مرو کے ساتھ یہ حسن وسلوک پیش آیا جس سے تھوڑے دنوں میں بیس ہزار درہم فراہم ہو گئے۔

خجستانی کا قتل: جس وقت خجستانی کے اہلِ وعیال اور والدہ نیشا پور میں گرفتار کر لئے گئے اور اس کو طخارستان میں اس کی خبر لگی اور خبر سننے کے ساتھ ہی نیشا پور کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ مقام ہرات میں ابوطلحہ کے ایک غلام نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی خجستانی نے امان دے دی اور اپنی خدمت خاص میں رکھ لیا یہ امر خجستانی کے اس غلام (رام جور نامی) کو جو پہلے سے خدمت میں رہتا تھا اس درجہ شاق گزرا کہ وہ خجستانی کے قتل کے درپے ہو گیا اور وقت کا انتظار کرنے لگا اتفاق یہ کہ خجستانی کا ایک دوسرا غلام قتلغ نامی بھی اس سے ساز کر گیا وجہ یہ تھی کہ خجستانی نے ایک روز غصہ میں آ کر اس کی ایک آنکھ نکلوالی تھی۔ چنانچہ ان دونوں غلاموں نے متفق ہو کر ۲۶۸ھ میں خجستانی کے شیرازۂ حیات کو درہم برہم کر ڈالا۔ خجستانی کو قتل کر کے رامجور نے اس کی انگلی سے انگشتری نکال لی اور مع چند لوگوں کے اصطبل کی طرف گیا۔ داروغہ اصطبل کو انگشتری دکھا کر گھوڑے تیار کرائے اور ان پر سوار ہو کر ابوطلحہ کو اس واقعہ سے مطلع کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

جب خجستانی حسب معمولی دربار عام میں نہ آیا اور ارکینِ دولت سپہ سالاران انتظار کرتے کرتے اکتا گئے تو سب کے سب باتفاق رائے دریافت حال کی غرض سے خجستانی کے خیمہ میں گئے دیکھا کہ مردہ پڑا ہوا ہے سب کے ہوش وحواس جاتے رہے ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے داروغہ اصطبل نے رامجور کے جانے اور انگشتری دکھا کر گھوڑے تیار کرانے اور پھر اس پر سوار ہو کر جانے کا حال بتلایا سب دیوانہ وار اس کی تلاش کرنے لگے لیکن اس وقت نہ پایا۔ چند دنوں بعد اتفاق سے ہاتھ آ گیا مار ڈالا۔ پھر سب نے متفق ہو کر رافع بن ہرثمہ کے سر پر امارت کی ٹوپی رکھ دی اس کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اہواز پر صفار کا قبضہ: ۲۶۳ھ میں صفار نے اہواز کا رخ کیا ان دنوں احمد بن کیتونہ والی اہواز جو مسرور بلخی کا سپہ سالار تھا تشتر میں مقیم تھا۔ صفار کی آمد کی خبر پا کر تشتر سے کوچ کر گیا۔ صفار نے جند سابور میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ سلطانی فوجیں جو اس کے قرب وجوار میں تھیں صفار کے خوف سے بھاگ گئیں۔ صفار نے بلا مزاحمت غیرے جند سابور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنے ہمراہیوں میں سے خضر بن عنبر نامی ایک سپہ سالار کو اہواز کی جانب روانہ کیا جوں ہی خضر اہواز کے قریب پہنچا علی بن ابان معہ اپنے کالی پلٹنوں کے اہواز چھوڑ کر نہر سدرہ میں جا کر قیام پذیر ہوا اور خضر نے اطمینان کے ساتھ اہواز میں داخل ہو کر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

چند دنوں تک خضر اور علی بن ابان کے ہمراہیوں سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی۔ تا آنکہ علی بن ابان اپنی فوج کو مرتب کر کے اہواز پر چڑھ آیا۔ خضر کے ہمراہیوں کی ایک تعداد کثیر اس واقعہ میں کام آ گئی۔ بہت سا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ خضر پسپا ہو کر لشکر گاہ مکرم پہنچا۔ علی بن ابان نے اہواز میں داخل ہو کر جس قدر خضر کا اسباب ومال تھا سب پر قبضہ کر لیا اور جس جس پر خضر کی ہمدردی یا ہمراہی کا اشتباہ ہوا ان سب کو گرفتار کر کے اہواز کے باہر ایک مکان میں قید کر دیا۔ بعد ازاں اہواز سے واپس ہو کر نہر سدرہ پر قیام کر دیا اس اثناء میں صفار نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں' مگر ساتھ ہی اس کے زنگیوں سے جنگ کرنے کی ممانعت کی اور اہواز میں محض قیام کرنے کی ہدایت کی۔ علی بن ابان نے اس شرط کو منظور نہ کیا جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ اہواز میں از قسم رسد وغلہ تھا سب کو اٹھا لایا۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

زنگیوں کا واسط پر قبضہ : اغرتمش اور سلیمان بن جامع کی لڑائی اور سلیمان بن جامع کی فتح یابی کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ پس جب سلیمان بن جامع اپنا دلی مقصود حاصل کر چکا تو چند امور میں مشورہ کرنے کی غرض سے خبیث کی جانب کوچ کیا۔ اتفاق سے تکین بخاری کے لشکر کی طرف ہو کر گزرا تکین ان دنوں بیزدود میں مقیم تھا۔ سلیمان جس وقت بیزدود کے قریب پہنچا جنانی نے رائے دی کہ چونکہ لشکر روزانہ جنگ سے پریشان اور تھک گیا ہے بہتر ہے کہ تم اس مقام پر سامنے کے ٹیلے کے پیچھے چھپ رہو میں تھوڑی سی فوج لے کر نہر کی طرف سے لشکر مخالف پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوا پیچھے ہٹوں گا جس وقت اس ٹیلہ سے لشکر مخالف جوش مندی میں آگے بڑھے۔ عقب سے تم حملہ کر کے اپنا مطلب حاصل کر لینا سلیمان نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر اسی پر عمل درآمد کیا تکین کا لشکر شکست کھا کر اپنے لشکر کو مرتب کر کے تکین کے لشکر پر شب خون مارا تکین کے تمام دن کے تھکے ہوئے سپاہی مقابلہ نہ کر سکے زنگیوں نے جی کھول کر تکین کے لشکرہ گاہ کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔

تکین اپنا لشکر گاہ چھوڑ کر دور جا کھڑا ہوا پھر اطمینان کمال سے اپنے خاص خاص سپہ سالاروں اور خادموں کو جمع کر کے سلیمان پر حملہ کر دیا'' سلیمان کے ہمراہی جو چند گھنٹہ پیشتر سے لوٹنے میں مصروف تھے اپنے کو سنبھال نہ سکے پسپا ہوئے سلیمان کو ان کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا۔ اب اس وقت تکین کو ایک گونہ اطمینان ہو چلا تھا۔ سلیمان کے ہمراہی لوٹے ہوئے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جس کو تکین کے لشکری دلجمعی کے ساتھ فراہم کر رہے تھے۔ اس اثناء میں سلیمان نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور متعدد وجوہ سے براہ دریا وخشکی حملہ آور ہوا۔ تکین کے قدم اس حملہ میں اُکھڑ گئے اور شکست کھا کر ایسا بھاگا کہ پھر دوبارہ لوٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ زنگیوں نے خاطر خواہ اس کے لشکر گاہ کو لوٹا۔ ہزاروں کا مال واسباب ہاتھ دیا۔ سلیمان نے خاتمہ جنگ کے بعد اپنے لشکر کا چارج جنانی کو دیا اور خود اپنے سردار خبیث کی طرف روانہ ہو گیا (یہ واقعات ۲۶۳ھ کے ہیں)

بعد روانگی سلیمان جنانی نے فراہمی رسد وغلہ کی جانب توجہ کی قرب وجوار کے دیہات میں لشکر لئے ہوئے گیا۔ اتفاق سے جعلان نامی ایک سپہ سالار شاہی اس طرف آیا ہوا تھا ان واقعات کی خبر پا کر جنانی سے بھڑ گیا۔ جنانی جواب ترکی بہ ترکی دینے پر مستعد ہوا لڑائی ہوئی مگر جنانی کو نقصان اٹھا کر میدانِ جنگ سے واپس آنا پڑا۔ جعلان نے اثناء دار وگیر میں جنانی کی تلوار چھین لی۔ اس کے بعد شاہی لشکر کے نامور سپہ سالاروں منجور اور محمد بن علی بن حبیب نے زنگیوں پر حملہ کیا اور حجابیہ تک بڑھ آئے حجابیہ نے خبیث کو ان واقعات سے مطلع کیا خبیث نے سلیمان کو اس مہم پر روانہ کیا۔ چنانچہ سلیمان بہ اظہار جنگ جعلان مقام طہثا میں وارد ہوا۔ جنانی نے حاضر ہو کر کل حالات سے مطلع کیا۔ سلیمان نے اسی وقت جنانی کو مقدمۃ الجیش پر متعین کر کے جعلان کے مقابلہ پر بلا چھیڑ چھاڑ ٹھہرے رہنے کی ہدایت کی اور خود بقیہ فوج لے کر محمد بن علی پر حملہ آور ہوا ایک خون ریز جنگ کے بعد محمد بن علی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کا بھائی اس معرکہ میں کام آ گیا۔ سلیمان نے محمد بن علی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سینکڑوں ہزاروں کا مال ہاتھ آیا (یہ واقعہ ماہ رجب ۲۶۴ھ کا ہے)

بعد ازاں ماہ شعبان سنہ مذکور میں قصبہ حسان پر چڑھائی کی یہاں پر ایک سپہ سالار حسن بن خمار تکین رہتا تھا۔ تھوڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سی فوج بھی محافظت کے خیال سے اس کے ساتھ رہتی تھی۔ سلیمان نے اس کو بھی شکست دے کر حسان کو لوٹ لیا اور مکانات کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ اس واقعہ سے سلیمان کی جرأت بڑھ گئی۔ قتل وغارت کی غرض سے اپنے لشکر کو چاروں طرف دریا اور خشکی میں پھیلا دیا۔ بعض دستہ فوج سے جعلان نے تعرض کیا اور بزور تیغ ان کی کامیابی کا سدراہ ہوا۔ اس کے بعد سلیمان نے رصافہ کا رخ کیا اور اس سپہ سالار پر جو رصافہ میں رہتا تھا۔ غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا۔ رصافہ کا سپہ سالار اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا۔ سلیمان اور اس کے ہمراہیوں نے رصافہ میں داخل ہو کر جس قدر مال واسباب لوٹ سکے لوٹ لیا۔ باقی میں آگ لگا دی۔ قتل وخوں ریزی کو عام طور سے مباح کر دیا۔ جب اس کے اور اس کے لشکریوں کے ہاتھ قتل و غارت سے تھک گئے اس وقت شہر خبیت کی جانب مراجعت کی۔

سلیمان کی مراجعت پر مطر[1] بن جامع نے زنگیوں سے میدان خالی دیکھ کر حجابیہ پر چڑھائی کر دی۔ چونکہ حجابیہ میں اس وقت کوئی شخص ایسا نہ تھا جو مطر سے مزاحم ہوتا اس وجہ سے مطر نے حجابیہ کو لوٹ کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے ایک گروہ کثیر کو قید کر لیا۔ ان میں قاضی سلیمان بھی تھا اس کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا۔ اس کے بعد طہشا کی جانب بڑھا۔ جنانی نے سلیمان بن جامع کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ چنانچہ ۱۲ ذی الحجہ ۲۶۳ھ کو سلیمان اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا اس اثناء میں احمد بن کیتونہ کو بھی کوفہ اور جنبلا ہوتا ہوا یدیہ پہنچ گیا۔ جعلان نے نہایت تیزی اور عجلت سے اس صوبہ کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ جا بجا سرحد پر فوجیں متعین کر دیں۔ تکین نے سلیمان کے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو شربت مرگ چکھا کر روزانہ جنگ سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔ انہیں دنوں مؤفق نے شہر واسط کی سند امارت محمد بن مولد کو مرحمت فرمائی ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر لئے ہوئے وارد واسط ہوا۔ سلیمان بن جامع نے اپنے سردار خبیت سے امداد طلب کی خبیت نے خلیل بن ابان کو ڈیڑھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ سلیمان کی کمک پر روانہ کیا سلیمان کے قوائے مضحل جس میں جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔ اس تازہ دم فوج کے آ جانے سے مضبوط وتوانا ہو گئے۔ لشکر مرتب کر کے ابن مولد پر فوج کشی کر دی۔ ابن مولد کو شکست ہوئی سلیمان نے واسط میں گھس کر قتل عام کا دروازہ کھول دیا ہزارہا آدمی مارے گئے بازار لوٹ لئے گئے مکانات جلا دیئے گئے۔ منکجور بخاری اس وقت واسط ہی میں تھا۔ اس قتل وخوں ریزی کا خوفناک منظر اس سے نہ دیکھا گیا۔ اہل واسط کو بچانے کی غرض سے صبح سے شام تک لڑتا رہا بالآخر مغرب کے قریب مارا گیا۔ پھر کیا تھا رہا سہا جو کچھ تھا وہ بھی فتح مند گروہ کی نذر ہو گیا۔

واسط کے ویران کرنے کے بعد ابراہیم واشناس کے خیال سے سلیمان نے جنبلاء کی جانب مراجعت کی اور نوے راتیں یہاں مقیم رہا۔

ابن طولون کا شام پر قبضہ دمشق کی گورنری پر ترکی سپہ سالاروں میں سے ماجور نامی ایک سپہ سالار عہد خلافت معتمد میں مامور تھا۔ ۲۶۴ھ کے دور میں اس نے وفات پائی۔ تب اس کے بیٹے نے بجائے اپنے باپ کے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پا کر مصر کی نیابت اپنے بیٹے عباس کو دی اور بقصد توسیع دائرہ حکومت وقبضہ دمشق مصر سے روانہ ہوا اور دمشق کے قریب پہنچ کر ابن ماجور کو لکھا ''مجھے بارگاہ خلافت سے شام کا صوبہ عنایت ہوا ہے۔ تم کو کیا عذر

[1] یہ وہی شخص ہے جو رصافہ کا سپہ سالار تھا جس پر سلیمان نے اس سے پیشتر حملہ کیا تھا۔ ماخوذ از کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟'' ابن ماجور نے بے عذری کے ساتھ اطاعت قبول کر لی اور رملہ میں آ کر ابن طولون سے نیاز حاصل کیا۔ ابن طولون اس کو رملہ پر مامور کر کے دمشق پہنچا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے سپہ سالاران دمشق کو ان کے عہدوں پر بحال وقائم رکھا دو چار روز قیام کر کے حمص' حماۃ اور حلب کی طرف گیا اور ان پر بھی اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اس کے بعد انطا کیہ اور طرسوس کی طمع دامن گیر ہوئی۔

انطا کیہ اور طرسوس پر قبضہ: ان دنوں ان دونوں صوبوں پر سیما طویل نامی ایک ترکی سپہ سالار مامور تھا ابن طولون نے بہ شرط اطاعت بحال رکھنے کا پیام بھیجا۔ سیما طویل نے انکاری جواب دیا۔ ابن طولون نے چڑھائی کر دی۔ چونکہ اہل انطا کیہ کے ساتھ سیما طویل کے برتاؤ اچھے نہ تھے۔ ان لوگوں میں سے کسی نے ابن طولون کو شہر پناہ کے حالات خفیہ سے آگاہ کر دیا۔ ابن طولون نے شہر کا محاصرہ کر کے چاروں طرف منجنیقیں نصب کرائیں۔ سیما طویل بھی فوجیں آراستہ کر کے شہر پناہ کی فصیلوں سے جواب ترکی بہ ترکی دینے لگا۔ بالآخر ابن طولون نے شہر پناہ کے ایک خفیہ راستہ سے گھس کر قتل عام شروع کر دیا سیما طویل اسی عام خون ریزی میں مارا گیا۔ پھر کیا تھا اہل شہر نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ بعد ازاں طرسوس کا رُخ کیا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے جہاد کے ارادہ سے قیام کیا۔ ابن طولون کے قیام کرنے کی وجہ سے گرانی شروع ہو گئی۔ اہل شہر نے حاضر ہو کر عرض کیا'' آپ کے لشکر کے قیام کرنے کی وجہ سے شہر میں تمام چیزیں گراں ہو گئی ہیں۔ ہم لوگوں کو اس سے بے حد تکلیف ہو رہی ہے بڑی عنایت ہو گی اگر آپ کا لشکر یہاں سے کوچ کر جاتا اور اگر یہاں کی آب و ہوا مرغوب خاطر ہے تو فبہا تھوڑے سے آدمیوں کو ہمراہ رکاب رکھئے باقی کو رخصت فرما دیجئے''۔

حران پر قبضہ: ابن طولون نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اگلے دن شام کے ارادہ سے کوچ کر دیا۔ حران پہنچا۔ حران کی زمام حکومت محمد بن اتامش کے قبضہ میں تھی۔ محمد بن اتامش برسر مقابلہ آیا۔ ابن طولون نے اس کو بھی شکست دے کر حران پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ اس کے بیٹے عباس نے مصر میں اس کے خلاف آتش بغاوت مشتعل کر دی ہے اور خزانہ میں جو کچھ تھا اس کو لے کر برقہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ ابن طولون کے کان پر اس خبر سے جوں تک نہ رینگی۔ کمال اطمینان سے بلاد شامیہ کا انتظام کرتا رہا۔ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔ حران میں ایک چھاؤنی قائم کی۔ رقہ کی محافظت پر اپنے غلام لولو کو معہ ایک لشکر کے مامور کیا۔ رفتہ رفتہ محمد بن اتامش کی خبر موسیٰ بن اتامش تک پہنچی ہمدردی اخوت کا خون جوش میں آ گیا ایک لشکر مرتب کر کے حران پر حملہ کر دیا۔

محمد بن اتامش کی گرفتاری: ان دنوں حران میں ابن طولون کی طرف سے احمد بن جیغونہ مامور تھا۔ موسیٰ کی خبر پا کر متردد ہوا ابو الاغر نامی (یہ اعرابی تھا) ایک شخص نے گزارش کی'' امیر کو موسیٰ کے آنے سے فضول تردد ہو رہا ہے وہ ایک جلد باز شخص ہے ارشاد ہو تو میں اُس کو زندہ گرفتار کر لاؤں مگر شرط یہ ہے کہ مجھے بیس آدمی مرحمت فرمایئے''۔

احمد نے خوشی کے لہجہ میں کہا'' تم بشوق تمام میرے لشکر سے بیس آدمی چن لو میں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں''۔ ابو الاغر نے اسی وقت بیس آدمی لشکر سے منتخب کئے اور ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے موسیٰ کے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا اور موسیٰ کے لشکر قریب پہنچ کر انہیں بیس آدمیوں میں سے چند کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود مع بقیہ آدمیوں کے بلباس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعراب۔ موسیٰ کے لشکر گاہ میں داخل ہوا۔ موسیٰ کے خیمہ کے پاس چند گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی ان کو کھول دیا شوروغل مچا چاروں طرف سے سپاہی دوڑ پڑے۔ موسیٰ بھی شوروغوغا سُن کر نکل آیا اور معہ چند سپاہیوں کے ابوالاغر پر حملہ آور ہوا ابوالاغر معہ اپنے ہمراہیوں کے حملوں سے اپنے کو بچاتا ہوا بھاگا تا آنکہ اس مقام سے گزر گیا جہاں کہ اس کے ہمراہی کمین گاہ میں بیٹھے تھے موسیٰ تعاقب کرنے والوں کے آگے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے دوڑا آرہا تھا۔ جوں ہی اس کا گزر کمین گاہ سے ہوا ابوالاغر کے ہمراہی نکل پڑے ادھر موسیٰ کے ہمراہی ان معدودے چند کے اچانک نکل آنے سے بھاگ کھڑے ہوئے جو پہلے سے کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ ادھر ابوالاغر بھی معہ اپنے ہمراہیوں کے لوٹ پڑا اور موسیٰ کو گرفتار کر کے احمد بن جیفونہ کے روبرو حاضر کیا۔ احمد نے اس کو ابن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ابن طولون نے اس کو رہا کر دیا اور مع اپنی رکاب کی فوج کے مصر کی جانب مراجعت کر دی (یہ واقعات ۲۶۶ھ کے ہیں)

زنگیوں کا پھر سر اُٹھانا: ۲۶۵ھ میں سلیمان بن جامع نے ایک نہر سواد کوفہ تک کھدوائی تا آنکہ آسانی وسہولت کے ساتھ اس اطراف میں قتل وغارت سے اپنے مقاصد حاصل کر سکے' احمد بن کیتونہ (موفق کا گورنر) جلا میں رہتا تھا اس نے اس سے مطلع ہو کر ایک روز سلیمان کے لشکر پر شب خون مارا تقریباً چالیس سرداروں کو تہ تیغ کیا۔ متعدد کشتیوں کو جلا دیا۔ عام سپاہی اکثر قتل یا گرفتار ہوئے سلیمان شکست کھا کر طہثا پہنچا اور اپنی شکستہ حالی کو درست کر کے اس شب خون کے بدلہ لینے کو نعمانیہ پر چڑھائی کر دی اہل نعمانیہ کو اس کی اطلاع نہ تھی جو نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کیے گئے۔ باقی ماندہ جان بچا کر جرجرایا چلے گئے۔ اہل سواد نے یہ سن کر بخوف جان وآبرو بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

تستر پر فوج کشی: انہیں دنوں علی بن ابان نے تستر پر فوج کشی کی اور اس کو جا گھیرا۔ موفق نے اپنی جانب سے صوبہ اہواز پر بروز بلخی کو حکومت عنایت کی تھی اور اس نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو مقرر کیا۔ تکین نے یہ خبر پا کر تستر کی حمایت پر فوجیں مرتب کیں اور ایسی حالت میں تستر جا پہنچا جبکہ اہل تستر نے علی بن ابان کے حملوں سے تنگ آ کر شہر سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر تکین کے آ جانے سے حوصلہ مند ہو گئے اور شہر کی فصیلوں سے ان لوگوں نے اور باہر سے تکین کے لشکر نے زنگیوں کے لشکر پر حملہ کیا زنگیوں کا لشکر اس دوطرفہ حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور ایک گروہ کثیر انکا اس معرکہ میں کام آ گیا۔

تستر پر تکین کا قبضہ: تکین کے خاتمہ جنگ کے بعد تستر میں قیام کیا اور علی بن ابان نے اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو پل میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ مخبروں نے تکین تک یہ خبر پہنچا دی تکین نے ایک دستہ فوج مرتب کر کے اسی وقت حملہ کر دیا۔ رات کا وقت سپہ سالاران علی بن ابان کی مجلس میں نبیذ کا دور چل رہا تھا۔ خوبصورت خوبصورت لونڈیاں گا بجا رہی تھیں عیش وعشرت کا رنگ جما ہوا تھا اس اثناء میں تکین نے پہنچ کر چھاپہ مارا' سپہ سالار علی بن ابان کا ایک گروہ مارا گیا۔ باقی ماندہ بھاگ کر علی بن ابان کے پاس پہنچے۔ تکین نے تعاقب کیا اور علی بن ابان یہ سن کر بلا جدال وقتال بھاگ گیا۔

اس واقعہ کے بعد علی بن ابان نے تکین سے مصالحت کے متعلق خط وکتابت شروع کی تکین نے قتل وخون ریزی کے خیال سے منظور کر لیا دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ رفتہ رفتہ مسرور تک یہ خبر پہنچی طرح طرح کے خیالات تکین کی جانب سے قائم ہونے لگے۔ بالآخر صبر نہ ہو سکا ڈبل کوچ کرتا ہوا تکین تک پہنچ گیا اور اس کو اس الزام میں کہ زنگیوں سے سازش کر لی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرفتار کر کے زیر نگرانی ابراہیم بن جعلان کے قید کر دیا۔ تکین کے گرفتار ہوتے ہی تکین کے ہمراہی منتشر ہو گئے چند لوگ زنگیوں سے جا ملے ایک گروہ محمد بن عبداللہ کردی کے پاس چلا گیا مسرور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر امان کا اعلان کر دیا تو اکثر لوگ لوٹ آئے۔

یعقوب صفار کا انتقال' عمرو کی حکومت: ۹ شوال ۲۶۵ھ کو یعقوب صفار بانیٔ دولت صفاریہ نے (مقام جند سابور میں بعارضہ قولنج) وفات پائی اور قبل از وفات مقام رخج ذرابلستان (یعنی غزنہ) کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا اس کے آخری زمانہ میں خلیفہ معتمد کا میلان اس کی جانب ہو گیا تھا حکومت فارس دینے کا وعدہ کیا تھا مگر یہ فرمان اس وقت صفار کے پاس پہنچا جب کہ اپنے خالق اکبر سے لو لگائے ملک الموت سے باتیں کر رہا تھا۔

صفار کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث اس کا جانشین ہوا دربار خلافت میں بغرض اظہار اطاعت وفرماں برداری عرضی روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر خراسان کی سند گورنری' اصفہان' سندھ' بجستان' سرمن رائے اور پولیس بغداد کی افسری عنایت کی اور سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ' پولیس بغداد کی افسری عنایت کی سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ بھی روانہ فرمائی۔

اغرتمش اور زنگیوں میں جنگ: سلیمان بن جامع اور اغرتمش کی لڑائیوں کے حالات اور اس کے بعد تکین وجعلان' مطر بن جامع واحمد بن کیتونہ کے واقعات اور شہر واسط پر اس کے متصرف ہو جانے کی کیفیت ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ تکین بخاری کی گرفتاری کے بعد اغرتمش ۲۶۶ھ میں وارد تشتر ہوا۔ مطر بن جامع بھی اس کے ہمراہ تھا تشتر میں پہنچ کر علی بن ابان کے ان سپہ سالاروں اور ہمراہیوں کو جو تشتر میں محبوس تھے قید حیات سے آزاد کر کے لشکر گاہ مکرم کی جانب کوچ کر دیا علی بن ابان بھی یہ خبر پا کر مکرم میں آ گیا دونوں حریف متصادم ہو گئے صبح سے دوپہر تک گھسان کی لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر اغرتمش نے زنگیوں کی کثرت اور اپنی ناکامی کی مجسم صورت دیکھ کر لڑائی موقوف کر دی علی بن ابان نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور اغرتمش بہ قصد خلیل بن ابان' اربل کا پل عبور کرنے کو بڑھا۔ خلیل نے اپنے بھائی علی کو اس سے مطلع کیا علی نے اپنے ہمراہیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو اہواز میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کے ساتھ اربل کی نہر کی طرف کوچ کیا۔ اس کے روانہ ہوتے ہی اس کے بقیہ ہمراہی بھی اغرتمش کے خوف سے اہواز چھوڑ کر سدرہ چلے آئے علی اور اغرتمش سے نہر اربل پر تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ مگر کوئی نتیجہ جس سے دونوں حریف کے حوصلوں کا قطعی فیصلہ ہو جاتا پیدا نہ ہوا۔ لڑائی ختم ہونے پر علی پھر اہواز کی جانب لوٹ آیا۔ اہواز اس کے آنے سے پیشتر اس کے ہمراہیوں سے خالی ہو چکا تھا ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے چند آدمیوں کو روانہ کیا۔ لیکن وہ لوگ واپس نہ ہوئے بدرجہ مجبوری خود بھی ان لوگوں سے جا ملا۔ اس اثناء میں واقعات سے مطلع ہو کر اغرتمش آ پہنچا لڑائی شروع ہوئی شام تک گھسان کی لڑائی ہوتی رہی اگلے دن اتفاق وقت سے ایک تازہ دم فوج علی بن ابان کی کمک کو آ گئی (اس فوج کو خبیث کے لئے روانہ کیا تھا) اغرتمش نے کثرت فوج سے خوف کھا کر اپنے حریف کے لئے میدان جنگ کو برائے چندے خالی کر دیا۔

محمد بن عبیداللہ اور علی بن ابان میں جنگ: چونکہ ایک مدت سے محمد بن عبیداللہ (یہ رامہرمز کا والی تھا) اور علی بن ابان سے اَن بَن چلی آ رہی تھی اس وجہ سے آئندہ خطرات کے پیش نظر کر کے محمد نے انکلائی بن خبیث سے درخواست کی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے علی بن ابان کی ماتحتی سے نکال کر اپنے حاشیہ نشینوں کے زمرہ میں داخل کر لیجئے۔ مگر محمد یہ تدبیر برعکس ہوئی انکلائی کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ اپنے باپ (خبیث) سے محمد سے حساب فہمی اور خراج طلب کرنے کی اجازت حاصل کر کے علی بن ابان کو اس خدمت پر مامور کیا محمد بن عبیداللہ نے بحیلہ وحوالہ ٹالنے کی کوشش کی علی بن ابان زنگیوں کی فوج لئے ہوئے رامہرمز کے قریب پہنچ گیا محمد نے یہ خبر پا کر رامہرمز کو خالی کر دیا افضائے سرحد پا جا کر پناہ گزیں ہوا علی اور اس کے لشکریوں نے رامہرمز میں داخل ہو کر خاطر خواہ لوٹا بعد ازاں محمد نے علی سے خط وکتابت کر کے دو لاکھ درہم پر مصالحت کر لی۔ علی نے رامہرمز کو واگزاشت کر دیا۔

اس مصالحت کے چند دنوں بعد محمد نے علی سے بمقابلہ اکراد امداد طلب کی اس شرط پر کہ کل مال غنیمت کا مالک علی ہوگا۔ علی کو طمع دامن گیر ہوئی۔ محمد بن عبیداللہ سے چند آدمیوں کو بطور ضمانت کے طلب کیا۔ محمد بن عبیداللہ نے اس کو بحیلہ و حوالہ ٹال کر ایک حلف نامہ تحریر کر کے بھیج دیا علی نے مجلز نامی ایک شخص کو اس مہم کا سردار بنا کر ایک لشکر کثیر التعداد کے ساتھ محمد بن عبیداللہ کے پاس بھیج دیا محمد بن عبیداللہ نے بہ ہمراہی اس لشکر کے اکراد پر حملہ کیا جس وقت دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد کے ہمراہیوں نے قصداً مورچہ خالی کر دیا اکراد نے سختی سے زنگیوں پر حملہ کیا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا کام آ گیا بے حد نقصان اٹھا کر واپس ہوئے محمد نے چند دستہ فوج کو بظاہر ان لوگوں کے روکنے پر مامور کیا مگر خفیہ طور سے یہ ہدایت کر دی کہ موقع ملے تو تم بھی ان کم بخت سیاہ بختوں (زنگیوں) پر اپنا ہاتھ صاف کر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اکراد کے لوٹنے سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو محمد کے لشکریوں نے لوٹ لیا علی نے اس واقعہ سے محمد کو ایک ڈانٹ کا خط تحریر کیا۔ محمد نے براہ تملق و چاپلوسی معذرت کی۔ ساتھ ہی اس کے ان کے بہت سے ہتھیار اور جانور بھی واپس کر دیئے مگر بایں ہمہ محمد کے خائف دل کو تسلی نہ ہوئی خبیث کے بعض مصاحبوں سے اس معاملہ میں تحریک کی اور مصالحت کرا دینے کے معاوضہ میں بہت سا مال وزر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے خبیث اور علی کو کہہ سن کر راضی کر دیا۔ شرط یہ قرار پائی کہ محمد اپنے ممالک مقبوضہ میں خبیث کی حکومت و دولت کے قائم ہونے کی ترغیب دیتا رہے۔ محمد نے بطیب خاطر اس شرط کو منظور کر لیا پھر باہم صفائی اور مصالحت ہو گئی۔

علی بن ابان اور مسرور بلخی میں جنگ: اس کے بعد جب علی بن ابان کو محمد کی جانب سے ایک اطمینانی صورت پیدا ہو گئی تو موتہ پر چڑھائی کر دی بے شمار آلات حصار اپنے ہمراہ لے گئے۔ مسرور بلخی ان دنوں صوبہ اہواز میں تھا۔ یہ خبر پا کر موتہ کی حمایت کو اپنا لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا علی اور مسرور سے لڑائی ٹھن گئی۔ بالآخر علی شکست کھا کر جس قدر اسباب اپنے ہمراہ لایا تھا سب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا کام آ گیا ہنوز اس شکست سے علی کی شکستگی خاطر رفع نہ ہوئی تھی کہ موفق کے آنے کی خبر گرم کانوں میں پیہم پہنچنے لگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱۹:

ابوالعباس اور زنگیوں میں معرکہ

آئے دن زنگیوں کی کامیابی اور واسط میں غلبہ اور قتل وغارت سے متنبہ ہو کر موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا۔ (ابوالعباس وہ شخص ہے جو آئندہ خلیفہ معتمد کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہو گا اور اسلامی دنیا میں المعتضد باللہ کے لقب سے مخاطب کیا جائے گا)

ماہ ربیع الثانی ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج پیادہ وسوار کی جمعیت کے ساتھ زنگیوں کی طرف ابوالعباس نے رخ کیا دریا کے راستہ سے بھی جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ روانہ کیا جس کی افسری پر ابوحمزہ نصیر مامور تھا رفتہ رفتہ یہ لشکر دیر عاقول میں وارد ہوا ابوالعباس کو یہ اطلاع دی کہ زنگیوں کے مقدمۃ الجیش پر جنانی ہے۔ اسی وقت وہ جزیرہ میں قریب بردودیا کے قریب مقیم ہے اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی ایک فوج لئے ہوئے ان کی کمک کو معرابان میں پڑا ہوا ہے ابوالعباس نے یہ خبر پا کر کوچ کر دیا۔ زنگیوں نے اس مہم کے لئے بے حد فوجیں فراہم کی تھیں سن رکھا تھا کہ ابوالعباس ایک نوعمر جوان ہے جس کو معرکہ آرائی میں مطلق دخل نہیں ہے اس سے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ اولاً کثرتِ فوج سے خائف ہو کر برسرِ مقابلہ نہ آئے گا اور ثانیاً اگر آ بھی گیا تو پہلے ہی حملہ میں دانت ایسے کھٹے ہو جائیں گے کہ پھر کبھی لڑائی کا حوصلہ نہ ہو گا۔

ابوالعباس کی زنگیوں پر پہلی فتح: غرض ابوالعباس نے مقام صلح پر پہنچ کر جاسوسوں کو فریق مخالف کی خبر لانے پر مامور کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جاسوسوں نے حاضر ہو کر ظاہر کیا کہ زنگیوں کا لشکر بھی آ گیا ہے اول حصہ لشکر کا صلح کے اس کنارے پر ہے اور آخری حصہ لشکر نشیبی واسط تک پھیلا ہوا ہے۔ ابوالعباس معمولی راستہ چھوڑ کر غیر متعارف راہ سے نفر گیا ابوالعباس نے اپنے پرزور حملہ سے زنگیوں کو پیچھے ہٹا دیا مگر پھر مصلحتاً خود پیچھے ہٹا۔ زنگیوں کے دل اس سے بڑھے اور وہ بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے ابوالعباس نے للکار کر کہا ”نصر! کیا دیکھتا ہے۔ ان کتوں کو لے اب آگے نہ بڑھنے پائیں“۔ نصر اس آواز کو سن کر ایک دوسری جانب سے جس طرف زنگیوں کا خیال و وہم بھی نہ گیا تھا ٹڈی دل لشکر لئے ہوئے نکل پڑا زنگیوں کے ہوش وحواس گم ہو گئے کچھ بن نہ پڑا نہر کی طرف بھاگے ابوالعباس نے رومال کے اشارہ سے جنگی کشتیوں کی فوج کو بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا چاروں طرف سے حملہ سے گھبرا کر جس طرف راستہ پایا بھاگ کھڑے ہوئے۔ چھ کوس تک شاہی لشکر نے تعاقب کیا جو کچھ ان کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا یہ پہلی فتح تھی جو شاہی لشکر کو زنگیوں کے مقابلہ میں نصیب ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنگیوں کو دوسری شکست اس جنگ کے بعد سلیمان بن جامع نہر امین کی جانب' سلیمان بن موسیٰ شعرانی بازار خمیس کی طرف بھاگ آیا اور ابو العباس نے واسط سے ایک کوس ہٹ کر پڑاؤ کیا۔ دونوں فریق اپنی فوج کی اصلاح اور درستی سامان جنگ میں مصروف ہوئے۔ ایک ہفتہ بعد سلیمان اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے ابو العباس کی جانب بڑھا اور چند دستہ فوج کو کشتیوں پر سوار کرا کے دریا کے راستہ سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ نصیر اور ابو العباس نے دریائی حملہ کی روک تھام پر اپنی ہمت کو مصروف کیا اور اس کے مقابلہ میں خشکی پر دست بدست لڑنے کا لشکریوں کو اشارہ کیا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا دوپہر تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی۔ ظہر کے قریب زنگیوں کی فوج ہمت ہار گئی۔ بے ترتیبی سے بخوف جان اس طرف اُس طرف چھپنے لگی اور ابو العباس کا لشکر جوش کامیابی میں قتل وقید کرنے لگا۔ ظہر کے بعد زنگیوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ جنگی کشتیاں گرفتار کر لی گئیں۔ ہزاروں زنگی تلوار کے گھاٹ اتارے گئے۔ سلیمان اور جنانی بہزار دقت وخرابی بسیار اپنی جان بچا کر طشا پہنچا اور ابو العباس مظفر ومنصور اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور کشتیوں کی درستی اور اصلاح کا حکم صادر فرمایا جو حریف سے چھین لی گئی تھیں۔

زنگیوں کو جس وقت بمقابلہ شاہی عساکر ناکامی ہوئی اور اپنی جان بچا کر بھاگے اس وقت بھی نقصان رسانی اور شیطنت سے باز نہ آئے۔ راستوں سے تو واقف ہی تھے آئندہ جس طرف سے شاہی لشکر کا گزر ہونے والا تھا اس راستے میں بڑے بڑے کنوئیں اور گڑھے کھود کر گھاس پھوس اور مٹی سے پاٹ دیا۔ غریب ابو العباس اور نصیر کو اس کی خبر نہ تھی اسی راستہ سے ہو کر گزرے دو چار سوار ان گڑھوں اور کنوؤں میں گر پڑے شاہی لشکر نے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لی۔

اس کے بعد خبیث نے اپنے مصاحبوں اور ہمراہیوں کو براہ دریا غفلت میں حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ زنگیوں نے اسی پر عمل کیا اور ابو العباس کی چند کشتیوں کو گرفتار کر لائے۔ ابو العباس نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا اور جنگ کے زور سے اپنی کشتیوں کو تو واپس ہی لایا ان کی کشتیوں میں سے بھی تقریباً تیس کشتیوں کو مع مال واسباب کے گرفتار کر لیا ابو العباس کو زنگیوں کی اس حرکت ناشائستہ سے سخت طیش آیا اور نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام لینے لگا۔ اس کے بعد سلیمان بن جامع ان پیہم شکستوں کے بعد طہثا میں جا کر قلعہ نشین ہوا اس نے اپنے اس شہر کو منصورہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور شعرانی بازار خمیس میں جا چھپا اس کے شہر کا نام منیعہ تھا۔ سلیمان اور شعرانی نے منصور اور منیعہ میں پہنچ کر محاصرہ کے خطرات کے خیال سے اطراف وجوانب سے فراہمی رسد وغلہ کی جانب توجہ کی اور ابو العباس ان دونوں کے رسد وغلہ کے چھیننے پر کمر ہمت باندھے تھا چند دنوں تک اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی ایک روز ابو العباس اپنے افسران فوج کو مشورہ کر کے خشکی کے راستہ منیعہ کی طرف بڑھا اور نصیر کو دریا کے راستہ سے روانہ کیا۔ ادھر اتفاق وقت سے زنگیوں کے مقدمۃ الجیش سے ابو العباس دوچار ہو گیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا تقریباً تمام دن لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو العباس شہر منیعہ تک نہ پہنچ سکا ادھر نصیر نے منیعہ کے قریب پہنچ کر آتش باری شروع کر دی۔ اہل منیعہ گھبرا گھبرا کر جوں ہی باہر نکلے تیروں کا مینہ برسنے لگا مجبور ہو کر پھر شہر کی طرف لوٹے۔ نصیر نے ان میں سے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کر کے مراجعت کر دی۔ ابو العباس کو اس سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ مظفر ومنصور اپنی لشکر گاہ میں آیا۔ خبیث نے ان واقعات سے مطلع ہو کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو منتشر ہو کر لڑنے پر ملامت کی اور دونوں کو بمقابلہ ابو العباس جمع ہو کر مجموعی قوت سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤفق کی آمد: اس وقت تک تنہا ابوالعباس ہی زنگیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا اور بفضلہ تعالیٰ اپنی مردانگی سے باوجود نوعمری اور ناتجربہ کاری کے نمایاں کامیابی حاصل کرتا جاتا تھا۔ ہنوز مؤفق لشکر کی درستی اور فراہمی رسد وغیرہ سے فارغ نہیں ہوا تھا بلکہ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کرنے میں مصروف اور قلعات کی درستی اور مرمت میں مشغول تھا اس اثناء میں اس کو علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کے یک جا ہونے کی خبر پہنچی کہ یہ دونوں اب مجموعی قوت سے ابوالعباس کے مقابلہ پر آئیں گے۔ فوراً بقیہ امور کا انتظام کر کے ربیع الاوّل ۲۶۷ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا۔ واسط پہنچا اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس سے ملا ابوالعباس نے تمام حالات از اول تا آخر عرض کر دیئے۔ مؤفق نے ابوالعباس کے سرداران لشکر کو خلعتیں مرحمت فرمائیں۔ لشکریوں کو انعامات دیئے۔ اس کے بعد ابوالعباس اپنے لشکرہ گاہ میں واپس آیا دوسرے دن مؤفق نے شہر شداد پر جا کر قیام کیا اور اس کا بیٹا شرقی دجلہ میں دہانہ برودا پر جا اترا دو چار روز تک دونوں ٹھہرے رہے تیسرے روز ابو العباس نے بقصد محاصرہ منیعہ کوچ کیا۔ مؤفق بھی دریا کے راستہ منیعہ کی طرف بڑھا۔

منیعہ پر مؤفق کا قبضہ: یوم سہ شنبہ آٹھ ربیع الثانی ۲۶۷ھ کو دونوں طرف سے باپ اور بیٹوں نے منیعہ پر حملہ کیا زنگیوں کو مؤفق کی خبر نہ تھی دریا کی حالت سے بے خبر و غافل ہو کر جھرمٹ باندھ کر ابوالعباس کے مقابلہ پر آ گئے لڑائی کا بازار گرم ہو گیا اس اثناء میں مؤفق نے پہنچ کر دریا کی طرف سے حملہ کر دیا۔ زنگی فوجیں اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جوں ہی شہر کی حفاظت کی طرف مائل ہوئیں ابوالعباس کے ہمراہی بھی انہیں کے ہمراہ شہر میں گھس پڑے ایک گروہ کثیر قتل و قید کیا گیا۔ شعرانی مع بقیہ آدمیوں کے بھاگ کر جنگل میں جا چھپا۔ مؤفق اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ تقریباً پندرہ سو مسلمان عورتیں زنگیوں کے پنجۂ غضب سے رہا ہوئیں۔ اگلے دن پھر مؤفق سوار ہو کر منیعہ میں داخل ہوا اور لشکریوں کو اس کے لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا۔ شہر پناہ کو منہدم کرا کر خندقیں جو شہر پناہ کے اردگرد تھیں ان کو پٹوا دیا۔ کشتیوں میں آگ لگوا دی' بے انتہا رسد و غلہ ہاتھ آیا۔ کچھ فروخت کر ڈالا باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔

خبیث کو اس روح فرسا واقعہ کی خبر لگی تو اس نے ابن جامع کو لکھ بھیجا ''دیکھو خبردار غفلت سے کام نہ لینا ورنہ تمہاری بھی وہی گت ہو گی جو شعرانی کی ہوئی ہے۔ خلیفہ کا لشکر طوفان بے تمیزی کی طرح بڑھا آتا ہے'' اس اثناء میں جاسوسوں نے دربار مؤفق میں حاضر ہو کر گوش گزار کیا کہ سلیمان ابن جامع اس وقت حوانیت میں مقیم ہے مؤفق یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تیاری کا حکم دے دیا اور اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو دریا کے راستہ جنگی کشتیوں کو لے کر بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی راہ سے کوچ کر کے صینیہ پہنچا۔ ابن جامع یہ خبر پا کر دو سپہ سالاروں کو مع ایک دستہ فوج کے کسریٹ کی حفاظت پر مامور کر کے بھاگ گیا۔ ابوالعباس نے پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ رات کے وقت انہیں دو سپہ سالاروں کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔

شاہی لشکر کی منصورہ کی طرف پیش قدمی: ابوالعباس نے امان دے کر سلیمان بن جامع کا حال دریافت کیا اس شخص نے جواب دیا کہ ابن جامع اس وقت اپنے شہر منصورہ میں مقیم ہے۔ ابوالعباس یہ سن کر اپنے باپ (مؤفق) کی خدمت میں واپس آیا اور ان واقعات سے مطلع کیا۔ مؤفق نے اسی وقت منصورہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کیا اور خود بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد ہی کوچ کر دیا۔ طہثا (منصورہ) کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا۔ اگلے دن موقع جنگ اور شہر پناہ کی فصیلوں کے دیکھنے کو سوار ہوا زنگیوں کی فوج سے مقابلہ ہو گیا جو موفق کے آنے کی خبر پا کر کمین گاہ میں چھپی ہوئی تھیں۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ موفق کے غلاموں کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ ابوالعباس نے احمد بن مہدی جنائی کو ایک ایسا تیر مارا کہ جس سے وہ جاں بر نہ ہوا گھوڑے سے گر کر فوراً مر گیا۔ اسکے مرنے سے خبیث کو سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا۔ مغرب کا وقت آ گیا تاریکی چاروں طرف پھیلتی جاتی تھی۔ موفق نے اپنے لشکر گاہ کی جانب مراجعت کی زنگیوں کا لشکر منصورہ واپس گیا۔

شہر پر قبضہ: دوسرے دن کہ یوم شنبہ تھا اور ربیع الثانی ۲۶۷ھ کی ستائیسویں رات تھی موفق نے آخر شب میں اٹھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا جنگی کشتیوں کو دریا کے راستہ منصورہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اس عرصہ میں سفیدی صبح نمودار ہو گئی۔ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی۔ دیر تک اللہ جل شانہ کے حضور میں بہ حضور قلب دعا کرتا رہا جوں ہی افق فلک پر سرخی نمایاں ہوئی حملہ کا حکم دے دیا۔ عساکر شاہی کا ایک کالم شیر غراں کی طرح ڈکارتا ہوا شہر پناہ کے قریب پہنچ گیا۔ ابوالعباس اس کالم کا سردار تھا زنگیوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا دوپہر تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر زنگی پسپا ہو کر اپنی خندقوں کی طرف لوٹے عساکر شاہی نے تعاقب کیا۔ ادھر خندق پر کمال تیزی سے لڑائی شروع ہوئی ادھر جنگی کشتیاں براہ دریا شہر کے کنارہ پر پہنچ گئیں عساکر شاہی نے خشکی پر اتر کر شہر کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اس اثناء میں ابوالعباس کے رکاب کی فوج خندق میں لکڑی کا مختصر سا پل بنا کر عبور کر گئی۔ زنگی فوجوں نے گھبرا گھبرا کر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا مگر شہر میں داخل نہ ہو سکیں کیونکہ ان کا حریف مقابل اس سے چند ہی گھنٹہ پیشتر شہر کے ایک حصہ پر قابض ہو چکا تھا اور لحظہ بہ لحظہ بقیہ حصہ شہر پر قبضہ کرتا چلا آتا تھا دونوں طرف کے حملہ سے جیسا کہ پائمال ہونا تھا پائمال ہوئے ہزار قتل یا قید کئے گئے۔

منصورہ کی فتح: ابن جامع مع معدودے چند مصاحبوں کے بھاگ گیا فتح مند گروہ کے ایک دستہ فوج نے دجلہ تک تعاقب کیا مگر اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوا اس معرکہ میں زنگیوں کی تعداد کثیر کام آ گئی اور باقی ماندگان کا اکثر حصہ گرفتار کر لیا گیا۔ جاں بروں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ موفق نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا جس کا دور ایک کوس کا تھا۔ اہل کوفہ اور واسط کی دس ہزار عورتوں' لڑکوں کو زنگیوں کی غلامی سے نجات ابدی حاصل ہوئی مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگا اس کی کوئی حد و انتہا نہ تھی۔ سلیمان بن جامع کی عورتیں اور چند لڑکے بھی گرفتار ہو گئے۔ چند سپہ سالاران زنگیوں کو گرفتار کر لانے پر مامور کئے گئے جو جان بچا کر پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپے تھے شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کر دی گئیں خندقیں پاٹ دی گئیں۔ سترہ دن تک موفق مع اپنے ہونہار بیٹے کے ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا بعد ازاں واسط کی جانب مراجعت کر دی۔

مختارہ کا محاصرہ: موفق نے واسط میں پہنچ کر اپنے لشکر کا جائزہ لیا ان کی تکالیف کو دور اور ضرورتوں کو رفع کر کے لشکر کو دوبارہ مرتب کیا اور بقصد شہر خبیث جس کا نام اس نے مختارہ رکھا تھا کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا ابوالعباس بھی تھا۔ مختارہ کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ رات کے وقت موقع جنگ اور فصیلوں کی حالت و کیفیت دیکھنے کو گیا۔ شہر پناہ کی فصیلیں نہایت مستحکم و مضبوط تھیں۔ چوڑی چوڑی خندقیں چاروں طرف سے اس کو اپنی آغوش حفاظت میں لئے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ راستہ نہایت دشوار گزار تھا۔ فصیلوں پر جا بجا حصار شکنی کے آلات اس کثرت سے رکھے ہوئے تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں بایں ہمہ فوج کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ موفق شہر کی مضبوطی واستحکام کو دیکھ کر امید وبیم کی حالت میں واپس آیا۔

اسیر زنگیوں سے حسن سلوک: صبح ہوتے ہی براہ دریا جنگی کشتیوں کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالعباس کو بڑھنے کا حکم دیا اور خود فوج مرتب کر کے خشکی کے راستہ سے مختارہ پر حملہ کیا۔ ابوالعباس نے کمال تیزی سے کشتیوں کو شہر پناہ کی دیوار سے ملا دیا قریب تھا کہ خشکی پر اتر پڑتا اتفاقِ وقت سے زنگیوں نے دیکھ لیا شور وغل مچاتے ہوئے دوڑ پڑے منجنیقوں سے سنگ باری شروع کر دی۔ اوپر سے پتھروں کا مینہ برسانے لگے۔ ابوالعباس نہایت استقلال وتحمل سے ان سب مصائب کو برداشت کرتا ہوا خشکی پر اترنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کسی طرح کامیاب نہ ہوتا تھا موفق نے یہ رنگ دیکھ کر واپس آنے کا اشارہ کیا۔ ابو العباس کی کشتیوں کے ساتھ دو کشتیاں زنگیوں کی بھی چلی آئیں جس میں ملاح اور سپاہی تھے ان لوگوں نے موفق سے امان کی درخواست کی موفق نے ان لوگوں کو امان بھی دی خلعت بھی دی اور خاطر مدارت سے بھی پیش آیا۔ اس حسن سلوک سے امان کے چاہنے والوں کی آمد شروع ہوگئی۔ خبیث نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً چند آدمیوں کو دہانہ دریا پر مامور کر دیا تاکہ جنگی کشتیوں کے بیڑے تتر بتر نہ ہونے پائیں اور حریف مقابل کے سایۂ عاطفت میں جا کر پناہ گزیں نہ ہوں۔

زنگیوں کا بحری حملہ: بعد ازاں بہبود امیر البحر کو براہ دریا حملہ کی تیاری کا حکم دیا۔ ابوالعباس مقابلہ پر آیا نہایت سخت و خوں ریز جنگ کے بعد بہبود کو شکست ہوئی ہزار ہا زنگی قتل یا غرق ہوئے مجبور ہو کر بہبود کو واپس آنا پڑا۔ اس لڑائی کے بعد بھی زنگیوں کی بعض جنگی کشتیوں نے ابوالعباس سے امان کی درخواست کی علاوہ اس کے اکثر خشکی کی فوجیں بھی امان کی خواست گار ہوئیں جن کو ابوالعباس اور موفق نے سرچشمی اور فیاضی سے امان دے دی اور ایک ماہ کامل بلا جدال وقتال مقیم رہا۔

موفق کا عام معافی کا اعلان: پندرھویں شعبان سنہ مذکور کو موفق نے بقصد حملہ اپنی فوج کو پھر درستی اور تیاری کا حکم دیا۔ پچاس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ براہ دریا اور خشکی مختارہ کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا زنگیوں کی تعداد اس معرکہ میں تین لاکھ تھی مگر باوجود اس کثرت کے اس خوبی سے محاصرہ کیا کہ حریف کے دانت کھٹے ہو گئے منادی کرا دی کہ جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ ہم سے امان کا خواستگار ہو اور جس کو اپنی جان دوبھر ہو اپنے مال واسباب کو لاوارث اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ ہمارے خارہ شگاف تلواروں اور نوک دار نیزوں کے مقابلہ پر آئے یہ رعایت خاص عام باشندگان مختارہ اور لشکریوں کے لئے ہے خواہ وہ سردار ہوں یا سپاہی۔ خبیث کو اس رعایت سے کوئی حصہ نہ ملے گا''۔ اسی مضامین کے رقعہ بھی لکھ لکھ کر تیروں کے ذریعہ سے شہر میں پھنکوائے اکثر باشندگان مختارہ اور لشکریوں نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔ جن کو موفق نے امان دینے کے ساتھ ہی خلعتیں اور انعامات بھی عطا کئے اس محاصرہ میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ بلا جدال وقتال خبیث کا جتھا ٹوٹ گیا۔ اس کے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر موفق کے لشکر میں چلے آئے۔

موفقیہ کی تعمیر: اگلے دن مصلحتاً موفق اس مقام سے کوچ کر کے مختارہ کے قریب ایک مقام پر خیمہ زن ہوا۔ فوجی چھاؤنی اور جنگی کشتیاں بنانے کا حکم دیا شہر کے آباد کرنے کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس مقام کو موفقیہ کے نام سے موسوم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ تھوڑے دنوں میں لشکریوں' سرداروں' شاگرد پیشوں کے مکانات بن گئے جامع مسجد تیار ہوگئی دارالامارت کی تعمیر بھی تکمیل کو پہنچ گئی۔ تمام ممالک محروسہ میں نجار کے نام گشتی فرمان بھیج دیئے بات ہی بات میں ہر قسم کے سامان اور اسباب کی متعدد دکانیں کھل گئیں۔ کھانے پینے اور ہر ضرورت کی چیزیں بکثرت مہیا ہوگئیں۔

ابوالعباس کا حملہ: ایک مہینہ تک اسی انتظام میں مصروف رہا جب اس طرف سے اطمینان ہوگیا تو اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو یہ حکم دیا ''کہ مختارہ کے باہر جس قدر زنگی فوجیں پھیلی ہوئی ہیں ان پر حملہ کردو اور اپنے پُر زور حملوں سے ان کو ان کی سرکشی اور تمرد کا مزہ چکھا دو کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئیں یا زچ ہو کر امان کے خواستگار ہوں''۔ اس چھیڑ چھاڑ سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان میں سے اکثر امان کی درخواست کر کے مؤفق کے لشکر میں چلے آئے باقی جو رہے وہ قتل یا قید کر لئے گئے۔ مختارہ والے بدستور محاصرہ میں رہ گئے۔ مگر مؤفق ان پر بھی اپنے حسن سلوک اور احسان کا جال پھیلا رہا تھا اس حکمت عملی سے بھی ہزار ہا زنگی آئے دن گرویدہ احسان ہو کر مؤفق کے لشکر میں چلے آ رہے تھے۔

پچاس ہزار زنگیوں کی اطاعت: انہیں دنوں اتفاق وقت سے زنگیوں نے مؤفق کی ایک کشتی گرفتار کر لی جو رسد و غلہ لئے ہوئے مؤفق یہ کو آ رہی تھی مؤفق کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو تیاری کا حکم دے دیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو اس کی حفاظت پر مامور فرمایا اس واقعہ کے بعد ہی زنگیوں نے ایک حرکت یہ کی کہ ان میں سے ایک گروہ نے شب کے وقت نکل کر نصیر کی فوج پر حملہ کا ارادہ کیا جاسوسوں نے نصیر کو اس سے مطلع کر دیا نصیر نے قبل اس سے کہ وہ حملہ کریں اثناء راہ میں جا کر ان کو گھیر لیا دو ایک سپہ سالار گرفتار اور دو ایک قتل ہوئے۔ باقی ماندہ سپاہی اور سپہ سالاروں نے بھاگ کر مختارہ میں دم لیا۔ اس چھیڑ چھاڑ پر بھی پناہ گزیں اور امان کے خواست گاروں کی تعداد میں کمی نہ ہوئی اخیر ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور تک پچاس ہزار زنگیوں نے عباسی علم کے نیچے آ کر اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور امان کے خواہاں ہوئے۔

خبیث کا شب خون کا منصوبہ: ماہ شوال میں خبیث نے مؤفق کے بلا جدال و قتال طول قیام سے گھبرا کر پانچ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ علی بن ابان کو مؤفق کے لشکر پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ رات کے وقت بغیر روشنی کے دریا عبور کرو اور کمال تیزی سے چار یا پانچ کوس کا چکر کاٹ کر سفیدیٔ صبح نمودار ہونے سے پیشتر جس وقت مؤفق کے لشکر ادائے نماز قضائے حاجت میں مصروف ہوں' عقب لشکر سے حملہ کر دو اور تم جس وقت حملہ کرو گے اسی وقت میں بھی مقابلہ پر آ جاؤں گا یقین ہے کہ اس حملہ میں ہم کو کامیابی ہو''۔ علی نے اس رائے کو استحسان کی آنکھوں سے دیکھ کر تیاری کر دی اور اسی رائے کے مطابق نصف شب کے پہلے دریا عبور کر لیا۔

علی بن ابان کی شکست: جاسوسوں نے مؤفق تک یہ خبر پہنچا دی۔ مؤفق نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوالعباس کو علی بن ابان کے مقابلہ اور روک تھام پر روانہ کیا ابوالعباس نے جنگی کشتیوں کے ایک بیڑہ کو جس میں تقریباً بیس کشتیاں بڑی اور پندرہ چھوٹی تھیں دریا کی حفاظت پر مامور کیا تاکہ علی بن ابان کے ہمراہی شکست کھا کر دریا عبور نہ کر سکیں اور خود ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے اس راستہ پر جا کر چھپ رہا جس طرف سے علی بن ابان آنے والا تھا جوں ہی علی بن ابان اس راہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزرا ابوالعباس نے حملہ کر دیا زنگی اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگے ابوالعباس کے سواروں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ نیزہ بازی کے جوہر دکھانے لگے زنگی گھبرا کر دریا کی طرف بھاگے بحری فوج نے عبور کرنے سے روکا۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی اکثر حصہ کام آ گیا۔ کچھ دریا میں ڈوب کر مر گئے کچھ قید کر لئے گئے۔ معدودے چند چھپ چھپا کر بچ گئے۔ صبح ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

زنگیوں کے سروں کی نمائش: آفتاب کی سرخی کنارۂ آسمان پر نمایاں ہو رہی تھی قریب طلوع آفتاب ابوالعباس نے میدانِ جنگ ہی میں نماز ادا کی بعد ازاں قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا مؤفق نے فرطِ محبت سے گلے لگا لیا دعائیں دیں۔ لڑائی کے حالات استفسار کئے۔ دوپہر کے قریب حکم دیا کہ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو کشتیوں میں بار کر کے خبیث کے محل سرا کے سامنے دکھلانے کی غرض سے لے جاؤ۔ خبیث اور اس کے ہمراہیوں کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی۔ تمسخر سے کہنے لگے۔ ''مؤفق نے یہ رنگ اچھا جمایا ہے۔ ہم لوگوں کو دکھلانے اور زنگی دلاوروں کو ڈرانے کی غرض سے ان سیاہ بخت زنگیوں کو قیدی بنایا ہے جو شامتِ اعمال سے جا کر اس سے امان کے خواہاں ہوئے ہیں اور یہ سر مصنوعی ہیں آدمی کے سر نہیں ہیں مگر بہت اچھے بنائے ہیں''۔ جاسوسوں نے خبیث کی اس گفتگو اور خیال کی مؤفق کو خبر کر دی۔ مؤفق نے اس سروں کو منجنیقوں میں رکھ کر محصوروں کے پاس پھنکوا دیا ایک ہنگامہ شور قیامت برپا ہو گیا جو دیکھتا تھا چلا کر رو اٹھتا تھا خبیث بھی ان سروں کے دیکھنے کو آیا۔ صبر نہ ہو سکا۔ گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

مختارہ کے محاصرہ میں سختی: اس واقعہ کے بعد ابوالعباس اور زنگیوں میں متعدد دریائی لڑائیاں ہوئیں اور سب میں ابوالعباس فتح مند ہوتا رہا تا آنکہ زنگیوں کی رسد کی آمد بند ہو گئی۔ غلہ جو شہر کے اندر موجود تھا وہ بھی قریب اختتام پہنچ گیا۔ مگر فریق محاصرہ کی سختی کی وہی کیفیت تھی۔ بڑے بڑے سورما اور نامی نامی سردار فاقہ کشی اور شدت حصار سے تنگ آ کر شہر سے نکل آئے۔ امان کی درخواست کی۔ مثلاً محمد بن حرث قمی اور احمد یربوعی وغیرہ۔ محمد بن حرث بہت بڑا نامور سپہ سالار تھا شہر پناہ کی حفاظت اس کے سپرد تھی اور احمد یربوعی زنگیوں کے نامور جنگ آوروں سے تھا مؤفق نے ان دونوں کو امان دی انعام دیئے۔ صلے دیئے اور اپنے خاص مصاحبین کے زمرہ میں داخل کر لیا۔

زنگیوں کا ناکام حملہ: خبیث نے یوماً فیوماً اپنے ہمراہیوں کی ابتری کا احساس کر کے دو سپہ سالاروں (ایک کا نام شبل[1] دوسرے کا نام ابوالبذی تھا) کو دس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ شہر کے ایک غربی جانب سے نکل کر تین طرف سے مؤفق کے لشکر پر حملہ اور رسد و غلہ کی آمد بند کرنے کا حکم دیا۔ جاسوسوں نے مؤفق کے کان تک یہ خبر پہنچا دی۔ مؤفق نے ایک فوج بسرافسری اپنے آزاد غلام (اس کا نام[2] زیرک تھا) کے بھیج دی چنانچہ جس وقت زنگیوں نے دریا سے خشکی پر اترنے کا قصد کیا شاہی لشکر نے حملہ کر دیا زنگیوں کو اس کی خبر نہ تھی ہزاروں قتل ہو گئے سینکڑوں دریا میں ڈوب کر مر گئے باقی ماندہ گرفتار ہو گئے یا کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گئے چار سو کشتیاں زنگیوں کی گرفتار کر لی گئیں۔ زنگیوں کو اس معرکہ میں سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ رہی سہی قوت جاتی رہی۔ طرہ اس پر یہ تھا کہ پناہ گزینوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی جس سے محاصرین کی قوت ترقی پذیر ہو

1. تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲۔
2. تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی تھی اور محصورین کی تعداد گھٹنے کے ساتھ مجموعی قوت بھی انحطاط کی جانب مائل ہوتی جاتی تھی۔

زنگیوں اور عساکر شاہی میں جھڑپیں: خبیث نے دوبارہ ناکہ بندی کا انتظام کیا معتبر نامی نامی سرداروں کو راستہ کی محافظت پر مامور کیا اور دو سپہ سالاروں کو یہ حکم دیا کہ موفق کے لشکر میں امان حاصل کر کے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ طول حصار سے کوئی فائدہ نہ ہوگا آؤ کھلے میدان لڑ کر اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیں۔ موفق نے اس پیام پر اپنے بیٹے ابو العباس کو نہر غربی کی جانب حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ شہر کی یہ سمت علی بن ابان کے سپرد تھی۔ کمال شدت سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے دو پہر ہوتے ہوتے ابو العباس کی فتح مندی اور علی بن ابان کی شکست کے آثار نمایاں ہو گئے۔ قریب ظہر علی بن ابان اپنے مورچہ سے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے کو ہٹا۔ خبیث نے اس امر کا احساس کر کے سلیمان بن جامع کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ علی ابنِ ابان کی کمک پر روانہ کیا جس سے علی بن ابان کے قدم میدان جنگ میں پھر جم گئے شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بالآخر ابو العباس کی فتح نصیب ہوئی اور سیاہ بخت زنگی لشکر شہر کی جانب بھاگا۔

اس اثناء میں ایک گروہ ان زنگیوں کا آ گیا جنہوں نے امان حاصل کر لی تھی اور اپنی قوم کے مقابلہ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ابو العباس اس کامیابی کے ساتھ واپس آ رہا تھا مگر ان لوگوں کی تحریک سے نہر اتراک کی طرف بڑھا۔ اس طرف محصور زنگیوں کی تعداد نہایت قلیل تھی ابو العباس نے اس کمی سے فائدہ حاصل کرنے کے قصد سے ان پر حملہ کر دیا۔ چند لوگ کمندوں کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور گروہ محافظین کا وارا نیارا کر دیا خبیث نے یہ خبر پا کر اپنے سرداروں کو للکارا زنگی فوجیں خبیث کی آواز سن کر دوڑ پڑیں۔ ابو العباس بہ وجہ قلت فوج پیچھے ہٹ آیا اتنے میں موفق کی جانب سے امدادی فوج پہنچ گئی جس سے شکست نے فوراً فتح کی صورت اختیار کر لی اور ابو العباس کو پھر اپنے حریف مقابل کے مقابلہ میں فتح مندی حاصل ہو گئی۔

ابو العباس کی ناکامی: مگر یہ کامیابی عارضی تھی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکامی سے بدل گئی۔ سلیمان ابنِ جامع ابو العباس کی پہلی کامیابی کا احساس کر کے فوج کثیر لے کر بالائے نہر چلا گیا تھا اور ایک میل کا چکر کاٹ کر ابو العباس کے لشکر پر عقب سے حملہ آور ہوا جبکہ وہ اپنے حریف مقابل سے مصروف جدال وقتال تھا ابو العباس کی رکاب کی فوج جوں ہی سلیمان کے لشکر کی مدافعت کی جانب مائل ہوئی آگے سے زنگی فوجیں پلٹ پڑیں جو شکست کا لباس پہنے ہوئے فرار ہونے والی تھیں اس سے ابو العباس کو ایک دل شکن شکست اٹھانی پڑی موفق کے آزاد غلاموں کا ایک گروہ مارا گیا اور چند نامی سورما بھی کام آ گئے۔ ابو العباس ناکامی کے ساتھ اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ یہ واقعہ اتفاق سے ایسا واقعہ ہوا کہ جس سے زنگیوں کے شکستہ قلوب مضبوط اور قوی ہو گئے اور ان کو ایک گونہ اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا۔

موفق کا مختارہ پر حملہ: موفق کو یہ اتفاقی ناکامی بہت شاق گزری سردارانِ لشکر کو جمع کر کے کہا ''ان شاء اللہ تعالیٰ کل نہر اتراک کی جانب سے عام حملہ کیا جائے گا اور سامنے کے برج پر جس طرح ممکن ہوگا قبضہ کر لوں گا۔ نہر کے عبور کرنے کا پورا سامان رات ہی کے وقت سے مہیا رکھا جائے۔ دوسری جانب سے میرا ہونہار بیٹا ابو العباس حملہ کرے گا' تم لوگ اس اتفاقی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناکامی سے بدل نہ ہو اسلام کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے وہ ضرور ہم کو ہمارے ارادوں میں کامیاب کرے گا''۔
سرداران لشکر اس عام حکم کو سن کر اپنے اپنے خیموں میں گئے۔حملہ کی تیاری میں مصروف ہوئے صبح ہوتے ہی تیار ہو کر موفق کے خیمہ کے پاس آئے سلامی دی موفق نے لشکر مرتب کر کے نہرا تراک کے عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ''بسم اللہ مجریہا و مرسہا پڑھتا ہوا لشکر کے ساتھ چلا۔ یہ دن چہار شنبہ کا تھا اور ماہ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کی چھبیسویں تاریخ تھی۔
شہر کا یہ حصہ جس طرف موفق کا لشکر سیلاب کی طرح بڑھتا جاتا ہے۔ نہایت مضبوط و مستحکم ہے جا بجا موقع موقع پر منجنیقیں بھی نصب ہیں آلات قتال بھی کثرت سے موجود ہیں۔ انکلائی بن خبیث مع سلیمان ابن جامع اور علی بن ابان کے اسی حصہ میں ہے۔ غرض بظاہر اس کی کامیابی دشوار معلوم ہو رہی ہے۔

جانبین کی سنگباری: خبیث نے موفق کے لشکر کو اس طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر سنگ باری کا حکم دے دیا۔ نہایت تیزی سے منجنیقیں چلنے لگیں تڑاتڑ پتھر گرنے لگے قدر اندازوں نے روح و تن کے فیصلہ کرنے کو تیر و کمانیں اٹھا لیں پھر ایسی حالت میں نہر کا عبور کرنا اور عبور کے بعد شہر پناہ کی دیواروں کے قریب جانا کارے دارد تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر موفق کا لشکر اس خوفناک و جانستاں منظر کو دیکھ کر آگے بڑھنے سے رک گیا۔ موفق نے للکار کر کہا ''میرے شیرو! کیا یہ منجنیقیں جن کو سیاہ بخت زنگی چلا رہے ہیں تمہاری مردانگی کی سد راہ ہوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری جوانمردی اور دلاوری کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے''۔ یہ آواز نہ تھی بلکہ ایک برقی قوت تھی جو چشم زدن میں لشکر کے اس سرے سے اس سرے تک پہنچ گئی جاں نثار دولت بلا تامل و غور بات ہی بات میں نہر عبور کر گئے نہ تیروں کی مینہ کی پروا کی اور نہ سنگ باری کا ان کو کچھ خوف ہوا۔

شہر فصیل پر قبضہ: شہر پناہ کی دیوار کے نیچے پہنچ کر منہدم کرنے اور سیڑھیاں لگا کر اس پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ زنگیوں نے سنگ باری سے ان کو روکنا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہوئے سیڑھیاں لگا کر فصیل شہر پر چڑھ گئے اور لڑ بھڑ کر اس پر قبضہ کر لیا ہی لیا۔ علم دولت عباسیہ نصب کر دیا گیا منجنیقیں اور آلات حصار شکنی میں آگ لگا دی۔ زنگیوں کا ایک جم غفیر مارا گیا۔ دوسری جانب ابو العباس لڑ رہا تھا۔ اس کے مقابلہ پر علی بن ابان گیا ہوا تھا ابو العباس نے اس کو پہلے ہی حملہ میں ہزاروں زنگیوں کو تہ تیغ کر کے شکست فاش دے دی علی بن ابان نے بھاگ کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا ابو العباس کا لشکر جوش کامیابی میں دیواروں تک پہنچ گیا اور اس میں ایک روزن کر کے بزور تیغ گھس پڑا۔ سلیمان بن جامع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا شدت کے ساتھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی تا آنکہ ابو العباس کے رکاب کی فوج اپنے مورچہ میں واپس آ گئی۔

معرکۂ میدان خبیث: مزدوروں نے فوراً اس روزن کو بند کر دیا مگر دوسری طرف موفق کی رکاب کی فوج نے شہر پناہ کی دیوار میں متعدد روزن کر لئے خندق پر ایک مختصر سا پل بنا لیا جس سے باسانی تمام شاہی لشکر عبور کر گیا۔ زنگیوں میں بھگڈر مچ گئی شاہی لشکران کو قتل و گرفتار کرتا ہوا دیرا بن شمعان تک چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسے آگ لگا دی۔ اس مقام پر زنگیوں سے بہت بڑی اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر شکست کھا کر بھاگے میدان خبیث تک پہنچے خبیث خود سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا۔ اپنے ہمراہیوں کو للکار للکار کر لڑوانے لگا مگر کسی کے قدم رکتے نہ تھے جو تھا وہ بھاگنے ہی پر تیار تھا۔ آخر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کار خبیث کے خاص خاص ہمراہی بھی بھاگ کھڑے ہوئے اتنے میں رات کی تاریکی نے فتح مند گروہ کو حملہ سے روک دیا چونکہ روشنی کا کوئی انتظام اپنے ہمراہ نہیں لے گئے تھے موفق نے واپسی کا حکم دے دیا تھا۔

ابوالعباس کی فتح مندانہ مراجعت: ابوالعباس کو پناہ گزیں زنگیوں کی روانگی کی وجہ سے مراجعت میں تاخیر کرنی پڑی چلتے چلتے رات ہوگئی زنگیوں کو موقع مل گیا یورش کر کے سب سے پچھلی کشتی پر حملہ آور ہوئے اور اس سے کسی قدر کامیابی حاصل کر کے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے۔ بہودر (زنگیوں کا امیر البحر) مسرور بلخی کے مقابلہ پر تھا۔ واپسی کے وقت اس نے بھی مسرور کے ہمراہیوں پر حملہ کیا جس سے مسرور کی فوج کی ایک جماعت کام آ گئی اور ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا اس لڑائی کے خاتمہ پر زنگیوں کے بعض منہزمین نے امان کی درخواست کی جس کو موفق نے بطیب خاطر منظور کر لیا۔ از انجملہ زنگیوں کا نامور سپہ سالار ریحان بن صالح مغربی تھا۔ موفق نے امان دینے کے بعد اس کو ابوالعباس کے مصاحبین میں شامل کر دیا۔ (یہ واقعہ انتیسویں ماہ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کا ہے)

زنگی سپہ سالار کی اطاعت: ماہ محرم ۲۶۸ھ میں زنگیوں کے ایک بہت بڑے معتمد علیہ اور نامور سپہ سالار جعفر بن ابراہیم معروف بہ سجان نے موفق کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت کی گردن جھکا دی امان کا خواستگار ہوا موفق نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا انعام اور صلے مرحمت کیے۔ اگلے دن خبیث کو دکھانے کی غرض سے ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار کرا کر خبیث کے محل سرا کی طرف روانہ کیا۔ سپہ سالاران خبیث اور اس کے ہمراہیوں کے مصائب اور موفق اور اس کے لشکریوں کے حسن اخلاق اور عادات کو بالتفصیل بیان کیے اور واپس آیا اس سے زنگیوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں چھپ چھپ کر بہت سے نامی نامی رؤسا اور سردار موفق کے پاس امان حاصل کر کے چلے آئے۔

مختارہ پر حملہ کی تیاریاں: ماہ ربیع الثانی تک موفق لشکریوں کو آرام دینے کے خیال سے بلا جدال وقتال محاصرہ ڈالے ہوئے پڑا رہا۔ ۵ ربیع الاول کو بقصد حملہ لشکر کو پھر مرتب کیا سرداران لشکر کو شہر کی ایک ایک سمت پر مامور فرمایا۔ ہر ایک کے ساتھ سرنگ لگانے والوں، دیواروں میں روزن بنانے والوں اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ جانے والوں کا ایک گروہ متعین کیا اور ان کے پیچھے حملۂ مخالف کے بچانے کی غرض سے مشہور مشہور تیراندازوں کی فوج کو رکھا کہ جو شخص اس گروہ سے مزاحمت کرے اس کو فوراً نشانہ تیر اجل بنا دینا اور کل سپہ سالاران فوج کو یہ ہدایت کر دی کہ زنگیوں کی شکست کے بعد بلا اجازت میرے بقصد تعاقب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا اور نہ روزنوں کی راہ سے بلا حکم میرے شہر میں داخل ہونے کا قصد کرنا۔

مختارہ پر حملہ اور پسپائی: الغرض جب موفق نے حملہ کا پورا پورا انتظام کر لیا اس وقت سب کو حملہ کا حکم دیا۔ لشکر نہ تھا ایک سیلاب تھا جس کے مقابلہ پر زنگیوں کی کاہ کے برابر بھی وقعت نہ تھی۔ زنگیوں نے روکنے کے قصد سے تیر باری شروع کی مگر شاہی تیراندازوں نے ان کے حوصلے پست کر دیئے۔ چاروں طرف سے تیروں کا مینہ برسنے لگا۔ زنگی گھبرا گھبرا کر چھتوں سے اتر کر مکانوں میں چھپ گئے شاہی لشکر نے شہر پناہ کی دیوار میں متعدد روزن بنا لئے۔ زنگیوں کی فوجیں جھرمٹ باندھ کر مقابلہ پر آئیں شاہی لشکر نے ان کو اپنے پُرزور حملہ سے پیچھے ہٹا دیا اور جوشِ کامیابی میں قتل و غارت کرتا ہوا اس مقام سے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے بڑھ گیا جہاں تک جنگ سابق میں پہنچا تھا حریف مقابل نے جو شکست پر شکست کھاتا ہوا بھاگا جاتا تھا مڑ کر حملہ کیا مختلف مقامات سے ان زنگیوں نے نکل کر حملہ کیا جو کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ شاہی لشکر نقصان اٹھا کر دجلہ کی جانب لوٹا۔ زنگیوں نے ان لوگوں کو قید و قتل کرنا شروع کر دیا ہتھیاروں کا ایک ذخیرہ ہاتھ آیا موفق نے اپنے شہر موفقیہ کی طرف مراجعت کی سرداران لشکر کو بلا اجازت آگے بڑھنے پر ملامت کی اور جو لوگ اس معرکہ میں کام آ گئے تھے ان کے اہل و عیال کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور درستی و ترتیب لشکر کا حکم صادر فرمایا۔

بنو تمیم کی سرکوبی: اس کے بعد موفق تک یہ خبر پہنچی کہ بعض بادیہ نشینان بنو تمیم زنگیوں کو رسد و غلہ پہنچاتے ہیں سن کر آگ بگولہ ہو گیا اسی وقت ایک لشکر بنو تمیم کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی قتل عام کا بازار گرم کر دیا' اکثر قتل کئے گئے اور جو قید ہو کر آئے ان کے قتل کا موفق نے حکم دے دیا۔ حدود بصرہ تک رسد و غلہ کی آمد روک دیا ادھر رسد کی آمد قطعاً موقوف ہو گئی ادھر موفق حصار میں سختی سے کام لینے لگا۔ پناہ گزینوں کی تعداد بڑھ گئی۔ زنگیوں کی ایک جماعت شدت گرسنگی سے تنگ آ کر تلاش اشیاء خوردنی کے لئے بلاد و قصبات بعیدہ میں پھیل گئی موفق نے ان لوگوں کے سمجھانے اور بلانے پر آدمیوں کو متعین کیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص شاہی امان حاصل کرنے سے انکار کرے اس کو بے تامل مار ڈالنا۔ اس حسن تدبیر سے بھی ہزار ہا زنگی موفق کے سایۂ امان میں آ گئے اور ہزاروں کا کام تمام کر دیا گیا۔

بہبود کا قتل: خبیث اور اس کے ہمراہی جب اس حال بد تک پہنچ گئے تب موفق اور اس کے لڑکے نے پھر ہنگامہ کارزار کو گرم کیا روزانہ جنگ و خون ریزی سے زنگیوں کی گرمی دماغ فرو کرنے لگے انہیں معرکوں میں زنگیوں کا نامور سپہ سالار بہبود بن عبدالواحد مارا گیا جیسا بہبود کا مارا جانا موفق کے اعظم فتوحات کا مقدمہ تھا ویسا ہی زنگیوں کے ادبار کا یہ پیش خیمہ تھا۔ اس کے مارے جانے سے عساکر اسلامیہ کو بہت بڑی راحت نصیب ہوئی۔ یہ کم بخت ایک جنگی کشتی پر تھوڑی سی فوج لئے ہوئے دریا میں گشت کرتا رہتا تھا۔ کشتی پر عباسی پھریرا کی طرح پھریرا نصب کیا تھا۔ اسلامی جنگی کشتیوں کا یہ بیڑہ اس سے یہ خیال کر کے کہ یہ بھی ایک اسلامی جنگی کشتی ہے متعرض نہ ہوتا اور یہ موقع پا کر ان پر اپنا ہاتھ صاف کر دیتا تھا ایک بار اتفاق سے ابوالعباس کے ہاتھ لگ گیا۔ قریب تھا کہ اس مکار کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا مگر خوش قسمتی سے بچ گیا دوبارہ ایک اسلامی کشتی پر حملہ کیا۔ اہل کشتی لڑنے لگے جس وقت دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ موفق کے غلام نے لپک کر اس کے پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ لگتے ہی جگر کے پار ہو گیا تڑپ کر دریا میں گرا ہمراہیوں نے اٹھا کر کشتی میں رکھا اور روانہ ہو گئے۔ خبیث تک پہنچتے پہنچتے اس نے دم توڑ دیا۔ موفق نے اہل کشتی اور نیز اس غلام کو انعامات دیئے اور گراں بہا خلعتیں عنایت کیں۔

شہر پناہ کی دیواروں کا انہدام: بہبود کے مارے جانے کے بعد خبیث کو طمع دامن گیر ہوئی بہبود کے عزہ و اقارب کو گرفتار کر کے مال و اسباب کو طلب کیا ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا۔ اس پر خبیث نے بعض کو ان میں سے پٹوایا اور بہبود کے بعض مکانات کو خزانہ کی امید میں کھدوایا اس سے خواص اور عوام میں برہمی پیدا ہوئی اکثر بھاگ کر موفق کے پاس چلے آئے موفق نے عہدہ ہائے جلیلہ اور انعامات عطا فرمائے اور بقیہ ہمراہیان بہبود کو امان دینے کی منادی کرا دی چونکہ اکثر اوقات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوائے مخالف کی وجہ سے دریا عبور کرنے میں دقتیں پیش آتی تھیں اس وجہ سے بہ نظر آسانی مختارہ کی جانب غربی کی صفائی کا حکم دیا اس سمت میں باغات اور جنگل کی کثرت تھی کام کرنے والوں اور فوج محافظ کی حفاظت کی غرض سے مورچے قائم کئے اردگرد عمیق عمیق خندقیں کھدوائیں مگر ناواقفیت راہ اور پہاڑی دروں کے سبب سے بجائے کامیابی کے نقصان اٹھانا پڑا۔ زنگیوں کی یہ راہیں اچھی طرح معلوم تھیں وقت بے وقت دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے دفعتہً حملہ کر دیتے تھے اور ان غریب لشکریوں کو نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑتا تھا ستم تو یہ تھا کہ زنگیوں کے خوف سے ان لوگوں تک امدادی فوج بھی نہ پہنچ سکتی تھی۔

موفق نے مجبور ہو کر اپنے اس قصد سے رُک کر پھر انہدام شہر پناہ کی طرف توجہ منعطف کی اور راستہ کو فراخ کرنے میں جان توڑ کوشش کرنے لگا۔ اکثر خود بھی مزدوروں کے ساتھ شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے میں شریک ہو جاتا تھا اور کبھی جوش میں آ کر شمشیر بکف میدانِ جنگ میں جا پہنچتا۔ آخر کئی روز کی لڑائی اور شبانہ روز کی جانکاہ محنت کے بعد نہر سلمیٰ کی جانب شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ منہدم ہو گیا۔ زنگیوں نے یورش کی۔ موفق بذات خاص لڑنے لگا ہر سردار اور سپاہی جاں فروشی پر تیار ہو گیا۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک تھا۔ جانبین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ زخمیوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ چار روز تک برابر یہ لڑائی صبح سے شام تک بڑے شور سے ہوتی رہی لیکن دونوں حریفوں میں سے ایک کی بھی قسمت کا آخری فیصلہ ظہور میں نہ آیا اور نہ کسی نے ہمت ہاری۔

زنگیوں کی مزاحمت: شہر کے شمالی جانب دو پل تھے جس پر اس وقت تک محاصرین کا قبضہ نہ ہوا تھا محصورین وقت جنگ اکثر انہیں پلوں سے عبور کر کے شاہی لشکر پر آ پڑتے تھے اور نقصان کثیر پہنچا کر واپس چلے جاتے تھے موفق نے ان پلوں کی حالت سے مطلع ہو کر کہ جب کہ زنگیوں سے گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ایک دستہ فوج معہ مزدوروں کے ان کے توڑنے کو بھیج دیا۔ زنگیوں نے توڑنے میں مزاحمت کی مگر کامیابی نہ ہوئی شاہی فوج نے دوپہر تک توڑ ڈالا۔ بعد اس کے موفق کی رکاب کی فوج ایک دوسری جانب سے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ کر گھس پڑی اور قتل و غارت کرتی ہوئی ابن سمعان کے مکان تک بڑھ گئی جہاں کہ خبیث کے خزائن اور دفاتر تھے پھر یہاں سے بڑھ کر جامع مسجد پہنچی اور اس کو ویران کر کے ایک بہت بڑی خوں ریز جنگ کے بعد اس کے ممبر کو موفق کے پاس اٹھا لائے زنگیوں نے ہر چند کوشش کی مر جانے پر تیار ہوئے لیکن اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد شہر پناہ کی دیوار منہدم ہوگئی فتح مندی کے آثار نمایاں ہو چلے مگر ہنگامہ کارزار تیزی اور سختی سے گرم ہو رہا تھا جیسا کہ تھوڑی دیر پیشتر تھا۔

موفق کی زخمی حالت میں مراجعت: اس اثناء میں اتفاق سے جبکہ جمادی الاوّل ۲۶۹ھ کے پورا کرنے کو پانچ راتیں رہ گئی تھیں موفق کے سینہ پر ایک تیر آ لگا اسی وقت لڑائی موقوف کر دی اپنے لشکرگاہ موفق یہ میں واپس آیا۔ زخم کے علاج میں مصروف ہوا اگلے دن لشکریوں کی تسلی خاطر کے خیال سے پھر میدانِ جنگ کا راستہ لیا تمام دن اسی مستعدی سے لڑتا رہا جیسا کہ زخمی ہونے سے پہلے لڑتا تھا اس سے موفق کی تکلیف اور زخم کی شکایت بڑھ گئی صاحب فراش ہو گیا۔ مصاحبوں نے بغداد کی طرف مراجعت کرنے کی رائے دی موفق نے اس رائے سے مخالفت کی اور کچھ وقت کے لئے جنگ موقوف کر کے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا تین ماہ تک علاج کرتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زخم مندمل ہو گیا۔ بڑی دھوم دھام سے غسل صحت کیا۔ عساکر اسلامیہ میں پھر چہل پہل ہونے لگی۔ لشکریوں کے دل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش اور چہرے بشاش ہو گئے۔

مختارہ کے شہر پناہ کی دوبارہ تعمیر: زنگیوں نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو پھر درست کرا لیا اور حفاظت کی غرض سے جابجا فوجیں متعین کیں موفق نے صحت یابی کے بعد ہی پھر حملہ کیا اور شہر پناہ کے توڑنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجیں سیلاب کی طرح شہر پناہ کی دیواروں سے نہر سلمیٰ کے قریب جا کر ٹکر کھانے لگیں جنگ کا بازار گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر اسلامی فوج کی مدافعت پر کمربستہ تھا اور یہ تھے کہ جان پر کھیل کر پلے پڑتے تھے۔

بحرین جھڑپیں: ایک روز جبکہ اس سمت میں نمونہ قیامت جنگ ہو رہی تھی۔ موفق نے جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیبی نہر ابن خصیب کی جانب سے حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ اسلامی امیر البحر نے یہ حکم پاتے ہی جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو نشیبی نہر ابن خصیب کے کنارہ پر اس تیزی سے پہنچا دیا کہ زنگیوں کو اس کی خبر تک نہ ہوئی وہ پورے زور و مجموعی قوت سے اس طرف نہر سلمیٰ کے قریب عساکر اسلامیہ سے لڑتے رہے اور اس طرف بحری فوج نے زنگیوں کے محل سرا کو جلا دیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ رہنے والوں کو گرفتار و قید کر لیا۔ غروب آفتاب کے وقت اسلامی فوجیں مظفر و منصور میدان جنگ سے اپنی قیام گاہ پر آئیں۔

اگلے دن نماز فجر کے بعد پھر حملہ ہوا۔ اسلامی مقدمۃ الجیش انکلائے بن خبیث کے محل تک قتل و غارت کرتا ہوا پہنچ گیا اس کا محل سرا اس کے باپ خبیث کے محل سے ملا ہوا تھا علی بن ابان نے نہروں میں جو محل سرا کے چاروں طرف تھیں پانی جاری کرنے اور عساکر اسلامیہ کے مقابل متعدد خندقیں کھودنے کا حکم دیا تاکہ اسلامی فوجیں انکلائے کے محل تک نہ پہنچنے پائیں زنگی فوج کا ایک حصہ اس کام میں مصروف ہوا دوسرا حصہ بدستور مصروف جدال و قتال رہا موفق نے حریف کی ان حرکات سے مطلع ہو کر فوراً اپنی رکاب کی فوج کو چند ٹکڑیوں پر منقسم کر کے ایک کو خندق اور نہر کے پاٹنے پر مامور کیا اور دوسری ٹکڑی کو دجلہ کی جانب سے قصر خبیث پر حملہ کا اشارہ کیا باقی رہی تیسری ٹکڑی۔ جس کو للکار للکار کر لڑا رہا تھا چونکہ زنگیوں نے دجلہ کی جانب حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا اس وجہ سے بیڑہ جنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی جوں ہی جنگی کشتیاں دیوار شہر پناہ کے قریب پہنچتیں اوپر سے سنگ باری اور آتش باری ہونے لگتی تھی مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑتا تھا ایک شبانہ روز اسی عنوان سے لڑائی ہوتی رہی۔

قصر خبیث پر حملہ: موفق نے یہ رنگ دیکھ کر کشتیوں کی چھتوں کو لکڑی کے تختوں سے پاٹنے اور ان کو ادویہ مانع احراق سے رنگنے کا حکم دیا نفاطین اور نامی جنگ آوروں کے ایک گروہ کو اس پر متعین فرمایا تمام رات جنگ کے اہتمام سے نہ سویا۔ سرداران لشکر کو ہدایتیں لشکریوں کو بڑھاوے اور انعامات دینے کے وعدے کرتا رہا۔ اسی شب میں عشاء کے وقت محمد بن سمعان (خبیث کے سیکرٹری) نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی موفق نے خلعت عنایت کی امان دی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی اور موفق نے زنگیوں کی قوت جنگ تقسیم کرنے کے خیال سے ابوالعباس کو زنگی سپہ سالاروں کے مکانات کے جلا دینے کا حکم دیا جو کہ قصر خبیث کے قریب و متصل واقع تھے ادھر ان کشتیوں کا بیڑہ جن کی چھتیں ایسی ادویہ سے رنگی ہوئی تھیں جس پر آگ کا اثر نہ پہنچ سکتا تھا روانہ ہوئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصرِ خبیت کی جانب دجلہ کی طرف سے بڑھا زنگیوں نے آتش باری شروع کی مگر بے سود تھا اسلامی کشتیوں کا بیڑہ نہایت تیزی سے آتش باری کرتا ہوا قصرِ خبیت کے نیچے جا لگا۔ نفاطوں نے گرم تیل کی پچکاریاں بھر بھر کر خالی کرنا شروع کر دی قصرِ خبیت کی بیرونی عمارت جلا کر خاک وسیاہ کر دی گئی زنگیوں کا لشکر محل سرا خبیت میں جا چھپا عساکرِ اسلامیہ نے دجلہ کے کنارے پر جس قدر مکانات تھے سب میں آگ لگا دی بڑے بڑے عالی شان مکانات جل رہے تھے کوئی بجھانے والا نہ تھا قیمتی قیمتی اسباب اور سامان کو آگ نے دم کی دم میں نیست ونابود کر دیا اور جو کچھ اس عام آتش زنی سے باقی رہ گیا اس کو عساکرِ اسلامیہ نے پہنچ کر لوٹ لیا اور عورتوں کی ایک جماعت کو ان کے پنجہ غضب سے چھڑا لیا زنگیوں کے نامی نامی سرداروں کے مکانات اور نیز انکلائے بن خبیت کا محل جل کر ایک تودۂ خاک ہو گیا اس اثناء میں عشاء کا وقت آ گیا۔ مؤفق نے عساکرِ اسلامیہ کو واپسی کا حکم دیا۔

امیر البحر نصیر کا خاتمہ: اگلے دن صبح ہوتے ہی مؤفق نے نصیر امیر البحر کو اس پل پر قبضہ کرنے کو مامور کیا جس کو خبیت نے نہر ابی خصیب پر حال میں علاوہ ان دو پلوں کے تعمیر کرایا تھا جو مختارہ کے شرقی جانب تھے اور سردارانِ عساکرِ اسلامیہ کو تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ مختارہ کے چاروں طرف پھیلا دیا۔ نصیر پہلے ہی حملہ میں معہ اپنی جنگی کشتیوں کے پل کے قریب پہنچ گیا اس کے بعد ہی چند اسلامی کشتیاں اور بلا اجازت نصیر کی کشتیوں کے قریب پہنچ گئیں زنگیوں نے پل سے تیر باری شروع کر دی نصیر نے اپنی کشتیوں کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ کشتیوں کی کثرت نے دہانہ نہر بند کر رکھا تھا زنگیوں نے اس امر کا احساس کر کے اپنی کشتیوں کو بڑھایا اسلامی کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکر کھا گئیں متعدد کشتیاں ٹوٹ گئیں۔ گرفتار ہو جانے کے خیال سے ملاح دریا میں کود پڑے نصیر نے بھی انہیں ملاحوں کے ساتھ اپنے کو دریا میں ڈال دیا خود ڈوب گیا باقی کشتیاں صحیح وسلامت واپس آئیں۔ تمام دن بڑے زور وشور سے لڑائی ہوتی رہی۔ سلیمان بن جامع (زنگیوں کے نامور سردار) نے اس لڑائی میں کمالِ مردانگی سے کام لیا جس طرف جاتا تھا صفوف لشکر کو الٹ پلٹ دیتا تھا مگر اختتام جنگ کے قریب شکست کھا کر بھاگا سوء اتفاق سے ان مقامات سے ہو کر گزرا جہاں پر آگ کے شعلے روغن نفط کی پچکاریوں کا کام دیتے رہتے بہ ہزار جدوجہد اس سے نجات پائی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی دونوں حریفوں نے اپنے اپنے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ مؤفق بھی صحیح وسالم اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

شکستہ پلوں کی از سرِ نو تعمیر: اسی شب میں مؤفق بعارضہ وجع مفاصل گرفتار ہو گیا ماہ شعبان ۲۶۹ھ تک سلسلہ علالت قائم رہا بمجبوری ہنگامہ کارزار بھی گرم نہ کیا گیا زنگیوں کو موقع مناسب مل گیا پلوں کو درست کر لیا علی الخصوص اس پل کو از سرِ نو تعمیر کرا لیا جہاں پر کہ نصیر امیر البحر ڈوب گیا تھا۔ مزید برآں پل کے آگے دونوں کناروں پر پتھروں کے بڑے بڑے ڈھس باندھ دیئے تا کہ کشتیوں کی آمد ورفت نہ ہو سکے۔

نہر ابی خصیب کا معرکہ: مؤفق نے صحت یابی کے بعد حملے کا حکم صادر فرمایا جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو دو حصوں پر منقسم کر کے ایک کو نہر ابی خصیب کے شرقی جانب اور دوسرے کو غربی جانب سے بڑھنے کا اشارہ کیا ان دونوں حصوں کے ساتھ مزدوروں، نجاروں اور نفاطوں کی ایک ایک جماعت تھی ایک کشتی پر گھاس پھوس اور نے وغیرہ بار کرا کر روانہ کیا تھا۔ غرض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پل کے جلانے اور دمہوں کے توڑنے کا سامان کثرت سے فراہم کر کے دس شوال ۲۶۹ھ کو عام حملہ کر دیا ہنگامہ کارزار گرم کرنے کو چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا انکلائے بن خبیث' ابنِ ابان اور ابنِ جامع پل کو بچانے کو بڑھے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی دونوں طرف سے سینکڑوں آدمی غرق اور ہزاروں قتل ہوئے۔ عشاء کے وقت تک بڑے زور شور سے لڑائی جاری رہی بالآخر عساکرِ اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی مزدوروں نے دمہوں کو توڑ کر نہر میں بہا دیا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں خالی کرنا شروع کر دیں نجاروں نے پہنچ کر پل کے پرزہ پرزہ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا اور گھاس پھوس اور نے کو ڈال کر روغن نفط کو چھڑک کر آگ لگا دی۔ نہر کا دہانہ صاف اور کشادہ کر دیا گیا کشتیوں کی آمد و رفت سہولت اور آسانی سے ہونے لگی۔ زنگیوں کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں مارا گیا۔ کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی موفق نے ان کو اپنے سایہ امن و عاطفت میں جگہ دی۔

موفق کی نہر ابی کے شرقی جانب پیش قدمی: خبیث اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے مکانات جل جانے کے بعد نہر ابی خصیب کے شرقی جانب چلا آیا تجارت پیشہ اور بازاری اس طرف اٹھ آئے ضعف اور مجبوری کے آثار پیدا ہو گئے رسد غلہ وغیرہ کی آمد تو بالکل بند ہو گئی تھی شہر میں جو ذخیرہ غلہ وغیرہ کا تھا وہ بھی تمام ہو گیا گرانی اور گرسنگی کی یہ نوبت پہنچی کہ پہلے تو زنگیوں نے گھوڑوں اور گدھوں کو کھایا بعد ازاں جب اس نے بھی کفایت نہ کی تو آدمیوں نے آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا مگر خبیث کا دم خم وہی رہا اور موفق جانب شرق کے منہدم کرنے میں اسی سرگرمی سے مصروف رہا جیسا کہ جانب غربی کے توڑنے میں مشغول تھا اسی سمت میں ہمدانی کا مکان تھا یہ نہایت مضبوط و مستحکم بنا ہوا تھا بڑے بڑے دمہس اور اونچی اونچی چوڑی چوڑی دیواریں چاروں طرف محافظت کی غرض سے بنی ہوئی تھیں جا بجا منجنیقیں نصب تھیں آلات حصار شکنی بھی کثرت سے رکھے ہوئے تھے اسلامی فوجیں اس کے قریب پہنچ کر رک گئی موفق نے للکارا مگر بلندی کی وجہ سے چڑھ نہ سکیں۔ سیڑھیاں لگائیں پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تب کمند ڈال کر خبیث کے پھریروں کو کھینچا ان کا گرنا تھا کہ زنگیوں کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا نفاطوں نے روغن نفط کی ہزاروں پچکاریاں خالی کر دیں۔ سارا مکان ایک لحہ میں جل کر خاک وسیاہ ہو گیا عساکر اسلامیہ نے داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا قرب و جوار کے مکانات میں آگ لگا دی۔

خبیث کے ہمراہیوں کو امان: خبیث کے خاص خاص مصاحبین امان کے خواستگار ہوئے موفق نے نہایت خوشی سے ان کو امان دی انعامات دیئے' صلے دیئے۔ ان لوگوں نے ایک بہت بڑے بازار کا پتہ بتا دیا جو پہلے پل کے قریب بہار کے نام سے آباد تھا۔ اس بازار میں بڑے بڑے تاجر اور ساہوکار رہتے تھے زنگیوں کو اس سے بہت مدد ملتی تھی۔ موفق نے اس پر حملہ کر دیا اور جلا دینے کے قصد سے نفاطوں کو لے کر قتل و غارت کرتا ہوا بڑھا زنگیوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ موفق کے لشکریوں نے آگ لگا دی تمام دن جنگ اور آتش زنی کا بازار گرم رہا شام کو خبیث اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا تجار اور ساہوکار موقع پا کر بالائے شہر میں اٹھ گئے۔

قلعہ پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد خبیث نے مختارہ کی جانب شرقی میں بھی خندقیں کھدوائیں اور دمدموں کا باندھنا شروع کر دیا جیسا کہ شہر کی جانب غربی میں حفاظت کے خیال سے خندقیں کھدوائیں اور دمدمے بندھوائے تھے اس کے اہل و عیال غربی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب سے شرقی جانب چلے آئے باقی رہے اس کے ہمراہی وہ نہر غربی ہی پر مقیم رہے۔ موفق نے ان حالات سے مطلع ہو کر غربی جانب پر حملہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزار ہا آدمی دونوں فریق کے مارے گئے۔ بالآخر موفق نے مختارہ کے شہر پناہ کو نہر غربی تک جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ اس سمت میں خبیث کے نامی نامی سپہ سالاروں کا جمگھٹا تھا ایک چھوٹے سے قلعہ میں حفاظت کا سامان کئے ہوئے پناہ گزیں تھے موقع جنگ پر جس وقت موفق کا لشکر مصروف جدال وقتال رہتا اس وقت لوگ دائیں بائیں سے نکل کر حملہ آور ہوتے تھے اس سے موفق کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا موفق نے اس قلعہ کے سر کرنے کے قصد سے سردارانِ لشکر کو جمع کیا اور دریا اور خشکی کے راستہ سے ایک عام حملہ کا حکم دیا۔ خبیث نے قلعہ کی حفاظت اور موفق کے حملہ سے بچانے کو مہلبی اور ابنِ جامع کو مامور کیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی خائب وخاسر مجبوراً موفق کے لشکریوں کے حوالے کر کے بھاگ گئے زنگیوں کا ایک گروہ کثیر کھیت رہا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے پر عورتوں اور لڑکوں کے جم غفیر نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی اور موفق مظفر ومنصور اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

غربی جانب موفق کا قبضہ: جس وقت موفق نے خبیث کے محل سرا کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا اس وقت جنگی ضرورت کے خیال سے راستوں کو وسیع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اوّل پل کو جو نہر ابی خصیب پر تھا جلا دیا اس غرض سے زنگی فوجیں ایک دوسرے کی مدد کو نہ پہنچ سکیں اس پُل کے توڑنے اور جلانے میں بہت بڑا معرکہ ہوا طرفین سے آتش باری ہوئی ہزار ہا پچکاری روغن نفط کی خالی کی گئیں زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی غرق کر دی جس پر پُل کے جلانے کا سامان تھا موفق عنوان جنگ بدلتا ہوا دیکھ کر خود سوار ہو کر دہانہ نہر ابی خصیب پر حملہ کرتا ہوا بڑھا اور لشکریوں کو نہر کے شرقی اور غربی جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا تا آنکہ موفق کے لشکری پل تک غربی جانب سے لڑتے بھڑتے پہنچ گئے یہ سمت انکلائی بن خبیث اور ابنِ جامع کی سپردگی میں تھی ایک سخت وخوں ریز جنگ کے بعد موفق کے لشکریوں نے پل کے جانب غربی میں آگ لگا دی اس اثناء میں موفق کے لشکر کا دوسرا کالم شرقی جانب سے پہنچ گیا اور اس نے بھی ہزاروں کا خون بہا کر پل کے اس جانب میں بھی آگ لگا دی۔ زنگی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں پل' گھاٹ جہاں پر خبیث کی کشتیاں کھڑی ہوتی تھیں وہ مکان جہاں پر کشتیوں کی مرمت ہوا کرتی تھی اور قید خانہ جلا دیا گیا تھا۔ خبیث معہ اپنے ہمراہیوں کے اس سمت سے دوسری سمت شہر کے شرقی جانب چلا گیا اور موفق نے اپنی کامیابی کا جھنڈا غربی جانب پر گاڑ دیا۔ خبیث کے اکثر سپہ سالاروں نے امان حاصل کر لی اور جو بھاگ سکے بھاگ گئے انہیں فراریوں میں خبیث کا قاضی بھی تھا۔

اس پُل کے جل جانے کے بعد ادھر خبیث نے دوسرے پل کی حفاظت پر نامی نامی سپہ سالاروں کو متعین کیا ادھر موفق نے اس پل کے جلانے کے ارادے سے اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو بڑھنے کا حکم دیا مشہور مشہور نبرد آزماؤں کی ایک فوج مرتب کی گئی۔ بڑے بڑے سورماؤں کو اس کی افسری دی گئی۔ پل توڑنے کے آلات' گرم تیل کی پچکاریاں کاریگروں اور مزدوروں کی بہت بڑی جماعت اس فوج کے ہمراہ تھی۔ دونوں فوجیں رودررد ہوتے ہی بھڑ گئیں غربی جانب میں ابو العباس کے مقابلہ پر انکلائے اور ابنِ جامع تھا اور شرقی جانب میں اسد (یہ موفق کا آزاد غلام تھا) کے مقابلہ پر خبیث اور مہلبی لڑ رہا تھا۔ تین پہر کامل لڑائی ہوتی رہی آخر الامر انکلائے اور ابنِ جامع کو شکست ہوئی فتح مند گروہ نے پل پر پہنچ کر آگ لگا دی۔ بات ہی بات میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکلائے اور ابن جامع مع اپنے ہمراہیوں کے نہر میں کود پڑا اور مجبوراً ایک گروہ کثیر ڈوب کر مر گیا مگر یہ دونوں ہزار خرابی و دقت بچ گئے پل کے جلنے کی حالت میں جو شعلے حرارت فاعلی کی وجہ سے آسمان سے باتیں کرنے کو بلند ہو رہے تھے اور پھر اجزاء کثیفہ ارضیہ کے مل جانے سے اپنے مرکز ثقل کی طرف گر رہے تھے انہوں نے ان مکانات' باغات اور بازاروں میں آتش زنی شروع کر دی جو کنارے نہر پر تھے موفق کا لشکر دونوں جانب پھیل رہا تھا۔ خبیث کے اس مکان کو لوٹ لیا جس میں محل سرا کے جلنے کے بعد آ ٹھہرا تھا عورتوں اور لڑکوں کو قید سے رہا کیا اور زنگیوں کی ہر قسم کی کشتیوں کو جو نہر ابی خصیب میں لنگر زن تھیں دجلہ کی جانب نکالا جوں ہی دہانہ نہر سے نکلیں اپنے لشکریوں کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ انکلائے بن خبیث نے بھی امان حاصل کر لی۔ خبیث کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوا بعد اس کے سلیمان بن موسیٰ شعرانی (یہ زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار تھا) امان کا خواست گار ہوا تھوڑی دیر توقف کر کے اس کو بھی امان دے دی گئی۔

سلیمان بن موسیٰ کے آنے کے وقت عجب واقعہ پیش آیا زنگیوں کو اس کے نکلنے سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر لڑنے لگے سلیمان کسی طرح سے اُن سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا موفق نے نہایت احترام سے اس کو ٹھہرایا حسن سلوک سے پیش آیا۔ اس کے بعد ہی شبل بن سالم زنگیوں کا ایک دوسرا نامور سپہ سالار بھی امان حاصل کر کے موفق کے لشکر میں چلا آیا خبیث اور اس کے ارکین دولت کو ان لوگوں کے امان حاصل کرنے سے سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا شبل بن سالم کے چلے آنے سے خبیث کو زیادہ نقصان اس وجہ سے اٹھانا پڑا کہ یہ اکثر موفق کے لشکر پر شب خون مارتا تھا جس سے اس کو بے حد نقصان پہنچا کرتا تھا۔

شرقی جانب موفق کا قبضہ: انہیں لڑائیوں میں ایک روز موفق نے دربار عام کیا سرداران لشکر' ارکین دولت' ارباب شوریٰ اور وہ نامی نامی سپہ سالار بھی حسب مدارج حاضر ہوئے جو فریق مخالف سے علیحدہ ہو کر موفق کے سایہ عاطفت میں آ کر پناہ گزیں ہوئے تھے موفق نے حمد و نعت کے بعد پناہ گزیں سپہ سالاران لشکر مخالف سے مخاطب ہو کر کہا ''میرے عزیز و دلاورو! تم لوگ جس مصیبت میں گرفتار تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہماری کوششوں کے ذریعہ سے نجات دی اس کا شکر یہ یہ ہے کہ مختارہ کی جانب شرقی پر قبضہ کرنے میں جان توڑ کر کوشش کرو تم لوگ اس کی راہوں اور ہر قسم کے حالات سے بخوبی آگاہ ہو میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کیا اب تم لوگ بھی اپنے محسن کے احسان کے بدلہ میں خالصتاً و مخلصاً للہ اس مہم کو سر کرو میں علاوہ رہین منت ہونے کے تم لوگوں کو خاطر خواہ انعام دوں گا' پناہ گزیں سپہ سالاروں نے یک زبان ہو کر عرض کی'' خداوند نعمت! ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے کو تیار ہیں مگر گزارش یہ ہے کہ ہم لوگ کسی مخصوص سمت کی طرف متعین فرمائے جائیں تا کہ ہماری جان نثاری اور دشمنان دولت کے مقابلہ کرنے کی کیفیت آپ ملاحظہ فرمائیں''۔ بات معقول تھی موفق نے منظور فرمائی اسی وقت دجلہ کے تمام گھاٹوں پر کشتی کی فراہمی کا گشتی فرمان بھیج دیا چاروں طرف سے کشتیوں کی آمد شروع ہو گئی دو ہی ایک روز میں بے شمار کشتیاں ہر قسم کی موجود ہو گئیں جن پر دس ہزار ملاح ملازم تھے۔

موفق نے اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو مختارہ کے شرقی جانب سے دریا کے راستہ حملہ کرنے کا اشارہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر خبیث کے محل سرا جلانے پر قادر نہ ہو سکنا تو مہلبی کے مکان پر آ کر جمع ہونا ابو العباس کے ہمراہ ڈیڑھ سو جنگی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشتیوں کا بیڑہ تھا جو شرقی جانب کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا ان کشتیوں پر علاوہ اور مزدوروں کے دس ہزار فوج تھی۔ خشکی کی راہ سے دریا کے کنارہ کنارہ ایک فوج قدر اندازوں کی روانہ کی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ اگر سیاہ بخت زنگی شاہی بیڑہ جنگی سے مزاحمت کریں تو ان کو بے تامل نشانہ تیر اجل بنا دینا یہ دونوں فوجیں اوّل ہی شب میں ذی قعدہ کو روانہ کی گئیں صبح ہوتے ہی کہ ذی قعدہ ۲۶۹ھ کی آٹھویں تاریخ تھی خود بھی چیدہ چیدہ جنگ آوروں کو لئے ہوئے حملہ کے ارادہ سے بڑھا۔ ادھر زنگیوں نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ شاہی تیر انداز جواب ترکی بہ ترکی دینے پر تل گئے۔ دوسری طرف سے موفق نے حملہ کر دیا۔ ابوالعباس نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور زنگی اس کی مدافعت کی کوشش کر رہے تھے بالآخر زنگیوں کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر مارا گیا کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جس کا خاتمہ جنگ پر وار انیارا کیا گیا۔

موفق نے خبیث کے مکان پر حملہ کیا خبیث نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا چاروں طرف سے جھرمٹ باندھ کر ٹوٹ پڑے مگر فوراً منہ کی کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس کو حریف مقابل کے تصرف سے بچانے کو آئے تھے اس کو بمجبوری اپنے مقابل حریف کے حوالہ کر گئے۔ فتح مند گروہ نے فرش اسباب سامان آرائش غرض اور جو کچھ پایا لوٹ لیا بیس نفر عورتیں اور لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ خبیث بھاگ کر مہلبی کے مکان میں جا چھپا شاہی لشکر نے تعاقب کیا خبیث نے وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو نکل بھاگا۔ مہلبی کا مکان بھی لوٹ لیا گیا اس اثناء میں شام ہوگئی لشکر مال غنیمت فراہم کر کے کشتیوں پر بار کرنے میں مصروف ہوئے زنگیوں کی طمع دامن گیر ہوئی جمع ہو کر پھر مقابلہ پر آئے اور نیچا دیکھ کر واپس گئے۔ موفق نے معہ اپنے لشکر کے مظفر و منصور موفق یہ کی جانب مراجعت کی۔

اس واقعہ کے بعد لولوء ابن طولون کے غلام کی عرضی آئی جس میں حاضری کی اجازت طلب کی تھی۔ موفق نے مصلحتاً لولوء کے آنے تک لڑائی موقوف کر دی۔

بند نہر ابی الخصیب پر قبضہ :۳ محرم ۲۷۰ھ کو لولو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موفق یہ میں وارد ہوا۔ موفق نے حسب مدارج اس کے لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔

چونکہ خبیث نے زمانہ قبضہ نہر ابی الخصیب میں پلوں کو تڑوا کر ایک جدید باندھ دہانہ نہر پر دونوں طرف سے ایسا بندھوایا تھا جس سے پانی کی روانی میں کمی آ گئی تھی کشتیوں کی آمد و رفت بند ہوگئی اور اگر اتفاق سے کوئی کشتی وہاں تک پہنچ بھی جاتی تو اس کی واپسی دشوار تھی موفق کی آئندہ کامیابی اس باندھ کے توڑنے پر موقوف تھی ایک مدت سے موفق اس کے توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور خبیث اس کی مدافعت میں سرگرم تھا۔ لولوء کے آنے پر موفق نے اس مہم پر لولوء کو متعین فرمایا۔ چنانچہ لولوء نے نہایت مردانگی سے حملہ کیا ایک ہفتہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی سینکڑوں مکانات جو کنارہ پر بنے ہوئے تھے جلا دیئے۔ ہزار ہا آدمی خاک و خون میں ملائے گئے۔ غربی جانب میں تھوڑی سی زمین باقی رہ گئی تھی جس پر ہنوز موفق کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور وہاں پر چند مکانات اور باغات تھے جس کی حفاظت پر زنگیوں کا ایک گروہ مامور تھا ابوالعباس نے اس سمت پر حملہ کر دیا۔ مخالفین میں سے سوائے معدودے چند کے کوئی جاں بر نہ ہوا۔ اس کے بعد لولوء نے بند پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کو کھدوا ڈالا۔

شبل بن سالم کا حملہ :خبیث طیش میں آ کر خود مقابلہ پر آیا اور ابوالعباس موقع پا کر مہلب کے مکان کی طرف بڑھا پناہ گزینوں کی فوج شبل بن سالم کی رکاب میں تھی شبل بن سالم نے ان میں سے ایک ٹکڑی کو علیحدہ کر کے ایک گوشہ میں چھپا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت تم لوگ قرنا کی آواز سننا جب میں اپنے سیاہ پھریرہ کو جو کرمانی کے مکان پر نصب ہے جنبش دوں اس وقت بے تامل حملہ کر دینا۔ زنگیوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ ابوالعباس کے مقابلہ پر جی توڑ کر لڑ رہے تھے خشکی اور دریا میں ہنگامہ کارزار گرم تھا۔ دفعتہً شبل بن سالم نے زنگیوں کے عقب میں پہنچ کر سیاہ جھنڈی کو حرکت دی' قرنا والے نے قرنا بجایا سارا میدانِ جنگ پناہ گزینوں سے بھر گیا جنگ کا بازار پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا۔ زنگیوں کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ہزار ہا مارے گئے اور بے شمار ڈوب کر دریا ہی میں مر گئے یہ واقعہ ستائیس محرم ۲۷۰ھ یوم دوشنبہ کا ہے۔

شہر پر قبضہ: موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا قیدیوں کو رہائی نصیب ہوئی۔ خلیل اور ابنِ ابان معہ اپنے بھائی کی اولاد کے گرفتار کر لیا گیا۔ خبیث معہ اپنے بیٹے انکلائے اور ابنِ جامع وغیرہ سپہ سالاروں کے نہر سفیانی کی طرف بھاگ گیا جس کو بوقت فرار اپنا ملجاو ماروا بنا رکھا تھا۔ موفق نے دریا کے راستہ تعاقب کیا اور لولو نے خشکی کا راستہ لیا۔ نہر کے کنارے پر خبیث سے ملاقات ہو گئی۔ خبیث نہایت تیزی سے نہر عبور کر گیا لولو نے اپنے ہمراہیوں کے دو چار گھوڑوں کو بار کر دہانہ نہر میں ڈال دیا اور اس پر سے مع اپنے ہمراہیوں کے عبور کر کے خبیث سے جا بھڑا۔ خبیث دو چار ہاتھ لڑ کر پھر بھاگا۔ لولو نے تعاقب کیا۔ خبیث کمال سرعت سے نہر سامان عبور کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ گیا جو اس کے قرب میں تھی۔ چونکہ شام کا وقت آ گیا تھا اور راستہ معلوم نہ تھا لولوء نے مع اپنے ہمراہیوں کے مراجعت کی موفق نے لولوء اور اس کے لشکریوں کو انعام اور صلے مرحمت اور اپنے ہمراہیوں کو لولوء کی امداد نہ کرنے پر نصیحت و ملامت کی ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم نے لولو کی امداد میں اس خیال سے کوتاہی کی کہ وہ واپس آ رہا ہے۔ اس مرتبہ ہماری خطا معاف کی جائے۔ آئندہ سے ایسی غلط فہمی نہ ہونے پائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پناہ گزیں زنگیوں کی سرفروشی: اس واقعہ کے دوسرے دن موفق نے اپنے سردارانِ لشکر کو جمع کر کے خبیث کے تعاقب کی ترغیب دی سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے سے دریغ نہ کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس حملہ میں ہم اس کو بغیر گرفتار کئے ہوئے زندہ واپس نہ آئیں گے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے عبور کر جانے کے بعد کشتیاں ہٹا دی جائیں تاکہ حریف مقابل کے مقابلہ سے جی چرا کر ہم لوگ اس طرف آنے کا قصد نہ کریں۔ موفق نے زنگیوں کی اس مستعدی اور آمادگی پر شکریہ ادا کیا۔ جلسہ برخاست ہو گیا۔ سردارانِ لشکر اپنے اپنے خیموں میں آئے موفق فوج کی آراستگی اور حملہ کی تیاری میں مصروف ہوا۔

خبیث زنگی کا قتل: ۳ صفر ۲۷۰ھ کو جمعہ کا دن تھا حملہ کے لئے لشکر کی روانگی کا حکم دیا اور عبور کرنے کے بعد کشتیوں کو ہٹا دیا۔ عساکر اسلامیہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے خبیث کے سر پر جا پہنچے گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ خبیث کا میمنہ اسلامی فوج کے میسرہ سے شکست کھا کر بھاگا خبیث نے ان کے سنبھالنے اور روکنے پر چند دستہ فوج کو اپنے میسرہ سے روانہ کیا موفق نے اس امر کا احساس کر کے خبیث کے میسرہ پر یلغار کر دی خبیث نے قلب لشکر کو اس کی کمک پر متوجہ کیا مگر اس کمک کے پہنچنے سے پیشتر میسرہ میں بھگدڑ شروع ہو گئی تھی انہیں کے ساتھ یہ امدادی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی چاروں طرف سے قتل اور گیرودار کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خبیث کے ساتھ معدودے چند آدمی میدان کارزار میں اڑے رہے۔ ازاں جملہ مہلبی تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیب کا بیٹا انکلائے اور ابنِ جامع جیسا نامور سپہ سالار میدان جنگ سے بھاگ نکلا عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے ابو العباس کے حکم سے ان کا تعاقب کیا اسی اثناء میں ابراہیم بن جعفر ہمدانی زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار گرفتار کر لیا گیا ابو العباس نے مشکیں بندھوا کر ایک کشتی میں قید کر دیا۔ اس کے بعد بقیہ زنگیوں نے جمع ہو کر خبیث کے ابھارنے سے عساکرِ اسلامیہ پر پھر حملہ کیا۔ یہ حملہ نہایت پُر جوش اور حد سے زیادہ خطرناک تھا عساکرِ اسلامیہ کو اس حملہ میں پیچھے ہٹنا پڑا لیکن پھر سنبھال کر ایسا پُر زور حملہ کیا کہ زنگیوں کے چھکے چھوٹ گئے ابتری کے ساتھ گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ موفق نے خبیث کا تعاقب کیا انتہائے نہر ابی خصیب تک بڑھتا چلا گیا بوقت مراجعت جب کہ خبیث کے ملنے سے ناامید ہو کر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا لولو کے ہمراہیوں میں سے کسی ایک کا غلام مل گیا جس کے ہاتھ میں خبیث کا سر تھا۔ موفق نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور مظفر و منصور اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔

انکلائے اور مہلبی کی گرفتاری: انکلائے اور مہلبی دنیاری کی طرف بھاگ گیا تھا۔ موفق نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج کو ان دونوں سیاہ بختوں کی گرفتاری پر متعین کیا چنانچہ انکلائے اور مہلبی معہ پانچ ہزار زنگیوں کے گرفتار ہوا تھا مہلبی اور انکلائے کی مشکیں باندھ دی گئیں۔ ورمونہ زنگی اس واقعہ سے پیشتر خبیث کے اشارہ سے دشوار گزار پہاڑیوں اور جنگل میں چلا گیا تھا دن دہاڑے لوٹ لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ تجارت پیشہ اور مسافروں کو اس سے سخت زحمت تھی لیکن اس کو جب خبیث کے مارے جانے کی خبر لگی بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑا موفق کی خدمت میں امان کی درخواست کی۔ موفق نے نہایت فراخ حوصلگی سے امان دے دی۔ ورمونہ نے امان حاصل کرنے کے بعد منصوبہ مال و اسباب کو ان کے مالکوں کے پاس بھیج دیا اور نہایت نیک نیتی سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا۔

اعلان امن: موفق نے اس مہم کو سر کر کے بلادِ اسلامیہ میں زنگیوں کی واپسی اور امان دینے کا گشتی فرمان روانہ کیا اور خود چند دنوں تک امن وامان قائم کرنے اور انتظام کے خیال سے موفق یہ میں مقیم رہا بصرہ' ایلہ اور کور دجلہ کی حکومت محمد بن حماد کو عنایت کی اور اپنے بیٹے ابو العباس کو بغداد کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ ابو العباس نصف جمادی الثانی ۲۷۰ھ کو داخل بغداد ہوا۔ اہلِ بغداد نے بڑی خوشی منائی سارا شہر چراغاں کیا گیا۔

زنگیوں کے سردار نے آخر رمضان ۲۵۵ھ میں خروج کیا تھا اور اپنی حکومت کے چودہ برس چار مہینے بعد اوّل صفر ۲۷۰ھ میں مارا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحاق بن کنداج کی سرگرمیاں

جس وقت احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی گورنری دی گئی اور اس نے اپنی طرف سے موسیٰ بن اتامش کو دیار ربیعہ پر متعین کیا اسحاق بن کنداج کو سخت برہمی پیدا ہوئی اس کے لشکر سے علیٰحدہ ہو کر ایک جداگانہ گروہ قائم کر لیا اور موقع پا کر اکرادیعقوبیہ پر حملہ کر دیا ان کے مال و اسباب کو لوٹ کر ابن مساور خارجی سے جا بھڑا اور اس کو تہ تیغ کر کے موصل کی جانب چلا آیا' اہلِ موصل نے ڈر کر کچھ زر نقد اور مال پر مصالحت کر لی ان دنوں موصل کی حکومت پر علی بن داؤد تھا ہنوز اس کی وصولی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد کو اس کی خبر لگ گئی ابنِ کنداج کی مدافعت پر تیار ہو گیا۔ حمدان بن حمدون تغلبی اور اسحاق بن عمر بن ایوب بن خطاب تغلبی عدوی بھی آ ملا پندرہ ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ابنِ کنداج تین ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی۔ ابنِ کنداج نے جوڑ توڑ لگا کر علی بن داؤد کے ہمراہیوں سے سازش کر لی جس سے ابنِ کنداج فتح یاب ہو گیا۔ حمدان اور علی بن داؤد نیشاپور کی جانب بھاگ گیا۔ اسحاق بن عمر نے نصیبین میں جا کر دم لیا۔ چونکہ ابنِ کنداج اس کے تعاقب میں تھا۔ نصیبین سے نکل کر آمد پہنچا عیسیٰ بن شیخ شیبانی (آمد کا گورنر) بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ دو چار روز بعد جب اس کے ہوش و حواس درست ہوئے تو امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ والی آمد اور ابوالعز موسیٰ بن زرارہ عامل اردن اعانت و امداد پر آمادہ و تیار ہو گیا۔

ابنِ کنداج کو سند گورنری: اس اثناء میں دربارِ خلافت سے اسحاق بن کنداج کے نام سند گورنری موصل آ پہنچی۔ ابنِ کنداج نے موصل کا رخ کیا۔ عیسیٰ بن شیخ اور موسیٰ بن زرارہ نے ایک لاکھ دینار نذر کئے اور یہ درخواست کی کہ اسحاق بن عمر وغیرہ کو ان کی حکومتوں پر بحال رہنے دیجئے۔ ابنِ کنداج نے اس کو منظور نہ کیا تب یہ سب اس سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ ابنِ کنداج نے یہ خبر پا کر مصلحتاً اس درخواست کو منظور کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی مگر یہ مصالحت عارضی تھی۔ چنانچہ پھر ۲۶۷ھ میں ان لوگوں نے ابنِ کنداج سے معرکہ آرائی کی اسحاق بن ایوب عیسیٰ بن شیخ اور ابوالعز بن حمدان بن حمدون وغیرہ نے ربیعہ' تغلب' بکر اور یمنی قبائل کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ جا کر بڑے زور و شور سے مقابلہ کیا مگر ابنِ کنداج نے ان کو دوبارہ شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا نصیبین اور نصیبین سے آمد تک چلا گیا۔ آمد میں ابنِ شیخ اور ابنِ کنداج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

موصل میں خوارج کی لڑائیاں: مساور خارجی ۲۶۲ھ مقام ابوزنج میں بحالتِ جنگ عسا کر مر گیا تھا۔ اس کے ہمراہیوں نے محمد بن حرزاد کو جو کہ ان دنوں شہرزور میں تھا بجائے مساور کے اپنا امیر بنانا چاہا مگر اس نے منظور نہ کیا۔ تب ان لوگوں نے ایوب بن عیان معروف غلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر محمد بن خرزاد نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگوں نے عجلت کی بہتر ہے کہ ایوب بن حیان کی نقض بیعت کر کے اس سے منحرف ہو جاؤ کیونکہ مساور نے مجھ سے کچھ عہد و پیمان کر رکھا ہے ان لوگوں نے جواب دیا ''اب یہ ناممکن ہے ہم لوگوں نے جس کی بیعت کر لی ہے اسی کے ساتھ رہیں گے اس سے بدعہدی ہرگز نہ کریں گے۔ محمد بن خرزاد اس جواب کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور ایک لشکر جرار لے کر چڑھ آیا مساور کے ہمراہی بھی بسرافسری ایوب بن حیان کے مقاومت کرنے کو میدانِ جنگ میں آئے لڑائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں ایوب بن حیان مارا گیا۔ تب ان لوگوں نے ہارون بن عبداللہ بجلی کے ہاتھ پر بیعت کی لوگوں کی رجوعات زیادہ ہوئی۔ تھوڑے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنوں میں اس کے متبعین کی تعداد بڑھ گئی محمد بن خرزاد اس وقت اس سے جنگ کرنا نامناسب تصور کر کے شہرزور واپس آیا اور ہارون و بلاد موصل پر قبضہ کر لیا کچھ عرصہ بعد محمد بن خرزاد نے پھر یلغار کی یہ شخص بہت بڑا عابد و زاہد تھا زمین پر بیٹھتا تھا موٹے کپڑے اون کے پہنتا تھا اور جنگ کے وقت گائے پر سوار ہوتا تا کہ بھاگنے کا وہم و خیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔

الغرض رفتہ رفتہ واسط پہنچا امرائے موصل یہ خبر پا کر موصل سے باہر آئے محمد بن خرزاد بھی اس کی طرف بڑھا مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک خون ریز جنگ کے بعد ہارون شکست کھا کر بھاگا تقریباً اس کے دو سو ہمراہی مارے گئے۔ ہارون نے بنو تغلب سے امداد چاہی بنو تغلب امداد پر آمادہ ہو گئے۔ اس اثناء میں حمدان بن حمدون بھی آ گیا۔ ترتیب لشکر اور فراہمی آلات حرب کے خیال سے موصل کی جانب سب نے مراجعت کی۔ محمد بن خرزاد فتح یابی کی خوشیاں منانے لگا۔ لشکر اور لشکریوں کے حال سے بے خبر ہو گیا۔ ہارون نے موقع پا کر محمد بن خرزاد کے ہمراہیوں کو ملا لیا محمد بن خرزاد کے ہمراہ اکراد کی ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی۔ ہارون نے لشکر مرتب کر کے حملہ کر دیا محمد بن خرزاد اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس کے بعد ہارون نے اکراد جلالیہ پر یلغار کر دی متبعین کی جماعت بہت بڑھ گئی۔ موصل کے قرب و جوار پر ہاتھ بڑھایا۔ دجلہ کے راستہ مال درآمد و برآمد پر چنگی مقرر کی زکوٰۃ اور صدقات کے وصول کرنے پر عمال مقرر کئے۔

ان واقعات کے بعد ۲۶۷ھ میں ہارون سے بنو شیبان جنگ کرنے کو آئے۔ ہارون نے حمدان بن حمدون سے مدد طلب کی چنانچہ حمدان خود ہارون کی کمک پر آیا۔ نہر خازن پر بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بالآخر ہارون کا پٹرول بھاگ کھڑا ہوا اس کی شکست سے خود ہارون بھی شکست کھا کر بھاگا اور حدیثہ میں پہنچ کر مع اپنے ہمراہیوں کے قیام کر دیا۔

حالات رافع بن ہرثمہ جس وقت ۲۶۸ھ میں خجستانی مارا گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اس وقت اس کے ہمراہیوں نے جمع ہو کر رافع بن ہرثمہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جو محمد بن طاہر کا ایک سپہ سالار تھا اور پھر جب یعقوب صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر کے بنو طاہر کو حکومت کی کرسی سے اتار دیا رافع بن ہرثمہ ایک چلتا پرزہ تھا۔ یعقوب صفار سے مراسم پیدا کر کے مصاحب بن گیا کچھ عرصہ بعد یعقوب نے بجستان کی طرف مراجعت کی تو رافع بھی اس کے ہمراہ بجستان چلا آیا مگر یہاں پہنچ کر اُسکی خدمت سے علیحدہ ہو کر اپنی قیام گاہ تامیں مضافات باذغیس میں آ ٹھہرا تا آنکہ خجستانی نے رافع کو طلب کر کے اپنے لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی پھر جب خجستانی مارا گیا تو مقام ہرات میں لشکریوں نے متفق ہو کر اسکو اپنا امیر بنایا۔

نیشاپور کا محاصرہ: رافع نے حکومت کی کرسی پر متمکن ہوتے ہی نیشاپور پر چڑھائی کر دی۔ ابو طلحہ بن سرکب ان دنوں جرجان سے نیشاپور چلا آیا تھا۔ رافع نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد قطعاً بند کر دی۔ ابو طلحہ نے مجبور ہو کر نیشاپور کو چھوڑ کر مرو کا راستہ اختیار کیا اور رافع نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ (یہ واقعہ ۲۶۹ھ کا ہے)

محمد بن مہندی کی ہزیمت: ابو طلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن مہندی کو ہرات کی حکومت پر متعین کیا چنانچہ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کے نام خطبہ میں پڑھا گیا عمرو بن لیث صفار نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی اس معرکہ میں محمد بن مہندی کو شکست ہوئی جس قدر ممالک اس کے قبضہ میں تھے ان سب پر عمرو بن لیث کا قبضہ ہو گیا۔ محمد بن سہل بن ہاشم اس کی طرف سے مرو کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ابو طلحہ اس خوف سے کہ آئی گئی بلا میرے سر نہ آ جائے مرو سے نکل کر بیکند چلا گیا۔ اسماعیل بن احمد سامانی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مدد کا خواستگار ہوا اسماعیل نے ایک لشکر جرار سے ان کی مدد کی۔ چنانچہ ابوطلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن سہل (عمرو بن لیث کے عامل) کو نکال باہر کیا اور دوبارہ محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھا یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

اسی ۲۷۱ھ میں موفق نے صوبجات خراسان کی گورنری محمد بن طاہر کو مرحمت فرمائی یہ اُس وقت بغداد ہی میں تھا سند گورنری حاصل کر کے خراسان روانہ ہوا۔ بہ لحاظِ ضرورت وقت خراسان پر اپنی طرف سے رافع بن ہرثمہ کو بطور نائب کے مقرر کیا اور ماوراء النہر کی حکومت پر نصر بن احمد کو بحال وقائم رکھا۔ دربارِ خلافت سے اس انتظام پر ناراضگی اور عمرو بن لیث کی معزولی کا فرمان صادر ہوا۔ اس پر رافع خراسان سے ہرات کی جانب روانہ ہو گیا۔ ان دنوں ہرات پر محمد بن مہتدی (ابوطلحہ کا نائب) حکومت کرر ہا تھا۔ یوسف بن معبد نامی ایک شخص نے یورش کر کے محمد بن مہتدی کو مار ڈالا تھا۔ اس وجہ سے ہرات میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا تھا۔ یوسف نے یہ خبر پا کر کہ رافع آ گیا ہے۔ رافع کے پاس چلا آیا۔ امان کی درخواست کی رافع نے اس کو امان دی عفو تقصیر کی اور اپنی جانب سے ہرات پر مہتدی بن محسن کو متعین کیا۔ بعد ازاں رافع کو ابوطلحہ کی فکر دامن گیر ہوئی کمی فوج کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ اسماعیل بن احمد کو لکھ بھیجا کہ بمقابلہ ابوطلحہ کے میری مدد کرو اسماعیل نے چار ہزار سواروں کی کمک بھیجی اور خود بھی مسلح ہو کر اس امدادی فوج کے ہمراہ آیا۔ اس پر بھی فوج کافی مہیا نہ ہوئی تو علی بن حسین مرورودی کو معہ اس کی رکاب کی فوج کے بلا بھیجا اور ایک عظیم الشان لشکر مرتب کر کے ۲۷۲ھ میں ابوطلحہ پر چڑھائی کر دی۔ یہ ان دنوں مرو میں تھا ایک خون ریز جنگ کے بعد ابوطلحہ شکست کھا کر بھاگا ہرات پہنچا مہتدی بن محسن عامل ہرات اپنے محسن رافع سے باغی ہو کر ابوطلحہ سے مل گیا دونوں متفق ہو گئے فوج کو فراہم کیا اور بعد تیاری سامان جنگ رافع سے جنگ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے مگر رافع کی تجربہ کاری اور مردانگی نے ان دونوں کو پھر نیچا دکھا دیا ابوطلحہ تو عمرو بن لیث کے پاس بھاگ گیا مگر مہتدی بن محسن ۲۷۲ھ میں گرفتار ہو گیا رافع نے کچھ عرصہ بعد رہا کر دیا اور اسی سنہ میں ہرات سے خوارزم چلا آیا اور اہلِ خوارزم سے خراج وصول کر کے نیشاپور کی جانب مراجعت کی۔

خلیفہ معتمد اور موفق کی ناانصافی: چونکہ بوجوہ موفق کو ابن طولون سے منافرت اور شکر رنجی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے موفق نے ابن طولون کی معزولی کے خیال سے موسیٰ بن بغا کو بسرافسری ایک عظیم الشان لشکر کے ۲۶۲ھ میں ابن طولون کی طرف روانہ کیا تھا۔ دس مہینے تک یہ لشکر رقہ میں ٹھہرا رہا۔ بالآخر لشکریوں کے باہمی اختلاف ومخالفت کی وجہ سے موسیٰ بن بغا بے نیل ومرام واپس آیا۔

خلیفہ معتمد نام کا خلیفہ تھا عمال کا ردوبدل، ملک کا نظم ونسق، سردارانِ لشکر کی تقرر وتنزلی غرض حکومت وسلطنت کی زمام موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) کے قبضہ میں تھی۔ وجہ یہ تھی کہ موفق میں کفایت شعاری، معاملہ فہمی، سیرچشمی اور دانائی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور خلیفہ معتمد کو موفق کا اس قدر صاحب قابو ہونا ناگوار گزرتا تھا خفیہ طور سے احمد بن طولون کو اس امر کی شکایت لکھ بھیجی۔ احمد بن طولون نے تحریک کی کہ آپ میرے پاس مصر میں چلے آیئے میں آپ کی اعانت ومدد کروں گا خلیفہ معتمد اس امر پر تیار ہو گیا ابن طولون نے خلیفہ کے استقبال کی غرض سے ایک لشکر رقہ میں بھیج دیا۔ موفق ان دنوں زنگیوں سے مصروف جدال وقتال تھا خلیفہ معتمد دربارِ خلافت سے اس کی غیر حاضری کو غنیمت خیال کر کے شکار کے بہانہ سے معہ اپنے چند سپہ سالاروں کے ۲۶۹ھ میں دار الخلافت سے بقصد مصر روانہ ہو گیا۔ موصل کے قریب پہنچا ان دنوں موصل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جزیرہ کی حکومت پر اسحاق بن کنداج تھا۔ موفق کے وزیر صاعد بن مخلد نے موفق کی جانب سے بوقت روانگی خلیفہ معتمد کو لکھ بھیجا تھا کہ جس طرح ممکن ہو۔ خلیفہ معتمد کو اثناء راہ سے دارالخلافت کو لوٹا دو اور اس کے ہمراہی سرداروں کو گرفتار کر لو۔ پس جب خلیفہ معتمد نے سرزمین موصل میں قدم رکھا ابنِ کنداج نے حاضر ہو کر دست بوسی کی نذر دی اور اس کے ساتھ ساتھ چند منزل تک گیا۔ تا آنکہ ابنِ طولون کی گورنری کے حدود تک پہنچا۔ ایک روز خلیفہ معتمد کی خدمت میں حاضر ہو کر سرداروں سے جو خلیفہ کے ساتھ تھے۔ مخاطب ہو کر کہنے لگا ''کیوں حضرات تم کو ابنِ طولون کے پاس جاتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کو کوئی فضیلت تم پر نہیں ہے۔ وہ تم جیسا ایک شخص ہے۔ کیا تم اُس کو پسند کرو گے کہ اس کے ماتحت ہو کر رہو''۔ سرداروں نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابنِ کنداج نے اس کو رد کر دیا۔ بحث ومباحثہ ہونے لگا ابنِ کنداج بولا ''امیر المومنین کے حضور میں ان لغویات پر بحث کرنا بے ادبی ہے۔ آپ لوگ میرے خیمہ میں چلیں اور خوب جی کھول کر بحث کریں۔ اگر مجھے آپ لوگ قائل کر دیں تو میں آپ کا ہم آہنگ ہو جاؤں گا''۔ سرداروں نے اُس کو منظور کر لیا خلیفہ معتمد کی خدمت سے اٹھ کر ابنِ کنداج کے خیمہ میں آئے اندر آنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لئے گئے۔ ابنِ کنداج ان لوگوں کی حفاظت کا انتظام کر کے خلیفہ معتمد کی خدمت میں آیا جو دارالخلافت چھوڑ کر آئے تھے۔ ہونہار لائق بھائی (موفق) سے کشیدہ خاطر ہونے اور ایسے حال میں اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر نصیحت کی جبکہ وہ دشمنانِ خلافت وخاندان حکومت سے مصروف جنگ ہے۔ خلیفہ معتمد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ ابنِ کنداج نے اُس کو مع ان لوگوں کے جو اُس کے ہمراہ تھے۔ بجبر واکراہ سامرا کی جانب واپس کر دیا۔

انہی وجوہات سے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ابنِ طولون نے موفق کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور عنوان خطوط سے بھی محو کر دیا۔ اس گستاخی کی خبر موفق کے کان تک پہنچی تو سخت برہم ہوا۔ مگر اس وجہ سے کہ زنگیوں سے مصروف جدال وقتال ہے۔ ابنِ طولون کی گوشمالی کی جانب متوجہ نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ معتمد تک اس کی خبر ہو گئی۔ ابنِ طولون کو دربارِ خلافت میں طلب کر کے بے حد لعنت وملامت کی اور بہ نظر چشم نمائی معزول کر کے اس کی گورنری پر اسحاق بن کنداج کو متعین فرمایا غرض باب شامیہ سے افریقہ تک کے بلاد ابنِ کنداج کی گورنری میں داخل ہو گئے۔

لولوء (ابنِ طولون کا آزاد غلام) حمص، حلب، قنسرین اور جزیرہ کے دیار مضر کا ابنِ طولون کی جانب سے والی تھا۔ رقہ میں اس کا صدر مقام تھا۔ اسی ۲۶۹ھ میں ابنِ طولون کی بداقبالی اور موفق سے منحرف ہو جانے کا واقعہ سن کر ابنِ طولون سے باغی ہو گیا۔ رقہ سے نکل کر پالس پہنچا اور اس کو لوٹ لیا۔ موفق سے خط وکتابت شروع کی حاضری کی اجازت طلب کی موفق نے اس کی خواہش کے مطابق جواب بھیجا۔ چنانچہ لولوء پالس سے روانہ ہو کر قرقیسیا میں جا اترا ابنِ صفوان عقیلی اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے رسد وغلہ کے دینے سے انکار کیا لولوء نے نقارہ جنگ بجوا دیا اور حملہ کر دیا۔ ابنِ صفوان کو شکست ہوئی لولو نے قرقیسیا پر قبضہ حاصل کر کے احمد بن مالک ابنِ طوق کے سپرد کر دیا اور خود ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا موفق کی خدمت میں جا پہنچا۔ موفق اس وقت خبیث (زنگیوں کے سردار) سے لڑ رہا تھا۔ بڑی عزت سے پیش آیا۔ خلعت اور انعامات مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لولوء نے ان لڑائیوں میں ناموری اور کامیابی حاصل کی۔

اس کے بعد ابنِ طولون نے اسی سنہ میں بلا کسی استحقاق کے ایک لشکر مکہ معظمہ کو موسم حج کے انتظام کی غرض سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ کی ان دنوں ہارون بن محمد والیٔ مکہ تھا۔ ابنِ طولون کے لشکر سے خوف سے مکہ معظمہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ موفق نے ایک لشکر جرار معظمہ کو بہ سرکردگی جعفر کے روانہ کیا۔ اس سے ہارون کے حوصلے بڑھ گئے۔ مردانگی کے ساتھ ابنِ طولون کے لشکر کے مقابلہ پر آیا سخت معرکہ ہوا۔ ابنِ طولون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ دوسو سپاہی مارے گئے۔ سپہ سالارانِ لشکر کو ہزار ہزار دینار زر فدیہ لے کر رہا کیا۔ حرم شریف کی مسجد میں موفق کا عالی شان فرمان پڑھا گیا جس میں ابنِ طولون پر لعن طعن کی گئی تھی۔ اہلِ مصر صحیح وسلامت اپنے شہر کو واپس آئے۔

اسی وقت سے لولوء نہایت مستعدی اور جان نثاری سے موفق کی خدمت میں رہا۔ یہاں تک کہ ۲۷۳ھ میں موفق نے کسی وجہ سے اس کو ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور چار لاکھ زر جرمانہ وصول کر کے رہا کیا۔ اسی زمانہ سے اس کے ادبار کی ابتداء ہوتی ہے تھوڑے ہی دنوں میں ایسا مفلوک اور نادار ہو جاتا ہے کہ نان شبینہ کو بھی محتاج نظر آتا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے آخری زمانہ میں تن تنہا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے مصر واپس آتا ہے۔

ابن طولون کی وفات: ۲۷۰ھ میں بازمان خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کر کے ابنِ طولون کے نائب کو گرفتار کر لیا۔ احمد بن طولون اس وحشت خیز خبر کو سن کر تاب نہ لا سکا لشکر جمع کر کے بازمان کی سرکوبی کی غرض سے طرسوس پر چڑھ آیا اور محاصرہ کر لیا۔ بازمان نے شہر پناہ کے دروازے بند کروا لئے مجبور ہو کر ابنِ طولون نے انطاکیہ کی جانب مراجعت کی انطاکیہ پہنچ کر علیل ہو گیا اطباء نے بہت علاج کیا کچھ سودمند نہ ہوا۔ حکومت مصر کے چھبیسویں سال انتقال کر گیا۔

ابنِ طولون کے انتقال پر اس کا لڑکا خمارویہ مقرر کیا گیا۔ ابنِ طولون کے نائب نے جو دمشق میں رہتا تھا۔ خمارویہ سے مخالفت کی۔ خمارویہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا۔ گرمی دماغ فرو ہوگئی بدستور سابق مطیع ہو گیا۔

ان دنوں موصل اور جزیرہ کی گورنری پر اسحاق بن کنداج تھا۔ انبار، رحبہ اور طریق فرات کی حکومت محمد بن ابوالساج کے ہاتھ میں تھی۔ ان دنوں (ابنِ کنداج اور ابنِ ابوالساج) نے شام کی جانب قدم بڑھانے کی اجازت طلب کی اور کمک کے خواست گار ہوئے۔ موفق نے اجازت دے دی اور اعانت وامداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ابنِ کنداج اور ابنِ ابوالساج نے لشکر مرتب کر کے بقصد بلادِ شام کوچ کر دیا۔ قرب وجوار کے جس قدر شہر تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ ابنِ کنداج نے انطاکیہ حلب اور حمص کو دبا لیا نائب دمشق نے خمارویہ کو ان واقعات سے مطلع کیا خمارویہ نے متعدد فوجیں ملک شام کی حفاظت کو روانہ کیں۔ ابنِ کنداج نے موفق کی امداد کے خیال سے شیراز میں جا کر قیام کیا۔ خمارویہ کے لشکر نے دمشق میں پہنچ کر ابنِ کنداج اور ابنِ ابوالساج سے جنگ کرنے کے قصد سے شیراز کا رخ کیا۔ ابنِ کنداج نے نہایت آہستگی سے لڑائی شروع کی اور موفق کی امدادی فوج کے انتظار میں زمانہ جنگ کو طول دیتا گیا اور موسم سرما آ گیا اور ابوالعباس احمد بن موفق (یہی معتضد باللہ کے لقب سے مشہور ہے) بغداد سے ایک فوج لئے ہوئے آ پہنچا شیراز کے محاصرین ایسے بے خبر تھے کہ ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی اور اس نے غفلت کی حالت میں ان پر شب خون مارا۔ خمارویہ کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ معدودے چند جو باقی رہے انہوں نے دمشق کا راستہ لیا اور ابوالعباس نے ان لوگوں کو جلاوطن کر دیا اور کامیابی کے ساتھ ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

اس واقعہ کے بعد خمارویہ نے مع اپنے بقیہ لشکر کے رملہ میں قیام کیا۔ ابنِ کنداج کے حوصلے اس نمایاں کامیابی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑھے ہوئے تھے۔ ابوالعباس سے اجازت حاصل کر کے رقہ پر فوج کشی کر دی رقہ‘ ثغور اور عواصم پر خمارویہ کی جانب سے ابنِ عباس تھا۔ ابنِ عباس ابنِ کنداج کی آمد سے مطلع ہوئے‘ جنگ کی تیاری کی فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئی بالآخر ابنِ کنداج کو فتح یابی حاصل ہوئی۔

ابوالعباس معتضد نے دمشق کے انتظام سے فارغ ہو کر رملہ کا رخ کیا خمارویہ یہ خبر پا کر مصر سے رملہ کی حمایت کو آ پہنچا دونوں لشکروں کا ایک چشمہ پر جس کا نام طواحین تھا مقابلہ ہوا۔

چونکہ ابوالعباس نے ابنِ کنداج اور ابوالساج پر بزدلی کا الزام لگایا تھا کیونکہ انہوں نے امداد کمک کے انتظار میں خمارویہ سے جنگ کرنے میں دورنگی کی تھی اس وجہ سے یہ دونوں اس معرکہ میں شریک نہیں ہوئے۔

اگرچہ خمارویہ کی رکاب میں زیادہ فوج تھی۔ لیکن ابوالعباس نے نہایت ہوشیاری اور مردانگی سے اپنے لشکر کو آراستہ کیا لڑائی شروع ہوئی خمارویہ اس مصلحت سے کہ اس نے لڑائی چھیڑنے سے پہلے چند دستہ فوج کو ایک گوشہ میں چھپا رکھا تھا۔ قصداً پسپا ہوا۔ ابوالعباس جوش کامیابی میں بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ خمارویہ کے خیمہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جس وقت اس کے ہمراہی لوٹنے میں مصروف ہوئے خمارویہ کی فوج نے میدانِ جنگ کے ایک گوشہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ ابوالعباس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا۔ شکست کھا کر دمشق کی طرف بھگا۔ اہلِ دمشق نے دروازہ نہ کھولا۔ بدرجہ مجبوری طرسوس کا راستہ لیا دونوں فوجیں بلا امیر کے لڑنے لگیں۔ خمارویہ کے لشکر نے متفق ہو کر اس کے بھائی معبد کو بجائے اس کے امیر بنایا اور قتل و غارت کرتا ہوا شام کی جانب بڑھا اور کل بلاد شامیہ پر نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر لیا کوئی مزاحمت و مخاصمت کرنے والا نہ تھا۔ موفق اور اس کے بیٹے کا نام خطبہ سے نکال ڈالا گیا۔ خمارویہ اس نمایاں کامیابی کو سن کر مارے خوشی کے جامہ میں پھولے نہ سماتا تھا۔ قیدیوں کو جو اُس کے ہمراہ تھے رہا کر دیا۔

چند دنوں بعد اہلِ طرسوس کے دماغ میں بھی بغاوت کے بخارات چڑھ گئے۔ مجتمع ہو کر ابوالعباس کو نکال دیا۔ بے چارہ ابوالعباس بحال پریشان بغداد کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد اہلِ طرسوس نے مازیار کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ جب اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا تو اس نے خمارویہ سے زر کثیر لے کر اس کے نام کو خطبہ میں شامل کر دیا۔ نیز اس کے حق میں دعا کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خمارویہ نے مازیار کو تیس ہزار دینار پانچ سو تھان قیمتی قیمتی کپڑوں کے‘ پانچ سو گھوڑے اور بے شمار آلاتِ حرب بھیجے تھے۔ اس کے بعد جب مازیار نے خمارویہ کا نام خطبہ میں پڑھا تو پچاس ہزار دینار اور بھیج دیئے۔

محمد بن زید والی طبرستان: ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید علوی‘ والی طبرستان نے وفات پائی بیس برس اُس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا بھائی (محمد بن زید) طبرستان کا والی ہوا۔ ان دنوں خلافت عباسیہ کا علم قزوین میں اذکوتکین کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے چار ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ رے پر چڑھائی[1] کر دی۔ محمد بن زید بھی یہ خبر پا کر دیلم اور خراسانیوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر مقابلہ پر آیا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر محمد بن زید کو شکست ہوئی اور بھاگ کر جرجان پہنچا اس کے لشکر کے چھ ہزار سپاہی ہلاک ہوئے جن میں سے دو ہزار اور گرفتار کر لئے گئے۔ بے شمار مال و

[1] یہ واقعہ ۲۷۲ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابنِ اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب ہاتھ آیا اس نے رے میں داخل ہو کر خلافتِ عباسیہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اہلِ رے نے ایک لاکھ دینار تاوان جنگ وصول کئے اور اپنے عمال کو صوبہ رے میں چاروں طرف پھیلا دیا۔

رافع بن ہرثمہ کی جرجان پر فوج کشی: اس واقعہ کے بعد عمرو بن لیث کو دربارِ خلافت سے معزولی کا فرمان پہنچا اور زمام حکومت خراسان محمد بن طاہر کے سپرد کی گئی۔ اس نے اپنی نیابت پر رافع بن ہرثمہ کو مقرر کیا۔ ۲۷۵ھ میں رافع بن ہرثمہ نے جرجان پر فوج کشی کی۔ محمد بن زید یہ خبر پا کر رات ہی کو استر آباد بھاگ گیا۔ رافع نے استر آباد پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ دو برس تک محاصرہ کئے رہا۔ محمد بن زید طولِ حصار سے تنگ آ کر شب کے وقت بھیس بدل کر ساریہ کی جانب چلا گیا۔ رافع نے تعاقب کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انجام کار محمد بن زید نے زچ ہو کر ساریہ اور طبرستان کو چھوڑ دیا۔ (یہ واقعہ ۲۷۷ھ کا ہے)

سالوس کا محاصرہ: اسی زمانہ میں (ہمراہیان محمد بن زید سے) رستم بن قارن نے طبرستان میں رافع کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی امان دے دی گئی۔ محمد بن ہارون کو سالوس کی طرف اپنا نائب مقرر کر کے روانہ کیا۔ علی بن کافی والی سالوس نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردنِ اطاعت جھکا دی۔ محمد بن زید کو اس کی خبر لگ گئی اور وہ ایک لشکر مرتب کر کے سالوس پہنچا اور محمد و علی پر محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف کی ناکہ بندی کر لی جس سے خبر رسانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ایک مدت تک رافع کو ان دونوں کی کچھ خبر نہ ملی۔ کچھ عرصہ بعد ایک جاسوس سے یہ معلوم ہوا کہ محمد و علی مقام سالوس میں محصور ہیں اور محمد بن زید ان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ رافع نے اُسی وقت روانگی کا حکم دے دیا۔ محمد بن زید یہ سن کر کہ رافع آ رہا ہے سرزمین دیلم کی جانب کوچ کر گیا۔ اس کے بعد ہی رافع نے سرزمین دیلم میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور ہر چیز کو تہ و بالا کرتا ہوا حدودِ قزوین تک چلا گیا۔ پھر وہاں سے رے کی طرف مراجعت کی اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ خلیفہ معتمد نے ۲۹۹ھ میں وفات پائی۔

ابن کنداج اور ابن ابی الساج کی مخالفت: (۲۷۳ھ میں) ابن ابی الساج قنسرین، فرات اور رحبہ کا گورنر تھا اس سے اسحاق بن کنداج کی جو جزیرہ کا حاکم تھا برہمی پیدا ہو گئی جو رفتہ رفتہ بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ ابن ابی الساج نے خمارویہ ابن طولون والی مصر سے خط و کتابت کر کے اطاعت قبول کر لی اور قنسرین میں اس کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے بیٹے دیوداد کو بطور اپنے ضامن کے بھیج دیا۔ خمارویہ نے بہت سا مال و اسباب ابن ابی الساج کو روانہ کیا اور شام کی جانب کوچ کر دیا ابن ابی الساج نے مقام بالس میں اس سے ملاقات کی اور صلاح و مشورہ کر کے ابن ابی الساج نے فرات کو رقہ کی جانب عبور کیا۔ اسحاق مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہو گئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ابن ابی الساج نے اس کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد خمارویہ فرات کو عبور کر کے رقہ پہنچا۔ اسحاق یہ سن کر قلعہ ماروین میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ ابن ابی الساج نے قلعہ ماروین کو جا کر گھیر لیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابن ابی الساج کو بعض قبائل عرب کو زیر کرنے کی غرض سے سنجار جانے کی ضرورت پیش آ گئی۔ چار و ناچار قلعہ ماروین سے محاصرہ اٹھا لیا۔ اسحاق کو موقع مل گیا۔ ماروین سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔

خوش قسمتی سے ابن ابی الساج کو خبر لگ گئی مقام برقعید میں چھیڑ چھاڑ کی۔ خفیف سی لڑائی ہوئی۔ اسحاق شکست کھا کر پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماروین میں واپس آیا اور ابنِ ابی الساج نے صوبجات جزیرہ اور موصل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دونوں مقامات پر خمارویہ اور اس کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابنِ ابی الساج نے موصل پر متصرف و قابض ہونے کے بعد اپنے غلام فتح نامی کو موصل کے مضافات میں خراج وصول کرنے کو بھیجا۔ مرج میں پہنچ کر فتح نے خراج وصول کرنا شروع کر دیا۔ اسی کے قریب یعقوبیہ کی فوج پڑاؤ ڈالے ہوئے تھی۔ فتح نے کہلا بھیجا "تم لوگ ناحق جمع ہو رہے ہو مجھے تم لوگوں سے کچھ سروکار نہیں ہے میں تھوڑے دنوں کے لئے آیا ہوں دو چار روز قیام کر کے چلا جاؤں گا"۔ یعقوبیہ یہ سن کر منتشر ہو گئے۔ فتح نے ایک روز غفلت کی حالت میں یعقوب پر شب کے وقت دھاوا بول دیا۔ یعقوبیہ کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ گروہ نے بھاگ کر ان لوگوں کے پاس دم لیا جو اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے سب نے جمع ہو کر فتح کے لشکر پر دفعتہً حملہ کر دیا۔ فتح کے ہمراہیوں میں سے آٹھ سو آدمی مارے گئے۔ ایک سو ادھر اُدھر منتشر ہو گئے تقریباً سو آدمیوں کو ساتھ لے کر فتح جان بچا کر بھاگ گیا۔

ابنِ ابی الساج کی سرکشی: ان واقعات کے بعد ابنِ ابی الساج نے خمارویہ سے سرکشی کی اور پیمان اطاعت توڑ دیا۔ خمارویہ نے اس سے مطلع ہو کر مصر سے ایک عظیم الشان فوج لے کر شام پر چڑھ آیا[1] ابنِ ابی الساج مقابلہ پر تل گیا دونوں فریق متصادم ہو گئے۔ پہلے تو خمارویہ کے میمنہ کو شکست ہوئی مگر خمارویہ نے سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ ابنِ ابی الساج کے قدم میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے خمارویہ نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر حمص کی جانب قدم بڑھایا حمص میں ابن ابی الساج بہت مال و اسباب اور سامان جنگ چھوڑ گیا تھا جس پر خمارویہ کے لشکر نے قبضہ کر لیا تھا اور جب ابنِ ابی الساج حمص کے قریب پہنچا تو خمارویہ کے لشکر نے حمص میں داخل ہونے سے تعرض کیا مجبور ہو کر حلب کا قصد کیا اور جب یہ معلوم ہوئی کہ خمارویہ تعاقب میں ہے تو حلب سے نکل کر رقہ کا راستہ لیا اور فرات کو عبور کر کے موصل پہنچ گیا اس کے بعد ہی خمارویہ بھی موصل کے قریب آ پہنچا ابنِ ابی الساج نے موصل چھوڑ دیا اور حدیثہ چلا آیا۔

خمارویہ اور اسحاق کا اتحاد: اسحاق نے ابنِ ابی الساج سے شکست اٹھانے کے بعد خمارویہ سے سازش کر لی تھی اور ماروین سے نکل کر خمارویہ کے لشکر میں آ رہا تھا۔ خمارویہ نے موصل میں پہنچ کر اسحاق کو بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ابنِ ابی الساج کے تعاقب میں روانہ کیا اس لشکر میں بڑے بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپہ سالار بھی اسحاق کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے تھے ابنِ ابی الساج کو جاسوسوں نے خبر کر دی حدیثہ سے نکل کر دجلہ کو عبور کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا اور اسحاق کنارۂ دجلہ پر پہنچ کر دریا عبور کرنے کی غرض سے کشتیوں کی فراہمی میں مصروف ہوا ہنوز کشتیاں پوری طرح سے فراہم نہ ہو سکی تھیں کہ ابنِ ابی الساج نے رات کے وقت تکریت سے کوچ کر دیا تمام رات سفر کیا کرتا تھا اور دن کو کسی مقام میں چھپ جاتا تھا غرض سفر و قیام کرتا ہوا چوتھے روز موصل کے قریب پہنچا اسحاق کو اس کی خبر لگ گئی وہ موصل کی جانب لوٹ پڑا۔ ابنِ ابی الساج کی رکاب میں دو ہزار فوج تھی اور اسحاق کے ساتھ بیس ہزار نبرد آزما تھا موصل کے باہر قصر حرب میں ہنگامہ کارزار گرم کیا گیا باوجودیکہ اسحاق کی فوج زیادہ تھی مگر پھر بھی ابن ابی الساج کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکی، خود اسحاق بدحواسی کے عالم میں بھاگ کھڑا ہوا ابنِ ابی الساج نے رقہ میں پہنچ کر موفق کی خدمت میں عرض داشت بھیجی اور اس امر کی استدعا کی کہ حکم ہو تو فرات کو

---

[1] یہ واقعہ آخری ۲۷۳ھ کا ہے اور لڑائی محرم ۲۷۵ھ دمشق کے قریب مقام مثنیۃ العقاب میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبور کر کے بلاد شامیہ میں خمارویہ پر یلغار بھیج دوں موفق نے امدادی فوج کے پہنچنے تک قیام کرنے کا حکم دیا۔

اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد خمارویہ کے پاس جا کر دم لیا اور اس سے ایک تازہ دم فوج لے کر ابن ابی الساج کی طرف بڑھا دریائے فرات پر پہنچ کر ٹھہر گیا اس کنارہ پر ابن ابی الساج کی فوج پڑی ہوئی تھی اور اُس کنارہ پر اسحاق نے پہنچ کر اپنا مورچہ قائم کیا ایک مدت تک دونوں فوجیں بلا کسی لڑائی کے مقابلہ پر پڑی رہیں ایک روز شب کے وقت اسحاق نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو فرات کے عبور کر کے ابن ابی الساج کے لشکر پر شب خون مارنے کا اشارہ کر دیا ابن ابی الساج کے لشکر کو اس اچانک حملہ کی خبر نہ تھی اس وجہ سے اس کو شکست اٹھانی پڑی پھر یہ لشکر بھاگ کر ابن ابی الساج کے پاس رقہ پہنچا۔

ابن ابی الساج بحیثیت گورنر آذربائیجان: ادھر اس واقعہ کے بعد ابن ابی الساج نے ربیع الاول ۲۷۶ھ میں رقہ سے بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔ موفق نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت دی انعامات عنایت کیے۔ ادھر اسحاق نے میدان خالی دیکھ کر دیار ربیعہ اور دیار مضر غرض کل سرزمین جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو قدر افزائی کے طور پر آذربائیجان کی گورنری عنایت فرمائی۔ چنانچہ ابن ابی الساج سند گورنری حاصل کر کے آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا جس وقت وہ مراغہ کے قریب پہنچا عبداللہ بن حسین ہمدانی حاکم مراغہ نے اپنے صوبہ سے راستہ نہ دیا اور مزاحمت کی ابن ابی الساج نے بہت کچھ سمجھایا مگر جب وہ نہ سمجھا تو حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر مراغہ میں جا چھپا ابن ابی الساج نے مراغہ میں پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ایک جنگ عظیم اور محاصرہ طویل کے بعد ۲۷۸ھ میں مراغہ پر قابض ہو کر عبداللہ بن حسین کو قتل کر ڈالا اور اپنے صوبہ آذربائیجان پر بے فکری اور بیدار مغزی سے حکومت کرنے لگا۔

عمرو بن لیث: موفق نے یعقوب بن لیث کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث کو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان اور پولیس بغداد کی افسری عنایت فرمائی تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ عمرو بن لیث کی طرف سے فارس کا حکم محمد بن لیث تھا اس نے ۲۶۸ھ میں اپنے امیر (عمرو بن لیث) کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی بلکہ اس سے باغی و منحرف بھی ہو گیا عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر محمد بن لیث پر بخیال چشم نمائی اور سرکوبی فوج کشی کر دی۔ مقام اصطخر میں صف آرائی ہوئی اور نمک حرام حاکم کو شکست ہوئی۔ کمال جدوجہد سے جان بچا کر بھاگا عمرو بن لیث نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اصطخر کو بھی زیر و زبر کر ڈالا اور ایک دستہ فوج کو محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر مامور کیا۔ دو ہی چار روز کے بعد وہ گرفتار ہو کر آ گیا عمرو بن لیث نے کرمان کی جیل میں اسے قید کر دیا۔

اصفہان سے خراج کی وصولی: اسی زمانہ جنگ میں عمرو بن لیث نے احمد بن ابی الاصبغ کو احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف کے پاس اصفہان میں خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن عبدالعزیز نے جو کچھ بیت المال میں تھا سب کا سب احمد بن الاصبغ کی معرفت عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا عمرو بن لیث نے اس میں سے تین لاکھ دینار، پچاس من[1] مشک اسی

[1] من میں بہت اختلاف ہے۔ ہر زمانہ میں من کا وزن مختلف رہا ہے من طبی ۱۲ تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے۔ من عالمگیری چالیس سیر کا من تبریزی دو سو تولہ کا۔ جو بحساب وزن رائج الوقت تین سیر کے برابر ہوا اور ایک من اور ہوتا ہے جو چالیس تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے۔ جس وقت من بلا قید عالمگیری یا تبریزی کے لکھا جائے گا تو اس سے اغلب یہی من مراد لیا جائے گا۔ مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر عنبر' دو سو من عود' تین سو تھان' زربفت' ظروف طلائی' نقرئی' گھوڑے اور خوبصورت خوبصورت غلام لونڈیاں جن کی قیمت تخمیناً دولاکھ دینار تھی۔ دربارِ خلافت میں روانہ کیں اور محمد بن عبید کردی حاکم رامہرمز پر یلغار کرنے کی درخواست کی خلافت پناہی نے اجازت دے دی ۔ عمرو بن لیث نے حکم پاتے ہی ایک سپہ سالار کو بسرافسری ایک فوج جرار کے ساتھ رامہرمز کی جانب روانہ کیا۔ محمد بن عبید کردی گرفتار ہو کر عمرو بن لیث کے روبرو پیش ہوا عمرو بن لیث نے اسے قید کر دیا۔

عمرو بن لیث کی معزولی: اس واقعہ کے بعد ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو معزول کر دیا اور حجاج خراسان سفر مکہ معظمہ سے واپس آئے تو اس کی معزولی اور محمد بن طاہر کی تقرری سے آگاہ کیا اور حکم صادر فرمایا کہ برسر منبر عمرو بن لیث پر لعنت کی جائے اور صاعد بن مخلد کو فارس کی طرف عمرو بن لیث کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جائے۔ صاعد نے سامان سفر و جنگ درست کر کے فارس کی جانب کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر نے اپنی ہی نیابت میں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو مامور کیا۔

ابھی صاعد فارس تک نہیں پہنچنے پایا تھا کہ دربار خلافت سے ایک شاہی فرمان احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف حاکم اصفہان کے نام عمرو بن لیث سے جنگ صادر کرنے کا صادر ہوا۔ احمد بن عبدالعزیز نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ صبح سے ظہر کے وقت تک بڑے زور و شور کی لڑائی ہوتی رہی عمرو بن لیث کے ہمراہ پندرہ ہزار فوج تھی اور شاہی لشکر کی تعداد بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ عصر کے وقت عمرو بن لیث کو شکست ہوئی درہمی (عمرو بن لیث کا سپہ سالار) زخمی ہوا سو سردار نامی نامی مارے گئے تین ہزار گرفتار کئے گئے باقی لشکریوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور امان کی درخواست کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا بے شمار مال واسباب ہاتھ آیا۔

ابوطلحہ اور علی بن لیث کی اطاعت: پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث کی گوشمالی اور سرکوبی کی غرض سے فارس پر فوج کشی کی عمرو بن لیث نے یہ سن کر اپنے بیٹے محمد کو ارجان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوطلحہ بن شرکب تھا اور عباس بن اسحاق کو سیراف کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ محمد اور عباس کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں تھیں کار آزمودہ اور تجربہ کار سپہ سالاروں کی ماتحتی میں تھے جس وقت ابوطلحہ موفق کے مقابلہ پر پہنچا کچھ ایسا مرغوب ہوا کہ جا کر موفق کے قدموں میں گر پڑا اور امان کی استدعا کی جو فوراً منظور کر لی گئی اور عمرو بن لیث کا بازو ٹوٹ گیا ہمت ہار کر کرمان کی جانب لوٹ آیا۔ اس کے بعد موفق کو ابوطلحہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی اور شیراز کے قریب پہنچ کر گرفتار کر لیا اور مال و اسباب اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو دے دیا اور عمرو بن لیث کی تلاش میں کرمان کا قصد کیا عمرو بن لیث یہ خبر پا کر کرمان سے نکل کر بجستان چلا آیا راستہ میں اس کا لڑکا محمد مر گیا۔ اتفاق کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ موفق بھی اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس آیا۔ اسی زمانہ میں رافع بن ہرثمہ نے خراسان کا قصد کیا اور محمد بن زید کو طبرستان میں دبا لیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ طبرستان ہی میں علی بن لیث نے اپنے دونوں بیٹوں لیث اور معدل کے ساتھ رافع کی خدمت میں حاضر ہوا جس کو کرمان میں اس کے بھائی عمرو بن لیث نے قید کر دیا تھا۔

موفق کی مراجعت: ۲۷۶ھ میں ابوتکین کے سیکرٹری (ماذرائی) نے موفق کی خدمت میں ایک خفیہ تحریر اس مضمون کی بھیج دی کہ ابوتکین کے پاس بہت سامال و اسباب ہے آپ تشریف لایئے اور سب پر قبضہ کر لیجئے۔ موفق نے یہ خبر پاتے ہی بلاد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبل کا قصد کیا وہاں پہنچ کر مطلع صاف پایا اور مایوس ہو کر کرخ آیا اور کرخ سے اصفہان کی طرف بقصد احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف روانہ ہوا احمد بن عبدالعزیز نے یہ سن کر اپنے مکان کو معہ فرش و جملہ اسباب و سامان کے موفق کی قیام کی غرض سے چھوڑ دیا اور اہل و عیال اور لشکر کو دوسرے مقام پر روانہ کر دیا۔

معتضد کی گرفتاری: موفق نے واپسی اصفہان کے بعد واسط میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ پھر واسط سے واپس ہو کر بغداد آیا اور خلیفہ معتمد علی اللہ کو مدائن میں چھوڑتا آیا۔ بغداد پہنچ کر اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو بعض اطراف بلاد اسلامیہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ معتضد نے انکار کیا۔ موفق نے قید کا حکم صادر فرمایا اور چند سپہ سالاروں کو اس کی نگرانی اور حفاظت پر مامور کیا اس سے اہلِ بغداد کو اشتعال پیدا ہوا۔ موفق کو اس کی خبر لگ گئی اور وہ سوار ہو کر میدان کی طرف آیا سپہ سالارانِ لشکر اور عوام الناس اس کی صورت دیکھ کر دم بخود ہو گئے موفق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا ''تم لوگوں کی کیا حالت ہے؟ کیا تم لوگ مجھ سے زیادہ میرے بیٹے پر مہربان ہو؟ میں نے مصلحتاً اپنے بیٹے کو تنبیہ کی غرض سے قید کیا ہے تم لوگوں کا اس معاملہ میں دخل دینا فضول ہے''۔ اہلِ بغداد یہ سن کر واپس آئے (یہ واقعہ ۲۷۶ھ کا ہے)

موفق کی علالت: جن دنوں موفق بلادِ جبل میں تھا انہیں ایام میں اسے وجع نقرس کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ واپس ہوتے ہوتے مرض ایسا ترقی پذیر ہو گیا کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تھا میانہ (پالکی) پر چلا کرتا تھا۔ ماہ صفر ۲۷۸ھ میں اپنے محل سرا پہنچا۔ اپنے سیکرٹری ابوالصقر ابنِ بلبل کو طلب کر کے حکم دیا کہ مدائن جا کر خلیفہ معتمد اور اس کی اولاد کو بلا لاؤ۔ ابوالصقر سیدھا مدائن چلا گیا اور خلیفہ معتمد کو مع اس کی اولاد کے موفق کے محل سرا میں بلا لایا معتضد کے مکان کی طرف جہاں پر وہ قید تھا نہ گیا اور نہ اُس کو موفق کی شدت علالت کی اطلاع دی۔ ہوا خواہان معتضد کو یہ ناگوار گزرا خادمان معتضد شور و غل مچاتے ہوئے معتضد کے مکان پر پہنچے قفل توڑ کر معتضد کو نکال لائے اور اس کے باپ موفق کے سرہانے لا کر بٹھا دیا۔ موفق پر اس وقت غشی طاری تھی ذرا ہوش آیا آنکھیں کھولیں تو معتضد کو بلا کر پیار کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔

اراکینِ دولت' سپہ سالارانِ فوج اور شاہی لشکر یہ خیال کر کے کہ موفق نے وفات پائی ابوالصقر کے پاس جمع ہوئے۔ پھر یہ سن کر کہ ماشاء اللہ موفق ہنوز بقید حیات ہے سب کے سب ابن ابی الساج ابوالصقر کو چھوڑ کر موفق کو دیکھنے دوڑ پڑے بعد ازاں ابوالصقر ان لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کے محل سرا میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔

موفق کی وفات: اس اثناء میں دشمنانِ ابوالصقر نے یہ خبر اڑا دی کہ ابوالصقر نے موفق کے مال و اسباب کے ذریعہ سے خلیفہ معتمد کے تقرب کی کوشش کی ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکریوں اور عوام الناس نے اس کے مکان کو لوٹ لیا عورتیں بغیر چادر اور پردہ کے نکل پڑیں۔ مثل مشہور ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ پاس پڑوس کے مکانات بھی لٹ گئے۔ جیل کے دروازے توڑ کر قیدی رہا کر دیئے گئے موفق کو پھر ہوش آیا تو اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد اور ابوالصقر کو خلعتیں عنایت کی سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانات پر آئے مگر معتضد نے حفاظت کے خیال سے اپنے غلام کو پولیس لین پر اور محمد بن غانم کو شرقی جانب نگرانی پر مامور کیا۔ جس وقت ماہ صفر ۲۷۸ھ کے ختم ہونے کو آٹھ راتیں باقی رہ گئیں موفق نے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا اور رصافہ میں مدفون ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حادثہ جاں گداز کے بعد سپہ سالارانِ لشکر اور ارکینِ دولت نے جمع ہو کر موفق کے بیٹے ابو العباس معتضد باللہ کی بیعت اس شرط پر کی کہ مفوض بن خلیفہ معتضد علی اللہ کے بعد ابو العباس معتضد باللہ وارث خلافت ہوگا۔ بیعت ولی عہدی کے بعد معتضد نے ابو الصقر بن بلبل کو معہ اُس کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا۔ مکانات اور کل اسباب و مال لٹوا دیا۔ قلمدان وزارت عبداللہ بن سلیمان بن وہب کے سپرد ہوا۔ محمد بن ابی الساج کو واسط کی جانب بھیجا گیا۔ تاکہ وصیف خادم معتضد کو بغداد میں واپس لائے۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی وصیف نے مراجعت سے انکار کیا اور سوس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

قرامطہ کا ظہور: قرامطہ[1] کا ابتدائی زمانہ جیسا کہ مؤرخین نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ ہے کہ اطراف کوفہ میں ایک شخص زاہد و متقی ۲۷۸ھ میں ظاہر ہوا جس کو اس وجہ سے کہ بیل پر سوار ہوا کرتا تھا کرمیط کہتے تھے جس کا معرب قرمط ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا حمدان نام اور قرمط لقب تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مدعی محبت اہلِ بیت تھا اور ان میں سے ایک آنے والے کا منتظر تھا بہت سے آدمیوں نے اس کی اتباع کر لی تھی۔ ہیصم گورنر کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اتفاق یہ ہوا کہ محافظین جیل کی غفلت کی وجہ سے بھاگ نکلا اس پر قرمط کے متبعین نے یہ اڑا دیا کہ قرمط کو قید آنے جانے سے نہیں روک سکتی۔ قرامطہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرمط وہی شخص ہے جس کی احمد بن محمد بن حنفیہ نے بشارت دی ہے۔ قرامطہ کے عقائد مذہبی سے متعلق یہ بھی ہے کہ یہ ایک کتاب پیش کرتے ہیں جس پر بسم اللہ الرحمٰن کے بعد لکھا ہوا ہے:

"یقول الفرج بن عثمان من قریته لغرانه اعیته المسیح و هو عیسیٰ و هوا لکلمة و هو المهدی" " و هو احمد بن محمد بن الحنفیة و هو جبریل و ان المسیح تصور له فی جسم انسان تهال له انک"" انداعیته و انک الجة و انک النافته و انک یحیی بن زکریا و انک روح القدس"

عقائدِ قرامطہ: اسی کتاب میں نماز کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ صرف چار رکعتیں نماز پڑھنی چاہئے۔ دو رکعت قبل طلوع آفتاب اور دو رکعت بعد غروب آفتاب اور ہر نماز میں اذان تکبیر افتتاح کے ساتھ کہی جائے۔ اذان یہ تھی "اللہ اکبر" تین بار " اشهد ان لا اله الا الله" دو بار " اشهد ان آدم رسول الله" اشهد ان لتوعاً رسول الله" اشهد ان ابراهیم رسول الله" " اشهد ان موسیٰ رسول الله" اشهد ان عیسیٰ رسول الله" اشهد ان محمد رسول الله" " اشهد ان احمد بن الحنفیة رسول اللّٰـه" صرف ایک بار اس کے بعد ہر رکعت میں استفتاح پڑھی جائے یہ استفتاح منجملہ اس کے ہے جو احمد بن محمد بن الحنفیہ پر نازل ہوائی ہے اور بیت المقدس کو قبلہ بنائے اور بجائے جمعہ دوشنبہ کو جمعہ تصور کرے اس دن میں کوئی کام دنیا کا نہ کیا جائے اور اس سورہ کو ہر رکعت میں پڑھے:

الحمد لله بكلمة و تعالىٰ باسمه المتخذ لاولیائه بادلیا یه قل ان الاهلة مواقیت للناس" ظاهر بالیعلم عدو السنین و الحساب و الشهور و الایام و باطهنا اولیائی الذین عرفوا" عبادی سهیلی اتقونی یا اولی الالباب و انا الذی لااسئل عما افعال و انا العلیم الحکیم" و انا الذی ابلو عبادی و امتحن خلقی فمن صبر علی بلائی و مختنی و اختیاری القیته" فی جنتی و نعمتی و من زال عن

---

[1] قرامطہ غلاۃ شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو سبعیہ بھی کہتے ہیں۔ اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امری و کزب رسلی خلدته سهانا فی عذابی و اتممت اجلی و اظهرت" "علی السنته رسلی فانا الذی لم یعل علی جبار الا وضعته و اذللته فبس الذی اصر" "علی امره و دوام علی جهالته و قال لن نبرح علیه عاکفین و به موقنین اولئک هم الکافرون"

اور رکوع کرے رکوع میں دوبار "سبحان ربی و لاب العزة عما الصف الظالمون" پڑھے۔ بعدازاں سجدہ کرے سجدہ میں "اللہ اعلی" دوبار "اللہ اعظم" ایک بار کہے سال بھر میں دو دن روزہ رکھے ایک مہرجان میں دوسرا نیروز میں۔ نبیذ حرام ہے۔ شراب حلال ہے۔ جنابت میں غسل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وضو کر لینا کافی ہے دم دار اور جنگل والے جانوروں کا کھانا حرام ہے اور جو شخص قرامطہ کا مخالف ہو اور مقابلہ پر آئے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر برسر مقابلہ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے۔ اسی قسم کے دعاوی شنیعہ اور مسائل متعارضہ اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب نہایت لغو اور جھوٹا ہے۔

فرج بن یحییٰ جس کے متعلق قرامطہ کی کتاب مذکور کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ یہ قرامطہ کا داعی ہے قرامطہ اس کو ذکرویہ میں مہرویہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا ظہور قبل واقعہ قتل خبیت ہوا ہے اور اس نے اُس سے امان طلب کی تھی۔ اس کے پاس گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ ایک سو تلواریں ہیں آؤ ہم اور تم مذہبی مناظرہ کر کے ایک مذہب پر ہم اور تم ہو جائیں تاکہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کے معین و مددگار ہوں۔ خبیت نے اس رائے کو پسند کیا اور دونوں میں مناظرہ ہوا اتفاق یہ کہ دونوں مختلف الرائے ہو گئے۔ قرمط واپس آیا۔ قرمط اپنے کو "القائم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعض مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ قرمط خوارج ازارقہ کے معتقدات کا مقلد ہے۔ واللہ اعلم

طرسوس کی بغاوت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ بازمان نے طرسوس میں اپنے آقا احمد بن طولون سے سرکشی و بغاوت کی تھی اور احمد بن طولون نے تنبیہ اور ہوش میں لانے کے غرض سے بازمان پر محاصرہ ڈال تھا اور بازمان نے قلعہ بندی کر لی تھی مگر کچھ عرصہ بعد احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کی اطاعت قبول کر لی تھی بہت سا مال و اسباب اور آلاتِ جنگ نذر کئے تھے جس سے طرسوس میں بازمان کی حکومت بدستور قائم رہ گئی۔ ۲۷۸ھ میں بہمراہی احمد جعفی لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا تھا اسکندریہ پر محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اتفاق سے ایک پتھر آ لگا جس سے زخمی ہو گیا بوقت واپسی راہ میں مر گیا اور اسے طرسوس میں لا کر دفن کیا گیا۔

بازمان جس وقت لشکر صائفہ کے ساتھ جا رہا تھا طرسوس میں ابن عجیف نامی ایک شخص کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا گیا تھا چنانچہ اس کے انتقال کے بعد خمارویہ نے ابن عجیف کو بحال رکھا فوج، ہتھیار اور مال سے بھی اس کی مدد کی چند دنوں کے بعد معزول کر کے اپنے چچازاد بھائی محمد بن موسیٰ بن طولون کو مامور کیا۔ جب موفق نے اس جہان فانی کو چھوڑا تو اس کے خدام میں سے ایک خادم راغب الی الشک نامی جہاد کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا خلیفہ معتضد سے سرحدی بلاد کی طرف جانے کی اجازت طلب کی اور پھر سامان جنگ و سفر درست کر کے طرسوس پہنچا۔ کل سامان طرسوس میں اپنے ہمراہیوں کے سپرد کر کے خمارویہ سے ملنے کو دمشق چلا گیا۔ خمارویہ نے بڑی عزت کی۔ آؤ بھگت سے ملا۔ راغب کو بھی خمارویہ سے دلچسپی ہوئی ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ہمراہیوں کو جو طرسوس میں تھے۔ یہ خیال پیدا ہوا کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر لیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ یقین کے درجہ پر پہنچ گیا ہمراہیانِ راغب نے اہلِ شہر سے اپنے اس غلط خیال کو ظاہر کیا اہلِ شہر کو سخت برہمی پیدا ہوئی جمع ہو کر دفعتہً حملہ کر دیا اور محمد بن موسیٰ کو گرفتار کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع خمارویہ کو ہوئی اسی وقت راغب کو طرسوس کی جانب روانہ کیا۔ راغب نے طرسوس میں پہنچ کر اہلِ طرسوس کو اس عامیانہ فعل پر ملامت کی اور محمد بن موسیٰ کو رہا کرا دیا۔ محمد بن موسیٰ رہا ہو کر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف حکومتِ طرسوس پر بحال ہو گیا۔

خوارج اور اہلِ موصل میں معرکہ: ہم یہ اوپر لکھ آئے ہیں کہ ہارون بن سلیمان خارجی سرات میں تھا اور بنی شیبان اس سے آئے دن مقابلہ کیا کرتے تھے اور بلاد موصل کو قتل و غارت سے اکثر تہ و بالا کر دیتے تھے۔ ۲۷۹ھ میں اسی عادت کے مطابق بنی شیبان نے جمع ہو کر مینوی (مضافات موصل) پر دھاوا بول دیا۔ ہارون، حمدان بن حمدون تغلبی اور رؤسا موصل بن شیبان کے مقابلہ اور مدافعت کو آئے۔ بنی شیبان کے ہمراہ ہارون بن سیماد (احمد بن عیسیٰ بن شیخ شیبانی کا آزاد غلام) بھی تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداجق نے اپنے باپ اسحاق کی وفات کے بعد صوبجات موصل اور دیار ربیعہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا تھا مگر اہلِ موصل نے ہارون بن سیما کی حکومت کو پسند نہ کیا اور اُسے اپنے شہر سے نکال دیا۔ ہارون بن سیما استمداد کی غرض سے بنی شیبان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ ہو کر خوارج پر حملہ آور ہوا جس وقت دونوں فریقوں نے صف آرائی کر کے گھمسان کی لڑائی شروع کر دی اور ایک دوسرے سے متصادم ہوئے تو بنی شیبان بھاگ کھڑے ہوئے۔ خوارج کا لشکر لوٹنے میں مصروف ہو گیا۔ بنی شیبان نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور کامیاب ہو گئے۔

محمد بن یحییٰ کی تقرری و معزولی: ہارون بن سیما نے جن دنوں اہلِ موصل نے اس کو اپنے شہر کی حکومت پر متمکن نہ ہونے دیا تھا۔ محمد بن اسحاق بن کنداجق کو اہلِ موصل کی سرکشی کی کیفیت لکھ بھیجی تھی اور امداد طلب کی تھی۔ چنانچہ محمد بن اسحاق خود ایک لشکر عظیم الشان کے موصل پر آ پہنچا اہلِ موصل بے حد خائف و ہراساں ہوئے۔ بعض امراء موصل بغداد چلے گئے اس فکر میں کہ دربارِ خلافت سے محمد بن اسحاق کو معزول کر کے ایک دوسرا گورنر مقرر کرا لائیں اتفاق یہ کہ محمد بن یحییٰ مجروح کی طرف ہو کر گزرا اس کو معتضد نے راہ کی حفاظت پر متعین فرمایا تھا اہلِ موصل اس سے ملے ربط و اتحاد پیدا کیا اسی اثناء میں دربارِ خلافت سے بلا کسی تحریک کے محمد بن یحییٰ کے نام گورنری موصل کا فرمان آ گیا۔ پھر کیا تھا موصل میں پہنچ کر قبضہ کر لیا ابن کنداجق کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ خمارویہ کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجے موصل کی امارت پر بحال رہنے کی درخواست کی۔ وہاں تو دربارِ خلافت سے جدید گورنر مقرر ہو کر آ گیا تھا۔ درخواست منظور نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد دربارِ خلافت سے مجروح کے نام معزولی کا حکم آیا اور علی بن داؤد کردی کو سندِ گورنری مرحمت ہوئی۔

بیرونی مہمات: ۲۵۷ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ میخائیل بن روخیل بادشاہ قسطنطنیہ کو اس کے ایک قریبی رشتہ دار مسک معروف بہ صقلبی نے اس کی حکومت کے چودھویں برس غفلت کی حالت میں حملہ کر کے مار ڈالا اور خود حکومت پر قابض ہو گیا۔ ۲۵۹ھ میں رومیوں نے بلادِ اسلامیہ پر فوج کشی کی پہلے تو سمیاط پر آ اترے اور پھر ملیط پر حملہ کیا اہلِ ملیط مقابلہ پر آئے اور ایک خوں ریز جنگ کے بعد رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک بطریق منجملہ ان کے بطریقوں کے اس معرکہ میں مارا گیا۔

رومیوں کا کرکرہ پر قبضہ: ۲۶۳ھ میں رومیوں نے قلعہ کرکرہ پر قبضہ کر لیا اسباب یہ پیدا ہوئے کہ احمد بن طولون قبل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت مصر حدود طرسوس کی طرف سے بلاد کفار پر اکثر جہاد کیا کرتا حکومت مصر پر مامور ہونے کے بعد طرسوس کو صوبہ مصر میں ملحق کر لینے کی درخواست موفق نے نامنظور کر دی اور محمد بن ہارون تغلبی کو طرسوس کا والی مقرر کر کے روانہ کر دیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ جس وقت محمد ہارون دجلہ کے راستہ طرسوس کو جا رہا تھا مساور خارجی کے ہمراہیوں نے اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا تب بجائے اس کے دربارِ خلافت سے اماجور بن اولغ بن طرخان ترکی مامور ہوا یہ بہت متکبر اور نہایت جاہل مزاج تھا۔ اہلِ طرسوس کے ساتھ کج ادائی اور ظلم کے برتاؤ کئے اہلِ کرکرہ (یہ ایک قلعہ قریب طرسوس کے تھا) کی رسد بند کر دی اہلِ کرکرہ نے اہلِ طرسوس کو رسد بند کر دینے کی شکایت لکھی اہلِ طرسوس نے پندرہ ہزار دینار کا چندہ کیا اماجور نے اس کو بھی دبا لیا اور اہلِ قلعہ کرکرہ کو صاف جواب دے دیا۔ اہلِ کرکرہ نے مجبور ہو کر قلعہ چھوڑ دیا رومیوں نے جو ایک مدت سے اسی تاک میں تھے پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

ابن طولون کا بلاد شامیہ پر قبضہ: اہلِ طرسوس کو اس قلعہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا نہایت افسوس ہوا اس وجہ سے کہ یہ قلعہ ایسے مقام پر واقع تھا کہ دشمنان دین جہاں ذرا سی نقل و حرکت کرتے اہلِ قلعہ کو فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔ دربارِ خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی۔ خلیفہ معتمد نے احمد بن طولون کے نام سند گورنری طرسوس بھیج دی اور یہ حکم دیا کہ سرحد کی محافظت پر جس کو مناسب و لائق تصور کرو مقرر کرو تا کہ سلسلہ جہاد منقطع نہ ہو۔ اسی اثناء میں اماجور گورنر دمشق کا انتقال ہو گیا اور احمد بن طولون نے کل بلاد شامیہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

عبداللہ بن رشید کی بلادِ روم پر فوج کشی: ۲۶۴ھ میں عبداللہ بن رشید بن کاؤس نے چالیس ہزار سرحدی شامی فوج کے ساتھ بلاد روم پر چڑھائی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ خوش و خرم واپس آ رہا تھا جوں ہی بدبدوں سے نکلا۔ سلوقیہ، فرہ کوکب اور خرشنہ کے بطریقوں نے غفلت کی حالت میں اسلامی فوج پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی اسلامی فوج نے بھی جی توڑ کر مقابلہ کیا مگر ان کی قسمت نے ان کا فیصلہ اس سے پیشتر کر دیا تھا اکثر شہید ہوئے باقی ماندہ جان بچا کر سرحدی اسلامی بلاد پر پہنچے عبداللہ بن رشید کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

اذنہ پر حملہ: ۲۶۵ھ میں روم کے پانچ بطارقہ نے اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے اذنہ پر حملہ کیا اہلِ اذنہ کو ان کی فوج کشی کی اطلاع نہ تھی شدید نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے چار سو مسلمان شہید اور اتنے ہی گرفتار ہو گئے ازجوز والی ثغور کو اس غفلت کے الزام میں معزول کر دیا گیا اور مرابط کو سند حکومت عطا کی گئی اسی سنہ میں بادشاہ روم نے عبداللہ بن رشید کو اور ان قیدیوں کو جو اس کے ساتھ تھے چند جلد قرآن کے ساتھ احمد بن طولون کے پاس بطور ہدیہ کے روانہ کیا۔

معرکہ صقلیہ: ۲۶۶ھ میں اسلامی بیڑہ جنگی جہازات کا رومیوں کے جنگی بیڑہ سے مقام صقلیہ میں مقابلہ ہوا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر اسلامی بیڑہ جنگی کو شکست ہوئی رومیوں نے مسلمانوں کی متعدد کشتیاں قبضہ میں کر لیں باقی ماندہ نے صقلیہ میں جا کر دم لیا۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دیار ربیعہ کی طرف خروج کیا مگر سردی کی تیزی نے رومیوں کی گرمی دماغی اور جوشِ جنگ کو ٹھنڈا کر دیا سرحد پر پہنچ کر آگے قدم نہ بڑھا سکے۔

احمد بن طولون کے نائب نے بھی اسی سنہ میں بسر گروہی تین سو طرسوسی فوج کے ساتھ بلاد شامیہ کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رومیوں کے ملک پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا چار ہزار رومی مقابلہ پر آئے اور باوجود اس کثرت کے شکست کھا کر بھاگ گئے اور بے حد مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

۲۶۸ھ میں بادشاہ روم نے بلاد اسلامی پر فوج کشی کی اور ملطیہ میں پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہلِ مرغش یہ خبر پا کر اہلِ ملطیہ کی مدد کو آ پہنچے بادشاہ روم اپنا سامنہ لے کر واپس گیا۔

اسی سنہ میں خلف فرغانی (ابن طولون کے عامل) نے حدود شام کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کیا دس ہزار رومی مارے گئے بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا چالیس چالیس دینار ایک ایک سپاہی کے حصہ میں آئے۔

قلمیہ میں رومیوں کو شکست: ۲۷۰ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے پیش قدمی کی اور قلمیہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا قلمیہ طرسوس سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا بازمار (والی طرسوس) نے غفلت کی حالت میں رومیوں پر شب خون مارا ستر ہزار رومی مارے گئے۔ ایک گروہ بطریقوں کا قید کر لیا گیا اور بطریق البطارقہ (بطریقوں کا سردار) بھی اسی معرکہ میں کام آیا۔ سات صلیبیں طلائی و نقرئی چھین لیں۔ صلیب اعظم بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی جو جواہرات سے لیس تھی۔ پندرہ ہزار گھوڑے اسی قدر زینیں اسی قدر تلواریں، چار کرسیاں طلائی، دو سو علم نقرئی بائیس علم دیبائی اور بے شمار ظروف نقرئی ہاتھ آئے۔

بازمار کی وفات: پھر ۲۷۳ھ میں بازمار نے بسرافسری لشکر صائفہ رومیوں پر جہاد کیا ہزاروں کو تہ تیغ کر کے سینکڑوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر طرسوس واپس آیا۔ ۲۷۸ھ میں احمد جعفی طرسوس میں داخل ہوا اور بازمار کے لشکر کے ہمراہ صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا شکند پر پہنچ کر عساکر اسلامیہ نے محاصرہ کر لیا حالت جنگ میں اتفاق سے منجنیق کا ایک پتھر بازمار کو آ لگا وہ زخمی ہو گیا اور لڑائی موقوف کر دی، محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا راہ میں جاں بحق تسلیم کر دی مسلمانوں نے طرسوس لا کر دفن کر دیا۔

گورنروں کی خودمختاری: خزانہ دولت اور اعضائے حکومت کے مضمحل و کمزور ہو جانے سے چاروں طرف فتنہ و فساد کا بازار آئے دن گرم ہو رہا تھا امن و امان کا نام باقی تھا اور معنی نہیں تھے اندرونی نفاق اور بیرونی فساد کی کوئی حد نہ تھی امراء سلطنت نزدیک و دور جس ملک کو چاہتے دبا لیتے تھے۔ چنانچہ بنو سامان نے ماوراء النہر کو اور صفار نے سجستان، کرمان اور ملک فارس کو خلیفہ وقت کے گورنروں کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بجائے خود ایک حکومت قائم کر دی۔ خراسان کی حکومت بنی طاہر کے قبضہ سے نکل گئی تاہم یہ سب خلیفہ وقت کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مسجدوں میں پڑھا کرتے تھے۔

بغاوتیں: حسن بن زید نے طبرستان اور جرجان کو علم خلافت کے برخلاف دبا لیا۔ دیلم میں ابن سامان و صفار سے اور اصفہان میں عساکر خلیفہ سے معرکہ آرائی کی۔ زنگیوں کا سردار (خبیث) بصرہ و ابلہ پر واسط اور کور دجلہ تک بجبر و بزور تیغ قابض و متصرف ہو گیا جس سے دولتِ عباسیہ کو سخت ترین دقتوں کا سامنا کرنا پڑا آتش فساد چاروں طرف پھیل گئی۔ موفق نے اسی ہنگامہ کے فرو کرنے میں اپنی عمر تمام کر دی۔ مگر اس فتنہ کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ بلاد موصل اور جزیرہ میں خوارج نے بغاوت کی آگ روشن کی اسی کے قرب میں بنی شیبان اور اکراد نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پاؤں نکالے۔ ابن طولون نے مصر و شام پر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن اغلب نے افریقیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کر لیا مگر علم خلافت کے مطیع اور اس کی خلافت کو تسلیم کرتے رہے (البتہ مغرب اقصیٰ اور اندلس کا سلسلہ خلافت عباسیہ سے بالکل منقطع ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں)۔

مسلوب الاختیار خلیفہ: خلیفہ معتمد اپنے زمانہ خلافت میں نام کا خلیفہ تھا یا شطرنج کا بادشاہ نہ اس کے اوامر اور احکام کی تعمیل ہوتی تھی اور نہ اس کی ممانعت کرنے سے کوئی باز آتا تھا ارا کین دولت اور اعیانِ سلطنت کاٹ کی پتلی کی طرح ان کے بھائی موفق کے ہاتھ میں تھے وہ جس طرف چاہتا پھیر دیتا جو چاہتا ان سے کرا لیتا۔ طرہ یہ تھا کہ ان دونوں بھائیوں کے بھی مطیع ومعدودے چند امراء تھے کیونکہ جنہوں نے علم خلافت کے خلاف ممالک اسلامیہ کو دبا لیا تھا ان میں سے اکثر ایسے تھے جو کہ موفق اور معتمد کے ماتحت نہ تھے۔ ہاں بعض بعض جو ہنوز غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لئے ہوئے تھے اور ان کا جو کچھ حال ہم کو معلوم ہوا ہے اس کو ہم احاطۂ تحریر میں لاتے ہیں۔

گورنروں کی تقرریاں: خلیفہ معتمد کے زمانہ خلافت کے شروع میں قلمدان وزارت عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے سپرد ہوا جعلان کوتر کی عساکر شاہی کا امیر بنا کر زنگیوں سے جنگ کرنے کو بصرہ بھیجا گیا اس کا جو انجام زنگیوں کے ہاتھوں ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بعد ازاں بنی شیبان سے عیسیٰ بن شیخ کو دمشق کی گورنری مرحمت ہوئی حکومت دمشق پر پہنچتے ہی اس کی آنکھیں ایسی بلند ہوئیں کہ دربارِ خلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا۔ حسین (خلیفہ کا خادم) خراج وصول کرنے کو بغداد سے دمشق میں آیا۔ عیسیٰ بن شیخ نے یہ حیلہ کر دیا کہ میں نے فوج کی درستی اور لشکر کی فراہمی میں صرف کر ڈالا۔ خلیفہ معتمد نے خلافت عباسیہ کی دعوت قائم کرنے کی غرض سے عیسیٰ کو ارمینیہ کی حکومت کی سند عطا کی اور اماجور کو دمشق کی اماجور سے جب دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اماجور سے مزاحمت اور جنگ کرنے کو بھیجا اماجور اور منصور میں لڑائی ہوئی۔ انجام یہ ہوا کہ منصور مارا گیا۔ عیسیٰ نے یہ خبر پا کر ساحل کے راستہ ارمینیہ کا قصد کیا اور اماجور نے ایک فاتح کی حیثیت سے دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

خانقین کا معرکہ: ۲۵۶ھ[1] میں موسیٰ بن بغا اور مساور خارجی سے مقام خانقین میں معرکہ آرائی ہوئی چونکہ مساور کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی اور موسیٰ بن بغا کے ہمراہ صرف دو سو آدمی تھے۔ اس وجہ سے خوارج کو شاہی فوج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اسی سنہ میں اہلِ فارس سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نامی ایک شخص نے حرث بن سیما والی فارس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لڑائی کی نوبت آئی انجام یہ ہوا کہ حرث بن سیما مارا گیا اور محمد بن واصل نے فارس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

علی بن زید کی بغاوت: اسی سنہ میں حسن بن زید طالبی نے رے کو دبا لیا موسیٰ بن بغا نے یہ خبر پا کر رے پر چڑھائی کر دی اور حسن بن زید کے لشکر کو بزور تیغ نیچا دکھا دیا۔ اسی سنہ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں علم بغاوت بلند کر کے خلافت عباسیہ کے گورنر کو نکال دیا دربارِ خلافت سے کیجور ترکی کو اس علم مخالفت کو گرانے اور علی بن زید کو سر کرنے کو بھیجا گیا۔ علی بن زید یہ سن

---

[1] اسی سنہ میں امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری جعفی صاحب مسند صحیح بخاری نے وفات پائی۔ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لشکر مرتب کرنے کی غرض سے کوفہ چھوڑ کر قادسیہ چلا گیا اور قادسیہ سے خفان' پھر خفان سے بلاد بنی اسد کا راستہ لیا کیجور نے کوفہ سے فوجیں بھیجیں۔ باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر کیجور کی فوجیں کوفہ لوٹ آئیں اور علی بن زید سرمن رائے جا پہنچا۔

زنگیوں کی سرکوبی: ۲۵۷ھ میں خلیفہ معتمد نے جس وقت زنگیوں کی سرکشی و بغاوت حد سے متجاوز ہوگئی اپنے بھائی موفق کو کوفہ' حرمین اور یمن کی گورنری عنایت فرمائی کچھ عرصہ بعد بغداد' سواد' رے' بصرہ' اہواز اور فارس کی سند حکومت بھی مرحمت کی اور یہ حکم دیا کہ بصرہ' کودجلہ' یماما اور بحرین پر بجائے سعید بن صالح کے یارجوج کو متعین کیا جائے۔ چنانچہ یارجوج نے اپنی تقرری کے بعد منصور بن جعفر خیاط کو اپنی جانب سے ان بلاد پر مقرر کیا اور خود اہواز میں جا کر مقیم ہو گیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن مولد زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجا گیا' دس روز تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بالآخر احمد بن مولد زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگا بطائح پہنچا ان دنوں بطائح پر سعید بن احمد باہلی قابض تھا احمد بن مولد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا۔

حسن بن زید کا خراسان پر قبضہ: اسی سنہ میں یعقوب صفار نے فارس اور بعض صوبجات خراسان پر قبضہ حاصل کر لیا اور بعد قبضہ حاصل کر لینے کے دربار خلافت سے انہیں بلاد مقبوضہ کو سند حکومت بھی عنایت ہوگئی۔ اسی سنہ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن طاہر والی خراسان تھا یہ خبر پا کر مقام جرجان میں مقابلہ پر آیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس سے محمد بن طاہر کی حیثیت اس قدر گر گئی کہ اکثر شہر صوبہ جرجان کے اس کے قبضہ سے نکل گئے اور جو معدودے چند باقی رہ گئے وہ بھی آئے دن بغاوت اور سرکشی پر آمادہ تھے۔

مصر پر ابن طولون کا محاصرہ: اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے مصر اور مضافات مصر کی سند حکومت یارجوج کو مرحمت فرمائی۔ یارجوج نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو مقرر کیا اتفاق وقت سے اس کے ایک سال بعد یارجوج کا انتقال ہو گیا اور احمد بن طولون نے مصر کو معہ اس کے مضافات کے دبا لیا۔ اسی سنہ میں عبدالعزیز بن ابی ولف والی رے نے حسن بن زید علوی والی طبرستان کے خوف سے رے کو چھوڑ دیا۔ حسن بن زید نے اپنے اعزہ میں سے قاسم بن علی بن قاسم کو بھیج کر رے پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہ نہایت کج خلق اور بدمزاج تھا اہل رے کے ساتھ سخت کج ادائی کے برتاؤ کیے۔

موفق اور مسرور بلخی کی اسناد حکومت: ۲۵۸ھ میں منصور بن جعفر خیاط جنگ زنگیاں میں مارا گیا یارجوج نے بجائے اس کے صوبجات بصرہ وغیرہ پر اصطیخور کو متعین کیا اور خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو دیار مصر' قنسرین اور عواصم کی سند حکومت عنایت فرما کر زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس مہم میں موفق کے ہمراہ مفلح بھی تھا چنانچہ مفلح انہیں لڑائیوں کی نذر ہو گیا اور لڑائی ناتمام کی ناتمام رہ گئی۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے موصل اور جزیرہ کی سند حکومت مسرور بلخی کو عنایت ہوئی اس سے اور مساور شیبانی خارجی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر اکراد یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں احمد بن واصل نے علم شاہی کے آگے گردن اطاعت جھکاوی اور فارس کو محمد بن حسن بن ابی فیاض کے حوالہ کر دیا۔

والی کوفہ کی سرکشی و قتل: ۲۵۹ھ میں اصطیخور والی صوبجات بصرہ وغیرہ نے اہواز میں وفات پائی۔ خلیفہ معتمد

[1] ماہ ذی قعدہ تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہفتم صفحہ ۹۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے موسیٰ بن بغا کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اسی سنہ میں یعقوب صفار نے بقیہ بلاد خراسان پر قبضہ حاصل کر کے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں کیجور ترکی والی کوفہ نے بغیر اجازت سامرا کا قصد کیا۔ دربارِ خلافت سے واپس کا حکم صادر ہوا کیجور نے کچھ خیال نہ کیا اس پر خلیفہ معتمد نے چند سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اس باغی و سرکش کا سر اتار لاؤ مقام جکرا میں کیجور سے ملاقات ہوئی ان سپہ سالاروں نے اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر خلیفہ معتمد کے روبرو لا کر رکھ دیا اسی سنہ میں حسن بن زید کا قومس پر قبضہ ہو گیا اور مابین محمد بن فضل بن قیسان اور وہشودان بن حسان دیلمی کی لڑائی ہوئی۔ وہشودان شکست کھا کر بھاگا۔ اسی سنہ میں شرکب حمال نے مرو اس کے اطراف کو لوٹ لیا اور کامیابی کے ساتھ اُن پر قابض ہو گیا۔

طبرستان، موصل اور حمص کے واقعات: ۲۶۰ھ میں یعقوب بن صفار اور حسن بن زید سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی حسن بن زید کو شکست ہوئی۔ یعقوب نے قبضہ کر لیا اسی سنہ میں اہلِ موصل نے اپنے گورنر اذکرتکین بن اساتکین کو نکال باہر کیا۔ اساتکین[1] نے اہلِ موصل کی سرکوبی کی غرض سے اسحاق بن ایوب کو بیس ہزار فوج کی جمعیت سے موصل کی جانب روانہ کیا اس مہم میں حمدان بن حمدون تغلبی بھی اسحاق کے ہمراہ تھا اہلِ موصل نے اسحاق کو بھی شہر میں گھسنے نہ دیا جنگ پر آمادہ ہوئے یحییٰ بن سلیمان نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا مگر بالآخر اسحاق نے موصل پر قبضہ کر ہی لیا۔

اسی سنہ میں اعراب نے مجور والی حمص کو قتل کر ڈالا۔ دربارِ خلافت سے بکتمر کو سند حکومت عطا ہوئی۔ اسی سنہ میں ابو الردینی عمر بن علی کو آذربائیجان کی گورنری عنایت ہوئی اس وجہ سے یہ مشہور ہو گیا تھا کہ علاء بن احمد ازدی والی آذربائیجان بعارضہ فالج مبتلا ہو گیا مگر جس وقت ابو الردینی آذربائیجان کے قریب پہنچا علاء نے چارج دینے سے انکار کیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علاء کو شکست ہوئی اثناء دار و گیر میں مارا گیا ابو الردینی نے آذربائیجان اور اس پر جو علاء چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا جس کی تعداد دو کروڑ سات لاکھ درہم تھی۔ اسی سنہ میں علی بن زید سپہ سالار کوفہ خبیث زنگیوں کے سردار کے ہاتھوں مارا گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفاء: ۲۶۱ھ[2] میں خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو ان صوبجات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے اہواز، بصرہ، بحرین اور یمامہ کی حکومت بھی عنایت کی چنانچہ اس نے عبدالرحمٰن بن مفلح کو ان صوبجات پر مامور کیا اور محمد بن واصل سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عبدالرحمٰن بن مفلح نے فارس میں پہنچ کر محمد بن واصل سے لڑائی چھیڑ دی مگر محمد بن واصل سے شکست کھا کر بھاگا اور قید کر لیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ موسیٰ بن بغا نے اس صوبہ کی آئے دن بغاوت سے گھبرا کر استعفاء دے دیا تب اس صوبہ کی حکومت ابو الساج کو مرحمت ہوئی اور زنگیوں نے اہواز کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اسی وجہ سے ابو الساج کو معزول کیا گیا اور بجائے اس کے ابراہیم بن سیما کو ان صوبجات کی سند گورنری عنایت ہوئی اور محمد بن اوس بلخی

---

[1] خلیفہ معتمد نے اساتکین کو موصل کی گورنری پر مامور کیا تھا اس نے ماہ جمادی الاول ۲۶۹ھ میں اپنے بیٹے اذکرتکین کو روانہ کیا تھا۔ تفصیل مطلوب ہو تو دیکھو ترجمہ تاریخ ہذا جلد ہفتم صفحہ ۳۲۷۔

[2] اسی سنہ میں امام فن حدیث ابو الحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری صاحب صحیح مسلم نے وفات پائی۔ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو طریق خراسان کی حفاظت سپرد کی گئی۔ یعقوب بن صفار نے حکومت کے ردو بدل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی بجستان سے فارس کی طرف قدم بڑھایا محمد بن واصل مزاحمت کی غرض سے آیا لیکن ناکام رہا۔ یعقوب صفار نے فارس کو بھی لے لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

موفق کی ولی عہدی کی بیعت: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کے بعد اپنے بھائی موفق کی ولی عہدی کی بیعت لی اور بصرہ کی جانب اس ہنگامہ کو فرو کرنے کو روانہ کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو جنگ زنگیان پر پہلے روانہ کیا بعد ازاں خود بھی چڑھائی کر دی اور اسی سنہ میں محمد بن زید و یہ یعقوب صفار سے علیحدہ ہو کر ابن ابی الساج کے پاس اہواز چلا آیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو پھر خراسان کی گورنری مرحمت فرمائی جائے اور اسی سنہ میں نصر بن احمد بن سامان نے سمرقند اور ماوراء النہر کو دبا لیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی حکومت پر مامور کیا اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خضر بن احمد بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی گورنری عنایت کی۔ حسین بن زید طبرستان کی جانب واپس آیا اور یعقوب صفار کے ہمراہیوں کو عمال کو نکال دیا۔ شالوس کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا اور اہل شالوس کی جاگیروں اور زمینوں کو دیلم کو دے دیا اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خراسان' رے' طبرستان اور جرجان کے حجاج کو جمع کر کے یہ امر ظاہر کر دیا کہ میں نے یعقوب صفار کو نہ تو خراسان کی گورنری دی ہے اور نہ اس نے میری مرضی سے کوئی کام کیا ہے میں اس سے اور اس کے کل فعلوں سے بری ہوں۔ اسی سنہ میں مساور خارجی نے یحییٰ بن جعفر (صوبہ خراسان کے ایک شہر کا والی تھا) کو قتل کر ڈالا مسرور بلخی یہ خبر پا کر مساور خارجی کے تعاقب میں دوڑا موفق نے بھی مساور سے بدلہ لینے کی کوشش کی مگر دونوں ناکام رہے۔

۲۶۲ھ میں موفق اور صفار سے لڑائی ہوئی۔ زنگیوں نے بطلیحہ اور دشت نیسان پر قبضہ کر لیا اور اہواز پر اپنی جانب سے ایک والی مقرر کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ مسرور بلخی (یہ خلیفہ معتمد کی جانب سے گورنر صوبہ اہواز تھا) نے احمد بن کیتونہ کو زنگیوں کے سرکرنے کو بھیجا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور اسی سنہ میں احمد بن عبداللہ خجستانی نے خراسان میں بنو طاہر کی ملیامیٹ کر دیا اور بالآخر صفار نے خراسان پر قبضہ کر کے خجستانی کا کام بھی تمام کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون (والی مصر) سے اَن بَن ہو گئی موفق نے موسیٰ بن بغا کو ابن طولون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ تقریباً ایک سال تک رقہ میں پڑا رہا سامان کی کمی اور قلت مال کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا اور عراق کو لوٹ آیا۔ اسی سنہ میں قطان والی موصل (مفلح کا ساتھی تھا) موصل سے دار الخلافۃ کو آ رہا تھا کہ راستے میں مقام رقہ میں اعراب نے مار ڈالا۔

۲۶۳ھ میں یعقوب صفار نے اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور مساور خارجی نے بوازیخ میں وفات پائی جس وقت کہ بقصد عساکر شاہی اپنا لشکر مرتب کر کے بوازیخ سے روانہ ہو چکا تھا۔ خوارج نے بجائے اس کے ہارون بن عبداللہ بلخی کو امیر بنایا اس نے موصل اور مضافات موصل کو علم خلافت کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں صفار کے لشکر کو ابن واصل پر فتح یابی حاصل ہوئی اور اس نے اس کو گرفتار کر لیا اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت (گھوڑے سے گر کر) مر گیا۔ اس کے بعد حسین بن مخلد کو قلمدان وزارت سپرد ہوا موسیٰ بن بغا ان دنوں جنگ عرب میں گیا ہوا تھا جس وقت واپس آیا حسن بن مخلد اس کے خوف سے روپوش ہو گیا تب بجائے اس کے سلیمان بن وہب کو عہدۂ وزارت عنایت ہوا۔ اسی سنہ میں شرکب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی جمال نے نیشا پور کو حسین بن طاہر کے قبضہ سے نکال لیا حسین بن طاہر نیشا پور سے مرو چلا آیا ان دنوں مرو میں خوارزم شاہ تھا جو حسین کے بھائی محمد بن طاہر کا بہی خواہ اور اس کا آوردہ تھا اور اسی سنہ میں زنگیوں نے شہر واسط پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن مولد نے واسط کے باہر زنگیوں سے خوب مقابلہ کیا لیکن انجام یہ ہوا کہ محمد بن مولد کو شکست ہوئی اور زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ واسط میں داخل ہو کر قتل و غارت شروع کر دی۔

اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے وزیر سلیمان بن وہب کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا اور قلمدان وزارت حسین بن مخلد کے سپرد کر دیا موفق یہ خبر پا کر سفارش کرنے کے بغداد سے سامرا آیا عبداللہ بن سلیمان بھی اس کے ہمراہ تھا خلیفہ معتمد نے سفارش منظور نہ کی۔ موفق کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اور ناراض ہو کر غربی جانب چلا ایا اور لشکر آرائی میں مصروف ہو گیا پھر دونوں بھائیوں میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا آخر الامر خلیفہ معتمد نے سلیمان بن وہب کو رہا کر دیا موفق اور اس کے ہمراہیوں مسرور، کیغلغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعتیں عنایت کیں سلیمان بن وہب بدستور ایوان وزارت میں رونق افروز ہوا۔ حسین بن مخلد اور محمد بن صالح بن شیر زادہ معہ ان اراکینِ سلطنت کے جو سامرا میں معتمد کے ہم زبان اور ساتھ تھے موفق کے خوف سے موصل کی طرف بھاگ گئے۔ موفق نے ابنِ ابی الاصبغ کے مال و اسباب کو ضبط کر لینے کا حکم دیا۔ اسی سنہ میں اماجور والی دمشق کا انتقال ہوا۔ ابنِ طولون نے شام اور طرسوس کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اس کے عامل سیما طویل کو مار ڈالا۔ ۲۶۵ھ میں مسرور بلخی کو اہواز کی سند حکومت عطا ہوئی شاہی لشکر سے زنگیوں کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اسی سنہ میں یعقوب صفار اپنی عمر کے کل مرحلے طے کر کے راہی ملک عدم ہوا اور اس کے بجائے اس کا بھائی عمرو مسند حکومت پر جانشین ہوا موفق نے بھی بجائے اس کے بھائی کے اس کو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ کرمان اور پولیس بغداد کی حکومت عنایت کی۔ اسی سنہ میں قاسم بن مہان کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت نے قاسم کا کام تمام کر دیا تب اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز (ولف کا بھائی) مامور ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن مولد یعقوب صفار کی خدمت میں (قبل از وفات) حاضر ہوا۔ یعقوب نے عزت افزائی کی۔ مگر بغداد میں اس کا مال و اسباب خلیفہ کے حکم سے ضبط کر لیا گیا۔ اسی سنہ میں موفق نے سلیمان بن وہب وزیر السلطنت اور اس کے بیٹے عبداللہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نو لاکھ دینار جرمانہ دے کر ان دونوں کو اپنے قید سے رہا کرایا اور قلمدان وزارت موفق کے حکم سے الصقر اسماعیل بن بلبل کے سپرد ہوا اسی سنہ میں موسیٰ بن اتامش، اسحاق بن کنداجق اور فضل بن موسیٰ بن بغا نے سرکشی کی اور بغداد سے کوچ کر گئے موفق نے ان کے بعد ہی صاعد بن مخلد کو روانہ کیا چنانچہ صرصر سے یہ سب واپس لائے گئے۔

۲۶۶ھ میں زنگیوں نے رامہرمز پر قبضہ کر لیا اور اساتکین نے امیر رے کو نکال کر رے کو دبا لیا پھر قزوین کی طرف بڑھا قزوین میں کیغلغ کا بھائی امیر تھا اس نے اساتکین سے مصالحت کر لی اور اس کے قبضہ اور حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو، اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف کو اور حرمین و طریق مکہ پر محمد بن ابی الساج کو مقرر کیا اور موفق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی سند حکومت عنایت کی۔ پس اس نے اپنی طرف سے دیار ربیعہ پر موسیٰ بن اتامش کو متعین کیا۔ اسحاق بن کنداجق کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی احمد بن موسیٰ کے لشکر سے علیحدہ ہو کر شہر میں چلا آیا اور چند لوگوں کو فراہم کر کے اکراد یعقوبیہ پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دے کر ابنِ مساور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارجی سے جا بھڑا اور اس کو قتل کر کے موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ موصل کے قریب پہنچ کر اہل موصل سے خراج طلب کیا ہنوز دینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ علی بن داؤد والی موصل کو اس کی خبر لگ گئی۔ یہ ان دنوں معلثایا میں تھا لشکر مرتب کر کے معہ اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کے بقصد جنگ آ پہنچا اور ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر علی بن داؤد کو شکست ہوئی اور خلیفہ معتمد نے اسحاق بن کنداجق کو صوبہ موصل کی سند حکومت عنایت کر دی ان سب واقعات کا اس سے پیشتر تذکرہ ہو چکا ہے۔

اسی سنہ میں اہل حمص نے اپنے گورنر عیسیٰ کرخی کو قتل کر ڈالا اور مابین لولوء (ابن طولون کے غلام) اور موسیٰ بن اتامش کے مقام راس عین میں لڑائی ہوئی لولوء نے موسیٰ بن اتامش کو گرفتار کر کے رقہ بھیج دیا بعد ازاں احمد بن موسیٰ سے ڈبھیر ہوئی اولاً لولوء کو شکست ہوئی احمد بن موسیٰ نے لولوء کے کیمپ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور جب فتح مند گروہ لوٹنے میں مصروف ہوا تو لولوء نے مڑ کر حملہ کر دیا احمد بن موسیٰ کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی قرقیسیا میں جا کر دم لیا اور پھر قرقیسیا سے نکل کر بغداد اور سامرا کی جانب روانہ ہوگئی۔ اسی سنہ میں احمد بن عبدالعزیز اور بکتمر سے معرکہ آرائی ہوئی بکتمر شکست کھا کر بغداد بھاگ گیا اسی سنہ میں خجستانی نے حسن بن زید پر جرجان میں حملہ کیا حسن بن زید شکست کھا کر آمد چلا گیا اور خجستانی نے کامیابی کے ساتھ جرجان اور اطراف طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ جس وقت حسن بن زید طبرستان سے جرجان کو جا رہا تھا اس وقت نظم و نسق کے لئے ساریہ پر حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن زید کو شکست ہوئی تو حسن بن محمد والیٔ ساریہ نے یہ ظاہر کر کے حسن بن زید مارا گیا اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لوگوں سے لینے کی کوشش کی چنانچہ ایک گروہ نے بیعت کر لی اس اثناء میں حسن بن زید آ پہنچا دونوں میں لڑائی ہوئی بالآخر حسن بن زید نے اپنے باغی گورنر کو شکست دے کر مار ڈالا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے نیشاپور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اس کے عمال اور ہوا خواہوں کو نیشاپور سے جلا وطن کر دیا۔ اسی سنہ میں ماہ صفر میں موفق نے خبیث (زنگیوں کے سردار) پر فوج کشی کی ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ اس کے شہر کو تاخت و تاراج کر کے نصف ۲۷۰ھ میں اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ اسی سنہ میں مابین بنی حسن (علویہ) اور بنی جعفر (جعفریہ) کے مدینہ منورہ میں لڑائی ہوئی۔

۲۶۷ھ میں خوارج مختلف الآراء ہو گئے آپس ہی میں مقام موصل میں ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے اسی سنہ میں سلطان محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ اپنے خاندان والوں کے ایک گروہ کے قید کر لیا گیا الزام یہ لگایا گیا کہ بوقت جنگ خجستانی و عمرو بن لیث خجستانی اور حسین بن طاہر سے خفیہ راہ و رسم اور خط و کتابت کرتا تھا۔ خلیفہ معتمد نے یہ سنتے ہی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ اسی سنہ میں کیغلغ ترکی اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے لڑائی ہوئی۔ احمد بن عبدالعزیز نے شکست فاش کھائی اور کیغلغ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد احمد بن عبدالعزیز نے پھر لشکر مرتب کر کے ہمدان پر چڑھائی کی اس واقعہ میں کیغلغ کو شکست ہوئی بھاگ کر صیمرہ پہنچا اور احمد بن عبدالعزیز بدستور سابق ہمدان پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے محمد بن طاہر خجستانی نے محمد بن طاہر کا نام خطبہ سے نکلوا دیا اور خلیفہ معتمد کے بعد اپنے نام کو داخل کر لیا اور اپنے ہی نام کا سکہ بھی چلایا اور بقصد عراق خراسان سے روانہ ہو کر رے تک پہنچا اہل رے نے راستہ نہ دیا لوٹ گیا۔ اسی سنہ میں ابو الساج کے ہمراہیوں نے ہیثم عجلی والی کوفہ سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ابو العباس بن موفق نے اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنہ میں ان قبائل میں ان قبائل عرب بنو تمیم بادیہ نشین کی سرکوبی کی جو بوقت جنگ زنگیوں کو رسد پہنچاتے تھے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

۲۶۸ھ میں تجستان کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے لشکری اور بازوئے حکومت رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا ایک نامور سپہ سالار تھا) کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے چنانچہ اس نے بلادِ خراسان اور خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں محمد بن لیث والی فارس نے اپنے بھائی عمرو بن لیث سے مخالفت کی عمرو بن لیث نے فوج کشی کر دی محمد بن لیث کو شکست ہوئی عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر و شیراز پر قبضہ کر لیا اور ایک دستہ فوج کو محمد بن لیث کے تعاقب پر روانہ کیا چنانچہ وہ گرفتار ہو کر آیا اور اسے قید کر دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں اذکر تکین اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف سے جنگ ہوئی جس میں اذکر تکین فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ قم پر قبضہ کر لیا اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے محمد بن عبیداللہ کردی کی گرفتاری پر ایک سپہ سالار کو مامور کیا۔ لولوء نے اسی سنہ میں اپنے آقا احمد بن طولون سے مخالفت کی اور اس سے منحرف ہو کر موفق کے پاس چلا گیا اور موفق کے ساتھ ہو کر زنگیوں سے معرکہ آرائی کی۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق سے کشیدہ خاطر اور اس پر غضب ناک ہو کر ابنِ طولون کی طرف مصر کو روانہ ہوا۔ موفق نے اسحاق بن کنداجق والی موصل کو لکھ بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو مصر نہ جانے دو دارالخلافۃ کی طرف واپس کر دو۔ اسحاق اس حکم کی تعمیل کی غرض سے آخری حدود حکومت تک گیا اور بہ حکمت عملی ان سپہ سالاروں کو جو خلافت پناہی کے ہمراہ تھے گرفتار کر کے خلافت مآب کو سامرا کی جانب لوٹا دیا۔

اسی سنہ میں عوام الناس نے اپنے امیر ابراہیم کے ایک غلام کی عورت کو نشانہ تیر اجل بنا دیا اہلِ بغداد نے ابراہیم خلجی سے اس کی شکایت و فریاد کی ابراہیم نے کچھ سماعت نہ کی عوام الناس کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ سب کے سب پہلے اس غلام پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے آگے بڑھے ابراہیم کے مکان کو لوٹ لیا اس کے ہمراہیوں اور مصاحبوں میں سے جو سامنے آ گیا مار ڈالا گیا ابراہیم بخوف جان موقع پا کر بھاگ گیا تب محمد بن عبیداللہ بن طاہر نائب بغداد سوار ہو کر عوام الناس کے مجمع کی طرف آیا یہ شخص ہر دل عزیز اور نہایت نیک تھا لوگوں کو سمجھا بجھا کر جو اب اسباب وغیرہ ان لوگوں نے لوٹ لیا تھا اس کو واپس کر لیا اور ہنگامہ فرو کر دیا۔ اسی سنہ میں خلف (ابنِ طولون کا ایک مصاحب تھا) ثغور شامیہ پر حملہ آور ہوا اور طرسوس کے قبضہ سے نکال کر قید کر لیا۔ اہلِ طرسوس کو یہ امر ناگوار گزرا مجتمع ہو کر خلف پر حملہ کر دیا اور بازمار والی طرسوس کو اس کی قید سے چھڑا لیا خلف بھاگ کر ابنِ طولون کے پاس پہنچا۔ ابنِ طولون نے چڑھائی کر دی چونکہ اہلِ طرسوس نے ابنِ طولون کی یلغار پہنچنے سے پیشتر اپنے شہر کی حفاظت پوری پوری کر لی تھی ناکامی کے ساتھ حمص لوٹ آیا۔ پھر حمص سے دمشق چلا آیا۔

اسی سنہ میں مابین علویین اور جعفریین سرزمینِ حجاز میں لڑائی ہوئی آٹھ آدمی جعفریوں کے مارے گئے والی مدینہ (فضل بن عباسی) نے بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کی دونوں گروہ اس پر ٹوٹ پڑے بہزار دقت و خرابی بسیار اس نے اپنے آپ کو ان کے ہاتھوں سے بچایا۔ اسی سنہ میں ہارون بن موفق نے اپنی طرف سے ابی الساج کو انبار، رحبہ اور طریق فرات پر مامور کیا محمد بن احمد کوفہ اور سواد کوفہ پر مقرر کیا گیا۔ محمد بن ہیثم والی کوفہ نے چارج دینے سے انکار کیا دونوں میں جنگ کی ٹھہر گئی آخر الامر ہیثم بھاگ گیا اور محمد بن احمد فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اسی سنہ میں عیسیٰ بن شیخ شیبانی والی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارمینیہ و دیار بکر نے داعی اجل کو لبیک پکارا اور جاں بحق تسلیم کر دی۔

موفق اور ابن طولون میں کشیدگی: اسی ۲۶۸ھ موفق اور ابنِ طولون کی ناچاقی حد سے متجاوز ہو گئی خلیفہ معتمد نے دار العوام میں اور ممبروں میں اعلانیہ ابنِ طولون کو لعن طعن کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اسحاق بن کنداجق کو ابنِ طولون کے صوبہ کی حدود افریقیہ اور دستہ فوج جاں نثاران کی حکومت عنایت کی۔ ابن طولون نے بھی موفق کا نام خطبہ سے سرنامہ سے نکال ڈالا۔ اسی سنہ میں ابنِ طولون نے ایک خوں ریز جنگ کے بعد رحبہ پر قبضہ کر لیا مالک بن طوق والی رحبہ شام کی طرف بھگ گیا پھر شام سے ابنِ شماخ کے پاس مقام قرقیسیا کے چلا گیا۔

۲۷۰ھ میں خبیث (زنگیوں کا سردار) مارا گیا اس کے مرنے کے بعد اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ حسن بن زید علوی والی طبرستان نے بھی وفات پائی اور اس کی بجائے اس کا بھائی محمد جانشین ہوا احمد بن طولون والی مصر بھی راہی ملک عدم ہوا اور اُس کے بیٹے خمارویہ نے زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اسحاق بن کنداجق (یہ خلیفہ کی طرف سے موصل کا گورنر تھا) نے ابنِ عباس عامل رقہ ثغور اور عواصم پر (جو ابنِ طولون کی جانب سے ان بلاد کا عامل تھا) فوج کشی کی دونوں میں بہت بڑی لڑائی ہوئی۔

۲۷۱ھ میں مابین محمد و علی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مقام مدینہ منورہ میں کشیدگی چل گئی دونوں نے باہم لڑ کر اپنے خاندان کے ایک گروہ کا کام تمام کر دیا اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا ایک مہینہ تک اس ہنگامہ کی وجہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمعہ نہ ہونے پایا۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث والی خراسان کو معزول کیا احمد بن عبداللہ بن ابی ولف سے مقام اصفہان میں معرکہ آرائی ہوئی بالآخر عمرو بن لیث کو شکست کھانی پڑی۔ خمارویہ نے اسی سنہ میں شام کو ابو العباس بن موفق کے قبضہ سے دوبارہ واپس لیا۔ ابنِ موفق بھاگ کر طرسوس پہنچا۔ جیسا کہ ہم اوپر بالتفصیل بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں دربارِ خلافت سے احمد بن محمد طائی کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ ان دنوں مکہ معظمہ کا والی یوسف بن ابی الساج تھا وہ طائی کی طرف سے بدر (طائی کا غلام) امیر حجاج ہو کر وارد مکہ معظمہ ہوا یوسف نے مسجد الحرام کے دروازہ پر بدر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کو گرفتار کر لیا لشکریوں اور حجاج نے یوسف پر حملہ کر دیا اور بدر کو قید سے رہا کرا کے یوسف کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ ۲۷۱ھ کے نصف اوّل میں اذکرتکین نے اپنے کو محمد بن زید علوی کے قبضہ سے بزور تیغ نکال لیا۔ اذکرتکین چار ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ قزدین سے آیا تھا اور محمد بن زید علوی طبرستان سے دیلم کا ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا ہوا تھا دونوں میں بہت بڑا معرکہ ہوا محمد بن زید کے ہمراہیوں میں سے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور اذکرتکین کو فتح نصیب ہوئی۔

۲۷۲ھ میں اہلِ طرسوس نے ابو العباس بن موفق کو طرسوس سے بغداد کی جانب نکال دیا اور باز مار کو اپنا امیر بنایا۔ سلیمان بن وہب وزیر السلطنت سے موفق کی قید میں وفات پائی حمدان بن حمدون اور ہارون شہر موصل میں داخل ہوئے۔ صاعد بن مخلد وزیرِ فارس سے واسط میں واپس آیا تو موفق کے حکم سے سپہ سالارانِ لشکر اور اعیانِ دولت نے اس کا استقبال کیا۔ پیادہ پا اس کے ساتھ ساتھ شہر میں آئے اور دست بوسی کی۔ مگر یہ بوجہ تکبر کسی سے مخاطب نہ ہوتا تھا اور نہ کسی سے کچھ بولتا تھا۔ اس کے بعد ہی موفق نے اس کو مع اس کے ہمراہیوں اور اہلِ و عیال کے گرفتار کر لیا اور مکانات لٹوا لئے۔ بغداد میں حکم بھیج دیا کہ اس کے بیٹے ابو عیسیٰ و صالح اور بھائی عبدون کو گرفتار کر لیا جائے بجائے اس کے کتابت (معتمدی) پر ابو الصقر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماعیل بن بلبل کو مامور فرمایا اور تنہا اس کی کتابت پر اکتفاء کیا۔ بنوشیبان نے اسی سنہ میں موصل اور اطراف موصل کو تاخت و تاراج کیا۔ ہارون خارجی نے بنوشیبان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی قصد سے فوجیں فراہم کیں اور اپنے دوستوں اور ہمدردوں کو کمک بھیجنے کو لکھا چنانچہ احمد بن حمدون تغلبی ایک فوج لے کر آ پہنچا سب کے سب جمع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہوئے دجلہ کو شرقی جانب سے عبور کر کے نہر خاور کی طرف بڑھے دونوں فریقوں کا اسی نہر پر مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں ہارون کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی۔ اہلِ نینوئی جلاوطن ہو کر نکل گئے۔

۲۶۳ھ میں اسحاق بن کنداجق اور محمد بن ابی الساج میں برہمی ہو گئی۔ محمد بن ابی الساج ابن طولون سے جاملا۔ جزیرہ موصل پر مقیم ہو کر ابنِ طولون کے نام کا خطبہ پڑھ دیا اور شرات سے نبرد آزمائی کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں موفق نے لولوء (ابنِ طولون کا غلام تھا اور موفق سے آملا تھا) کو گرفتار کر لیا اور چار لاکھ دینار جرمانہ وصول کئے اسی زمانہ میں لولوء ادبار اور انحطاط میں مبتلا ہوا تا آنکہ اپنے ولی نعمت قدیم ابنِ طولون کے بیٹے ہارون بن خمارویہ کے پاس پھر مصر واپس ہوا۔

۲۷۴ھ میں موفق نے فارس کا قصد کیا اور اس کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا عمرو کرمان و سجستان کی طرف لوٹ آیا اور موفق بغداد کی جانب چلا گیا

۲۷۵ھ میں ابنِ ابی الساج نے خمارویہ کی اطاعت سے انحراف کیا خمارویہ نے گوشمالی کی غرض سے فوج کشی کر دی دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار ابنِ ابی الساج شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا خمارویہ نے شام پر قبضہ کر کے تعاقب کیا ابنِ ابی الساج نے حدیثہ میں پہنچ کر دم لیا اور وہیں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ خمارویہ نے مراجعت کی۔ اسحاق بن کنداجق اس موقع کو مناسب تصور کر کے خمارویہ سے آملا خمارویہ نے ایک لشکر معہ چند سپہ سالاروں کے اسحاق کے ہمراہ بغرض تعاقب و گرفتاری ابنِ ابی الساج روانہ کیا۔ ہنوز اسحاق دریا عبور کرنے کے لئے کشتیاں فراہم کر رہا تھا کہ ابنِ ابی الساج اس کے آنے سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا اسحاق نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا مقام قصر حرب میں دونوں سے جنگ کی ٹھہر گئی اگرچہ اسحاق کی رکاب میں ایک عظیم الشان و کثیر التعداد فوج تھی مگر پھر بھی شکست ہوئی رقہ تک پہنچ کر ابنِ ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق سے شام تک اسحاق کے تعاقب میں بڑھ جانے کی اجازت طلب کی اس اثناء میں خمارویہ کی طرف سے ایک فوج اسحاق کی کمک پر آ گئی حدود شام میں دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی جس میں ابنِ ابی الساج کو شکست ہوئی۔ بھاگ کر موفق کے پاس چلا آیا اسحاق نے دیارِ ربیعہ و دیارِ مضر پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

اسی سنہ میں احمد بن محمد طائی نے کوفہ سے بقصد جنگ فارس عبدی پر فوج کشی کی طائی دربارِ خلافت کی طرف سے کوفہ، سواد کوفہ، خراسان، سامرا، شرط بغداد، محکمہ مال و دریا اور قطربل کا والی تھا فارس عبدی کے مقابلہ میں اس کو شکست ہوئی۔ اسی[1] شکست کے بعد موفق نے طائی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کا کل مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو سزائے قید تجویز کی۔ رافع بن ہرثمہ نے جرجان کو محمد بن زید کے قبضہ سے نکال لیا استر آباد کا دو برس تک محاصرہ کئے رہا محمد نے ۲۷۷ھ میں ساریہ اور طبرستان سے ایک فوج فراہم کر کے استر آباد کو بچانے کے لئے روانہ کی۔

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابنِ اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رستم بن قارن امان حاصل کر کے طبرستان سے رافع کے پاس چلا آیا اور علی بن لیث کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ اس کو مع اس کے دونوں بیٹوں معدل ولیث کے اس کے بھائی نے کرمان میں قید کر دیا تھا۔ اسی زمانہ میں رافع نے محمد بن ہارون کو شالوس کی جانب روانہ کیا علی بن کافی امان حاصل کر کے محمد بن ہارون سے آ ملا محمد بن زید نے یہ خبر پا کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ رافع کو اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر آراستہ کر کے فوراً کوچ کر دیا۔ محمد بن زید یہ سن کر ملک دیلم بھاگ گیا قزدین تک رافع نے تعاقب کیا اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو قزدین کو تاخت و تاراج کر کے رے لوٹ آیا۔

۲۷۶ھ میں خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے خوش ہو گیا اور سند حکومت عنایت کی اور اس کا نام پھریریوں اور ڈھالوں پر کندہ کرایا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد اس نے سرتابی کی تو عمرو بن لیث نے اس کو معزول کر دیا۔ اسی سنہ میں موفق نے بقصد اتکوتکین و جنگ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف جبل کا قصد کیا جیسا کہ ان واقعات کا اوپر ذکر ہو چکا اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کی سند حکومت عطا کی عبداللہ بن حسین والی مراغہ نے راستہ نہ دیا۔ لڑائی ہوئی ابن ابی الساج نے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی اور باوجود کامیابی کے عبداللہ کو بدستور بحال رکھا۔ ہارون خارجی نے اسی سنہ میں حدیثہ سے موصل پر چڑھائی کی اہل موصل نے معذرت کی اور سر اطاعت خم کر دیا۔ ہارون کے دل میں رحم آ گیا اور جنگ موصل سے دست کش ہو گیا۔

۲۷۷ھ میں چونکہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار' پانچ سو خلعتیں' پانچ سو خز کی چادریں اور بے شمار آلات حرب بازمار والی طرسوس کے پاس بطور تحفہ کے بھیج دیئے تھے اس وجہ سے بازمار نے خطبہ میں خمارویہ کے نام کو دعا کے ساتھ پڑھ دیا۔ بعد ازاں جب خمارویہ کو معتبر ذرائع سے اس کی خبر ہوئی تو پچاس ہزار دینار اور بھجوائے۔

۲۷۸ھ میں موفق کی وفات وقوع میں آئی بجائے اس کے معتضد کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی۔ قرامطہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موصل کے واقعات: ۲۷۹ھ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی سے معزول کر کے یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث خلافت ہو گا۔ اسی سنہ میں خوارج و اہل موصل و بنی شیبان کے مابین لڑائی ہوئی بنی شیبان کا پیشوا ہارون بن سیما تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداج نے امیر موصل کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے اس کو موصل میں امارت کی کرسی پر بیٹھنے نہ دیا تب ہارون نے بنی شیبان سے راہ و رسم پیدا کی اور ان کے ساتھ ہو کر موصل پر حملہ آور ہوا اہل موصل نے ہارون خارجی اور حمدان بن حمدون کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی اور ایک خوں ریز جنگ کے بعد بنی شیبان نے ان کو شکست دے دی۔ اس واقعہ سے اہل موصل کے دلوں پر ہارون بن سیما کے خوف کا سکہ بیٹھ گیا۔ پھر چند امراء کو بغداد کی جانب والی مقرر کرانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن یحییٰ مجروح کو جو راہ کی محافظت پر مامور تھا حکومت موصل کی سند عنایت کی۔ چنانچہ یہ ایک مدت تک موصل کی حکومت پر فائز رہا بعد ازاں اس کو معزول کر کے علی بن داؤد کر دی کو موصل کی گورنری مرحمت فرمائی گئی۔

❁ ❁ ❁

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ